توضیح المسائل

دوسری جلد

(معاملات)

مرجع عالیقدر حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ

سید محمد سعید طباطبائی حکیم (مد ظلہ)

کتاب کا نام	:	توضیح المسائل
مؤلف	:	حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ السید محمد سعید طباطبائی حکیم (دام ظلہ الوارف)
مترجم	:	حجۃ الاسلام جناب مولانا کلب صادق صاحب قبلہ
ناشر	:	دار الھلال
مطبع	:	چاپ اول
سن اشاعت	:	۲۰۰۵ء مطابق ۱۴۲۶ھ
تعداد	:	۳۰۰۰
isbn	:	964.8726.37.4

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احکام تجارت

بحث تجارت میں ایک مقدمہ، بارہ فصلیں اور ایک خاتمہ بیان ہوگا

مقدمہ

حرام کمائی اور تجارت کے بارے میں

حلال تجارت اور روزی حاصل کرنے کے لئے کوشش کرنا مستحب ہے جس کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔

۱۔ رسول خداؐ نے فرمایا: عبادت کے ستر حصے ہیں ان میں سب سے افضل حلال طریقہ سے روزی حاصل کرنا ہے۔

۲۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص لوگوں سے بے نیاز ہونے، اپنے خاندان کے ضروریات پورا کرنے اور ہمسایوں کے مشکلات کو رفع کرنے کے لئے دنیا کے پیچھے جائے (یعنی دنیوی کام کرے) وہ روزِ قیامت خدا سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں

کے چاند کی مانند درخشاں ہوگا۔

۳۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص اپنے اور اپنے اہل وعیال کے اخراجات پورا کرنے کے لئے حلال روزی تلاش کرے تو اس کی مثال اس مجاہد کی سی ہے جو راہ خدا میں جہاد کرتا ہے۔

حلال روزی حاصل کرنے کے بارے میں بہت زیادہ حدیثیں نقل ہوئی ہیں ظاہر ہے کہ ان سب کو یہاں نقل نہیں کیا جا سکتا لیکن جو لازمی اور حتمی ہے اس کو یہاں بیان کیا جاتا ہے۔ جو شخص حلال روزی حاصل کرنے کے لئے کوشش کرتا ہے اس کو پورے طریقہ سے محتاط رہنا چاہئے تاکہ حرام اور ناجائز کمائی سے شدت کے ساتھ پرہیز کرے۔ رسولؐ کا ایک مشہور خطبہ جو کہ آپؐ نے حجۃ الوداع میں دیا تھا اس میں آپؐ نے فرمایا ہے:

۴۔ جان لو کہ قاصدِ وحی، حضرت روح الامین نے، میرے دل میں یہ الہام کیا ہے کہ اس وقت تک کوئی شخص نہیں مرتا ہے جب تک کہ اپنا پورا رزق حاصل نہیں کر لیتا پس تم خدا کا تقویٰ اختیار کرو اور روزی تلاش کرنے کے لئے نیک اور اچھے راستہ کا انتخاب کرو اور آزمائش کی خاطر اگر تمہاری روزی میں تاخیر ہو جائے تو یہ تمہیں اس بات پر نہ ابھارے کہ اسے حرام طریقہ سے حاصل کرو کیونکہ خدا نے اپنے بندوں کے درمیان حلال طریقہ سے روزی تقسیم ومقرر کی ہے، حرام طریقہ سے تقسیم نہیں کی ہے۔ جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے اور صبر وشکیبائی کے راستہ پر گامزن رہتا ہے خدا اسے حلال راستہ سے روزی عنایت کرتا ہے لیکن اگر کوئی پردہ دری کرتا ہے اور عجلت سے کام لیتا ہے اور حرام طریقہ سے روزی حاصل کرتا ہے تو خداوند عالم اس کی اتنی ہی حلال روزی کم کر دیتا ہے اور قیامت کے روز اس سے سخت حساب لیا جائے گا۔

اس موضوع پر بہت زیادہ حدیثیں ہیں کہ جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔

مسئلہ ۱۶۵۰۔ کمائی، تجارت اور پیشہ وحرفہ وغیرہ میں حرام سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے شرعی احکام کا سیکھنا، لہٰذا مومنین کو اس بات کا بھرپور طریقہ سے اہتمام کرنا چاہئے اور اس سلسلہ میں سستی و کاہلی نہیں کرنا چاہئے تا کہ خدا کے حدود محفوظ رہیں، شریعت کے احکام کا نفاذ ہو اور لین دین پاک ہو جائے۔ اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا:

۵۔ میں نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے سنا ہے کہ منبر سے فرماتے ہیں: اے تاجرو! پہلے فقہ کے احکام کو سیکھ لو اس کے بعد لین دین اور خرید و فروخت کرو، اس جملہ کی آپؑ نے تین بار تکرار کی اور اس کے بعد فرمایا: خدا کی قسم اس امت میں سود صاف پتھر پر چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ خفی ہے، اپنے ایمان کو سچائی اور درستی کے ذریعہ محفوظ کرو، تاجر گناہگار ہیں اور گناہگار جہنم میں جائیں گے مگر وہ تاجر جو صحیح طریقہ سے لیتا ہے اور صحیح طریقہ سے دیتا ہے۔

دوسری حدیث میں فرماتے ہیں:

۶۔ جو شخص فقہ کے احکام سیکھے بغیر خرید و فروخت کرتا ہے وہ سود میں غوطے کھاتا ہے اور اس میں ڈوب جاتا ہے۔

قابلِ افسوس بات یہ ہے کہ دیندار افراد بھی پہلے معاملہ کر لیتے ہیں پھر اس کے شرعی مسائل کو ڈھونڈتے ہیں اور یکبارگی متوجہ ہوتے ہیں کہ سخت ترین مشکل میں پھنس گئے ہیں اور اس سے نجات پانا بہت دشوار ہے، اگر وہ معاملہ کرنے سے پہلے اس کا شرعی حل معلوم کر لیتے تو ایسی مشکل میں نہ پھنستے اور اس سے پیدا ہونے والی دشواریوں سے محفوظ رہتے، دعا ہے کہ خداوند عالم ہمیں علم و عمل کی توفیق مرحمت فرمائے۔

مذکورہ نکات کو سمجھانے کے بعد ہم اب حرام تجارت و کمائی کے مسائل بیان کرتے ہیں:

مسئلہ ۱۶۵۱۔ شراب اور ہر نشہ آور چیز کی خرید و فروخت حرام ہے اور اس کے عوض پیسہ لینا شدید طور پر حرام ہے اور اس کو حرام کمائی میں شمار کیا جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۵۲۔ مردار کی خرید و فروخت حرام ہے لیکن اس کے اون، بال اور ان اجزاء کی خرید و فروخت میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ جن میں روح نہیں ہوتی ہے۔

مسئلہ ۱۶۵۳۔ اس حیوان کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے کہ جس کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ اس کا تذکیہ ہوا ہے یا نہیں؟ اگر ثابت ہو جائے کہ اس کا تذکیہ ہوا ہے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۵۴۔ جس حیوان کا تذکیہ نہیں ہوا ہے لیکن وہ پاک ہے، جیسے مچھلی، تو احتیاطِ واجب کی بنا پر اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۵۵۔ جو حیوان مسلمانوں کے بازار اور مسلمانوں سے خریدا جائے تو وہ تذکیہ شدہ کے حکم میں ہے۔

مسئلہ ۱۶۵۶۔ جو حیوان غیر اسلامی ممالک سے لایا جاتا ہے وہ تذکیہ شدہ کے حکم میں نہیں ہے اگرچہ مسلمان سے خریدا گیا ہو مگر یہ کہ یہ احتمال دیں کہ اس نے اس کے شرعی طور پر ذبح ہونے کا پتہ لگا لیا ہوگا۔

مسئلہ ۱۶۵۷۔ سور اور کتّے کی خرید و فروخت حرام ہے لیکن شکاری کتے کی خرید و فروخت حرام نہیں ہے، شکاری کتا وہ ہے جس کو سکھایا اور سدھایا گیا ہو اور وہ اچھی طرح سے شکار کرتا ہو۔

مسئلہ ۱۶۵۸۔ سدھائے اور سکھائے ہوئے کتّے کی خرید و فروخت جائز ہے اگرچہ وہ سلوقی بھی نہ ہو اور جو کتّا سکھایا ہوا نہیں ہے اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے خواہ سلوقی ہی ہو۔

مسئلہ ۱۶۵۹۔ درندوں اور دوسرے حرام جانوروں کی خرید وفروخت جائز ہے اگر ان سے لی جانے والی خدمت حرام میں منحصر نہ ہو، ہاں بندروں کی خرید وفروخت، احتیاطِ واجب کی بنا پر جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۰۔ مذکورہ بالا چیزوں کے علاوہ نجس العین چیزوں کی خرید وفروخت اس صورت میں جائز ہے جب وہ معتد بہ حلال منافع رکھتی ہوں اور اسی منافع کے لئے ان کا معاملہ ہوتا ہو، جیسے کھاد کے لئے فضلہ اور کسی کے بدن میں چڑھانے کے لئے خون۔

مسئلہ ۱۶۶۱۔ وہ نجس العین چیزیں جو حلال یا قابلِ اعتناء منفعت نہ رکھتی ہوں یا ان منفعت کی بنا پر معاملہ نہ کیا جاتا ہو تو ان کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۲۔ اس پاک چیز کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے کہ جو حلال منفعت نہ رکھتی ہو جیسے حرام مچھلی۔

مسئلہ ۱۶۶۳۔ جن چیزوں کے نام ہم نے اوپر بیان کئے ہیں اور ان کے بارے میں یہ کہا ہے کہ ان کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے ان کا ہر قسم کا لین، دین حرام ہے لہذا اگر ان میں سے کوئی چیز کسی چیز کے کرایہ، اجارہ کی اجرت، جعالہ کی مزدوری اور طلاقِ خلع کے عوض یا قرض کے بدلے میں دی جائے تو جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۴۔ جو شراب سرکہ بننے کے قابل ہے اس کو قرض کے بدلے میں لیا جاسکتا ہے لیکن اس کو سرکہ میں تبدیل کرنا ضروری ہے اور سرکہ میں تبدیل کرنے سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۵۔ جن چیزوں کے نام ہم نے اوپر شمار کرائے ہیں اور جن کے بارے میں یہ کہا ہے کہ ان کا ہر قسم کا لین، دین حرام ہے ان کو ملکیت میں لیا جاسکتا ہے یعنی قبضہ اور ان پر ہاتھ رکھنے سے

انسان ان کا مالک بن سکتا ہے اور مالک ہونے کے سبب یا قہری طور پر مالک ہونے (جیسے میراث) کے وسیلہ سے انہیں اپنی ملکیت میں داخل کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۶۔ نجس العین چیزوں کا مالک بننے کے بعد ان سے حلال طریقہ سے استفادہ کرسکتا ہے مثلاً مردار اور فضلہ کو کھاد کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے اور کتے کو شکار اور پہرہ داری کے لئے سدھایا جاسکتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۷۔ وہ نجس العین چیز کہ جس کا کوئی شخص مالک ہو اسے مالک کی اجازت کے بغیر استعمال نہیں کیا جاسکتا اور مالک استعمال کی اجازت دینے اور اس سے دست بردار ہونے کے عوض پیسہ لے سکتا ہے لیکن طرفین کو چاہئے کہ معاملہ کا قصد نہ کریں اور جو پیسہ لے رہا ہے اسے قیمت کے عنوان سے نہ لے۔

مسئلہ ۱۶۶۸۔ جو شخص نجس العین چیز سے ایسا فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہو جو حرام ہے تو وہ کسی بھی عنوان سے اس کے بدلے پیسہ نہیں دے سکتا یہاں تک کہ احتیاط واجب کی بنا پر دست برداری اور استعمال کرنے کی اجازت کے عوض بھی نہیں دے سکتا۔

مسئلہ ۱۶۶۹۔ وہ پاک چیزیں جو نجس العین کے ملنے سے نجس ہوگئی ہیں اگر وہ طباعت کے قابل ہیں، یا ناپاک ہونے کی صورت میں بھی ان سے معتد بہ منفعت حاصل کی جاسکتی ہے مثلاً مٹی کا تیل یا دوسرا کوئی تیل جو جلانے کے کام میں آتا ہے تو ان کی خرید وفروخت جائز ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۰۔ اگر کھائی جانے والی چیزیں نجس ہو جائیں تو انہیں فروخت کرتے وقت خریدار کو بتا دینا چاہئے اسی طرح ان نہ کھائی جانے والی چیزوں کے بارے میں بھی بتا دینا چاہئے جن کا نجس ہونا عیب سمجھا جاتا ہے اگر نہ بتایا جائے تو اسے تدلیس اور دھوکا سمجھا جاتا ہے لہذا احتیاطِ واجب یہ ہے کہ ہر صورت میں خریدار کو بتا دینا لازم ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۱۔ ایسی چیزوں کا خریدنا، بنانا اور فروخت کرنا حرام ہے کہ جو حرام طریقہ ہی سے استعمال ہوتی ہیں یا ان سے باطل کی تقویت ہوتی ہے، مثلاً بت، صلیب بنانا، قمار اور موسیقی کے آلات اور گمراہ کرنے والی کتابیں اگر ان کے باقی رہنے سے باطل کی ترویج سمجھی جائے تو انہیں نابود کر دینا چاہئے یا ان کی شکل بدل دینا چاہئے۔

مسئلہ ۱۶۷۲۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے باب میں ہم نے یہ بیان کیا تھا کہ مومن کو دھوکا دینا حرام ہے دھوکا دہی کا ایک موقعہ معاملہ میں دھوکا دینا بھی ہے اگر کوئی لین، دین میں مدمقابل کو اس طرح دھوکا دیتا ہے کہ جس سے معاملہ کے ارکان میں خلل واقع ہو مثلاً شیرہ کو شہد بنا کر فروخت کرے اور خریدار اس کو شہد سمجھ کر خریدے تو معاملہ باطل ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۳۔ اگر بیچنے والا اپنے مال کے عیب کو چھپائے یا جیسا وہ ہے اس سے زیادہ سجا کر پیش کرے تو اس سے معاملہ باطل نہیں ہوگا لیکن خریدار معاملہ کو فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۴۔ نقلی اور جعلی نوٹوں کو برباد کرنا واجب نہیں ہے لیکن ان کی بنیاد پر معاملہ کرنا جبکہ فریق ثانی اس سے واقف نہ ہو تو معاملہ میں دھوکے کے عنوان سے حرام ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۵۔ قرآن مجید کی خرید و فروخت جائز ہے لیکن مکروہ ہے اس کی کراہت کے ختم کرنے کے لئے اس کی جلد کی قیمت رکھیں اور خود قرآن ہبہ کریں یا پھر ہبہ معوضہ (عوض والا ہبہ) کی صورت میں معاملہ کریں۔

مسئلہ ۱۶۷۶۔ جو چیز حلال کام میں بھی استعمال ہوتی ہو اور حرام کام میں بھی استعمال ہوتی ہو اس کو بیچنا جائز ہے۔ اگر چہ ہم کو یہ علم بھی ہو کہ وہ اس کو حرام کام میں استعمال کرے گا مثلاً اس شخص کے ہاتھ انگور فروخت کرنا جو اس سے شراب بناتا ہے، یا اس شخص کے ہاتھ لکڑی فروخت کرنا جو اس سے سارنگی اور جوا کے آلات بناتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۷۔ اس شخص کے ہاتھ لکڑی فروخت کرنا حرام و باطل ہے جو اس سے بت وصلیب بناتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۸۔ اس شخص کے ہاتھ لکڑی وغیرہ فروخت کرنا کہ جو اس سے ایسی چیزیں بناتا ہے جو باطل ادیان میں پوجنے کے کام آتی ہیں، احتیاطِ واجب کی بنا پر حرام و باطل ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۹۔ عین مال کو حرام کام کے لئے کرایہ پر دینا حرام و باطل ہے مثلاً شراب خوری، اور بیہودہ کاموں کے لئے گھر اور دوکان کو کرایہ پر دینا اور شراب کو لانے لے جانے کے لئے گاڑی وغیرہ کرایہ پر دینا۔

مسئلہ ۱۶۸۰۔ طرفین کے درمیان جھگڑے کا فیصلہ کرنے کے لئے جج کو رشوت دینا، دینے والے اور لینے والے کے لئے حرام ہے اور جج کو اس میں تصرف کا حق نہیں ہے اگر چہ اس نے حق کے مطابق فیصلہ کیا ہو۔

مسئلہ ۱۶۸۱۔ اگر اپنا حق لینے کے لئے رشوت دینے کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہو تو اس صورت میں دینے والے کے لئے جائز لیکن لینے والے کے لئے حرام ہے۔

مسئلہ ۱۶۸۲۔ ستم روا رکھتے ہوئے دوسروں کا حق لینے کے لئے رشوت دینا، فیصلہ وقضاوت کے علاوہ، دینے والے اور لینے والے کے لئے حرام ہے لیکن ظلم کو دفع کرنے کے لئے رشوت دینا دینے والے کے لئے جائز ہے۔

مسئلہ ۱۶۸۳۔ شرط لگا کر اور قمار وغیرہ میں گروی رکھ کر کمائی اور تجارت کرنا حرام ہے اور جیتنے والے کو گروی رکھی ہوئی چیز میں تصرف کا نہیں ہوگا ہاں گھوڑ دوڑ اور تیر اندازی کا مقابلہ اس سے مستثنیٰ ہے۔

مسئلہ۱۶۸۴۔شرط میں یہ فرق نہیں ہے کہ ایسے کام کے لئے ہو کہ جس کا تعلق گروی رکھنے والے طرفین میں سے کسی ایک سے ہو جیسے کشتی، پیراکی، شعرگوئی اور وزن برداری وغیرہ کا مقابلہ یا اس کا تعلق کسی اور سے ہو جیسے بارش برسنے کے لئے شرط کرنا یا کسی ٹیم یا گھوڑے کے جیتنے کے لئے شرط لگانا۔

مسئلہ۱۶۸۵۔لاٹری کے ٹکٹوں کی مختلف صورتیں ہیں:

۱۔ٹکٹ خریدنا شرکت کرنے والوں کے درمیان گروی رکھنے کے معنی میں ہوتا ہے تاکہ جیتنے والا قرعہ کشی کے ذریعہ اس کا مالک بنے یعنی جو مال رکھا گیا ہے کوئی بھی اس کا مالک نہ رہے یہاں تک کہ جیتنے والا قرعہ کے ذریعہ اس کا مالک بن جائے، اس صورت میں لاٹری کا ٹکٹ پیسے کا عوض نہیں ہوگا بلکہ مقابلہ میں شرکت کے لئے ایک سند ہوگا، یہ صورت حرام گروی مقامات میں سے ایک ہے۔

۲۔ٹکٹ خریدنا ان معنی میں ہو کہ پیسہ کو مفت کسی خاص آدمی یا عام عنوان کی ملکیت قرار دے یا ان کو پیسہ کا مالک اس ٹکٹ کے عوض بنا رہا ہے بشرطیکہ جس آدمی یا عنوان (کمپنی) کو پیسہ دیا ہے وہ شرکت کرنے والوں کے درمیان قرعہ اندازی کرے اور معین شدہ انعام جیتنے والے کو دے، اس صورت میں ٹکٹ خریدنے سے ہی اس کا پیسہ اس شخص یا عنوان کو ملے گا اور قرعہ اندازی تملیک کے علاوہ ایک اضافی شرط ہے لیکن اس پر عمل کرنا لازم ہے، اس سے روگردانی کرنا خیارِ فسخ کا باعث ہوگا۔

۳۔یہ دوسری صورت ہی کی مانند ہے، اس میں انعام اور قرعہ اندازی کی شرط نہیں ہے، اس صورت میں انعام اور قرعہ اندازی اس شخص یا اس کمپنی کی طرف سے لوگوں کو ٹکٹ خریدنے کی طرف راغب کرنے کے لئے ایک ابتدائی خدمت ہوگی، اس میں عقدِ لازم اور شرط لازم، اجبار اور کوئی پابندی نہیں ہے خواہ ٹکٹ خریدنے سے پہلے اس شخص یا کمپنی نے انعام اور قرعہ اندازی کا وعدہ کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

ظاہر یہ ہے کہ ان دونوں صورتوں میں ٹکٹ خریدنا جائز ہے خصوصاً تیسری صورت میں۔

مسئلہ۱۶۸۶۔زندگی کا بیمہ اور حوادث کا بیمہ جیسے سیلاب، آتش زدگی اور چوری وغیرہ کا بیمہ اگر اس طرح ہو کہ جس کا بیمہ کیا جا رہا ہے وہ بیمہ کمپنی سے معاہدہ کرے کہ جس کا بیمہ کیا جا رہا ہے وہ، جان، گھر، دفتر اور موٹر کار وغیرہ کے سلسلہ میں یک مشت یا ماہانہ یا سالانہ اتنی رقم بیمہ کمپنی کو ادا کرے گا اور بیمہ کمپنی بھی اس کے عوض یہ عہد کرے کہ حادثہ واقع ہونے کی صورت میں وہ بھی، اس کی تلافی اسی طرح کرے گی جس طرح معاہدہ کے متن میں اتفاق ہوا ہے۔تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

مسئلہ۱۶۸۷۔جو شخص قرآن پڑھتا ہے اگر وہ اجرت پاتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اجرت معین نہ کرے بلکہ جو دیدیں اسی پر راضی ہو جائے اور اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ کچھ بھی نہ لے بلکہ اس سلسلہ میں ہدیہ بھی قبول نہ کرے۔

مسئلہ۱۶۸۸۔نکاح کے صیغہ جاری کرنے اور طلاق اور دوسرے عقود وایقاعات کے صیغے پڑھنے کی اجرت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ۱۶۸۹۔حرام کاموں کی انجام دہی کے لئے نوکر ہونا حرام و باطل ہے، اسی طرح جعالہ کی صورت میں بھی انہیں انجام دینا حرام ہے۔

مسئلہ۱۶۹۰۔جو شخص حرام کام کو مزدوری یا جعالہ کے عنوان سے انجام دیتا ہے وہ اس مزدوری اور جعالہ کا مستحق نہیں ہے۔

مسئلہ۱۶۹۱۔اگر کام انجام دینے والا یہ جانتا ہو کہ اس کام کو کرنے کے لئے مزدور بننا حرام ہے تو اس صورت میں طے شدہ مزدوری میں سے کم سے کم مزدوری اور اجرت المثل کا مستحق ہوگا۔

مسئلہ۱۶۹۲۔اجرت المثل سے مراد وہ مبلغ ہے جو عرف میں ایسی ہی محنت کے لئے دیا جاتا ہے

لیکن جو کام انجام دلا رہا ہے اس کی خصوصیت کو مدنظر نہیں رکھا جاتا۔

مسئلہ۱۶۹۳۔ حرام تجارت میں، لین، دین باطل ہے کیونکہ فروخت کرنے والا پیسہ میں اور خریدنے والا اس چیز میں تصرف نہیں کرسکتا۔

مسئلہ۱۶۹۴۔ اگر خریدار اور فروخت کنندہ کو معاملہ کے بعد یہ معلوم ہو جائے کہ یہ حرام ہے تو احتیاطِ واجب کی بنا پر پیسہ خریدار کو اور مال بیچنے والے کو واپس کر دینا چاہئے اور اگر دونوں میں سے کوئی بھی مر جائے تو اس کے وارث کو لوٹا دینا چاہئے۔

مسئلہ۱۶۹۵۔ اگر معاملہ کے طرفین از روئے نافرمانی کوئی حرام معاملہ کریں تو احتیاطِ واجب کی بنا پر انہیں توبہ کرنے کے بعد پیسہ خریدار کو اور مال بیچنے والے کو لوٹا دینا چاہئے اور اگر ان میں سے کوئی بھی مر جائے تو اس کے وارث کو لوٹا دیا جائے گا۔ اور اگر اس کی شناخت کا کوئی ذریعہ نہ ہو تو اس کی طرف سے تصدق کر دیا جائیگا۔

تکملہ

فقہاء رضوان اللہ علیہم کا یہ شیوہ رہا ہے کہ وہ احکام تجارت کے ذیل میں بہت سے محرمات بھی بیان کرتے تھے تاکہ یہ روشن ہو جائے کہ ان کا عوض و اجرت لینا حرام ہے مگر ہم نے ان محرمات میں سے بعض کو، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر والی فصل میں مسئلہ۱۶۳۱-۱۶۴۹ تک میں بیان کیا ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے بعض کو اس فصل میں بیان کر دیا جائے کیونکہ یہ اس فصل سے مناسبت رکھتے ہیں:

مسئلہ۱۶۹۶۔ سجانے سنوارنے والا (بیوٹی پارلر کا کام کرنے والا) اگر اپنے سجانے، سنوارنے سے کسی عیب کو چھپا دے اور جتنی خوبصورتی وحسن ہے اسے دوبالا کر دے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے مگر یہ کہ اس کا لازمہ دھوکا اور فریب کاری ہو جو کہ حرام ہے اس کے معیار کو ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر والی فصل میں بیان کر چکے ہیں۔

مسئلہ۱۶۹۷۔ مرد کا اپنی داڑھی مونڈنا حرام ہے مگر یہ کہ داڑھی رکھنے سے اچھا خاصہ نقصان پہنچتا ہو۔

مسئلہ۱۶۹۸۔ لوگوں کے مذاق اڑانے سے حکم خدا نہیں بدل سکتا، یہ سوچنا کہ لوگ مذاق اڑاتے ہیں یہ نفس کی کمزوری اور احساس کمتری، اور اپنے دینی دستورات کی عظمت سے بے توجہی ہے ورنہ جس کا نفس قوی ہوتا ہے اور جو مذہبی دستورات کی عظمت سے واقف ہوتا ہے وہ اعتراض کرنے والوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرتا ہے جیسا کہ حضرت نوحؑ نے اعتراض کرنے والوں کا مقابلہ کیا اور ان سے فرمایا:

﴿ان تسخروا منا فانا نسخر منكم ما تسخرون.﴾ (سورہ ہود:۳۸)

"اگر تم ہمارا مذاق اڑاتے ہو تو ہم بھی اسی طرح تمہارا مذاق اڑائیں گے جس طرح تم ہمارا مذاق اڑا رہے ہو۔"

مسئلہ۱۶۹۹۔ داڑھی کی لمبائی کی ضروری مقدار یہ ہے کہ عام لوگ یہ کہیں: فلاں شخص نے داڑھی نہیں منڈائی ہے لیکن مٹھی بھر سے زیادہ لمبی داڑھی رکھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ۱۷۰۰۔ اگر چہرہ کے بالوں کو تراشنا اور ٹھڈّی کے بالوں کو باقی (فرینچ کٹ داڑھی) رکھنا کافی سمجھا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ۱۷۰۱۔ داڑھی کی اصلاح کے لئے اگر اس کے اطراف کے بال تراش دیئے جائیں یا بعض بالوں کو ہاتھ یا دھاگہ سے اکھاڑ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ انسان اپنی شرافت ومردانگی کو باقی رکھے۔

مسئلہ۱۷۰۲۔ قلم یا کندہ کاری سے انسان اور دوسرے جاندار کا سایہ دار پیکر اس طرح بنائے کہ جس سے اس کے خدوخال ابھر آئیں یا کینوس پر تصویر بنائے تو حرام ہے۔

مسئلہ۱۷۰۳۔ انسان یا دوسرے جاندار کے بعض اعضاء، مثلاً چہرہ یا پیر کی تصویر بنانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے مگر یہ کہ اس کو انسان یا حیوان کی تصویر کہا جاسکے۔

مسئلہ۱۷۰۴۔ جو تصویر آج کل کھینچی جاتی ہے، جس میں پورا بدن واضح نہیں ہوتا جیسے نیم رخ اور نصف بدن کی بیٹھے ہوئے قلم یا دریچہ کے پیچھے سے تصویر کھینچی جاتی ہے تو یہ اس ناقص صورت میں بھی حرام ہے لیکن سر کے بغیر بدن کی تصویر کھینچنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ۱۷۰۵۔ کیمرے سے تصویر کھینچنے میں، ان کو دھونے میں اور ان کو چھاپنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

مسئلہ۱۷۰۶۔ کینوس پر بنی ہوئی جانداروں کی تصویروں کی حفاظت کرنا جائز ہے لیکن مکروہ ہے، اسی طرح ان کی خرید وفروخت میں بھی کوئی حرج نہیں ہے مگر یہ کہ ان بیچنے اور خریدنے کا لازمہ تصویر کھینچنا ہو، مثلاً تصویروں کے ایسے کینوس بیچے کہ جو سر دست موجود نہیں ہیں اور معاملہ ہو جانے کے بعد تصویر کھینچنے کا اقدام کرے تو اس صورت میں بھی جائز نہیں ہے۔

مسئلہ۱۷۰۷۔ گمراہ کن اور فساد انگیز کتابوں کی نشر واشاعت اور ان کی تبلیغ، اگر گمراہی، فساد، اور اس کی تقویت وترویج کا باعث ہو تو، حرام ہے۔

مسئلہ۱۷۰۸۔ فال بینی کی جتنی قسمیں رائج ہیں جو کہ، مہرہ، کنکری اور پیالہ وغیرہ کے ذریعہ، پردہ کے پیچھے سے بتاتے ہیں اور ان کا علم وعقل سے کوئی ربط نہیں ہوتا اگر قطعی طور پر بتائیں تو حرام ہے اور فال بینی کے ذریعہ کمائی کرنا بھی حرام ہے، ان کی باتوں کی تصدیق کرنا بھی حرام ہے لیکن اگر قطعی طور پر نہ بتائیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

مسئلہ۱۷۰۹۔ جنّاتوں کو حاضر کرنا، اگر جادو کے ذریعہ ہے تو حرام ہے، اس کے علاوہ جائز ہے بشرطیکہ اس سے کسی مومن کو آزار نہ پہنچے۔

مسئلہ۱۷۱۰۔ جو لوگ جنّاتوں کو حاضر کرتے ہیں ان سے مباح کاموں میں مدد لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ۱۷۱۱۔ جناتوں کو حاضر کرکے پردے کے پیچھے سے (خفیہ) باتوں کی خبر دینے کا حکم وہی ہے جو فال بینی کا ہے جو کہ مسئلہ۱۷۰۸ میں بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ۱۷۱۲۔ احضار ارواح (روحوں کو بلانا) جو کہ ہمارے زمانہ میں عام ہو چکا ہے اگر اس سے کسی مومن کو اذیت نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور ان سے رابطہ قائم کرکے خفیہ باتوں کی خبر دینے کا حکم وہی ہے جو جناتوں کو حاضر کرنے اور فال بینی کا ہے جو مسئلہ۱۷۰۸ میں بیان ہو چکا ہے۔

ہم یہاں قارئین محترم کی توجہ چند نکات کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں:

۱۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ یہ باتیں جھوٹی ہیں، جنّاتوں اور روحوں کو بلانے کا دعویٰ کرنے والوں میں سے زیادہ تر فریب کار اور بعض توہّم پرستی کا شکار ہیں۔

۲۔ اگر روحوں کو حاضر کرنے کا دعویٰ کرنے والوں کی بعض باتیں کبھی صحیح ثابت ہو جائیں تو یہ جنّات اور شیطانوں کے سبب ہوتی ہیں نہ کہ مردوں کی روحوں کے ذریعہ۔

۳۔روحوں کو حاضر کرنے کا دعویٰ کرنے والے مختلف قسم کے لوگوں کے درمیان ایسی باتیں بیان کرتے ہیں جو ان کے عقائد سے ملتی جلتی ہوتی ہیں اوران باتوں کو وہ مردوں سے نقل کرتے ہیں حالانکہ مرنے کے بعد حقیقت سب پر واضح ہو جاتی ہے تو پھر مردے باطل کی تلقین کیسے کریں گے۔

۴۔اگر بعض موقعوں پر ان کی باتیں حقیقت سے قریب ہوں تو دوسرے موقعوں پر ان کی باتوں سے شدت کے ساتھ پرہیز کرنا چاہئے اور احتیاط کا دامن نہیں چھوڑنا چاہئے کیونکہ ممکن ہے کہ جنات اور شیاطین اس لئے سچی باتوں کو فروغ دے رہے ہوں تاکہ لوگ روحوں سے رابطہ رکھنے کا دعویٰ کرنے والوں پر یقین و اعتماد کرنے لگیں تو وہ اس وقت ان دعویداروں کے ذریعہ لوگوں کے درمیان باطل کی نشر و اشاعت کریں اور انہیں دنیا و آخرت میں کہیں کا نہ چھوڑیں۔

۵۔ان باتوں سے زیادہ خطرناک تو اس باطل پرست اور حقیقت سے عاری گروہ کا دعویٰ ہے جو ہمارے زمانہ میں پیدا ہو گیا ہے وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس کا رابطہ ائمہ اطہار اور اسلام کے بڑے اولیاء سے رہتا ہے اور اس پر ان کے مقدس انوار کی چھوٹ پڑتی ہے، معاذ اللہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ فلاں امام یا فلاں ولی کی روح اس کے اندر حلول کئے ہوئے ہے اور پھر وہ اس امام یا ولی کی زبان میں بولتا ہے، کچھ باتوں کا حکم دیتا ہے کچھ باتوں سے روکتا ہے اور اس طرح سیدھے سادے اور بے خبر لوگوں کو فریب دے کر اپنا نوکر بنا لیتا ہے اور یہ سادہ لوح افراد یہ سمجھتے ہیں کہ وہ امام یا ولی کے حکم پر عمل کر رہے ہیں۔

۶۔ہم نے بعض ایسے سادہ لوح افراد بھی دیکھے ہیں جو ان فریب کاروں کی باتوں سے متاثر ہو کر حسن نیت کے ساتھ چوری، خیانت کاری اور ظلم و جور کے مرتکب ہوتے ہیں، حالانکہ اگر وہ اس سلسلہ میں تھوڑا غور و فکر سے کام لیتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ حقیقت ان پر کیسے پوشیدہ ہو گئی ہے۔

۷۔تعجب کی بات تو یہ ہے کہ انوارِ درخشاں کی چھوٹ ہمیشہ حق و حقیقت سے دور عورتوں، نادان

بچوں اور سادہ لوح اور تہذیب و تمدن سے الگ لوگوں ہی پر پڑتی ہے، کسی پرہیزگار عالم، دیندار و عقلمند انسان اور علمی و دینی عظیم شخصیت پر یہ چھوٹ کیوں نہیں پڑتی ہے؟

۸۔ائمہ اطہار اور اولیاء ابرار کا دوسرے لوگوں کے پیکر میں مجسم ہونا اور ان کی ارواح طیّبہ کا کسی بھی فرد کے بدن میں حلول کرنا شریعت کے نقطہ نگاہ سے بالکل غلط اور مذموم ہے، یہ باطل خیالات شیطان کے فریب کے علاوہ اور کچھ نہیں ہیں، یہ بھی واضح ہے کہ یہ شیطانی جال ہمیشہ ان لوگوں کے راستہ میں بچھایا جاتا ہے جو سیدھے سادے، تہذیب و تمدن سے دور، اسلامی دستورات سے الگ تھلگ، استاد اور تربیت سے محروم ہوتے ہیں۔

۹۔جن علاقوں میں نور ایمان ماند پڑ گیا، مذہبی اقدار فراموش کر دیئے گئے جہاں آگاہ و مخلص تربیت کرنے والے کم ہیں وہاں یہ باطل خیالات زیادہ پنپتے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے شیطان کے جال کے بچھانے کے لئے زمین ہموار کرتے ہیں۔

۱۰۔ہم شیطان کے بہکانے اور اس کی فریب کاری سے خدا کی پناہ چاہتے ہیں، دعا ہے کہ خدا ہم کو صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رکھے کہ وہ سب سے بڑا مہربان اور مومنوں کا سرپرست ہے۔

مسئلہ۱۷۱۳۔میت پر رونے اور اس کی اجرت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ پہلے سے طے نہ کرے اور بعد میں جو دیں اسی کو خندہ پیشانی سے قبول کر لے۔

مسئلہ۱۷۱۴۔اگر میت پر رونا کسی حرام خصوصیت پر مشتمل ہو تو حرام ہے جیسے:

۱۔جھوٹوں کا رونا کہ جس میں جھوٹ شامل ہو۔

۲۔ناپسند صفات، جیسے لوٹ مار، اور گلوکاری وغیرہ کی تعریف کہ ان چیزوں کی تعریف کرنے سے باطل کی ترویج اور ناپسند صفات کی طرف لوگوں کی تشویق ہوتی ہے۔

۳۔ فاسق و فاجر کی ستائش، جیسے گمراہوں کا سردار، یا فسق و فجور اور لوگوں کے حقوق پامال کرنے میں شہرت یافتہ، کہ ایسے لوگوں کی تعریف سے باطل کی ترویج ہوتی ہے۔

مسئلہ ۱۷۱۵۔ ایسے شخص سے خرید و فروخت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ جس کا مال حرام، جیسے سود، رشوت، جوے اور چوری کے مال سے مخلوط ہو گیا ہے مگر یہ کہ انسان کو یہ معلوم ہو جائے کہ جو پیسہ اسے دیا جا رہا ہے وہ حرام ہے۔

مسئلہ ۱۷۱۶۔ جس شخص کا مال حرام سے مخلوط ہو گیا ہے اس کے گھر جانے، اس کے مال سے فائدہ اٹھانے اور (اسکی اجازت سے) اس کے دستر خوان پر بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں ہے مگر یہ کہ جہاں یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں گھر یا فلاں چیز یا فلاں کھانا۔ خصوصاً۔ حرام ہے۔

مسئلہ ۱۷۱۷۔ جس شخص کا مال، حرام سے مخلوط ہو گیا ہے اس کی بخشش اور ہدیہ قبول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، ہاں اگر ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ (خصوصاً) یہ بخشش و ہدیہ حرام ہے اس صورت میں اس میں تصرف نہیں کر سکتے بلکہ اسے اصلی مالک کو لوٹا دیں اگر اس کے اصلی مالک کا علم نہ ہو تو اس پر مجہول المالک کا حکم جاری ہوگا جس کا حکم لقطہ والی بحث میں بیان ہوگا۔

مسئلہ ۱۷۱۸۔ اگر شیعہ غیر شیعہ سے ایسا معاملہ کرے کہ جو شیعی نقطہ نگاہ سے حرام ہو لیکن غیر شیعی نقطہ نظر سے جائز ہو تو شیعہ اس مال میں تصرف کر سکتا ہے مگر اس لحاظ سے نہیں کہ معاملہ حرام ہے بلکہ اس اعتبار سے تصرف کر سکتا ہے کہ فریق ثانی نے اپنے مذہب کے مطابق عمل کیا ہے۔

مسئلہ ۱۷۱۹۔ اگر کوئی شخص شراب، سور کا گوشت وغیرہ غیر شیعہ کو بیچے تو یہ معاملہ حرام ہے اس چیز کو اس کے سپرد کرنا بھی حرام ہے اور اس کی قیمت کا مستحق نہیں ہے لیکن اگر نادانی یا نافرمانی سے یہ کام کرے تو اس کے پیسہ میں تصرف کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۲۰۔ اگر شیعہ کو غیر شیعہ سے ایسا مال ملے جو شیعہ فقہ کے اعتبار سے اس کا حق نہیں ہے لیکن مد مقابل اپنے مذہب کی رو سے شیعہ کو اس مال کا مالک سمجھتا ہے تو شیعہ اس مال میں تصرف کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۲۱۔ اگر کسی کافر کا مال، کہ جس کا مال محترم نہیں ہے، کسی معاملہ کے سبب شیعہ کے ہاتھ آئے تو شیعہ اس مال میں تصرف کر سکتا ہے اگر چہ اس شخص کے مذہب کی رو سے وہ اس کا مال نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۲۲۔ اگر کوئی شخص کوئی مال کسی شخص کے اختیار میں اس لئے دے کہ اس مال کو خاص لوگوں، مثلاً سادات یا فقراء پر خرچ کرے اور وہ شخص خود سید یا نادار ہو تو کیا وہ اس مال کو اپنے اوپر خرچ کر سکتا ہے؟

یہاں تین صورتیں ہیں:

۱۔ اگر وہ یہ جانتا ہے کہ پیسہ دینے والے کا مقصد یہ تھا کہ یہ پیسہ اس جماعت تک پہنچ جائے چاہے وہ خود ہی ہو یا کوئی دوسرا شخص ہو تو اس صورت میں وہ اسے اپنے اوپر خرچ کر سکتا ہے۔

۲۔ اگر یہ جانتا ہے کہ پیسہ دینے والے کا مقصد یہ ہے کہ یہ پیسہ دوسرے لوگوں تک پہنچ جائے اور اس شخص کو اس نے صرف وسیلہ بنایا ہے تو اس صورت میں وہ اس سے کچھ بھی نہیں لے سکتا۔

۳۔ پیسہ دینے والے کے مقصد کا علم نہ ہو تو اس صورت میں وہ مال سے کوئی چیز نہیں لے سکتا۔

مسئلہ ۱۷۲۳۔ اگر اسے کوئی مال یا سامان دیا جائے کہ اس کو فروخت کر دو تو وہ خود اسے نہیں خرید سکتا ہاں اگر اسے یہ علم ہے کہ صاحبِ مال کا مقصد یہ ہے کہ مال فروخت ہو جائے چاہے وہ خود خریدے یا کوئی دوسرا۔

مسئلہ۱۷۲۴۔ اگر کوئی شخص اسے اس لئے کچھ پیسہ دے کہ وہ اس پیسہ سے کوئی چیز خریدے تو یہاں پیسے والے کے لئے اپنی چیز کو اس صورت میں منتخب کرسکتا ہے کہ جب وہ یہ جانتا ہو کہ پیسے دینے والے کا مقصد اس چیز کی خریداری ہے خواہ وہ چیز اسی کی ہو یا کسی دوسرے سے خریدے، یہ حکم اس جیسے تمام مسائل میں جاری ہوگا۔

مسئلہ۱۷۲۵۔ معاملہ میں چند چیزیں مستحب ہیں:

۱۔ ہمیشہ خدا کو یاد رکھنا۔

۲۔ شائستہ طریقہ سے معاملہ انجام دینا۔

۳۔ تحریری سندوں کے ذریعہ معاملہ کو مضبوط کرنا۔

۴۔ معاملہ میں ہاتھ اور دل کا کشادہ وفراخ ہونا۔

۵۔ جہاں مد مقابل پشیمانی کا اظہار کرے وہاں فسخ کو قبول کرنا۔

مسئلہ۱۷۲۶۔ تجارت میں چند چیزیں مکروہ ہیں:

۱۔ وہ معاملہ جس کے سبب انسان اول وقت نماز نہ پڑھ سکے۔

۲۔ یہ گلہ کرنا کہ مجھے کوئی فائدہ نہیں ہورہا ہے۔

۳۔ بیچنے والے کا اپنے مال کی تعریف کرنا۔

۴۔ خریدنے والے کا خریدے جانے والے مال میں فی نکالنا۔

۵۔ معاملہ طے ہوجانے کے بعد قیمت کم کرانے کا تقاضا کرنا۔

۶۔ دو مسلمانوں کے معاملہ میں دخل اندازی کرنا یعنی اگر دو آدمی کسی معاملہ کے بارے میں گفتگو

کررہے ہوں تو ان کی گفتگو کے ختم ہونے سے پہلے تیسرا آدمی یہ کہے کہ اس چیز کو میں خریدنا چاہتا ہوں یا یہ کہے کہ میں اپنا مال فروخت کرنا چاہتا ہوں۔

پہلی فصل

عقد بیع

معاملہ کے وجود میں آنے کے لئے بیچنے والے اور خریدار کو یہ ظاہر کرنا چاہئے کہ ان دونوں کا جس بات پر اتفاق ہوا ہے وہ اس کے پابند ہیں اور اس پر قائم وثابت ہیں اور اس کو خارج میں وجود بخش دیا ہے جسے اصطلاح میں قصد انشاء کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱۷۲۷۔ جو چیز قصد انشاء اور طے پا جانے والی چیز کی پابندی پر دلالت کرتی ہے اس سے معاملہ واقع ہو جاتا ہے، مثلاً:

۱۔زبان کے ذریعہ اعلان کرنا کہ جو طے پایا ہے اس کے پابند رہیں گے۔

۲۔ جو اتفاق ہوا ہے (جو طے ہوا ہے) اس کے پابند رہنے کا اشارہ سے اظہار کرنا۔

۳۔تحریر کے ذریعہ یہ اعلان کرنا کہ جو طے پایا ہے اس کے پابند رہیں گے۔

۴۔ دستاویز کے نیچے طرفین دستخط کر کے اس بات کا اعلان کریں کہ وہ طے شدہ معاملہ کے پابند رہیں گے۔

۵۔ جو معاملہ طے ہوا ہے اس کی پابندی کا مال دے کر اور قیمت لے کر اعلان کریں تو اس کو

اصطلاح میں معاطات کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱۷۲۸۔ معاملہ واقع ہونے میں یہ شرط نہیں ہے کہ فروخت کرنے والا اور خریدار ایک جگہ حاضر ہوں اور ایک دوسرے کو بالمشافہہ مخاطب کریں اور ایک ہی جگہ توافق کا اظہار کریں اور بلا فاصلہ معاملہ طے ہو جائے بلکہ اگر طرفین میں سے ایک معاملہ کا مضمون لکھ کر فریق ثانی کے پاس بھیج دے اور وہ اس پر دستخط کر دے تو معاملہ طے ہو جائے گا بشرطیکہ فریق اول اس وقت تک اپنے التزام وپابندی پر باقی رہے۔

مسئلہ ۱۷۲۹۔ اگر معاملہ کی سند بھیجنے والا دوسرے فریق کے دستخط سے پہلے ہی معاملہ کی پابندی سے پھر جائے تو معاملہ وجود پذیر نہیں ہوگا اگر چہ فریق ثانی اس کے منصرف ہو جانے سے مطلع بھی نہ ہو، اس صورت میں اس کے انصراف کا دعویٰ قبول کیا جائے گا مگر یہ کہ اس کے دعوے کا جھوٹا ہونا معلوم ہو جائے۔

مسئلہ ۱۷۳۰۔ معاملہ کو کسی چیز پر موقوف نہیں ہونا چاہئے کیونکہ موقوف معاملہ صحیح نہیں ہے اس کی چند قسمیں ہیں:

۱۔ اگر معاملہ کو ایسی چیز پر موقوف کرے کہ جس کا وقوع پذیر ہونا یقینی ہے مثلاً ماہ شعبان میں یہ کہے:

اگر رمضان کا چاند دکھائی دے گا تو میں نے اس چیز کو فروخت کر دیا تو یہ معاملہ صحیح نہیں ہے۔

۲۔اگر معاملہ کو ایسی چیز پر موقوف کرے کہ جس کے وجود میں آنے کا علم نہ ہو مثلاً یہ کہے: اگر کل بارش ہوگی تو میں نے یہ مال فروخت کر دیا، تو یہ معاملہ صحیح نہیں ہے۔

۳۔اگر معاملہ کو ایسی چیز پر موقوف کرے کہ جو واقع ہو چکی ہو لیکن معاملہ کے وقت اس کی خبر نہ ہو

مثلاً یہ کہے: اگر زید مر گیا تو میں نے وہ مال فروخت کر دیا۔ اور بعد میں معلوم ہو کہ معاملہ کے وقت زید مر چکا تھا تو بھی احتیاط واجب کی بنا پر معاملہ صحیح نہیں ہے۔

۴۔ اگر معاملہ کو ایسی چیز پر موقوف کرے کہ جس کے حاصل ہونے کی خبر نہ ہو اور اس کا حصول معاملہ کے صحیح ہونے کی شرط ہو مثلاً یہ کہے: اگر یہ چیز میری ہے تو میں نے اس کو فروخت کر دیا اگر یہ معلوم ہو جائے کہ وہ چیز اسی کی ہے تو اس صورت میں معاملہ صحیح ہے۔

دوسری فصل

خریدنے اور بیچنے والے کے شرائط

فروخت کرنے والے اور خریدنے والے کے کچھ شرائط ہیں جو اس طرح ہیں:

۱۔ بلوغ، پس بچہ کا اپنے لئے معاملہ کرنا صحیح نہیں ہے اگر چہ وہ اچھے، برے کی تمیز ہی رکھتا ہو اور خرید و فروخت کے مفہوم کو سمجھتا ہو اور نفع، نقصان سے واقف ہو بلکہ اس کے معاملہ کے صحیح ہونے کے لئے ولی کی اجازت شرط ہے۔

۲۔ عقل، دیوانہ کا معاملہ صحیح نہیں ہے۔

۳۔ اختیار، جس کو دوسرے نے معاملہ کرنے پر مجبور کیا ہو اور وہ اس کی مخالفت کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کا معاملہ باطل ہے لیکن اگر بعد میں رضا مند ہو جائے اور معاملہ کو صحیح مان لے تو معاملہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۷۳۱۔ اگر کسی کو برحق معاملہ کرنے پر مجبور کریں تو معاملہ شروع سے ہی صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۷۳۲۔ اگر صاحبِ معاملہ کو مال کی بعض خصوصیات پر مجبور کریں مثلاً اسے معین قیمت پر، معین جگہ پر اور معین وقت پر اپنا مال فروخت کرنے پر مجبور کریں لیکن اس کو اصل معاملہ کے لئے مجبور

نہ کریں لہذا وہ معین قیمت پر یا معین وقت پر یا معین جگہ پر اقدام کرے تو معاملہ صحیح ہے۔

مسئلہ۱۷۳۳۔ اگر انسان اپنی مجبوری کی بنا پر کوئی معاملہ کرے لیکن اسے کسی دوسرے نے اس معاملہ پر مجبور نہ کیا ہو مثلاً کسی بیمار کے علاج یا روزمرہ کے اخراجات یا کسی ظالم کو مال دینے کے لئے وہ اپنا گھر فروخت کرے تو معاملہ صحیح ہے۔

۴۔ تصرف کا حق رکھتا ہو، یعنی مجور نہ ہو اور وہ چیز اس کی ملکیت ہو، یا اس کے ذمہ ہو، یا صاحبِ مال کی طرف سے وکیل ہو یا اسے مال میں تصرف کی اجازت ہو یا وہ صاحبِ مال کا ولی ہو۔

مسئلہ۱۷۳۴۔ بچہ، بیوقوف اور مجور، کہ جس کو اس کے مال میں تصرف سے روک دیا گیا ہے، اگر کوئی معاملہ کریں تو نافذ نہیں ہوگا مگر یہ کہ ولی، وصی یا وہ آدمی اجازت دیدے کہ جس کو اجازت کا حق ہے تو اس صورت میں معاملہ صحیح اور نافذ ہوگا۔

مسئلہ۱۷۳۵۔ اگر کوئی اجنبی اور لاتعلق آدمی صاحب مال کی اجازت کے بغیر اس کی طرف سے معاملہ کرے تو اسے بیع فضولی کہتے ہیں، پھر اگر صاحبِ مال یا مال میں تصرف کا حق رکھنے والا اجازت دیدے تو معاملہ صحیح ہے خواہ پہلے اس سے انکار کر دیا ہو یا فروخت کرنے کے بعد اسے رد کر دیا ہو۔

مسئلہ۱۷۳۶۔ بیع فضولی صاحب مال کی اجازت سے اس وقت نافذ ہوتی ہے جب تک فریق ثانی اپنے معاملہ کا پابند ہے لیکن اگر وہ صاحبِ مال کی اجازت سے پہلے ہی منصرف ہوجائے تو اسکی اجازت کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

مسئلہ۱۷۳۷۔ جب صاحبِ مال بیع فضولی کی اجازت دے دے تو اس کا لازمہ یہ ہوتا ہے کہ

شروع سے ہی معاملہ کے صحیح ہونے کا حکم لگایا جائے لہذا معاملہ کے آثار اس کے واقع ہوتے ہی مترتب ہوں گے چنانچہ اگر کوئی حیوان بیعِ فضولی کی صورت میں فروخت کیا گیا ہو اور کچھ مدت کے بعد اس کے فروخت کی اجازت دیدے تو بچہ اور دودھ، معاملہ کے وقت ہی سے، خریدار کا ہوجائیگا اور اسی طرح قیمت بھی اسی وقت سے بیچنے والے کی ہوجائے گی۔

مسئلہ۱۷۳۸۔ بیع فضولی کی صورت میں بیچی جانے والی چیز کو، معاملہ واقع ہونے کے وقت سے اس کے مالک کی اجازت ملنے تک کے فاصلہ میں کوئی شخص نقصان پہنچا دے تو اس کا ضامن خریدار ہوگا فروخت کرنے والا نہیں۔

مسئلہ۱۷۳۹۔ اگر کوئی شخص کسی جنس کو اپنی یا اپنے موکل کی سمجھ کر فروخت کر دے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ اس کی یا اس کے موکل کی نہیں تھی تو معاملہ فضولی ہو جائے گا اور اس کا صحیح ہونا مالک کی اجازت پر موقوف رہے گا۔

مسئلہ۱۷۴۰۔ اگر غاصب کسی غصب کی ہوئی چیز کو فروخت کرے تو معاملہ نافذ نہیں ہوگا مگر یہ کہ صاحب مال اجازت دے، لہذا اگر مالک اس کی اجازت دیدے تو اس کی طرف سے معاملہ واقع ہوجائے گا اور قیمت اس کی ملکیت میں آجائے گی غاصب سے اس کا کوئی ربط نہیں ہوگا۔

مسئلہ۱۷۴۱۔ اگر غاصب کسی چیز کو اپنے لئے خریدے اور اس کی قیمت غصبی مال سے ادا کرے تو معاملہ اس کی طرف سے واقع ہوجائے گا مگر یہ کہ اس پیسے میں تصرف بے جا ہے اس مال کی قیمت کے سلسلہ میں وہ فروخت کنندہ کا مقروض ہے مگر یہ کہ جس کا پیسہ ہے وہ اس کی اجازت دے دے خواہ صاحب مال کو اس کا متبادل ادا کرنے کی شرط پر ہی اجازت دے۔

مسئلہ ۱۷۴۲۔ اگر مالک بیع فضولی کی اجازت نہ دے اور خریدار نے اسے تحویل میں لے لیا ہو تو وہ اس میں تصرف نہیں کرسکتا اور وہ غصبی مال کے حکم میں ہے خواہ وہ معاملہ کے فضولی ہونے سے مطلع ہو یا نہ ہو، البتہ مطلع ہونے کی صورت میں گناہگار بھی ہے۔

مسئلہ ۱۷۴۳۔ اگر انسان اس چیز کو کہ جس میں اس کو تصرف کا حق ہے اس چیز کے ساتھ کسی شخص کو فروخت کر دے کہ جس میں اسے تصرف کا حق نہیں ہے، تو اس چیز کا معاملہ صحیح ہے جس میں اس کو تصرف کا حق ہے اور اس چیز کا معاملہ کہ جس میں تصرف کا حق نہیں ہے صاحبِ مال کی اجازت پر موقوف ہے۔

مسئلہ ۱۷۴۴۔ اگر مذکورہ بالافرض میں صاحبِ مال اجازت نہ دے تو خریدار اپنی قرارداد پر فروخت کنندہ کی ملکیت کی حدود میں باقی رہ سکتا ہے اور خیارِ تبعض صفقہ کی بنیاد پر پورے معاملہ کو فسخ بھی کرسکتا ہے۔

خیار تبعض صفقہ کے احکام بابِ خیارات میں بیان ہوں گے۔

تیسری فصل

جنس کے شرائط اور اس کی قیمت

مسئلہ ۱۷۴۵۔ مال اس چیز کو کہتے ہیں کہ جس کو حاصل کرنے کے لئے عقلاء رقابت کرتے ہیں پس جس چیز کو حاصل کرنے کے لئے عقلاء رقابت نہیں کرتے ہیں اسے مال نہیں کہا جا سکتا جیسے حشرات الارض اور کوڑا کرکٹ یا دریا کے کنارے پانی۔

مسئلہ ۱۷۴۶۔ جس چیز کو بعض لوگ خاص مقاصد کے لئے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن وہ سب کے لئے پسندیدہ نہیں ہے اسے بھی مال نہیں کہا جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۴۷۔ ظاہر یہ ہے کہ مال اور اس کی قیمت میں یہ شرط نہیں ہے کہ وہ بیان شدہ معیار کے مطابق ہی مالیت رکھتی ہو بلکہ اگر وہ فروخت کرنے والے اور خریدنے والے کو پسند ہو خواہ نادر اغراض کے لئے ہی ہو تو کافی ہے۔

مسئلہ ۱۷۴۸۔ ظاہر یہ ہے کہ کام اور منفعت کو منڈی میں پیش نہیں کیا جا سکتا بلکہ انہیں اجارہ یا مال کا عوض قرار دیا جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۴۹۔ منتقل ہونے والی چیزوں جیسے، گھر، لباس وغیرہ اور منتقل ہونے والے حقوق کی خرید وفروخت جائز ہے، مثلاً خراج والی زمین سے استفادہ کرنے کی اولویت اور کسی چیز کو کرایہ پر لینے کی

اولویت، جوکہ پگڑی کے نام سے مشہور ہے۔

مسئلہ۱۷۵۰۔ معاملہ میں جنس کو معین ہونا چاہئے پھر اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے لباس یا خوراک کو ایک دینار میں فروخت کردیا اوراس کوخریدار قبول کرلے تو معاملہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ۱۷۵۱۔ معاملہ کی قیمت کوبھی معین ہونا چاہئے لہذا اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے اس جنس کوایک دینار یادس درہم میں فروخت کیااور خریدار قبول کرے تو صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ۱۷۵۲۔ اس فرض میں ایک استثنا بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ کہے: میں نے اس جنس کونقد ایک درہم میں اورایک ماہ کے ادھار دو درہم میں فروخت کیا اور خریدار اس کوقبول کرلے تو معاملہ صحیح ہے،مگر یہ کہ ایک درہم میں ایک ماہ کے لئے ہو۔

مسئلہ۱۷۵۳۔ یہ استثنا ان موقعوں سے متعلق ہے جن میں نقد اور ادھار دومختلف قیمتیں معین ہوں لیکن یہ استثنا ایسے ہی دوسرے موقعوں کوشامل نہیں ہے پھر اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے اس جنس کو ایک ماہ کے ادھار ایک دینار میں اور دو ماہ کے ادھار دو دینار میں فروخت کیا تو احتیاطِ واجب کی بنا پر یہ معاملہ باطل ہے کیونکہ قیمت معین نہیں ہوئی ہے۔

مسئلہ۱۷۵۴۔ جس چیز کی خرید وفروخت عام طور پر، ناپ،تول کے ذریعہ ہوتی ہے،معاملہ کے وقت اس کا وزن یا پیمانہ صحیح طور پر معلوم ہونا چاہئے تخمینہ کے طور پر اس کا معاملہ نہیں کیا جاسکتا۔

مسئلہ۱۷۵۵۔ احتیاطِ واجب کی بنا پر قیمت کی مقدار بھی صحیح طور پر معلوم ہونی چاہئے۔

مسئلہ۱۷۵۶۔ احتیاطِ واجب کی بنا پر جنس اور جو چیز اس کی قیمت کے عنوان سے ادا کی جارہی ہے عرف میں رائج قاعدہ کے مطابق ہونا چاہئے مثلاً پیمانہ، وزن، مساحت، تعداد وغیرہ صحیح طریقہ سے معلوم ہو۔

مسئلہ۱۷۵۷۔ اگر جنس یا قیمت یا دونوں نامعلوم ہوں تو احتیاطِ واجب کی بنا پر معاملہ باطل ہے مثلاً یہ کہے:

۱۔ جو کچھ گودام وانبار میں ہے میں نے اسے اس قیمت پر بیچ دیا۔

۲۔ جوحیوان سب سے پہلے میرے ہاتھ آئیگا اسے میں نے اس قیمت پر فروخت کیا۔

۳۔ اس جنس کو میں نے اس پیسہ میں خرید لیا جو میری تھیلی میں ہے۔

۴۔ اس جنس کو میں نے اسی قیمت پر فروخت کردیا جس میں خریدا تھا۔

مسئلہ۱۷۵۸۔ جس چیز کولوگ عام طور پر تول کر یا ناپ کر بیچتے ہیں اگر اسے گن کر فروخت کرے یا جس چیز کولوگ تول کر یا گن کر فروخت کرتے ہیں اسے ناپ کر بیچے تو احتیاطِ واجب کی بنا پر معاملہ باطل ہے۔

مسئلہ۱۷۵۹۔ جن موارد میں کسی چیز کوتھوک اور کلی طور پر فروخت کیا جاتا ہے، ان کا معاملہ صحیح ہے جیسے ایک یا دو سال کے لئے باغ کا پھل یا تھنوں میں حیوان کا دودھ فروخت کیا جاتا ہے۔

مسئلہ۱۷۶۰۔ اگر ایک جنس کی تعداد کی تعیین عام طور پر مختلف حالات میں مختلف ہوتی ہو اور اس کی خرید وفروخت اس کے معمول کے مطابق ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے جیسے پھل کا چننے سے پہلے درختوں پر دیکھ کر اور تخمینہ لگا کر اور چننے کے بعد پیٹیوں کو تھوک کی صورت میں اور پھٹکر میں تول کر معاملہ کیا جاتا ہے۔

مسئلہ۱۷۶۱۔ اگر کوئی جنس کسی شہر یا کسی موسم میں تول کر اور کسی شہر یا کسی موسم میں، گن کر یا ناپ کر فروخت کی جاتی ہے اور ہر شہر اور ہر فصل میں اس جگہ اور وقت کے لحاظ سے معاملہ کیا جاتا ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

مسئلہ۱۷۶۲۔ اگر کسی پیمانہ کو اس طرح عدد کا معیار قرار دیں کہ ایک پیٹی کے اندر کی چیز کو شمار کر لیا جائے اور دوسری پیٹیوں میں اتنا ہی فرض کیا جائے یا ایک بورے کو تول لیا جائے اور دوسرے بوروں کو اتنے ہی وزن کا سمجھا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اس کی کچھ شرطیں ہیں:

۱۔ خریدار اور فروخت کرنے والا دونوں راضی ہوں۔

۲۔ پیٹیوں اور بوریوں میں فرق کا احتمال اتنا کم ہو کہ عرف میں جنس کی مقدار کے معین ہونے سے منافات نہ رکھتا ہو۔

۳۔ طرفین مقدار کے اس فرق سے راضی ہوں۔ ان تینوں صورتوں کے علاوہ میں مقدار کی شناخت کے لئے کافی نہیں سمجھا جا سکتا۔

مسئلہ۱۷۶۳۔ مذکورہ فرض میں اگر طرفین کی رضا مندی سے معاملہ انجام پذیر ہو جانے کے بعد فرق کی مقدار کیا ہے معلوم ہو جائے تو بھی طرفین میں سے کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ فرق کی مقدار کے لئے دوسرے سے رجوع کریں۔

مسئلہ۱۷۶۴۔ جس شخص کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ جنس و قیمت کو بالکل صحیح طریقہ سے معلوم کرے، وہ خود معاملہ کرنے والا ہے، خواہ اپنے لئے معاملہ کرے یا مالک کی طرف سے وکیل اور مختار ہو۔

مسئلہ۱۷۶۵۔ جب پورا اختیار رکھنے والا وکیل، مالک کی طرف سے کوئی معاملہ انجام دیتا ہے اگر مالک جنس یا قیمت کی مقدار کو بخوبی نہ جانتا ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ۱۷۶۶۔ جس وکیل کو صرف صیغہ جاری کرنے کے لئے وکیل مقرر کیا جاتا ہے اگر وہ اس چیز کی جنس و قیمت سے مطلع نہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

مسئلہ۱۷۶۷۔ وہ معین جنس کہ جس کی مقدار معلوم نہ ہو اگر اسے ہر عدد کی قیمت پر فروخت کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے، مثلاً گودام میں موجود گیہوں کو ہزار دینار فروخت کرے یا معین کپڑے کے تھان کو ایک دینار میٹر پر فروخت کرے۔

مسئلہ۱۷۶۸۔ جب جنس اور قیمت کی مقدار معین ہو تو اس وقت انہیں دیکھنا شرط نہیں ہے اگر چہ ان کی کیفیت مثلاً رنگ، مزہ اور کشش و پسندیدگی وغیرہ صرف دیکھنے ہی سے معلوم ہو سکتی ہو۔

مسئلہ۱۷۶۹۔ مذکورہ فرض میں اگر کسی خاص خصوصیت کی شرط کرے اور معاملہ کے بعد معلوم ہو کہ اس میں وہ خصوصیت نہیں ہے تو خریدار کو (تخلف شرط کے سبب) حق حاصل ہے کہ وہ معاملہ کو فسخ کر دے۔

مسئلہ۱۷۷۰۔ اسی فرض میں کہ معاملہ کے ضمن میں جنس کے صفات و خصوصیات سے متعلق گفتگو نہ ہوئی ہو تو خریدار کو جنس کو دیکھتے وقت ''خیار رویت'' کا حق حاصل ہے جیسا کہ فصلِ خیارات (مسئلہ۱۸۲۱) میں ہم اس کی وضاحت کریں گے اسی طرح فروخت کنندہ بھی قیمت کے مشاہدہ کے وقت۔ بنا بر احتیاط واجب۔ یہی حق رکھتا ہے۔

مسئلہ۱۷۷۱۔ جیسا کہ ہم نے مسئلہ۱۷۵۹ میں بیان کیا ہے کہ جس چیز کو عام طور پر تھوک اور مجموعی صورت میں فروخت کیا جاتا ہے اور اس کی مقدار کی تعیین کی کوئی صورت نہ ہو مثلاً تھنوں میں دودھ، مادہ کے پیٹ میں بچہ اور تالاب کی مچھلیاں اگر ان میں سے کچھ کے صحیح و سالم ہونے کا علم ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے ورنہ اس کے ساتھ ایسی چیز کا ضمیمہ کیا جائیگا کہ جس کے حاصل ہونے کا علم ہو اور پھر مجموعہ پر معاملہ طے ہوگا۔ اس فرض میں جس چیز کا معاملہ کیا جا رہا ہے اس کی مقدار کے معلوم نہ ہونے اور اس مقدار کے بعض حصہ کے صحیح ہونے کے علم نہ ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ۱۷۷۲۔ معاملہ کے وقت جس چیز کا خارج میں وجود نہ ہو لیکن بعد میں وجود پذیر ہوگی

مثلاً (بھیڑ کے) اس گلہ کا اون کہ جس کے اوپر فی الحال اون ظاہر نہیں ہوا ہے یا اس گلہ کے بچوں کو فروخت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جو ابھی حاملہ نہیں ہوئی ہے لیکن پھل اور زراعت کے بارے میں تفصیل ہے جو میوہ جات کے معاملہ کے باب میں بیان ہوگی۔

مسئلہ ۱۷۷۳۔ جس چیز کا معاملہ کیا جا رہا ہے اس کے لئے یہ شرط ہے کہ خریدار میں اس کو حاصل کرنے (اس پر قبضہ کرنے) کی طاقت ہو لہذا جو اونٹ اور غلام بھاگ گیا اور جو چیز گم ہوگئی اس کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے ساتھ کسی دوسری چیز کو ضمیمہ کیا جائے اور پھر مجموعہ کا معاملہ ہو اور اس ضمیمہ کو تحویل میں دینے کی ضمانت ہو پھر اگر اصل جنس ہاتھ نہ آئے اور ضمیمہ دیا جائے تو معاملہ باطل نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۱۷۷۴۔ اگر جنس دست رس میں ہو لیکن فروخت کنندہ فی الحال کسی وجہ سے اسے تحویل میں نہ دے سکتا ہو مثلاً فروخت کرنے والا قید ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ جنس کے تلف ہونے سے پہلے آزاد ہوگا یا نہیں؟ تو یہاں ضمیمہ کے بغیر معاملہ میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۷۵۔ اگر مذکورہ فرض میں جنس کو تحویل میں دینے سے پہلے جنس تلف ہو جائے تو وہ فروخت کنندہ کے حساب میں شمار ہوگی اور اسے چاہئے کہ خریدار کو اس کی قیمت واپس کرے۔

مسئلہ ۱۷۷۶۔ مذکورہ مسائل میں ہم نے جنس کے بارے میں جو کچھ بیان کیا ہے وہی ۔ بنا بر احتیاطِ واجب، قیمت کے لئے بھی ہے۔

مسئلہ ۱۷۷۷۔ جنس اور جو چیز اس کے عوض دی جاتی ہے، اس سے مطلق مِلک ہونا چاہئے اس بنا پر درج ذیل معاملات باطل ہیں:

۱۔ کسی وقف کے اموال کا معاملہ جو کہ وقف کے باب میں بیان کیا جائے گا۔

۲۔ اس جنس کی خرید وفروخت جس کا عین (اصل) کسی خاص مقصد کے لئے نذر کیا گیا ہو۔

۳۔ اس چیز کی خرید وفروخت جو دوسرے کے پاس رہن رکھی گئی ہو۔

۴۔ اس چیز کی خرید وفروخت جس کا شرط کے ساتھ معاملہ ہوا ہو اور مدت معین تک خریدار سے فروخت کا حق سلب ہو گیا ہو۔

مسئلہ ۱۷۷۸۔ جہاں جنس پر دوسرے کا حق آ گیا ہو اگر جنس والا اسے فروخت کر دے تو یہ معاملہ فضولی ہوگا جس کے صحیح ہونے کے لئے حقدار کی اجازت درکار ہے۔

مسئلہ ۱۷۷۹۔ اگر کوئی شخص قسم کھائے یا عہد کرے کہ وہ اس چیز کو نہیں بیچے گا، اگر وہ فروخت کرنا چاہے تو معاملہ صحیح ہے اور نافذ ہے لیکن بیچنے والے کو اپنی قسم یا عہد کا کفارہ دینا ہوگا۔

چوتھی فصل

خیارات کے احکام

مسئلہ ۱۷۸۰۔ بیع یعنی خرید وفروخت کا تعلق لازم عقود سے ہے خواہ عقد کا صیغہ پڑھا جائے یا ان طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ سے لین دین کیا جائے جو مسئلہ ۱۷۲۷ میں بیان ہوئے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ معاملہ کے طے ہوجانے کے بعد اسے ختم نہیں کیا جاسکے گا خواہ وہ معاطات کی صورت میں طے ہوا ہو مگر یہ کہ طرفین کے توافق سے کسی ایک کو یا دونوں کو فسخ کا حق حاصل ہو اور اسی کو خیار کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱۷۸۱۔ خیار ایک حق ہے، جس کا مالک اپنے حق کو استعمال کر کے معاملہ کو فسخ کر دیتا ہے یا اس سے درگزر کرتے ہوئے معاملہ سے راضی ہوجاتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۸۲۔ صاحبِ خیار خیار ثابت ہونے کے بعد اگر معاملہ سے راضی ہوجائے اور دستخط کر دے تو پھر اسے فسخ کا حق نہیں رہتا۔

مسئلہ ۱۷۸۳۔ خیار کی دس قسمیں ہیں:

۱۔ خیار مجلس

مسئلہ ۱۷۸۴۔ یہ بیع سے مخصوص ہے اور خریدار و فروخت کنندہ دونوں کے لئے ثابت ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۸۵۔ معاملہ کے بعد جب تک خریدار اور فروخت کنندہ ایک ساتھ ہیں اس وقت تک دونوں کو خیار مجلس حاصل ہے یعنی دونوں معاملہ کو فسخ کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۱۷۸۶۔ اگر معاملہ انجام پانے کے بعد طرفین پیدل یا سوار ہوکر چل دیں تو خیار مجلس اس وقت تک باقی رہتا ہے کہ جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوجائیں۔

مسئلہ ۱۷۸۷۔ اگر معاملہ انجام پانے کے بعد معاملہ کے طرفین میں سے کوئی ایک مر جائے تو خیارِ مجلس ختم ہوجائیگا اور مدمقابل کو فسخ کا حق نہیں رہے گا۔

مسئلہ ۱۷۸۸۔ اگر معاملہ کے فریقین ایک دوسرے کے پاس نہ ہوں بلکہ ٹیلی فون وغیرہ سے معاملہ طے کیا ہو تو ابتدا ہی سے خیار مجلس نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۸۹۔ اگر معاملہ کرنے والا ایک آدمی ہو مثلاً ایک ہی آدمی خریدار اور بیچنے والے کی طرف سے وکیل ہو یا خود اپنی طرف سے اور دوسرے کی طرف سے وکیل کے طور پر معاملہ انجام دے رہا ہو تو یہاں بھی خیار مجلس نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۰۔ خیار مجلس کے ثبوت کا معیار معاملہ کرنے والوں کا یکجا ہونا ہے یا متفرق ہونا ہے خواہ دونوں مالک ہوں یا وکیل ہوں یا ولی ہوں یا ان کی طرف سے انہیں اجازت حاصل ہو لیکن اگر کوئی شخص صرف صیغہ جاری کرنے کے لئے وکیل ہو تو اس کے ایک ساتھ ہونے یا جدا ہونے کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔

۲۔ خیارِ حیوان

مسئلہ ۱۷۹۱۔ خیار حیوان بھی بیع ہی سے مخصوص ہے اور خیارِ حیوان اس شخص کو حاصل ہوتا ہے جس کو حیوان دیا جاتا ہے خواہ جنس کے طور پر دیا جائے یا قیمت کے عنوان سے۔

مسئلہ ۱۷۹۲۔ اگر کسی حیوان کی دوسرے حیوان کے عوض خرید وفروخت کرے تو فریقین کے لئے خیار حیوان ثابت ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۳۔ خیارِ حیوان کی مدت معاملہ ہونے کے وقت سے تین روز تک ہے۔

۳۔ خیار شرط

مسئلہ ۱۷۹۴۔ خیار شرط، معاملہ کو فسخ کرنے کا ایک حق ہے جو معاملہ کے ضمن میں طرفین یا ایک کے لئے تعیین ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۵۔ خیار شرط کی کوئی مدت معین نہیں ہے بلکہ مدت اور دوسرے خصوصیات کا تعلق طرفین کی قرارداد سے ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۶۔ خیار شرط کے مصداق وہ مواقع ہیں جہاں فروخت کرنے والا یہ شرط کرے کہ جب خریدار پیسہ لوٹا دے گا تو اسے فسخ کا حق حاصل ہو جائے گا یا یہ شرط کرے کہ اگر فلاں وقت تک پیسہ لوٹا دے گا تو اسے فسخ کا حق ہوگا۔

مسئلہ ۱۷۹۷۔ مذکورہ فرض میں مدت کو قطعی طور پر معین ہونا چاہئے یا قابل محاسبہ ہو۔

مسئلہ ۱۷۹۸۔ ان موارد میں کہ جن کو عرف میں ''بیع بہ شرط'' کہا جاتا ہے اگر زمانہ معین کیا جائے اور خریدار وقتِ معین کے ختم ہونے تک پیسہ نہ لوٹائے تو معاملہ قطعی ہو جاتا ہے اور خیار شرط

ختم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۹۔ نکاح کے علاوہ تمام لازم عقود میں شرطِ خیار جائز ہے۔

مسئلہ ۱۸۰۰۔ احتیاطِ واجب کی بنا پر صدقہ میں بھی شرطِ خیار نہیں کی جا سکتی۔

مسئلہ ۱۸۰۱۔ جائز عقود میں شرطِ خیار بے معنی ہے۔

مسئلہ ۱۸۰۲۔ ایقاعات میں شرط خیار صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۰۳۔ شرط خیار سے طلاق اور وقف باطل ہو جاتا ہے، لیکن شرطِ خیار سے دوسرے ایقاعات کا باطل ہونا محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۱۸۰۴۔ اگر طلاق اور وقف کے علاوہ دوسرے ایقاعات میں شرط خیار رکھے تو احتیاطِ واجب یہ ہے کہ شرط کے بغیر ان کا اعادہ کرے۔

۴۔ خیار غبن

مسئلہ ۱۸۰۵۔ اگر خریدار کسی چیز کو بازار کی قیمت سے زیادہ میں خریدے یا فروخت کرنے والا بازار کی قیمت سے کم میں فروخت کرے تو دونوں کو درج ذیل شرائط کی بنا پر، خیار غبن کا حق حاصل ہے:

۱۔ مغبون شخص طے شدہ اور بازار کی قیمت کے فرق سے غافل ہو، کیونکہ اگر دونوں کے فرق سے مطلع ہونے کی صورت میں معاملہ کرتا ہے تو اسے فسخ کرنے کا حق نہیں ہے مگر یہ کہ حد سے زیادہ فرق ہو۔

۲۔ معاملہ کی بنیاد اس بات پر ہو کہ بازار کی قیمت کے حدود سے خارج نہ ہو جیسا کہ اکثر معاملات میں ایسا ہی ہوتا ہے اگر معاملہ کی بنیاد اس کے علاوہ کسی اور چیز پر ہو مثلاً: معاملہ یہ ہو کہ جو

زیادہ میں خریدے گا اس کو فروخت کی جائے گی یا کمیاب اور قلیل اشیاء کا معاملہ ہو کہ ان کا معاملہ اشخاص کی نظر اور ان کی رغبت کے معیار پر ہوتا ہے لہذا ان میں خیارغبن جاری نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۱۸۰۶۔ اگر بازار کی قیمت بیچنے والوں کی شدت پسندی اور خریداروں کے مول بھاؤ کے سبب اوپر نیچے ہوتی رہتی ہو تو خیارغبن حاصل نہیں ہوگا مگر یہ کہ جب سب سے اونچی قیمت سے بھی زیادہ دام پر اور سب سے کم قیمت سے بھی سستے دام پر معاملہ ہوا ہو۔

مسئلہ ۱۸۰۷۔ جب قیمت ثابت و برقرار ہو (یعنی آئے دن اوپر نیچے نہ ہوتی ہو) مثلاً وہ چیزیں جن کی قیمت سرکار کی طرف سے معین ہوتی ہے اور لوگوں کا طریقہ یہ ہو کہ وہ معین شدہ قیمت سے آگے نہ بڑھتے ہوں تو قیمت کے معمولی فرق سے بھی خیارغبن ثابت ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۰۸۔ اگر شہروں، علاقوں اور محلوں کی قیمتیں مختلف ہوں جیسا کہ آجکل ہوتا ہے تو خیارِ غبن کے ثبوت کا معیار اس جگہ کی قیمت ہوگی جہاں معاملہ ہوا ہے دوسری جگہوں کی نہیں۔

مسئلہ ۱۸۰۹۔ خیارغبن کے ثبوت کا معیار قیمت کا وہ فرق ہے جو معاملہ انجام دینے کے وقت ہوتا ہے نہ کہ معاملہ کے طے ہو جانے کے بعد اس کا کم وزیادہ ہونا خواہ اس میں تھوڑی ہی دیر کا فاصلہ ہو۔

مسئلہ ۱۸۱۰۔ جس نے دھوکا کھایا ہے وہ معاملہ کو فسخ کرسکتا ہے یا طے شدہ قیمت پر قبول کرسکتا ہے لیکن یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں معاملہ فسخ نہیں کرنا چاہتا ہاں قیمت کم کرانا چاہتا ہوں۔

مسئلہ ۱۸۱۱۔ جس نے دھوکا دیا ہے اگر وہ یہ کہے: تم معاملہ فسخ نہ کرو میں قیمت کا فرق چکا دونگا تو دھوکا کھانے والا اسے قبول کرنے پر مجبور نہیں ہے بلکہ وہ معاملہ کو فسخ کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۱۲۔ خیارِ غبن خرید وفروخت ہی سے مخصوص نہیں ہے بلکہ بازار کی قیمت کی بنیاد پر انجام پانے والے تمام معاملات مثلاً صلح، اجارہ وغیرہ میں بھی ہوتا ہے۔

۵۔ خیارِ تاخیر

مسئلہ ۱۸۱۳۔ عقد کا مطلق ہونا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ فروخت کنندہ اور خریدار ایک دوسرے کو جنس و قیمت نقد دیں اور اس معاملہ کے ذریعہ جس چیز کا مالک بنا ہے اسے مدمقابل سے لے لے۔

مسئلہ ۱۸۱۴۔ اگر طرفین میں سے ایک سرکشی یا ناتوانی کی بنا پر مال یا قیمت سپرد نہ کرسکے تو فریق ثانی پر یہ واجب نہیں ہے کہ وہ جنس یا قیمت اس کے سپرد کرے بلکہ وہ دوسرے فریق پر یہ زور دے سکتا ہے کہ جنس یا قیمت اس کے سپرد کرنے کے لئے اقدام کرے۔

مسئلہ ۱۸۱۵۔ اگر طرفین میں سے کوئی جنس یا قیمت دینے سے منع کرے یا تحویل دینے سے قاصر ہو تو مدمقابل معاملے کو فسخ کرسکتا ہے۔ فسخ کرنے کے اس حق کو خیارِ تاخیر کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱۸۱۶۔ خیار تاخیر خرید وفروخت ہی سے مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر قسم کے لین، دین میں جاری ہوتا ہے یہ خیارِ تخلف شرط میں داخل ہے جس کا بیان دسویں خیار میں آئے گا۔

مسئلہ ۱۸۱۷۔ بیع کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں خیار تاخیر معاملہ کو تین روز گزرنے کے بعد سے ثابت ہوتا ہے، پھر اگر فروخت کنندہ تین روز تک جنس خریدار کے حوالے نہ کرے تو خریدار کو فسخ کا حق ہے اور اگر خریدار تین روز تک جنس اپنی تحویل میں نہ لے تو بیچنے والے کو فسخ کا حق ہے خواہ اس کا پیسہ دیا ہو یا نہ دیا ہو۔

مسئلہ ۱۸۱۸۔ پیسہ کے سلسلہ میں بھی یہی حکم ہے اگر خریدار نے تین روز تک فروخت کنندہ کو پیسہ نہیں دیا تو اس کو فسخ کا حق ہے۔ احتیاطِ واجب کی بنا پر یہ حق بھی تین روز کے بعد سے ثابت ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۱۹۔ خیار تاخیر کے بارے میں جو بات بیان کی گئی ہے وہ ان موقعوں سے مخصوص ہے

جن میں طرفین نے تین دن سے کم یا تین روز سے زیادہ پر اتفاق نہ کیا ہو اگر اس مدت سے کم یا زیادہ پر اتفاق کیا ہوگا تو خیارِ تاخیر معین شدہ مدت گزرنے کے بعد ہوگا۔

مسئلہ ۱۸۲۰۔ جو اجناس رات گزر جانے کے بعد خراب ہو جاتی ہیں یا ان کی شادابی اور تازگی ختم ہو جاتی ہے جیسے سبزی، تربوز، ککڑی اور گوشت اگر خریدار انہیں اپنی تحویل میں نہ لے اور ان کا پیسہ ادا نہ کرے تو اولِ شب تک معاملہ اپنی جگہ ثابت و برقرار رہے گا اور اس کے بعد فروخت کنندہ معاملہ کو فسخ کر کے اس چیز میں اپنی مرضی سے تصرف کر سکتا ہے۔

۶۔ خیارِ رویت

مسئلہ ۱۸۲۱۔ جیسا کہ ہم نے مسئلہ ۱۷۶۸ میں بیان کیا ہے، جب جنس اور قیمت کی مقدار معین ہو تو انہیں دیکھنا شرط نہیں ہے اور جن موقعوں پر ان کی خصوصیات، جیسے رنگ مزہ اور جاذبیت وکشش وغیرہ، کہ ان کا جنس کی قیمت اور اشخاص کی رغبت پر اثر پڑتا ہے، اور انہیں دیکھے بغیر ان سے آگاہ ہونا ممکن نہیں ہے انہیں دیکھے بغیر بھی معاملہ صحیح ہے سوائے اس کے کہ اس شخص کے لئے خیار رویت ہے جس نے مال نہ دیکھا ہو بنا بر احتیاط واجب خیار رویت قیمت میں بھی ہے بشرطیکہ وہ نجی ہو۔

مسئلہ ۱۸۲۲۔ جو خصوصیات دیکھنے سے معلوم نہیں ہوتے ان سے واقف ہونا معاملہ کے صحیح ہونے کی شرط نہیں ہے اور اگر بعد میں یہ معلوم ہو کہ جنس میں وہ خصوصیات نہیں تھے تو یہ خیار کا باعث نہیں ہے مگر دو موقعوں پر خیار کا باعث ہوتا ہے:

۱۔ ان خصوصیات کا نہ ہونا عیب سمجھا جاتا ہو، اس صورت میں خیار عیب ہوتا ہے۔

۲۔ ان خصوصیات کے ہونے کی عقد کے ضمن میں شرط کی گئی ہو، اس صورت میں خیارِ تخلف شرط ثابت ہوتا ہے۔

ان دو خیار کے بارے میں ہم آئندہ بحث کریں گے۔

۷۔ خیار عیب

مسئلہ ۱۸۲۳۔ اگر انسان کوئی چیز خریدے اور بعد میں اسے یہ معلوم ہو کہ اس چیز میں عیب تھا لیکن خریدتے وقت وہ اس سے مطلع نہ تھا تو اسے فسخ کرنے کا حق ہے یعنی وہ معاملہ کو ختم کر سکتا ہے یا اس قیمت پر لے سکتا ہے جو طے ہوئی تھی۔

مسئلہ ۱۸۲۴۔ اگر مال میں کوئی عیب نکل آئے اور خریدار معاملہ کو فسخ نہ کرنا چاہے تو وہ قیمت کے تفاوت کا مطالبہ نہیں کر سکتا لیکن چند جگہوں پر مطالبہ کر سکتا ہے۔

۱۔ جنس تلف یا گم ہو جائے یا کسی وجہ سے بھی اسے واپس کرنا ممکن نہ ہو۔

۲۔ جنس کو فروخت کر دیا ہو یا کرایہ پر دیدی ہو، یا کسی کے پاس رہن رکھدی ہو یا اس میں کوئی ایسا تصرف کیا ہو کہ جس سے خریدار کھنچ کر نہ آئیں۔

مسئلہ ۱۸۲۵۔ مذکورہ فرض میں اگر جنس خریدار کے ہاتھ سے واپس آ جائے یا اس کے کرایہ اور رہن کی مدت ختم ہو جائے تو کیا فسخ کر سکتا ہے یا نہیں؟ محل اشکال ہے احتیاط واجب کی بنا پر طرفین کا راضی ہونا ضروری ہے۔

۳۔ مال کی صورت ہی بدل جائے مثلاً کپڑا کاٹ دیا جائے یا اسے رنگ دیا جائے، یا سل دیا جائے، عمارت کو منہدم کر دیا جائے یا اسے از سر نو بنا دیا جائے۔

مسئلہ ۱۸۲۶۔ اگر فروخت کنندہ یہ تغیرات و ترمیمات خریدار کی رضامندی کے بغیر انجام دیتا ہے تو یہ معاملہ کے فسخ میں مانع نہیں ہوں گے۔

مسئلہ ۱۸۲۷۔ جب ترمیمات وتغیرات فروخت کرنے والے کی ضمانت کے زمانہ میں ہوئے ہوں تو معاملہ کے فسخ اور مال کو واپس کرنے میں مانع نہیں ہوں گے مثلاً مال حیوان ہو جو معاملہ کے بعد تین روز گزرنے سے پہلے ہی بیمار ہو گیا ہو۔

۴۔ کنیز کے ساتھ جنسی تعلقات قائم کئے گئے ہوں، یہاں ایک تفصیل ہے جس کو قلم انداز کیا جاتا ہے کیونکہ آج کل ایسا نہیں ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۲۸۔ جہاں بھی مال معیوب ہو اور اس کو واپس کرنا ممکن نہ ہو تو خریدار قیمت کے تفاوت کا مطالبہ کر سکتا ہے مثلاً بازار میں معیوب اور سالم چیز کی قیمت میں ایک تہائی کا فرق ہو تو طے شدہ قیمت میں سے ایک تہائی خریدار کو واپس کی جائے گی۔

مسئلہ ۱۸۲۹۔ اگر بازار میں معیوب و سالم چیز کی قیمت میں کوئی فرق نہ ہو جیسا کہ خصی حیوان کے بارے میں کہا جاتا ہے تو قیمت کے تفاوت کے مطالبہ کا حق نہیں ہے اگر چہ اس کو واپس کرنا بھی ممکن نہ ہو۔

مسئلہ ۱۸۳۰۔ اگر خریدار اور فروخت کنندہ کے درمیان سالم و معیوب چیز کی قیمت کے فرق کے بارے میں اختلاف ہو تو انہیں چاہئے کہ وہ معلومات رکھنے والوں میں سے امانتدار و معتمد لوگوں سے معلوم کریں گے اور اگر اس قیمت کی تعیین کے سلسلہ میں معلومات رکھنے والوں کے درمیان بھی فرق ہو اس شخص کی بات پر عمل کریں گے جو زیادہ واقف ہو اور اگر واقفیت وآگہی کے لحاظ سے سب برابر ہوں تو کم سے کم قیمت ادا کر دینا کافی ہے۔

مسئلہ ۱۸۳۱۔ عیب یہ ہے کہ جنس اپنی عام اور متعارف حالت سے اس طرح خارج ہو کہ عرف میں اس کو عیب سمجھا جائے مثلاً اس سے جو مقصد مدنظر ہو وہ اسے پورا نہ کرے، جیسے تلخ کھانا، یا مشکل کھڑی کرے جیسے حیوان کا سرکش ہونا، یا ضرر کا باعث ہو مثلاً بدشکل ہو یا اعضاء میں نقص ہو، خواہ جسم

کے اس حصہ پر بال نہ اگے ہوں جہاں اگنا چاہئے۔

مسئلہ ۱۸۳۲۔ خیار عیب وہاں ثابت ہوتا ہے جہاں وہ چیز معین ہو جس کا معاملہ ہوا ہے اور اس میں عیب نکل آئے لیکن اگر تھوک میں معاملہ ہوا ہو اور فروخت کرنے والا معیوب جنس تحویل میں دے تو یہاں خیار نہیں ہے بلکہ فروخت کنندہ کو چاہئے کہ اسے واپس لے اور سالم جنس تحویل میں دے اگر سالم چیز دینے سے انکار کرے تو خیار تاخیر ثابت ہے۔

مسئلہ ۱۸۳۳۔ اگر کوئی شخص ایک ٹن گیہوں فروخت کرے اور معیوب گیہوں تحویل میں دے تو یہاں خریدار کو خیار عیب حاصل نہیں ہے ہاں فروخت کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ معیوب وردی گیہوں کے بجائے سالم اور اچھا گیہوں تحویل میں دے اور اگر ایسا کرنے سے پہلو تہی کرے تو خریدار کو خیار تاخیر کا حق حاصل ہے۔

مسئلہ ۱۸۳۴۔ تجارت کے معیوب مال کے بارے میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہی معیوب قیمت کے بارے میں بھی جاری ہوگا اور فروخت کرنے والے کے لئے فسخ یا قیمت کے تفاوت کے مطالبہ کا حق ہے یا فروخت کرنے والا اس جنس کو اس تفصیل کے مطابق تبدیل کرنے کا پابند ہے جو کہ بیان ہو چکی ہے۔

۸۔ خیارِ تخلّف وصف

مسئلہ ۱۸۳۵۔ جو عنوان جنس یا اس کی قیمت میں معاملہ کے دو اصولوں میں سے ایک کے عنوان سے بیان ہوا ہے وہی اس معاملہ کا معیار ہے، اگر اس میں کوئی خلاف ورزی ہوتی ہے تو وہ سرے سے باطل ہے۔

مسئلہ ۱۸۳۶۔ اگر اصل عنوان کے علاوہ طرفین کے مدنظر کچھ اور خصوصیات ہوں اور انہیں پر معاملہ استوار ہوا گر وہ خصوصیات اس جنس یا اس کی قیمت میں نہ ہوں تو خیارِ تخلف وصف ثابت ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۸۳۷۔ جن خصوصیات پر معاملہ کی بنیاد نہ ہو ان کا نہ ہونا بھی کیا خیار کا باعث ہوتا ہے یا نہیں؟ محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۱۸۳۸۔ جن خصوصیات کا فقدان، خیار کا سبب ہوتا ہے ان کو معاملہ میں صراحت کے ساتھ بیان کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر وہ داخلی یا خارجی قرائن۔ جنس کی خصوصیات یا بازار۔ سے سمجھ میں آتے ہوں تو کافی ہے۔

مسئلہ ۱۸۳۹۔ اگر سبزی فروش سبزیوں پر اس لئے پانی چھڑکتا ہے تاکہ تازہ لگیں، یا اچھی سبزی کو اوپر رکھتا ہے تاکہ اس سے ناقص وردی چھپ جائے تو یہ اور ایسے ہی دوسرے موارد اس معیار کی بنیاد پر، جو کہ پہلے بیان ہوئے، دھوکا اور تدلیس ہیں اور خریدار کو فسخ کرنے کا حق ہے۔

۹۔ خیارِ تبعّض صفقہ

مسئلہ ۱۸۴۰۔ اگر معاملہ انجام پانے کے بعد فروخت شدہ اجناس کا کچھ حصہ ناقابل فروخت نظر آئے مثلاً یہ معلوم ہو کہ اس کا کچھ حصہ وقف ہے، یا غلاموں میں سے بعض لوگ آزاد ہیں یا سرکہ کے بعض برتنوں سے پیا گیا ہے تو یہاں خیارِ تبعض صفقہ ہے یعنی جب معاملہ کے تصفیہ کا امکان نہ ہو تو خریدار یا فروخت کرنے والا معاملہ کو فسخ کر سکتا ہے اور جو اجناس قابل فروخت ہے اس کے معاملہ پر مناسب قیمت پر راضی ہو سکتے ہیں۔

مسئلہ ۱۸۴۱۔ اگر فروخت شدہ اجناس کا کچھ حصہ کسی دوسرے کا ہو اور فضولی طور پر اس کا معاملہ ہو گیا ہو اور اس کا مالک فروخت کی اجازت بھی نہ دے تو باقی اجناس میں خیارِ تبعض صفقہ جاری ہوگا۔

مسئلہ ۱۸۴۲۔ اگر خریدار، خریدی ہوئی چیز میں، کسی خیار۔ مثلاً خیار مجلس، خیار حیوان، خیار عیب۔ کی بنیاد پر معاملہ فسخ کرے تو باقی اجناس میں، صحیح قیمت کے ساتھ معاملہ صحیح ہوگا مگر یہ کہ خریدار اور فروخت کنندہ کے لئے خیار تبعض صفقہ جاری ہوگا۔

۱۰۔ خیار تخلف شرط

اس کے احکام پانچویں فصل میں بیان ہوں گے۔

مسئلہ ۱۸۴۳۔ یہ سارے خیارات بعض موقعوں پر ساقط ہو جاتے ہیں:

۱۔ عقد کے ذیل میں عدم خیار کی شرط کر دی جائے۔

۲۔ عقد تمام ہونے کے بعد اس وقت تک کے لئے خیار کو ساقط کر دیا جائے جب تک کہ موضوع باقی ہے۔

۳۔ عقد پر دستخط ہو جائیں اور اس کے پابند ہو جائیں خواہ یہ ایسے کام کی انجام دہی سے ہو کہ جس سے یہ معلوم ہو، جیسے مورد معاملہ چیز کو فروخت کرنا، کرایہ پر دینا اور ہبہ کرنا اور ثبوتِ خیار سے آگہی کے بعد، ایسا کام معاملہ کے رد و قبول میں پس و پیش کرنے والے انسان سے نہیں ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۴۴۔ بعض خیار فوری نہیں ہیں بلکہ جب تک ان کا موضوع باقی رہے گا وہ بھی باقی رہیں گے اور وہ یہ ہیں:

۱۔ خیار مجلس

۲۔خیار حیوان

۳۔خیار شرط

۴۔خیار تاخیر

۵۔خیار رویت

۶۔خیار عیب

مسئلہ۱۸۴۵۔باقی خیار فوری ہیں جوظلم وزیادتی اوردردسری ایجاد کرنے کے لئے تاخیر ہوتی ہے اس کوشامل نہیں ہوتے ہیں بلکہ بنابراحتیاط واجب درج ذیل موارد کوشامل ہوتے ہیں:

ا۔تاخیر غوروخوض کرنے اورمفید چیزکوحاصل کرنے کے لئے ہو۔۲۔تاخیر فروخت کرنے والے کوڈھونڈنے کے لئے ہو۔

۳۔تاخیر فروخت کرنے والے کانظریہ معلوم کرنے کے لئے ہواور بعدوالی مشکلوں اورایسی ہی چیزوں سے بچنے کے لئے ہولیکن یہ موارد ان موارد میں سے نہ ہوں جن میں زبردستی اورمزاحمت کا قصد کیا گیا ہو۔

مسئلہ۱۸۴۶۔معاملہ کے انجام پذیر ہوتے ہی اس پراس کے آثار مترتب ہوتے ہیں یہ ضروری نہیں ہے کہ خیار کا زمانہ ختم ہوجائے،اورنتیجہ میں معاملہ کے واقع ہوتے ہی جنس اوراس رشدونمو کا تعلق خریدار سے اور پیسہ کاتعلق فروخت کرنے والے سے ہوجاتا ہےاوراس کارشدونموبھی اسی سے مربوط ہوجاتا ہے۔

مسئلہ۱۸۴۷۔صاحب خیار کے مرجانے کے بعداگرموضوع خیار باقی ہےتو حق خیاراس کے وارثوں کی طرف منتقل ہوجائے گا۔

مسئلہ۱۸۴۸۔اگرمعاملہ کرنے کے بارے میں وارثوں کا اتفاق ہوتو معاملہ فسخ ہوجائے گااوراگر معاملہ کو باقی رکھنے میں متفق ہوں تو معاملہ قطعی ہوجائے گا اوراگراس سلسلہ میں ان کے درمیان اختلاف ہوتو حق خیار باقی رہے گا۔

مسئلہ۱۸۴۹۔جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہےاگرمعاملہ کرنے والےطرفین میں سےکوئی ایک مرجائے تواس کی موت ایسی ہی سمجھی جائے گی جیسے مجلس سے چلاجانااورخیار مجلس کےساقط ہونے کاباعث ہوگی۔

پانچویں فصل

احکام شرط

عقد کے ضمن میں جو بھی عہد ہوتا ہے اسے شرط کہتے ہیں مثلاً کوئی شخص باغ کو فروخت کرے اور یہ شرط رکھے کہ ایک سال تک اس کا پھل میرا رہے گا یا اپنا گھر فروخت کرے اور یہ شرط کرے کہ اس کا ٹیکس خریدار ادا کرے گا یا یہ شرط رکھے کہ فروخت کنندہ کو ایک سال تک فسخ کا حق ہوگا یا خریدار دس دن تک اس کا کام کرے گا یا کوئی بھی ایسی شرط رکھ سکتا ہے کہ جس سے اس کا اصل مال میں اس کی منفعت میں حصہ ہو یا حق اور دوسرے کام کو شامل ہو۔

مسئلہ ۱۸۵۰۔ شرط کے نافذ ہونے اور اس کے اثر کے مترتب ہونے کے لئے چند چیزیں معتبر ہیں:

۱۔ عقد اسی پر استوار ہو یعنی شرط کو عقد کے ضمن میں صریح طور پر بیان کیا جائے یا قرائن حالیہ یا مقالیہ اس پر دلالت کریں جیسے جنس و پیسہ کو سپرد کرنے یا فروخت کنندہ کا کاروائی کے دفتر میں حاضر ہونے اور اس کا خریدار کی تحویل میں اس طرح دینے کی شرط اس طرح کی جائے جیسا کہ ہمارے عرف و معاشرہ میں رائج ہے۔

مسئلہ ۱۸۵۱۔ اگر عقد سے پہلے یا عقد کے بعد بعض چیزوں پر بحث ہو جائے لیکن صیغہ عقد کے

اجرا کے وقت ان پر زور نہ دیا جائے اور ان پر عقد استوار نہ ہو اور نہ ہی قرائن حالیہ و مقالیہ اس پر دلالت کریں تو یہ ایک ایسا عقد ہوگا کہ جس پر عمل کرنا واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔

۲۔ وہ شرط قرآن وسنت کے مخالف نہ ہو۔

مسئلہ ۱۸۵۲۔ اگر کسی ایسی چیز کی شرط کرے جو اسلام کی شرع مقدس کے خلاف ہو تو وہ شرط باطل ہے اور اس پر عمل کرنا واجب نہیں ہے مثلاً یہ شرط کرے کہ طلاق کا حق شوہر کے علاوہ غیر کو حاصل ہوگا یا وارث مال میں سے میراث نہیں پائیں گے یا آزاد کا بیٹا غلام ہوگا یا یا کسی خاص مال میں خمس نہیں ہوگا وغیرہ۔

مسئلہ ۱۸۵۳۔ اگر کسی ایسی چیز کی شرط کرے کہ وہ کسی واجب کو چھوڑنے یا کسی حرام کا ارتکاب کرنے پر مجبور ہو جائے تو ایسی شرط بھی باطل ہے مثلاً یہ شرط کرے کہ طرفین میں سے ایک دوسرے کے لئے شراب بنائے گا یا اس کی داڑھی مونڈے گا یا کسی معاملہ میں اس کے لئے دھوکا دے گا یا تمام دن اس کے کام میں اس طرح مشغول رہے کہ جس سے اس کا واجب روزہ یا واجب نماز چھوٹ جائے۔

۳۔ وہ شرط مقتضائے عقد کے منافی نہ ہو مثلاً یہ شرط رکھے کہ فلاں چیز فروخت کرے لیکن اس کی قیمت کا مالک نہ بنے۔

۴۔ وہ شرط اس کی قدرت سے باہر نہ ہو بلکہ اسے انجام دینے کی طاقت رکھتا ہو پس اگر ایسی چیز کی شرط رکھے کہ جس کی اس میں کسی وقت بھی طاقت نہ ہو تو ایسی شرط باطل ہے۔

مسئلہ ۱۸۵۴۔ اگر معاملہ کے فریقین میں سے کوئی یہ سوچ کر کہ مد مقابل میں فلاں کام کو انجام دینے کی طاقت ہے اس کام کی شرط رکھے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ ابتدا میں اس پر قادر نہیں تھا تو

واضح ہوگا کہ یہ شرط از اول باطل تھی۔

مسئلہ۱۸۵۵۔ اگر شرط کو پورا کرنا اس شخص کے لئے ممکن تھا کہ جس نے اسے قبول کیا تھا لیکن بعد میں اس کا پورا کرنا ممکن رہا تو عقد صحیح ہے لیکن شرط کو پورا کرنا جب ناممکن ہو تو شرط ساقط ہوجائیگی۔

مسئلہ۱۸۵۶۔ مذکورہ چار صورتوں میں سے تیسری میں، یعنی جب شرط مقتضائے عقد کے منافی ہو، تو عقد و شرط دونوں باطل ہیں لیکن باقی تین صورتوں میں عقد صحیح اور شرط باطل ہے۔

مسئلہ۱۸۵۷۔ جس شخص نے عقد کے ضمن میں کسی صحیح شرط کو اپنے ذمہ لیا ہے، اسے اس پر ضرور عمل کرنا چاہئے اور اگر اس پر عمل نہ کرے تو مدمقابل اسے اپنی شرط کو انجام دینے پر مجبور کرسکتا ہے اور اگر نہ کرسکتا ہو یا کسی وجہ سے نہ چاہتا ہو تو وہ اس عقد کو فسخ کرسکتا ہے کہ جس کے ضمن میں یہ شرط رکھی گئی تھی۔

مسئلہ۱۸۵۸۔ معاملہ کے طرفین میں کوئی بھی دوسرے کو اس بات پر مجبور نہیں کرسکتا کہ وہ شرط پر عمل کرنے کے بجائے پیسہ ادا کرے لیکن طرفین کے توافق کی صورت میں اس شرط کے بارے میں پیسہ یا دوسری چیز کے عوض مصالحت کرسکتا ہے۔

مسئلہ۱۸۵۹۔ جس معاملہ کے ضمن میں کوئی شرط ہوئی ہو اگر اسے خیار یا اقالہ کے ذریعہ فسخ کریں تو وہ شرط بھی خود بخود ساقط ہوجائیگی۔

مسئلہ۱۸۶۰۔ معاملہ کے طرفین یہ شرط کریں کہ جو بھی معاملہ کو فسخ کرے گا وہ اتنا جرمانہ دے گا تو معاملہ سے یہ شرط ساقط نہیں ہوگی بلکہ فسخ کرنے والے کو چاہئے کہ جرمانہ ادا کرے مگر یہ کہ طرفین اس پر اتفاق کرلیں اور کلی طور پر معاملہ سے منصرف ہوجائیں۔

مسئلہ۱۸۶۱۔ ظاہر یہ ہے کہ عقود جائز، جیسے عاریہ، وکالت اور ہبہ میں سے بعض قسموں کے ضمن

میں شرط نافذ ہے لیکن ایقاعات میں نافذ نہیں ہے ہاں بعض خاص موارد میں (نافذ ہوگی) جو اپنی جگہ بیان کئے جائیں گے۔

چھٹی فصل

پیسہ ادا کرنے اور مال لینے کے احکام

جن معاملات میں خاص شرط نہیں کی گئی ہے ان میں طرفین میں سے ہر ایک پر واجب ہے کہ جس چیز پر معاملہ ہوا ہے اسے مد مقابل کے سپرد کرے اور اسے اس کا عوض مد مقابل کے سپرد کر دینا چاہئے اور ان کا ایک دوسرے کو سپرد نہ کرنا حرام ہے اور جو بھی معاملہ میں جنس یا پیسہ دینے سے روگردانی کرے گا تو اسے تحویل دینے پر مجبور کیا جائیگا۔

مسئلہ۱۸۶۲۔ معاملہ کے طرفین عقد کے ضمن میں یہ شرط کر سکتے ہیں کہ کب اور کہاں جنس یا پیسہ دیں گے اور معاملہ کو مطلق ہونے سے نکال سکتے ہیں اور جو شرط مقرر کی ہے اس کے مطابق عمل کر سکتے ہیں۔

مسئلہ۱۸۶۳۔ معاملہ میں یہ شرط نہیں ہے کہ جنس یا پیسہ مد مقابل کے ہاتھ میں دے بلکہ اس کے اختیار میں دیدینا کافی ہے اور اس سلسلے میں جو بھی مانع ہو اسے اس طرح برطرف کرے کہ اگر مد مقابل چاہے تو اس میں تصرف کرے۔

مسئلہ۱۸۶۴۔ اگر مد مقابل اس چیز کو لینے سے انکار کرے کہ جس کا معاملہ ہوا ہے تو وہ شخص کہ جس نے اس چیز کو اس کے اختیار میں دیا ہے اور مانع برطرف کر دیا ہے اس پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوگی۔

مسئلہ۱۸۶۵۔ اگر خریدار جنس تحویل لینے سے عاجز ہو تو فروخت کنندہ پر واجب ہے کہ اس کی

حفاظت کرے اور اس کی اجرت خریدار سے لے لیکن تین روز کے بعد اسے خیار تاخیر کا حق حاصل ہو جائے گا پھر اگر مورد معاملہ معین ہو تو اسے خیار تاخیر کے ذریعہ فسخ کر سکتا ہے لیکن اگر مورد معاملہ کلی ہو۔ تو اس کی ایک تفصیل ہے، جس کو بعد میں بیان کیا جائے گا۔

مسئلہ۱۸۶۶۔ اگر جنس فروخت کنندہ کے اختیار میں باقی رہے اور پھر وہ کسی آسمانی آفت یا زمین کے کسی حادثہ میں، یا گم ہو جانے یا چوری ہو جانے کی وجہ سے تلف ہو جائے تو فروخت کنندہ اس کا ضامن ہے اور خریدار اس کی قیمت کا مطالبہ کر سکتا ہے خواہ فروخت کنندہ نے تحویل دینے سے انکار کیا تھا یا دونوں میں اس بات پر اتفاق ہو گیا تھا کہ یہ فروخت کنندہ کے پاس رہے گی۔

مسئلہ۱۸۶۷۔ اگر فروخت کنندہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ مال اس کے پاس رہے لیکن خریدار اسے تحویل میں لینے سے عاجز تھا تو اس صورت میں اگر جنس تلف ہو جائے تو بنا بر احتیاط واجب دونوں کو مصالحت کرنا چاہئے۔

مسئلہ۱۸۶۸۔ اگر فروخت کنندہ جنس کو خریدار کے اختیار میں دیدے اور وہ اسے تحویل میں لینے پر قادر ہونے کے باوجود لینے سے انکار کرے اور جنس فروخت کنندہ کے ہاتھ سے تلف ہو جائے تو ظاہر یہ ہے کہ وہ ضامن نہیں ہے اور جو جنس تلف ہوئی ہے وہ خریدار کا مال شمار ہوگی اور فروخت کنندہ کو یہ حق ہے کہ وہ خریدار سے اس کی قیمت کا مطالبہ کرے۔

مسئلہ۱۸۶۹۔ درج ذیل موارد میں اگر جنس تلف ہو جائے تو اس کا نقصان خریدار کو اپنے ذمہ لینا چاہئے:

۱۔ خریدار یا اس کے وکیل نے مال کو اپنے قبضہ میں لے لیا ہو۔

۲۔ خریدار نے فروخت کنندہ کو اپنا وکیل بنایا ہو کہ خریدار کی طرف سے اپنے قبضہ میں لے اور

امانت کے طور پر اسے اپنے پاس رکھے۔

۳۔فروخت کرنے والے سے یہ گزارش کرے کہ اس چیز کو کسی معین یا غیر آدمی کے ہاتھ بھیج دے مذکورہ تمام موارد میں اگر مال دائرہ تصرف سے باہر نکل کر تلف ہو جائے تو فروخت کنندہ اس کا ضامن نہیں ہے اور اس پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۱۸۷۰۔ اگر مال میں فروخت کنندہ کی ملکیت سے خارج ہونے سے پہلے عیب پیدا ہو جائے تو خریدار معاملہ کو فسخ کرسکتا ہے پس اگر خریدار عیب کے پیدا ہونے سے آگاہ نہ ہوا اور اسے تحویل میں لے لے اور اس میں ایسا تصرف کرے کہ جس سے وہ فسخ کر سکے تو وہ سالم و معیوب قیمت میں تفاوت کا مطالبہ اس فروخت کنندہ سے کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۷۱۔ جو کچھ ہم نے مندرجہ بالا مسئلہ میں بیان کیا ہے وہ اس جگہ سے متعلق ہے جہاں مال معین ہو یا پیسہ معین ہو لیکن اگر معاملہ کلی ہو مثلاً ایک کنٹل گیہوں ایک ہزار دینار میں فروخت کرے تو یہاں معاملہ کے طرفین میں سے کسی ایک کا حق بھی توافق کے بغیر معین نہیں ہوسکتا۔

مسئلہ ۱۸۷۲۔ اگر معاملہ کے طرفین جنس یا پیسہ کو معین کریں اور معین جنس یا پیسہ پر توافق کرلیں اور مد مقابل اسے نہ لے تو اس کے ہاتھ میں امانت رہے گا پھر اگر تلف ہو جائے یا اس میں عیب نکل آئے تو وہ ضامن نہیں ہے مگر یہ کہ اس نے اس کی حفاظت میں کوتاہی کی ہو۔

۱۸۷۳۔ مال و قیمت کے معین ہونے کے بعد اگر مد مقابل اسے لینے سے انکار کرے جبکہ وہ لینے کی طاقت بھی رکھتا ہے تو دوسرا فریق اسے لینے پر مجبور کرسکتا ہے اگر وہ اس سے روگردانی کرے تو مال یا قیمت کو اس کی دست رس میں دے سکتا ہے اور اس صورت میں وہ عہدہ برآ ہوسکتا ہے اور پھر اس پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۱۸۷۴۔ادھار والا معاملہ انجام پانے کے بعد اور جنس یا قیمت کے تحویل دینے کا وقت آجانے کے بعد اور طرفین میں سے کوئی ایک اس چیز کے معین کرنے سے انکار کرے جسکا معاملہ ہوا ہے تو دوسرا فریق حاکم شرع سے اس کی تعیین کے لئے رجوع کرسکتا ہے اور جب حاکم شرع اسے معین کردے تو ایسا ہی ہے جیسا کہ مد مقابل نے معین کیا ہے لیکن اس نے لیا نہ ہوا اور اس کا حکم یہاں جاری ہوگا۔

مسئلہ ۱۸۷۵۔ اگر جنس فروخت کنندہ کے قبضہ سے باہر نکلنے سے پہلے رشد و نمو کرے (موٹی ہو جائے، بچہ دیدے یا اس کی قیمت بڑھ جائے) تو یہ خریدار کا حق ہے اور اگر جنس تلف ہو جائے اور خریدار اس سے اپنی قیمت واپس لے لے تو یہ اضافہ فروخت کنندہ کا ہی رہے گا۔

مسئلہ ۱۸۷۶۔ معاملہ طے ہو جانے کے بعد فروخت کرنے والے پر واجب ہے کہ وہ نجی چیزیں نکالنے کا اقدام کرے مگر یہ کہ طرفین نے یہ شرط کر لی ہو کہ وہ وسائل ہمیشہ یا ایک مدت معین تک اسی میں رہیں گے۔

مسئلہ ۱۸۷۷۔ اگر فروخت کنندہ کو ان وسائل کو مکان سے نکالنے کے لئے اس مکان میں تصرف کی ضرورت ہوتی ہو مثلاً عمارت کی تخریب، دیوار اٹھانا، دروازہ اکھاڑتا تو اس کے لئے اسے خریدار سے اجازت و رضا لینا چاہئے مگر یہ کہ کچھ قرائن موجود ہوں جن سے یہ بات سمجھ میں آجائے کہ فروخت کنندہ کو یہ حق حاصل ہے۔

مسئلہ ۱۸۷۸۔خریدار جنس کو تحویل میں لینے سے پہلے اسے اپنے شریک کو فروخت کرسکتا ہے لیکن دوسروں کو فروخت کرنا بنا بر احتیاط واجب جائز نہیں ہے لیکن دو موقعوں پر جائز ہے:

۱۔ مال ان چیزوں میں سے نہ ہو کہ جن کو تول کر یا ناپ کر فروخت کیا جاتا ہے۔

۲۔اسے اتنی ہی قیمت پر فروخت کرے جتنی قیمت میں خریدا ہے۔

ان دو موقعوں پر اسے قبضہ میں لینے سے پہلے اسے فروخت کرنا جائز ہے لیکن مکروہ ہے۔مگر جن چیزوں کو تول کر یا ناپ کر فروخت کیا جاتا ہے اگر انہیں خرید کی قیمت سے زیادہ میں یا کم میں فروخت کرے تو احتیاط واجب کی بنا پر تحویل میں لینے سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۷۹۔مندرجہ بالا مسئلہ میں جو کچھ مال کے بارے میں کہا گیا ہے بنابر احتیاط واجب وہی فروخت کنندہ کی بہ نسبت قیمت میں بھی جاری ہوگا۔

مسئلہ ۱۸۸۰۔اگر سونے کو چاندی کے عوض یا چاندی کو سونے کے بدلے فروخت کریں تو لین دین معاملہ کی مجلس ہی میں انجام پائے یعنی خریدار کو مال اپنے قبضہ میں لینا چاہئے اور فروخت کنندہ کو قیمت اپنے قبضے میں لینا چاہئے،اگر معاملہ ختم ہونے سے پہلے فریقین میں سے کوئی مجلس خرید وفروخت سے باہر چلا جائے تو معاملہ باطل ہوجائے گا۔

مسئلہ ۱۸۸۱۔اگر سونے یا چاندی کے معاملہ میں صرف ایک حصہ کا لین دین ہوا اور اس کے بعد خریدار وفروخت کنندہ جدا ہو جائیں تو جس حصہ کا لین دین ہوا ہے اسی کا معاملہ صحیح اور بقیہ کا باطل ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۲۔اس مسئلہ اور اور گذشتہ مسائل (لین دین) سے مراد یہ ہے کہ خریدار مال لے لے اور فروخت کنندہ اس کی قیمت اپنے ہاتھ میں لے لے مالک کے اختیار سے نکلنا کافی نہیں ہے بلکہ مدمقابل کے اختیار میں ہونا ضروری ہے۔

اس مسئلہ کے دیگر فروعات بیعِ صرف کی بحث میں اور فقہ کی تفصیلی کتابوں میں بیان ہوئے ہیں۔

ساتویں فصل

نقد اور ادھار کے احکام

نقد اس معاملہ کو کہتے ہیں کہ جس میں معاملہ طے پا جانے کے فوراً بعد پیسہ لیکر حق سے دست بردار ہوجاتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۳۔جو معاملہ مطلق ہو اور پیسہ چکانے میں حق تاخیر کی شرط نہ کی گئی ہو تو وہ بھی نقد ہے اور فروخت کنندہ معاملہ طے پانے کے بعد بلا فاصلہ قیمت کا مطالبہ کرنے کا حق رکھتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۴۔ہر وہ معاملہ کہ جس میں خریدار کو تاخیر سے پیسہ دینے کا حق دیا گیا ہے اس کو ادھار کہتے ہیں ضروری ہے کہ عقد کے ضمن میں اس حق کی وضاحت ہوئی ہو۔

مسئلہ ۱۸۸۵۔ادھار کے معاملہ میں پیسے خریدار کے ذمہ ہونا چاہئے مثلاً کوئی مال ہزار درہم میں خریدار کے ہاتھ ادھار فروخت کریں پھر اگر معین ہزار درہم میں بیچا ہو جو کہ، مثلاً ایک مخصوص تھیلی ہو اور میں اس کے ادا کرنے میں حق تاخیر کی شرط کی ہو اگرچہ یہ شرط نافذ ہے لیکن اس معاملہ کو ادھار نہیں کہا جائے گا۔

مسئلہ ۱۸۸۶۔ادھار والے معاملات میں زمانہ کی کوئی حد نہیں ہے لیکن بنابر احتیاطِ واجب مدت اس طرح معین کرنا چاہئے کہ جس میں کمی وبیشی نہ ہو سکے پس اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں یہ پیسہ فصل

اٹھاتے وقت ادا کر دونگا یا مسافروں کے سفر سے آنے پر یا جب میرا بچہ پیدا ہوگا ادا کر دونگا تو یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس میں کمی وبیشی ہوسکتی ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۷۔ اگر پیسہ ادا کرنے کا وقت تاریخ کے لحاظ سے معین کیا جائے کہ معین ومشخص ہو لیکن طرفین اس سے واقف نہ ہوں تو یہ بنابر احتیاط واجب صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۸۔ ادا کرنے کی تاریخ قمری مہینہ کے لحاظ سے معین کی جائے کہ جس کے بارے میں یہ معلوم نہیں ہے کہ آئندہ مہینہ ۲۹ کا ہوگا یا ۳۰ کا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۹۔ ادھار کے معاملہ میں اگر خریدار پیسہ ادا کرنے کا وقت آنے سے پہلے پیسہ چکانا چاہے تو فروخت کنندہ کی طرف سے اس کا قبول کرنا واجب نہیں ہے بلکہ وہ معین وقت آنے تک اس کے قبول کرنے سے پہلو تہی کرسکتا ہے اور یہاں وہ احکام جاری نہیں ہوں گے جو مسئلہ ۱۸۶۴ تا ۱۸۶۹ میں بیان ہوئے ہیں ہاں معین وقت آنے پر جاری ہوں گے۔

مسئلہ ۱۸۹۰۔ اگر کسی چیز کو ادھار ہونے کی صورت میں، جیسا کہ عام رواج ہے، زیادہ قیمت پر فروخت کرے پھر اگر اس چیز کی قیمت دس دینار ہیں معین مدت کے لئے بارہ دینار میں ادھار فروخت کرے تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن جب وقتِ معین آجائے گا تو پھر اس مدت میں اضافہ نہیں کرسکتا یا جس چیز کا نقد معاملہ کیا ہے اسے ادھار میں بدل کر اس کی قیمت نہیں بڑھا سکتا۔

مسئلہ ۱۸۹۱۔ اگر کسی سامان کا، مثلاً ایک ماہ کی مدت کے لئے ۱۵ دینار میں، معاملہ کریں اور معاملہ ہونے کے بعد مدت کو دوبارہ بڑھانا چاہیں اور قیمت کو ۲۰ دینار کرنا چاہیں تو یہ حرام اور سود ہے۔

مسئلہ ۱۸۹۲۔ قرض کے تمام موارد میں بھی خواہ اس کی ادائیگی کا وقت آیا ہو یا ابھی نہ آیا ہو اگر قرض

کی مدت کو بڑھانا چاہیں اور اس کے مبلغ میں اضافہ کرنا چاہیں تو یہ بھی سود اور حرام ہے۔

مسئلہ ۱۸۹۳۔ جس چیز کا ادھار کے عنوان سے معاملہ کیا گیا ہے اگر اسے نقد میں تبدیل کریں اور اس کی قیمت میں سے کچھ کم کردیں تو کوئی حرج نہیں ہے یہی حکم ہر اس قرض کے لئے جاری ہوگا کہ جس کا وقتِ معین نہ آیا ہو اگر اس کی مدت سے قطع نظر قرض کی کچھ مقدار کم کردی جائے اور اس مقدار سے مقروض کو بری الذمہ کردیا جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۹۴۔ اگر ایک جنس کو معین قیمت پر ادھار فروخت کریں اور یہ شرط کریں کہ خریدار اس سے کم قیمت پر فروخت کرنے والے کے ہاتھ بیچے گا تو یہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۹۵۔ اگر کسی سامان کا ایک مبلغ پر نقد معاملہ کریں اور شرط کریں کہ خریدار اس کو زیادہ قیمت پر فروخت کنندہ کے ہاتھ ادھار فروخت کرے گا تو یہ بھی بنابر احتیاط واجب صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۹۶۔ بنابر احتیاط واجب جو معاملہ بھی اس شرط پر انجام پذیر ہوتا ہے کہ خریدار اس کو بعد میں فروخت کنندہ کو فروخت کرے گا صحیح نہیں ہے خواہ دونوں نقد ہوں یا دونوں ادھار یا ایک نقد ہو اور ایک ادھار۔

مسئلہ ۱۸۹۷۔ اولیٰ یہ ہے کہ ایسا کوئی معاملہ ہی انجام نہ دیں کہ جس سے ان کا مقصد یہ ہو کہ بعد میں خریدار فروخت کنندہ کے ہاتھ بیچے گا اگرچہ پہلے معاملہ میں اس کی شرط نہ کی ہو۔

مسئلہ ۱۸۹۸۔ اولیٰ یہ ہے کہ خریدار اس سے ہرگز کوئی سامان نہ خریدے کہ جس کے ہاتھ کوئی سامان فروخت کیا ہے اگر پہلے ہی اس نے اس مقصد کے تحت خریدا ہو مگر یہ کہ معاملہ خیار مجلس وغیرہ کے ساقط ہونے کے سبب حتمی وقطعی ہوچکا ہو اور کوئی چیز حق فسخ کا سبب نہ ہو۔

آٹھویں فصل

راس المال کے احکام

راس المال کے لحاظ سے خریدار وفروخت کنندہ کے درمیان لین دین درج ذیل چار صورتوں میں سے کسی ایک صورت ہی میں ہوسکتا ہے۔

۱۔خریدی ہوئی قیمت پر فروخت کرنا کہ اس کو ''تولیہ'' کہتے ہیں۔

۲۔خریدی ہوئی قیمت سے زیادہ پر فروخت کرنا اسکو ''مرابحہ'' کہتے ہیں۔

۳۔خریدی ہوئی قیمت سے کم پر فروخت کرنا اس کو ''مواضعہ'' کہتے ہیں۔

۴۔طے شدہ قیمت پر فروخت کرنا یہ بتائے بغیر کہ کتنے میں خریدی تھی یہ خرید وفروخت کی بہترین قسم ہے اور اس کو ''مساومہ'' کہتے ہیں۔

مسئلہ۱۸۹۹۔ پہلے تین موارد میں کہ جن میں اس قیمت کو بیان کیا جاتا ہے کہ جس میں خریدی گئی تھی تو اس قیمت کو واضح طور پر بیان کرنا چاہیئے پس اگر یہ کہے میں اس چیز کو خریدی ہوئی قیمت پر یا دس فیصد فائدہ پر یا دس فیصد نقصان پر فروخت کرتا ہوں تو بنا بر احتیاط واجب یہ کافی نہیں ہے بلکہ قیمت خرید (راس المال) کو صاف وشفاف طریقہ سے بیان کرنا چاہیئے۔

مسئلہ۱۹۰۰۔ پہلی تین صورتوں میں کہ جن میں راس المال کی بنیاد پر معاملہ ہوا ہے اگر خریدی ہوئی قیمت کو واقع کے خلاف بتائے معاملہ صحیح ہے لیکن خریدار کو فسخ کا حق حاصل ہے جیسا کہ خیار تخلف وصف میں ہوتا ہے۔

مسئلہ۱۹۰۱۔ اگر مذکورہ تینوں موارد میں پوری قیمت کو خرید کی قیمت کے عنوان سے بیان کرے مثلاً خرید کی قیمت میں دلالی کا پیسہ شامل کرے۔ گودام اور لانے لے جانے کا کرایہ بھی جوڑ دے اور جتنے میں وہ چیز پڑی ہے اس کو خرید کی قیمت بتائے اگر چہ اس نے جھوٹ نہیں بتایا لیکن چونکہ اس کی بات ظاہر کے خلاف ہے لہذا خریدار فسخ کرنے کا حق رکھتا ہے۔

مسئلہ۱۹۰۲۔ اگر فروخت کنندہ راس المال (اصلی پونجی) کے بارے میں حیلہ بہانہ کرے مثلاً جس نے پہلے فروخت کیا ہے اس سے یہ ساز باز کرے کہ اس چیز کو زیادہ داموں میں فروخت کریں اور بعد میں اسے کمیشن دیدے لہذا وہ اس خریدار سے طے شدہ قیمت کو خریدی ہوئی قیمت بتائے یہاں بھی خریدار کو فسخ کا حق حاصل ہے۔

مسئلہ۱۹۰۳۔ اگر کوئی چیز ادھار خریدے اور اسے راس المال بنانا چاہے یعنی اسے اس قیمت میں فروخت کرنا چاہے کہ جس میں خریدی ہے تو اسے یہ کہنا چاہیئے کہ میں نے یہ فلاں مدت تک اتنی قیمت میں (ادھار) خریدی ہے اس صورت کے علاوہ وہی مدت خریدار کے لئے ثابت ہو جائیگی۔

مسئلہ۱۹۰۴۔ اگر کچھ چیزوں کو اکھٹا ایک قیمت پر خریدے تو وہ اس قیمت کو اپنی صواب دید سے ان چیزوں میں سے ایک ایک پر تقسیم نہیں کرسکتا مگر یہ کہ وہ سب ہر لحاظ سے یکساں ہوں یا خریدار کو یہ بتائے کہ یہ قیمت میں نے خود رکھی ہے۔

مسئلہ ۱۹۰۵۔ اگر مالک دلال کے لئے ایک قیمت معین کرے اور یہ کہے کہ اس سے اوپر جتنے میں فروخت کرو گے وہ تمہاری ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے وہ اضافی پیسہ دلال کا ہے۔ مگر یہ کہ دلال اس اضافی پیسے کو راس المال نہیں بنا سکتا کیونکہ اس نے اس جنس کو اس قیمت سے نہیں خریدا ہے۔

نویں فصل

سود کے احکام

سود بہت بڑا گناہ اور خانماں سوز ہے قرآن مجید اور شریعت نے اس سے باز رہنے کی بہت زیادہ تاکید کی ہے۔

سود روایات کی بنیاد پر پانچ یا سات بڑے گناہوں میں سے ایک شمار کیا گیا ہے، صحیح روایات میں امام صادقؑ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا:

''سود کا ایک درہم خانہ خدا میں محرموں کے ساتھ ستر مرتبہ زنا کرنے سے بدتر ہے''۔ بعض روایات میں آیا ہے:

۱۔ ''سود کے ستر اجزا ہیں ان میں سے سب سے چھوٹا ایسا ہے کہ جیسے انسان نے خانہ کعبہ میں اپنی ماں کے ساتھ زنا کیا ہو''۔

۲۔ ''سود نجس ترین کمائی ہے''۔

۳۔ ''سود خور کے پاس جب تک ایک قیراط بھی سود کا ہے اس وقت تک خدا اور اس کے فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں''۔

(قیراط ایک وزن ہے جو درہم کے بارہویں حصہ کے برابر ہوتا ہے)

۴۔ جب خدا کسی قوم کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو ان کے درمیان سودخوری کا رواج ہو جاتا ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر والی فصل میں ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ سود کے گناہ میں چار گروہ شریک ہیں:

۱۔ سودخور

۲۔ سود دینے والا

۳۔ سود کی سند لکھنے والا

۴۔ سود کا ضامن اور گواہ

مسئلہ ۱۹۰۶۔ سود کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ سود والا قرض کہ جس سے ہم ''قرض'' والے حصہ میں بحث کریں گے۔

۲۔ سود والا معاملہ یعنی معاملات میں سود۔

مسئلہ ۱۹۰۷۔ سودی معاملہ یہ ہے کہ سامان اور اس کی قیمت ایک ہی جنس کی ہو اور ان میں سے ایک کی مقدار دوسری سے زیادہ ہو مثلاً دس من اچھا گیہوں بیس من خراب گیہوں کے عوض فروخت کرے۔

مسئلہ ۱۹۰۸۔ اگر کوئی شخص چکّی والے سے یہ طے کرے کہ وہ اسے دس من گیہوں دے گا اور وہ اس کے عوض اسے نو من آٹا دے گا تو یہ حرام وسود ہے۔

مسئلہ ۱۹۰۹۔ اگر دس من اچھے گیہوں بارہ من خراب گیہوں پر مصالحت کرے تو یہ حرام

وسود ہے۔

مسئلہ ۱۹۱۰۔ اگر کسی کے دس من اچھے گیہوں کسی کے پاس قرض ہوں اور اس کے پاس اچھے گیہوں نہ ہوں لہذا وہ دس من اچھے گیہوں کے بجائے خراب گیہوں زیادہ دیتا ہے تو یہ سود اور حرام ہے۔

مسئلہ ۱۹۱۱۔ مذکورہ بالا مسائل میں جو کچھ بیان ہوا ہے وہ اس جگہ کے لئے ہے جہاں ایک ہی جنس کی دو چیزوں کا لین دین ایک دوسرے کے مختلف عوض کے ساتھ ہوا ہو لہذا اس صورت کے علاوہ حرام نہیں ہوگا۔ اس کے موارد کو ہم ذیل کے مسائل میں ذکر کرتے ہیں:

مسئلہ ۱۹۱۲۔ اگر کوئی کچھ گیہوں اس شرط پر کسی دوسرے کو ہبہ کرے کہ وہ بھی اس سے زیادہ گیہوں اس کو ہبہ کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۱۳۔ اگر گیہوں کی کچھ مقدار پر دو اشخاص اس سے کچھ زیادہ مقدار پر ایک دوسرے سے مصالحت کریں اور ایک دوسرے کو بری الذمہ کر دیں تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۱۴۔ اگر دو اشخاص ایک ایسی جنس میں شریک ہوں کہ جس کے حصے کئے جا سکتے ہوں، اگر وہ اسے تقسیم کرتے ہیں اور جو حصہ اسے ملا ہے اس پر مصالحت کرتے ہیں تو کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہاں کوئی معاوضہ نہیں ہے بلکہ تقسیم کا مقصد دونوں کے حق کو معین کرنا ہے۔ اسی طرح اگر کسی کا حصہ دوسرے حصہ سے مشتبہ ہو جائے تو وہاں بھی ایسا ہی ہوگا وہ کسی ایک کو اٹھا لے گا اور اپنے حق کے لئے اس سے مصالحت کرے گا۔

مسئلہ ۱۹۱۵۔ سود والا معاملہ دو شرطوں سے حرام ہے:

پہلی شرط۔ سامان اور اسکی قیمت ایسی چیز ہو جس کو تول کر یا ناپ کر فروخت کیا جاتا ہے لیکن

اگر دونوں یا ان میں سے ایک ایسی چیز ہو جس کی خرید وفروخت عدداً ہوتی ہو جیسے مرغی کا انڈا یا نوٹ (کرنسی) یا تخمینہ یا میٹر و بالشت وغیرہ کے ذریعہ ہوتی ہے جیسے کپڑا تو یہاں بھی سود کا حکم جاری نہیں ہوگا۔

پس دس انڈوں کو بارہ انڈوں کے عوض یا ۲۰ میٹر کپڑے کو ۳۰ میٹر کپڑے کے عوض فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۱۶۔ لیکن اگر معاملہ میں مہلت دی گئی ہو اور سامان و قیمت ایک ہی جنس سے ہوں اور تمام صفات میں یکساں ہوں تو اگر اس چیز کی مقدار زیادہ ہو کہ جس کی مہلت دی گئی ہے تو بنا بر احتیاطِ واجب جائز نہیں ہے مثلاً مرغی کے سو انڈے ایک ماہ کی مدت پر ایک سو دس انڈوں کے عوض فروخت کرے تو صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۱۷۔ اگر گیہوں یا گیہوں کے آٹے کا روٹیوں کے عوض لین دین کرے اور دونوں کی مقدار مختلف ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ روٹیوں کا عدداً حساب کریں تول کر نہیں۔

مسئلہ ۱۹۱۸۔ اگر روئی یا اون کا اسی جنس کے لباس سے معاملہ کریں تو اس صورت میں صحیح ہے کہ لباس و کپڑے کا حساب تول کر نہ کریں۔

مسئلہ ۱۹۱۹۔ اگر ایسی جنس کا معاملہ کریں کہ جو سال میں چند فصلوں یا بعض مقامات پر تول کر یا پیمانہ سے (ناپ کر) فروخت کی جاتی ہیں اور بعض موقعوں پر اندازاً بیچتے ہیں اور بعض موقعوں پر تول کر یا ناپ کر فروخت کرتے ہیں تو اس کا معاملہ متفاوت مقدار کے عوض نہیں کرنا چاہئے لیکن جہاں تخمینہ کے ذریعہ معاملہ کیا جاتا ہے وہاں کوئی حرج نہیں ہے۔

دوسری شرط۔ سامان اور اس کی قیمت ایک ہی جنس سے ہوں اگر چہ ایک پسندیدہ اور دوسری ناپسندیدہ ہوں۔

مسئلہ ۱۹۲۰۔ اگر ایک ہی جنس کا معاملہ مختلف مقدار کے ساتھ کیا جائے تو حرام اور سود ہے اگر چہ ان میں سے ایک پسندیدہ ہو اور دوسری ناپسندیدہ یا ایک تر دوسری خشک ہو یا رنگ و مزہ وغیرہ کے لحاظ سے مختلف ہوں۔

مسئلہ ۱۹۲۱۔ دونوں کے ایک جنس سے ہونے کا معیار عرف ہے، سوائے گیہوں اور جو کے کہ یہ دونوں عرف کی نظر میں مختلف ہیں لیکن شرع میں ان دونوں کو ایک شمار کیا گیا ہے بنا بر ایں بارہ من جو کے عوض دس من گیہوں کا فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۲۲۔ بنا بر احتیاطِ واجب گوشت کی خرید وفروخت حیوان کے عوض نہیں ہونی چاہئے اگر چہ ذبح شدہ ہی ہو خواہ گوشت اور حیوان ایک ہی جنس کے ہوں یا دونوں مختلف جنس کے ہوں۔

مسئلہ ۱۹۲۳۔ اگر تر و خشک ایک جنس سے ہوں اور دونوں کی مقدار میں اختلاف نہ ہو تو دونوں کی خرید وفروخت جائز ہے لیکن مکروہ ہے مثلاً دس من انگور کو دس من کشمش کے بدلے یا دس من خرمہ کو دس من رطب کے عوض خرید وفروخت کرے مگر یہ کہ ایسا معاملہ نہ کرنا اولیٰ ہے۔

مسئلہ ۱۹۲۴۔ اگر دس من کشمش کو بارہ من انگور کے بدلے فروخت کرے تو جائز نہیں ہے اگر چہ بارہ من انگور خشک ہو جانے کے بعد دس من کشمش ہو جائیں گے۔

مسئلہ ۱۹۲۵۔ جس طرح دس من گیہوں گیارہ من گیہوں کے عوض فروخت کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح دس من گیہوں کسی ضمیمہ (مثلاً بوری کے ساتھ) دس من گیہوں کا معاملہ بھی جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۲۶۔ اگر ایک جنس کی کچھ مقدار کا اسی جنس کی اتنی ہی مقدار سے معاملہ کرے لیکن ایک

فریق کے لئے ایک معنوی حق اضافی رکھا گیا ہو تو پھر بھی بنا بر احتیاطِ واجب جائز نہیں ہے مثلاً:

۱۔ دس من گیہوں کو دس من گیہوں کے عوض تین ماہ کی مدت پر فروخت کرے۔

۲۔ دس من گیہوں کو ایک ماہ کی مدت پر دس من گیہوں کے عوض دو ماہ کی مدت پر فروخت کرے۔ یعنی دس من گیہوں ایک ماہ کے لئے فروخت کرے اور اس کے عوض دس من، گیہوں دو ماہ کی مدت کے لئے خریدے۔

۳۔ دس من گیہوں دس من گیہوں کے عوض اس شرط پر فروخت کرے کہ ان میں سے ایک مدمقابل کے لئے کوئی کام انجام دے گا۔

مذکورہ تینوں مثالیں ان موارد کے بارے میں ہیں جہاں جنس کی مقدار ایک ہو لیکن اگر طرفین میں سے ایک کوئی معنوی امتیاز رکھتا ہے تو احتیاطِ واجب کی بنا پر ایسا معاملہ انجام نہیں دینا چاہئے۔

مسئلہ ۱۹۲۷۔ سودی قرض اور سودی معاملہ میں چند موقعوں پر کوئی حرج نہیں ہے ان میں سے بعض یہ ہیں۔

۱۔ باپ اور اولاد کے درمیان، لہٰذا اگر باپ بیٹے یا بیٹی سے سود لے یا انہیں سود دے تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن یہ مسئلہ باپ سے مخصوص ہے ماں سے نہیں۔

۲۔ شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو سود دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۳۔ آقا اور غلاموں کے درمیان سود کے لین دین میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۴۔ مسلمان اور کافر حربی کے درمیان سودی معاملہ میں کوئی مانع نہیں ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ مسلمان کافر سے زیادہ لے گا نہ کہ کافر مسلمان سے۔

مسئلہ ۱۹۲۸۔ مسلمان اور کافر ذمّی کے درمیان سود جائز نہیں ہے اگر چہ لینے والا مسلمان اور چکانے والا کافر ہو۔

مسئلہ ۱۹۲۹۔ اگر مسلمان معصیت کرے اور کافر ذمی سے سود کا معاملہ کرے تو ممکن ہے یہ کہا جائے کہ اس کافر سے زیادہ لینا از باب الزام[1] جائز ہے، یہ اس صورت میں ہے کہ ان کی شریعت میں سود دینا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۹۳۰۔ جن چار موقعوں پر ہم نے بیان کیا ہے کہ سود لینا جائز ہے ان میں فرق نہیں ہے کہ سودی قرض ہو یا سودی معاملہ ہو۔

مسئلہ ۱۹۳۱۔ اگر مسلمان غیر مسلمان کے خصوصی بینکوں میں امانت کے طور پر پیسہ رکھتے ہیں اور اس کا سود لیتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن وہ مسلمانوں کے خصوصی بینکوں سے سود نہیں لے سکتا۔

''کتنا اچھا ہوتا کہ اسلامی بینک یہ اعلان کر دیتے کہ لوگوں کے پیسے کا جو سود ہوتا ہے وہ بینک والوں کی طرف سے بلاعوض بخشش ہے، تا کہ دین دار افراد کافروں کے بینکوں میں پیسہ نہ رکھتے بلکہ اسلامی ممالک کے بینکوں میں پیسہ رکھتے۔''

مسئلہ ۱۹۳۲۔ جن ملکوں کی حکومت اسلامی حکومت نہیں ہے ان میں فائدہ کی شرط کئے بغیر حکومت کے بینکوں میں پیسہ رکھا جا سکتا ہے اور وہ جو فائدہ دیتے ہیں اس کو حکومت کی طرف سے بلاعوض انعام وہدیہ کے طور پر لے سکتے ہیں، مگر یہ کہ اس پیسہ پر اور ہر اس چیز پر جو ان بینکوں سے لی جاتی ہے مجہول المالک کا حکم جاری ہوگا جبکہ وہ پیسہ گھوم پھر کر مسلمانوں ہی میں رہا ہو۔

۱۔ یعنی غیر مسلم کو اس چیز کے ادا کرنے پر مجبور کریں کہ جس کو وہ اپنی شریعت کے لحاظ سے جائز جانتے ہیں اور خود کو اس کا پابند سمجھتے ہیں۔

مسئلہ ۱۹۳۳۔ جس شخص نے سود پر قرض دیا ہو یا لیا ہو سود کا کاروبار کیا ہو لیکن وہ یہ نہ جانتا ہو کہ سود حرام ہے یا اس کے بعض خصوصیات کو نہ جانتا ہو اگر وہ واقف ہونے کے بعد توبہ کرے اور اس کام سے کنارہ کشی کرے تو جو لے چکا ہے وہ اس کے لئے حلال ہے لیکن جو اس نے ابھی وصول نہیں کیا ہے اسے نہیں لینا چاہئے۔

مسئلہ ۱۹۳۴۔ سودی قرض میں اگر سود حرام ہونے سے اس وقت واقف ہو جائے کہ جب اس نے سود وصول کر لیا ہو لیکن ابھی اس کی رقم اس کے پاس باقی ہو تو بنا بر احتیاطِ واجب جو پیسہ اس نے پہلے وصول کیا ہے اس کو اصل قرض میں حساب کرے، کہ اب اسے اپنا پورا قرض وصول کرنے کا حق نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۳۵۔ جس نے سود کے حرام ہونے کو جانتے ہوئے سود لیا ہو تو اس کے لئے پہلے لیا ہوا سود توبہ کرنے سے معاف نہیں ہوگا بلکہ اسے درج ذیل شقوں کے مطابق عمل کرنا چاہئے:

۱۔ اس نے جو پیسہ سود کے عنوان سے لیا ہے اگر وہ اپنی اصل صورت میں باقی ہے اور وہ اس کے مالک کو پہچانتا ہے تو اس کے مالک کو دیدے۔

۲۔ وہ پیسہ اصل صورت میں باقی ہو لیکن اس کے مالک کو نہ پہچانتا ہو تو اس پر مجہول المالک کا حکم جاری ہوگا۔

۳۔ اگر اصل پیسہ باقی ہو لیکن اس کے مال سے مخلوط ہو گیا ہو تو اس پر مجہول المالک کا حکم جاری ہوگا۔

۴۔ اگر اصل پیسہ ضائع ہو گیا ہو یا اس کے ہاتھ سے نکل گیا ہو تو وہ اس کا ضامن ہے اور وہ اس کے ذمہ ہے۔

مسئلہ ۱۹۳۶۔ اگر سود خور مر جائے اور اس کا مال وارثوں میں منتقل ہو جائے تو اسے درج ذیل

شقوں کے مطابق عمل کرنا چاہئے:

۱۔ جو چیز سود کے عنوان سے لی ہے اگر وہ معین ہو اور اس کے مالک کو جانتا ہو تو اسے ضرور اس کے مالک کو واپس کر دینا چاہئے۔

۲۔ اگر سود کا مال معین ہو لیکن اس کے مالک کو نہ پہچانتا ہو تو اس مال پر مجہول المالک کا حکم جاری ہوگا۔

۳۔ اگر سود کا مال مرنے والے کے دوسرے اموال میں مخلوط ہو گیا ہو تو وہ پورا مال وارثوں کے لئے حلال ہے اور اس کا گناہ مرنے والے کے اوپر ہے۔

مذکورہ شقوں میں سودی قرض اور سود والے معاملہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔

دسویں فصل

سلف (یعنی پہلے سے فروخت کرنے) کے احکام

سلف اس معاملہ کو کہتے ہیں کہ جس میں مال ومتاع کلی ہوتا ہے اور بعد میں لیا جاتا ہے لیکن اس کی قیمت پہلے ادا کی جاتی ہے ادھار کے بالکل برعکس ہے کہ اس میں جنس نقد اور پیسہ بعد میں دیا جاتا ہے۔

معاملۂ سلف کو ''سلم'' بھی کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱۹۳۷۔ سلف والے معاملہ میں مال ومتاع کو بعد میں لینے کی شرط ضرور ہونا چاہئے ورنہ معاملہ نقد میں تبدیل ہوجائیگا۔

مسئلہ ۱۹۳۸۔ جس معین جنس کا انسان ابھی مالک نہیں ہے وہ اسے کسی کے ہاتھ اس مقصد سے فروخت نہیں کرسکتا کہ وہ اسے اصل مالک سے بعد میں خرید لے گا یا مالک سے یہ گذارش کرے گا کہ وہ اسے بخش دے، اس وقت خریدار کی تحویل میں دے گا، اگر ایسا کرے گا تو معاملہ باطل ہے۔

مسئلہ ۱۹۳۹۔ مذکورہ بالا فرض میں اگر مالک سے جنس کو خریدے تو خریدار اس کا مالک نہیں ہوگا اور خریدار پر یہ واجب نہیں ہے کہ اسے خریدے۔

مسئلہ ۱۹۴۰۔ اگر کوئی شخص اس مقصد کے تحت کسی سے اس چیز کو فروخت کرنے کے بارے

میں گفتگو کرے کہ جس کا وہ مالک نہیں ہے کہ اسے اس کے مالک سے خریدے گا اور جب اس کی ملکیت میں آجائے گی تو اسے فروخت کرے گا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ پہلے لین، دین نہ ہوا ہو اور طرفین کا خریدنے اور نہ خریدنے کا حق محفوظ ہو۔ اور جب اس کی ملکیت میں آجائے تو ضروری نہیں ہے کہ اسے اسی شخص کے ہاتھ فروخت کرے کہ جس سے گفتگو ہوئی تھی اور مد مقابل کے لئے بھی یہ ضروری نہیں ہے کہ اسے خریدے۔

مسئلہ ۱۹۴۱۔ معاملہ سلف میں چند شرطیں ہیں:

۱۔ سامان کے اوصاف اجمالی طور پر لکھے جائیں تا کہ سامان و مال کی خصوصیت اجمالی طور پر معلوم رہے اور زیادہ اختلاف نہ ہو۔ مثلاً حیوان کی عمر، کھانے کی کیفیت اور اس کا وزن اور کپڑے کی بنائی کی کیفیت اور اس کا طول وعرض معین کریں۔

مسئلہ ۱۹۴۲۔ بیع سلف میں سامان کے ان تمام جزئیات کا معین کرنا شرط نہیں ہے کہ جن کا قیمت یا خریدار کی رغبت پر اثر ہوتا ہے بلکہ ان کا اجمالی بیان ہی کافی ہے۔

۲۔ معاملہ کی مجلس ہی میں سامان اور مال کی قیمت وصول ہونا چاہئے ورنہ بیع سلف واقع نہیں ہوگی اور بنابراحتیاطِ واجب معاملہ سرے سے باطل ہوجائے گا۔

۳۔ جنس کے سپرد کرنے کا زمانہ، دن، ماہ اور سال معین ہونا چاہئے، خواہ کتنا ہی طولانی ہو۔

مسئلہ ۱۹۴۳۔ اگر یہ کہے کہ میں مطالبہ کے وقت مال تمہارے سپرد کردونگا تو یہ کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۴۴۔ اگر یہ کہے کہ میں اس وقت مال دونگا جب مسافر آئیگا یا جب بچہ پیدا ہوگا یا ایسی ہی بات کہے تو (واقع میں معلوم ہے لیکن معاملہ کے وقت طرفین کے لئے معاملہ معین نہیں ہے) کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۴۵۔ عربی مہینوں یا انگریزی یا دیگر مہینوں میں مال دینے کا وقت معین کرے لیکن طرفین نہ جانتے ہوں تو کافی نہیں ہے۔

۴۔ فروخت کرنے والے کو اس وقت مال تحویل دینے پر قادر ہونا چاہئے جو وقت قرارداد میں معین ہوا ہے اگر یہ معلوم ہو جائے کہ وہ سپرد کرنے پر قادر نہیں ہے تو معاملہ باطل ہے۔

مسئلہ ۱۹۴۶۔ سپرد کرنے کی قدرت و طاقت کی اتنی مقدار کافی ہے کہ فروخت کنندہ معین شدہ مدت سے پہلے اسے فراہم کر لے تا کہ وقت معین تک اس کی حفاظت کرے پس اگر یہ معلوم ہو جائے کہ وہ کسی طرح بھی اس کو حاصل نہیں کر سکتا ہے تو معاملہ باطل ہے۔

مسئلہ ۱۹۴۷۔ اگر کوئی وقت مقررہ سے پہلے اس چیز کے بنانے، خریدنے وغیرہ پر قدرت رکھتا تھا۔ لیکن اس نے جان بوجھ کر اسے فراہم نہیں کیا خواہ اس خیال سے کہ بعد میں بھی اس کو فراہم کرنے پر قادر رہے گا اور اتفاق سے بعد میں اس کو فراہم نہ کر سکے تو معاملہ باطل ہے۔

۵۔ اصل معاملہ صحیح ہو یعنی سودی اور دوسرے حرام معاملات سے نہ ہو۔

مسئلہ ۱۹۴۸۔ اگر کسی جنس کو سلف کی صورت میں خریدے اور معاملہ صحیح ہو یعنی فروخت کنندہ حوالے کرنے پر قدرت رکھتا ہو اور دوسرے شرائط بھی پائے جاتے ہوں تو خریدار اس چیز کو پہلے بیچنے والے کے ہاتھ فروخت کر سکتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اس جنس کی قیمت اس جنس سے مختلف ہو کہ جس میں اس کو خریدا تھا یا اسی قیمت پر کہ جس میں خریدا تھا فروخت کرے۔ اگر چہ اس جنس کو زیادہ قیمت پر فروخت کرنا جائز ہے لیکن مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۹۴۹۔ جس چیز کو سلف کی صورت میں خریدا ہے اسے سپرد کرنے کا وقت آنے سے پہلے اسے دوسرے کے ہاتھ نقد فروخت نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۱۹۵۰۔ جس چیز کو سلف کے طور پر خریدا ہے اسے سلف کے طور پر دوسرے کے ہاتھ فروخت نہیں کر سکتا چاہے طے شدہ زمانہ سے کم مدت کے لئے ہی ہو۔ مثلاً اگر اس کو تحویل دینے میں دو ماہ ہیں تو اسے دوسرے کے ہاتھ ایک ماہ کی مدت پر فروخت نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۱۹۵۱۔ جس چیز کو سلف کی صورت میں خریدا ہے اگر وہ ان چیزوں میں سے ہے جو تول کر یا ناپ کر فروخت کی جاتی ہیں تو بنا بر احتیاطِ واجب اسے تحویل میں لینے سے پہلے اس قیمت سے کم یا زیادہ کہ جس میں خریدا ہے دوسرے کے ہاتھ فروخت نہیں کر سکتا جیسا کہ مسئلہ ۱۷۷۸ میں بیان ہوا ہے۔

مسئلہ ۱۹۵۲۔ بیع سلف میں ان تمام قواعد و ضوابط کی رعایت کی جانی چاہئے جو سود کے باب میں مسئلہ ۱۸۸۰ میں بیان ہوئے ہیں۔

مسئلہ ۱۹۵۳۔ بیع سلف میں اگر معلوم ہو جائے کہ فروخت کنندہ مال کو حوالے کرنے پر قادر نہیں ہے تو معاملہ باطل ہے مثلاً ایک گاؤں کے محصول کو سلف کی صورت میں خریدے اور اس گاؤں کی ساری کھیتی کے خرمن کو آگ لگ جائے اور محصول ملنے سے پہلے ہی تلف ہو جائے تو یہاں معاملہ باطل ہے اور کسی بھی صورت میں اسے دوسرے کے ہاتھ فروخت کرنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۵۴۔ اگر کوئی یہ سوچ کر کہ اس کا معاملہ سلف صحیح ہے اس چیز کو دوسرے کے ہاتھ فروخت کرے تو جس وقت سے معاملہ کا باطل ہونا معلوم ہو گا اسی وقت دوسرا معاملہ بھی باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۹۵۵۔ سلف والے معاملہ میں اگر فروخت کنندہ وقت سے پہلے سامان تحویل میں دے تو خریدار اسے قبول کرنے پر مجبور نہیں ہے لیکن اگر وہ وقت پر دے تو خریدار کو قبول کر لینا چاہئے ورنہ جو مسائل مسئلہ ۱۹۲۱ سے ۱۹۷۴ میں بیان ہوئے ہیں وہ پیش آئیں گے۔

مسئلہ ۱۹۵۶۔ اگر سلف والا معاملہ ضوابط کے مطابق انجام پذیر ہو اور مال سپرد کرنے کا وقت آ گیا ہو لیکن فروخت کنندہ میں اسے تحویل میں دینے کی طاقت نہ ہو تو خریدار معاملہ کو فسخ کر سکتا ہے

اور جو پیسہ اس نے دیا تھا اسے کمی بیشی کے بغیر واپس لے سکتا ہے اور انتظار بھی کرسکتا ہے، یہاں تک کہ فروخت کنندہ دوسری مدت میں مال سپرد کرنے پر قادر ہو جائے۔

مسئلہ ۱۹۵۷۔ مذکورہ مسئلہ میں خریدار اپنے حق کو ہر اس قیمت پر فروخت کنندہ کو فروخت کرسکتا ہے جس پر اتفاق ہو جائے خواہ خریدی ہوئی قیمت سے زیادہ پر ہی ہو جیسا کہ مسئلہ ۱۸۹۰ میں بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۱۹۵۸۔ بیع سلف میں اگر فروخت کنندہ کچھ مال سپرد کرنے پر قادر ہو اور اس مقدار کو سپرد کرے تو خریدار باقی ماندہ حصہ کے سپرد کرنے کا انتظار بھی کرسکتا ہے اور فروخت کنندہ کے ہاتھ اسے فروخت بھی کرسکتا ہے۔

گیارہویں فصل

پھلوں، غلّات اور سبزیوں کی خرید و فروخت کے احکام

بنابر احتیاط واجب پھول آنے سے پہلے پھلوں کو ضمیمہ کے بغیر ایک سال کے لئے فروخت نہیں کرسکتا۔

مسئلہ ۱۹۵۹۔ اگر کوئی شخص اپنے باغ کے پھل، کلی کھلنے سے پہلے ہی چند سال کے لئے فروخت کرے تو اس میں کوئی حرج و مانع نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۶۰۔ اگر کوئی شخص پھل کو کسی اور چیز کے ساتھ فروخت کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ شگوفے نہ آئے ہوں اور معاملہ ایک سال کا ہو۔

مسئلہ ۱۹۶۱۔ کلی آنے سے پہلے ہی پھل کو بغیر ضمیمہ کے ایک یا چند سال کے لئے فروخت کیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۶۲۔ پھل کو اس کے ظاہر ہونے سے پہلے فروخت کرنا مکروہ ہے بہتر یہ ہے کہ اس وقت تک معاملہ میں تاخیر کرے جب پھلوں کا آفت سے محفوظ رہنا ثابت ہو جائے۔

مسئلہ ۱۹۶۳۔ پھلوں کے ظاہر ہونے کی ابتداء (یعنی جب انہیں پھل کہا جائے۔) کہ اس سے پہلے فروخت کرنا مکروہ ہے۔ خرموں میں اس وقت ہوتی ہے جب وہ زرد یا سرخ ہونے لگیں اور انگور میں اس وقت ہوتی ہے جب خوشہ دار ہو جائیں اور ان میں دانہ پڑ جائے اور دوسرے پھلوں میں بنا

براحتیاطِ واجب اس وقت ہوتی ہے جب وہ کھانے کے قابل ہو جائیں اور روئی وغیرہ میں اس وقت ہوتی ہے جب استعمال کے لائق ہو جائے۔

مسئلہ ۱۹۶۴۔ ضمیمہ میں یہ شرط نہیں ہے کہ وہ معاملہ کا اصلی مقصد قرار پائے بلکہ ہر اس چیز کو ضمیمہ قرار دیا جا سکتا ہے کہ جس کا جداگانہ طور پر بھی معاملہ کیا جا سکتا ہو مثلاً بیل، تنہ اور شاخ لٹھا اور جڑیں جو جلانے وغیرہ کے کام میں آتی ہیں۔

مسئلہ ۱۹۶۵۔ ضمیمہ کے ملاتے وقت پھل اور ضمیمہ کی قیمت کو مشاع (وہ مشترک چیز جس کو تقسیم کیا جا سکتا ہو اور ہر ایک کا حصہ معین و محدود نہ ہوا ہو) کی صورت میں ہونا چاہئے دونوں کی قیمت الگ الگ مدنظر نہ رکھی گئی ہو۔

مسئلہ ۱۹۶۶۔ جب کسی چیز کو پھل کے ساتھ ضمیمہ کیا جائے تو اس وقت باغ کے چند پھلوں کا ظاہر ہونا ہی کافی ہے، اس وقت وہ اس ضمیمہ کے ساتھ باغ کے تمام پھلوں کا معاملہ کر سکتا ہے اگر چہ زیادہ کی کلیاں بھی نہ آئی ہوں یہاں تک کہ ایک ضمیمہ کئی باغات کے لئے ضمیمہ بن سکتا ہے اور یہ معاملہ کے صحیح ہونے کے لئے کافی ہے۔

مسئلہ ۱۹۶۷۔ خرموں کا درخت کے اوپر اسی درخت کے پھل کے عوض فروخت کرنا خواہ نارس و کچا ہو یا پکے رطب ہوں جائز نہیں ہے اسی طرح کسی کھیت کے گیہوں کو اسی کھیت کے گیہوں کے عوض فروخت کرنا اور کسی باغ کے کچے پھل کو اسی جنس کے عوض فروخت کرنا بھی جائز نہیں ہے جو اسی باغ کی ہے۔

مسئلہ ۱۹۶۸۔ اگر انسان کسی باغ کے درختوں کے پھل کو اسی جنس کے پھلوں کے عوض فروخت کرے اور خریدار پھل چننے کے بعد اسی باغ کے پھل سے اس کی قیمت ادا کرے تو کوئی مانع نہیں ہے اور یہی حکم خرموں اور کھیتی کا بھی ہے۔

مسئلہ ۱۹۶۹۔ اگر باغ کا مالک کسی باغ کے پھلوں کو اسی باغ کے پھل کی معین مقدار کے عوض فروخت کرے اور اس کا مقصد یہ ہو کہ باغ کے پھلوں کی اس مقدار کے ذریعے پھلوں کی اس مقدار سے مصالحت کرے تاکہ باقی پھل خریدار کی محنت کی اجرت قرار پائیں یہاں تک کہ پھل کے پک جانے کے بعد ان کو چن لیا جائے اور اس کا حق اس کے سپرد کر دیا جائے تو ایسا معاملہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۱۹۷۰۔ مذکورہ مسئلہ میں جو کچھ بیان ہوا ہے وہ پھل اور زراعت ہی سے مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ یہ حکم دوسری جگہ بھی جاری ہوتا ہے پس اگر کوئی شخص کسی حیوان کے بارے میں کسی سے اسی حیوان کے اون اور دودھ کی معین مقدار کے عوض مصالحت کرے کہ اتنا اون اور دودھ اس کو دے گا تو باقی اس کی محنت و مزدوری ہے۔

مسئلہ ۱۹۷۱۔ اگر کوئی شخص کسی باغ کے ایک درخت کو خریدے تو وہ اسے تحویل میں لینے سے پہلے اسی قیمت پر یا منافع کے ساتھ کسی کو فروخت کر سکتا ہے اور جو حکم مسئلہ ۱۹۷۸ میں بیان ہوا ہے وہ یہاں جاری نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۱۹۷۲۔ غلات کو ان میں دانہ پڑنے سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں ہے لیکن ان کے تنے کو گھاس کے عنوان سے فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ خریدار چاہے تو اسے ہری گھاس کے طور پر استعمال کرے اور اگر چاہے تو بالیاں آنے تک منتظر رہے اور پھر اسے کاٹے اس لحاظ سے اس کا دانہ بھی تنہ کے ساتھ ساتھ اسی کا ہے۔

مسئلہ ۱۹۷۳۔ سبزیوں مثلاً کھیرے اور بینگن کی ایک پالیز پھل ظاہر ہونے سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں ہے لیکن پھل ظاہر ہونے کے بعد ان کی ایک یا چند فصل فروخت کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۹۷۴۔ جو سبزیاں چنی جاتی ہیں جیسے دھنیا، سویا، پودینہ یا شہتوت و مہندی کے پتوں کی طرح جو پتے توڑے جاتے ہیں ان کے ظاہر و نمایاں ہونے کے بعد ایک یا چند بار چننے کے لئے

فروخت کیا جا سکتا ہے۔لیکن ان کے پتوں کے نکلنے سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۷۵۔ پھلوں اور سبزیوں وغیرہ کے چننے، کاٹنے اور پتوں کے توڑنے کے وقت کا معیار کاشتکار اور باغبان ہیں۔

مسئلہ ۱۹۷۶۔ پھلوں، زراعتوں اور سبزیوں وغیرہ کو فروخت کرنے میں پتے نکلنے، کلی کھلنے، دانہ پڑنے اور میوہ آنے کی شرط اس جگہ ہے جہاں پھل، غلہ، سبزی اور پتے ہی مورد معاملہ ہوں لیکن اگر جڑ کا معاملہ کیا جائے تو پھر کوئی شرط نہیں ہے پھر اگر وہ جڑ کا معاملہ طے کریں تو جب پھل، غلہ اور سبزی نمودار ہوگی تو جڑ اور تنے کے ساتھ یہ چیزیں بھی خریدار کی ہو جائیں گی۔

مسئلہ ۱۹۷۷۔ کچھ چیزوں میں ان کا پھل ظاہر نہیں ہوتا ہے جیسے گاجر اور آلو اگر ان کے بارے میں یہ معلوم ہو جائے کہ کچھ گاجر اور آلو پڑ گئے ہیں تو ان کی خرید و فروخت جائز ہے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ اس سلسلہ میں مصالحت کی جائے لیکن ان کی جڑوں کو فروخت کرنا مطلق طور پر جائز ہے اگرچہ ان کے پھل کے وجود میں آنے کا علم نہ ہو۔

مسئلہ ۱۹۷۸۔ اگر دو آدمی کھجور، درخت یا کسی کھیتی میں شریک ہوں تو ان میں سے ایک محصول میں سے اپنے شریک کے حصہ کو معین رقم یا معین مقدار کے عوض قبول کر سکتا ہے۔ اور اپنے شریک سے توافق کے بعد وہ اس مبلغ یا اس مقدار کو اس سے طلب کر سکتا ہے خواہ اس کا حصہ محصول میں اسی مقدار میں ہو یا اس سے کم یا زیادہ ہو۔

مسئلہ ۱۹۷۹۔ اگر چند افراد کھجور، درخت یا کسی زراعت میں شریک ہوں اور ان میں سے ایک دوسرے شرکاء کے حصہ کو معین رقم یا پھل کی معین مقدار کے عوض قبول کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اسے چاہئے کہ اپنے شرکاء کو وہ مقدار دیدے۔

مسئلہ ۱۹۸۰۔ مذکورہ مسئلہ میں اگر وہ مقدار کہ جس پر اتفاق ہوا ہے اسی باغ یا زراعت کی ہو اور بغیر کوتاہی کے وہ سارا محصول برباد ہو جائے تو ضامن نہیں ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ اس کا بدلہ اپنے دوسرے اموال سے ادا کرے لیکن اگر کچھ بچ جائے تو جس معاملہ پر طے ہوا ہے اس سے اس کی قیمت ادا کرنا چاہئے اور اگر حاصل شدہ منفعت توافق شدہ مقدار سے کم ہو تو اسے پورا کرنا اس کے ذمہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۸۱۔ اگر کوئی شخص اپنے شرکاء کا حصہ معین مقدار میں ادھار خریدے لیکن اس مخصوص پھل کے عوض نہیں جو ان کا مشترک ہے تو اسے وہ مقدار ادا کرنا چاہئے جس پر اتفاق ہوا تھا خواہ کل یا کچھ محصول تلف ہی ہو گیا ہو۔

مسئلہ ۱۹۸۲۔ جو راہ گیر باغ یا پالیز سے گذرتا ہے وہ اس کا پھل کھا سکتا ہے اس شرط کے ساتھ کہ اسے نقصان نہ پہنچائے اور پرخوری نہ کرے۔ درختوں کی شاخوں کو نہ توڑے اور پالیز کی بیلوں کو پامال نہ کرے۔

مسئلہ ۱۹۸۳۔ جو شخص کسی باغ یا پالیز سے گذرتا ہے حق مارہ سے استفادہ کرنے کے جواز میں اس بات میں کوئی فرق نہیں ہے کہ وہ پہلے سے جانتا تھا کہ اس کے راستہ میں ایسا پھل ہے یا گذرتے وقت وہ اسے دیکھتا ہے دونوں صورتوں میں وہ اس کا پھل کھا سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۸۴۔ اگر گذرنے والے کے دو راستے ہوں اور وہ اس راستہ کو اختیار کرے جو باغ و بستان سے گذرتا ہے اور اس راستہ کو اس نے اس لئے اختیار کیا ہو کہ اس کا پھل کھائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، خواہ اس کے لئے وہ اپنے راستہ سے تھوڑا منحرف ہی ہو جائے۔

مسئلہ ۱۹۸۵۔ جو شخص صرف پھل کھانے کی وجہ سے راستہ طے کرتا ہے اور اس سے اس کا کوئی دوسرا مقصد نہ ہو تو بنا بر احتیاط واجب اسے پھل کھانے کا حق نہیں ہے۔

مسئلہ۱۹۸۶۔ مذکورہ مسائل میں اگر انسان یہ جانتا ہو کہ مالک کو یہ پسند نہیں ہے کہ گذرنے والے اس کے باغ وبستان سے پھل کھائیں۔ پھر بھی بیان شدہ شرائط کے ساتھ اس کے لئے پھل کھانا جائز ہے خواہ وہ صاف طور پر منع بھی کر دیا ہو، اگرچہ بہتر یہ ہے کہ اس صورت میں اس باغ کا پھل نہ کھائیں۔

مسئلہ۱۹۸۷۔ اگر باغ یا بستان کا مالک اپنی ملکیت کو دیوار، ٹٹّر اور خاردار تار اور بے ثمر درختوں وغیرہ کے ذریعہ گھروادے پھر بھی گذرنے والے اس باغ کا پھل کھا سکتے ہیں بشرطیکہ اس رکاوٹ سے گذرنا اس کے خراب ہونے کا باعث نہ ہو۔

مسئلہ۱۹۸۸۔ گذرنے والے آدمی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ باغ وبستان کا پھل اپنے ساتھ لے جائے اور اگر ایسا کرتا ہے تو ضامن ہے۔

مسئلہ۱۹۸۹۔ گذرنے والا شخص ان پھلوں میں سے بھی کھا سکتا ہے جن کو چھیلنے کی ضرورت ہوتی ہے لیکن اس خاص پھل کو کھانے کا حق نہیں رکھتا ہے کہ جو عام طور پر پکنے کے بعد کھایا جاتا ہے، اگرچہ اس کے پکنے کے لئے اس نے وقت صرف کیا ہو۔

بارہویں فصل

اقالہ کے احکام

اقالہ یہ ہے کہ دونوں معاہدہ کرنے والوں میں سے ایک، دوسرے کی خواہش پر، اس معاملہ کو ختم کرنے پر راضی ہو جائے۔ اقالہ مستحب موکد ہے جیسا کہ ہم آدابِ تجارت میں بیان کر چکے ہیں۔

مسئلہ۱۹۹۰۔ اقالہ ایقاع ہی کی ایک قسم ہے لیکن اس کے ذریعہ طرفین کی رضامندی سے عقد فسخ ہوتا ہے۔

مسئلہ۱۹۹۱۔ اقالہ کے وسیلہ سے ایقاعات میں سے کوئی بھی ایقاع ختم نہیں ہوتا ہے عقدِ نکاح بھی اقالہ کے ذریعہ سے فسخ نہیں ہوتا ہے۔

مسئلہ۱۹۹۲۔ احتیاطِ واجب کی بنا پر صدقہ بھی اقالہ سے فسخ نہیں ہوتا ہے۔

مسئلہ۱۹۹۳۔ اقالہ اس قول وفعل سے ثابت ہو جاتا ہے جو فسخ کے تقاضے کو قبول کرنے پر دلالت کرے۔

مسئلہ۱۹۹۴۔ اقالہ کرنے والے کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ جنس یا قیمت کی مقدار کو کم کرنے کی شرط کرے تا کہ اقالہ کر سکے اگر ایسا کرے گا تو اقالہ باطل ہو جائے گا اور مال وقیمت دونوں صاحبِ مال کی ملکیت ہو جائیں گے۔

مسئلہ ۱۹۹۵۔ اقالہ پر جعالہ جائز ہے لہذا وہ کہہ سکتا ہے: اگر تم اقالہ کرو گے تو میں تمہیں اتنا دونگا۔ اگر وہ اقالہ کرے تو اسے اتنا (پیسہ) دینا چاہئے جتنا کہا تھا۔

مسئلہ ۱۹۹۶۔ دونوں ایک دوسرے سے اس طرح مصالحت کر سکتے ہیں کہ مد مقابل اقالہ کرے گا اور دوسرا فریق اسے کچھ دے گا۔

مسئلہ ۱۹۹۷۔ احتیاطِ واجب کی بنا پر مضمونِ عقد کے بعض حصہ میں اقالہ جائز نہیں ہے مگر انحلال کی صورت میں یعنی عرف کی نظر میں عقد دو عقدوں کے ذریعہ منحل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۹۸۔ اگر معاملہ کرنے والوں میں سے ایک مر جائے تو احتیاطِ واجب کی بنا پر وارث معاملہ کا اقالہ نہیں کر سکتے۔

مسئلہ ۱۹۹۹۔ اگر مال تلف ہو گیا ہو یا بیع و ہبہ وغیرہ کے ذریعہ اپنے مالک کی ملکیت سے خارج ہو گیا ہو تو احتیاطِ واجب کی بنا پر اس کا اقالہ کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۰۰۔ اگر ادا کی گئی قیمت نوٹ وغیرہ ہوں، کہ جس کی جگہ دوسرا پیسہ و نوٹ آسکتا ہے تو اس کا تلف ہونا اقالہ کرنے میں مانع نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۰۱۔ اگر مال یا قیمت بدل گئی ہو یا اس میں کوئی عیب پیدا ہو گیا ہو تو اس کا اقالہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اس صورت میں اس کا پہلا مالک تفاوت قیمت کے عنوان سے کچھ نہیں لے سکتا۔ ہاں مصالحت وغیرہ کے ذریعہ لے سکتا ہے جیسا کہ مسئلہ ۱۹۹۴۔۱۹۹۶ میں بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۲۰۰۲۔ اگر اقالہ کرنے والا یا اقالہ کا تقاضا کرنے والا عیب پیدا ہو جانے یا اس کے بدل جانے سے مطلع نہ ہو تو اقالہ باطل ہو جائیگا۔

شفعہ کے احکام

اگر دو آدمی کسی مال میں مشاع کے طور پر شریک ہوں اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک اپنا حصہ کسی تیسرے آدمی کو فروخت کرنا چاہے تو اس کے شریک کو یہ حق ہے کہ اس حصہ کو اسی قیمت پر خریدے (اس صورت میں وہ اپنا حصہ تیسرے آدمی کو نہیں بیچ سکتا) اسی کو حق شفعہ کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۰۰۳۔ مثال کے طور پر اگر ایک گھر زید اور خالد کے درمیان مشاع کے طور پر مشترک ہو، اگر زید اپنا حصہ تیسرے آدمی کو فروخت کرنا چاہے تو خالد، زید کے حصہ کو اسی قیمت پر خرید سکتا ہے جو زید اور تیسرے آدمی کے درمیان طے ہوئی ہے۔

مسئلہ ۲۰۰۴۔ حقِ شفعہ کے ثبوت میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ مشترک مال قابلِ تقسیم ہے یا نہیں یا وہ مال منتقل ہو سکتا ہے یا نہیں۔

مسئلہ ۲۰۰۵۔ یہ بات تفصیل کے ساتھ بیان کی جائے گی کہ کشتی، ندی، راستہ، چکی اور غسل خانہ وغیرہ میں شفعہ ثابت نہیں ہوتا ہے۔

پہلی صورت

حق شفعہ کے حدود کی تعیین

مشہور یہ ہے کہ حقِ شفعہ اس جگہ ثابت ہوتا ہے کہ جہاں شریک اپنا حصہ تیسرے شخص کے ہاتھ فروخت کرے، اس بیان کی رو سے، حقِ شفعہ کو معاملہ سے پہلے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ صاحب شفعہ خریدار پر غلبہ رکھتا ہے وہ خریدار سے اپنے شریک کا حصہ لے سکتا ہے اور اس نے جو پیسہ فروخت کنندہ کو دیا ہے وہ اسے واپس کر سکتا ہے۔

لیکن ظاہر یہ ہے کہ یہ حق معاملہ کے انجام پذیر ہونے سے پہلے ثابت ہے یعنی وہ معاملہ کے شروع ہوتے ہی اس کے حق کو اس قیمت پر خرید سکتا ہے جو شریک اور خریدار کے درمیان طے ہوئی ہے۔

اس صورت میں شفعہ ایک شریک کا دوسرے پر ایسے تسلط کا حق ہے جو اسے اپنے شریک کا حصہ لینے پر تیسرے شخص پر اولویت دیتا ہے۔ پس جب شریک فروخت کرنے کا اقدام کرے تو دوسرا شریک حقِ شفعہ کو استعمال کرے اور طے شدہ قیمت پر مال خرید لے۔

مسئلہ ۲۰۰۶۔ اگر شریک، معاملہ کے وجود میں آنے سے پہلے، حق شفعہ سے استفادہ کرے، تو اس صورت میں معاملہ عقد کی قسم میں سے ہے اور طرفین کی رضا مندی وغیرہ اور عقود کے تمام شرائط یہاں بھی ہیں۔

مسئلہ ۲۰۰۷۔ اگر شریک معاملہ ہو جانے کے بعد حقِ شفعہ استعمال کرے اور خریدار سے مال واپس لے لے تو یہ معاملہ ایقاعات کی قسم میں سے ہوگا اور دوسرے ایقاعات کی مانند یہ بھی یک طرفہ ہے اور اس کے مضمون کا صیغہ صاحب شفعہ کی طرف سے کافی ہے۔

مسئلہ ۲۰۰۸۔ حق شفعہ سے ہر اس قول و فعل کے ذریعہ استفادہ کیا جا سکتا ہے جو اس پر دلالت کرے مثلاً:

۱۔ یہ کہنا: یہ سامان میں نے اسی قیمت پر لے لیا۔

۲۔ یہ کہنا: یہ مال میں نے حق شفعہ کے ذریعہ لے لیا۔

۳۔ خریدار کو اس کی قیمت ادا کر دے۔

۴۔ سارے مال کو فروخت کر دے اور شریک کو اس کے حصہ کی قیمت ادا کر دے اور اس عمل سے اس کا مقصد یہ ہو کہ میں نے اس کو شفعہ کے ذریعہ لے لیا۔

مسئلہ ۲۰۰۹۔ شفعہ کے ذریعہ مال لینے میں یہ شرط نہیں ہے کہ وہ طے شدہ قیمت سے واقف ہو لہٰذا توافق شدہ قیمت سے لاعلمی کے باوجود وہ حقِ شفعہ کو استعمال کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۱۰۔ چونکہ شفعہ حقوق میں سے ہے لہٰذا اس کو ساقط کیا جا سکتا ہے اور یہ ختم کرنے سے ختم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۱۱۔ اگر شریک، معاملہ سے پہلے اپنے شریک سے کہے: میں اپنا حصہ اتنی قیمت پر فروخت کر رہا ہوں اور وہ اپنا حق ساقط کر دے اور اس کا شریک اس مال کو تیسرے آدمی کے ہاتھ فروخت کر دے تو معاملہ قطعی ہو جائے گا پھر اسے شفعہ کے ذریعہ لینا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۱۲۔ اگر شریک اس وقت اپنے حق سے دست بردار ہو جب اس کا دوسرا شریک اپنا حصہ

فروخت کر چکا ہو تو شفعہ کے ذریعہ لینے کا حق نہیں ہے۔

مسئلہ۲۰۱۳۔حق شفعہ کے اسقاط کے لئے ہر وہ قول و فعل کافی ہے جو اس کے ساقط ہونے پر دلالت کرے مثلاً وہاں پہنچ جائے جہاں معاملہ ہو رہا ہے یا معاملہ کا گواہ بن جائے، تو اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ وہ اس معاملہ سے راضی ہے، حقِ شفعہ کے ختم ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔

مسئلہ۲۰۱۴۔ظاہراً حق شفعہ کی بنیاد عرف کی فوریت پر ہے یعنی جب یہ معلوم ہو جائے کہ شریک اپنا حصہ تیسرے آدمی کو فروخت کرنا چاہتا ہے یا وہ معاملہ ہو جانے اور قیمت کی مقدار، اور دوسرے ان خصوصیات سے بھی آگاہ ہو جائے کہ جن سے خریدار کھنچ کر آتے ہیں اور حق شفعہ کے استعمال کرنے میں موثر ہوتے ہیں لیکن اگر فوراً حق شفعہ کو استعمال نہ کرے تو اس کا حق شفعہ ختم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ۲۰۱۵۔اگر شریک اپنے شریک کے ارادہ اور اس کے کام سے آگاہ ہو جائے اور قیدی یا مسافر ہونے کے سبب وہ حق شفعہ کو استعمال نہ کر سکے تو اس کا حق ساقط نہیں ہوگا مگر یہ کہ عرصۂ دراز گذر جائے اور حق شفعہ کا استعمال شریک یا خریدار کو نقصان پہنچانے کا باعث ہو۔

مسئلہ۲۰۱۶۔حق شفعہ فروخت کرنے کے اقدام کی صورت میں ثابت ہے پس اگر شریک اپنا حق شفعہ کسی کو ہبہ کر دے یا کسی عورت کا مہر قرار دیدے یا اس کے ذریعہ کسی سے مصالحت کرے تو دوسرے شریک کو حق شفعہ استعمال کرنے کا حق نہیں ہے۔

مسئلہ۲۰۱۷۔حق شفعہ وہاں ثابت ہوتا ہے جہاں شریک نے اپنے حصہ کو روپیہ پیسہ کے عوض فروخت کیا ہو پس اگر وہ اپنا حصہ کسی سامان یا مال کے عوض بیچ دے تو حق شفعہ ثابت نہیں ہوتا۔

مسئلہ۲۰۱۸۔اگر شریک اپنا حصہ تیسرے شخص کو فروخت کر دے اور پیسہ کے علاوہ اس کے ساتھ کسی اور چیز کی شرط لگا دے مثلاً یہ کہے: میں نے تمہیں اپنا حصہ ۱۰۰۰ دینار میں اس شرط پر فروخت کیا

کہ تم میرا یہ لباس سلو گے تو یہاں بھی حق شفعہ۔ کا ثابت ہونا۔ مشکل ہے اور احتیاطِ واجب کی بنا پر ایک دوسرے سے مصالحت کریں گے۔

❁❁❁❁❁

دوسری صورت

شفعہ کا حقدار

صاحب شفعہ اس شخص کو کہتے ہیں جو حق شفعہ کو استعمال کرنے کا حق رکھتا ہو۔

مسئلہ ۲۰۱۹۔ صاحبِ شفعہ کچھ شرائط کے ساتھ ہی حق شفعہ کو استعمال کر سکتا ہے۔

۱۔ اسلام

مسئلہ ۲۰۲۰۔ فروخت کنندہ اور خریدار دونوں مسلمان ہوں اگر غیر مسلم شریک ہے تو اسے حق شفعہ استعمال کرنے کا حق نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۲۱۔ اگر فروخت کنندہ یا خریدار مسلمان ہے تو احتیاطِ واجب کی بنا پر غیر مسلم شریک کو حق شفعہ استعمال کرنے کا حق نہیں ہے۔

۲۔ صرف ایک شریک ہو

مسئلہ ۲۰۲۲۔ اگر شرکاء کی تعداد، دو سے زیادہ ہو تو ان میں سے کسی کے لئے حق شفعہ ثابت نہیں ہے خواہ سب اپنا حصہ فروخت کر دیں اور ایک نہ کرے یا کم لوگ اپنا حصہ فروخت کر دیں اور زیادہ فروخت نہ کریں۔

مسئلہ ۲۰۲۳۔ اگر ایک راستہ میں چند افراد شریک ہوں تو اس کا خاص حکم ہے جو بعد میں بیان کیا جائیگا۔

مسئلہ ۲۰۲۴۔ اگر دو شریکوں میں سے ایک اپنے حصہ میں سے کچھ حصہ فروخت کر دے تو یہاں بھی اس کے شریک کو حق شفعہ حاصل ہے یا نہیں؟ اس میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۰۲۵۔ اگر کوئی شخص اپنا حصہ جدا جدا دو آدمیوں کو فروخت کرے تو کیا اس کے شریک کو حق شفعہ حاصل ہے یا نہیں؟ یہ بھی محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۰۲۶۔ اگر کوئی شخص ایک ہی نشست میں اپنا حصہ دو آدمیوں کو فروخت کرے تو اس کے شریک کے لئے حق شفعہ ثابت ہے اگر وہ اپنا سارا حصہ بتدریج فروخت کرے تو بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۰۲۷۔ دو ہمسایہ ایک دوسرے پر حق شفعہ نہیں رکھتے پس اگر ایک ہمسایہ اپنا گھر یا دفتر اور دوکان وغیرہ فروخت کرے تو، ہمسایہ کو، جو کہ اس کا شریک نہیں ہے، حق شفعہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۲۸۔ اگر دو یا چند گھروں میں داخل ہونے کا راستہ ایک ہو اور ہر گھر کا مالک جدا ہو اور ایک گھر کا مالک اپنا حصہ فروخت کرے تو یہاں تین صورتیں ہیں:

۱۔ اگر ان میں سے ایک راستہ میں سے اپنا حصہ فروخت کرے لیکن گھر نہ بیچے تو دوسرے شریکوں کو حق شفعہ حاصل ہے خواہ وہ ایک سے زیادہ ہی کیوں نہ ہوں۔

۲۔ ان میں سے ایک اپنے گھر کو مشترک راستہ میں سے اپنے حصہ سمیت، دوسرے آدمی کو فروخت کرے تو دوسرے شرکاء کو اس گھر اور اس کے راستہ میں حق شفعہ حاصل ہے چنانچہ کوئی بھی شریک اسے شفعہ کے ذریعہ لے سکتا ہے اور اگر اس سلسلہ میں ان کے درمیان جھگڑا ہو تو اس پر سب کا حق ثابت ہو جاتا ہے اور اس گھر پر سب کا حق ہوتا۔

۳۔ ان میں سے ایک صرف اپنا گھر فروخت کرے، مشترک راستہ کو نہیں، اس صورت میں دوسرے شرکاء کو حق شفعہ نہیں ہے اور راستہ میں اس کا حق محفوظ ہے اور وہ اس سے آجا سکتا ہے اور جو گھر اس نے فروخت کر دیا ہے وہ اس کے سامنے بیٹھ سکتا ہے لیکن خریدار ہمسایوں کی اجازت کے بغیر اس سے نہیں گذر سکتا ہے ہاں دوسرے کوچہ میں راستہ کھول سکتا ہے یا اس کا گھر بغیر دروازہ کے رہے گا۔

مسئلہ ۲۰۲۹۔ یہ حکم نجی اور شخصی گھروں سے مخصوص ہے، تجارتی مرکزوں پر جاری نہیں ہوگا۔ مگر یہ کہ انہیں گھر کہا جائے۔

مسئلہ ۲۰۳۰۔ جو کچھ اوپر بیان کیا گیا ہے وہ گھر اور گھر کے راستہ سے مخصوص ہے دوسری مشترک چیزیں جیسے چشمے اور کنویں وغیرہ کو شامل نہیں ہے البتہ اگر ان میں سے ایک دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو تو وہ اپنے شریک کا حصہ شفعہ کے ذریعہ لے سکتا ہے اور اس گھر، کنویں اور چشمے وغیرہ کی جو قیمت طے پائی ہے اس کو تقسیم کریں گے۔

۳۔ طے شدہ قیمت ادا کرے

مسئلہ ۲۰۳۱۔ اگر شریک پیسہ چکانے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے حقِ شفعہ ثابت نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۲۰۳۲۔ اگر شریک آج کل کرتا ہے اور اپنے شریک کا پیسہ ادا نہیں کرتا تو اسے حق شفعہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۳۳۔ اگر شریک کوئی چیز گروی رکھے یا کوئی ضامن پیش کرے کہ وہ آئندہ اپنے شریک کا پیسہ ادا کر دے گا تو اس کے شریک کے لئے یہ واجب نہیں ہے کہ وہ رہن و ضامن کو قبول کرے۔

مسئلہ ۲۰۳۴۔ اگر شریک یہ دعویٰ کرے کہ اس کا پیسہ موجود ہے لیکن اس کے لانے کے لئے وقت درکار ہے تو اس دن سے کہ جس دن اس نے خریدنے کا اعلان کیا ہے، تین دن کا موقعہ دیا جائیگا اگر وہ تین دن میں پیسہ نہ لائے تو اس کو حق شفعہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۳۵۔ اگر شریک یہ کہتا ہے کہ اس کا پیسہ دوسرے شہر میں ہے تو اسے اس شہر تک آنے جانے کے علاوہ تین دن کی اور مہلت دی جائے گی اگر اس مدت میں وہ پیسہ فراہم نہ کر سکے تو وہ حق شفعہ نہیں رکھتا۔

مسئلہ ۲۰۳۶۔ آنے جانے کی مدت سے مراد جانے آنے کی مدت ہے اس میں ٹکٹ لینے وغیرہ کی مدت کا اضافہ نہیں ہوگا۔

تیسری صورت

احکام شفعہ

مسئلہ ۲۰۳۷۔ صاحبِ شفعہ کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنے شریک کے حصہ میں سے کچھ لے بلکہ اسے چاہئے کہ پورا حصہ لے یا حق شفعہ سے چشم پوشی کرے۔

مسئلہ ۲۰۳۸۔ جس کو حق شفعہ حاصل ہے وہ اپنے شریک کا حصہ طے شدہ قیمت پر لے سکتا ہے نہ اس سے کم قیمت پر اور نہ اس سے زیادہ پر خواہ توافق رائج قیمت پر ہوا ہو، خریدار کے فائدہ میں ہو یا فروخت کرنے والے کے فائدہ میں۔

مسئلہ ۲۰۳۹۔ اگر فروخت کرنے والے نے خریدار کو طے شدہ قیمت میں کچھ چھوٹ دی ہو تو حقِ شفعہ رکھنے والا اپنے لئے اس چھوٹ کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔

مسئلہ ۲۰۴۰۔ اگر خریدار نے مال کی قیمت کے علاوہ دوسرے اخراجات مثلاً دلالی کا پیسہ بھی ادا کیا ہو تو صاحبِ شفعہ پر یہ واجب نہیں ہے کہ وہ بھی اس کا پیسہ ادا کرے۔

مسئلہ ۲۰۴۱۔ صاحب شفعہ خریدار یا فروخت کنندہ کو اس بات پر مجبور نہیں کرسکتا کہ وہ دفتر عدالت میں حاضر ہو کر اس کے نام سند لکھوائے۔

مسئلہ ۲۰۴۲۔ اگر فروخت کرنے والے نے خریدار پر کچھ شرطین عائد کر دی ہوں تو وہ شرطیں

صاحب شفعہ پر عائد نہیں ہوں گی پس اگر خریدار نے ہزار دینار میں فروخت کیا ہو اور یہ شرط کر دی ہو کہ خریدار اس کا لباس سلے گا تو وہ حق شفعہ رکھنے والے کو اس بات پر مجبور نہیں کرسکتا کہ وہ اس کے لئے بھی لباس سلے یا اس کی اجرت ادا کرے۔

مسئلہ ۲۰۴۳۔ اگر خریدار حق شفعہ کے ثابت ہونے کی صورت میں مال میں کسی قسم کا تصرف کیا ہو۔ مثلاً اسے ہبہ، وقف کر دے یا کسی عورت کا مہر قرار دیدے تو اس سے حق شفعہ ساقط نہیں ہوگا بلکہ وہ اسے شفعہ کے ذریعہ لے سکتا ہے اور اس صورت میں اس شخص کا تصرف باطل ہے۔

مسئلہ ۲۰۴۴۔ اگر شفعہ کا حق رکھنے والا حق شفعہ کو استعمال کرنے سے پہلے اپنا حصہ فروخت کر دے تو اس کا حق شفعہ باطل ہو جائیگا، خواہ وہ پہلے معاملہ (اپنے شریک کے حصہ کے فروخت ہونے) سے بے خبر ہو۔

مسئلہ ۲۰۴۵۔ اگر خریدار نے اس حصہ کو ادھار خریدا ہو تو حق شفعہ رکھنے والا اتنی ہی مدت کے لئے جو طے ہوئی ہے اس حصہ کو شفعہ کے ذریعہ لے سکتا ہے اور خریدار اس کو رہن دینے یا ضامن پیش کرنے پر مجبور نہیں کرسکتا۔

مسئلہ ۲۰۴۶۔ اگر خریدار شبہہ حکمی یا شبہۂ موضوعی کے سبب اس بات سے بے خبر تھا کہ فروخت کرنے والے پر، شریک، حق شفعہ رکھتا ہے، کیوں کہ اگر اسے خبر ہوتی تو ایسا کام نہ کرتا اور اس ضرر کو برداشت نہ کرتا تو اس صورت میں اس کے لئے خیارِ تخلف وصف ثابت ہو جائیگا پس اگر وہ اپنے حق کو استعمال کرتا ہے اور معاملہ کو فسخ کر دیتا ہے تو مال فروخت کرنے والے اور پیسہ خریدنے والے کو واپس کیا جائیگا اور حق شفعہ ختم ہو جائیگا۔

اجارہ کے احکام

اس باب میں چند فصلیں ہیں

پہلی فصل

ارکانِ اجارہ

اس فصل میں دو موضوع سے بحث کی جائے گی۔

پہلا موضوع

اجارہ اس عقد و معاہدہ سے عبارت ہے جس میں اصل مال کے منافع سے فائدہ حاصل کرنے کے عوض مالک کو اجرت دی جاتی ہے۔

مسئلہ ۲۰۴۷۔ صاحب منفعت کے لئے اس شخص سے، کہ جو اس کے مال کے منافع سے فائدہ اٹھا رہا ہے، اجرت لینے کا حق اجارہ ہی میں منحصر نہیں ہے بلکہ جعالہ وغیرہ کے ذریعہ بھی ممکن ہے چنانچہ ہم اس کے بعض مسائل بیان کریں گے۔

مسئلہ ۲۰۴۸۔ جس چیز کا اجارہ کیا جا رہا ہے ممکن ہے وہ جنس ہو یا کام ہو، لہذا ممکن ہے کہ گھر، دوکان، کارخانہ، کاروبار کی جگہ، لباس یا مشین کسی شخص کو کرایہ پر دے یا خود کسی کا کام اجرت پر کرے مثلاً معماری، یا سلائی وغیرہ۔

مسئلہ ۲۰۴۹۔ عقدِ اجارہ کے وجود پذیر ہونے کے لئے ہر اجارہ پر دینے والے اور اجارہ پر لینے والے کو چاہئے کہ منفعت اور اجرت کا معاوضہ ادا کرنے کے پابند ہوں اور اس پابندی و التزام کا زبان یا تحریر کے ذریعہ اظہار کریں جیسا کہ عقدِ بیع میں اس کی تفصیل بیان ہوئی ہے۔

مسئلہ ۲۰۵۰۔ اجارہ میں فریقین کے وہی شرائط ہیں جو بیع میں ہیں اور وہاں کے زیادہ تر فروعات مثلاً، بیع فضولی کے فروعات اور اس شخص کا معاملہ کہ جس کو مجبور کیا گیا ہو اور ایسے ہی معاملات اس میں بھی جاری ہوں گے۔

دوسرا موضوع

جس چیز کے اجارہ کا معاملہ ہے وہ منفعت ہے خود اصل مال نہیں تو یہاں بطور خاص دو حکم ہیں:

۱۔ منفعت، جنس سے اس طرح جدا ہو کہ منفعت سے استفادہ کرنے کے باوجود اصل چیز مالک کی ملکیت میں باقی رہے جیسے گھر، دوکان، سلائی مشین وغیرہ، لہذا کھانے کے لئے روٹی اور تجارت کے لئے پیسہ کو اجارہ پر نہیں دیا جاسکتا۔

۲۔ جس چیز کے اجارہ کا معاملہ ہے اس کو اس قابل ہونا چاہئے کہ اس کی منفعت سے استفادہ کیا جاسکے پس اگر سنگلاخ اور شورہ زار زمین کو کھیتی کے لئے اجارہ پر دیں تو صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۵۱۔ اگر اجارہ کا معاملہ طے ہونے کے بعد وہ چیز کہ جس کا اجارہ ہوا ہے خاص مقصد کو پورا کرنے اور خاص وقت پر پورا کرنے کے قابل نہ رہے تو اس سے معاملہ کا از اول باطل ہونا

سمجھ میں آتا ہے۔

مسئلہ۲۰۵۲۔ جس چیز کی منفعت کے اجارہ کا معاملہ ہوتا ہے اس کے بھی کچھ ضروری شرائط ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں:

پہلی شرط۔ جس کا معاملہ ہونا ہے وہ معین ہو۔

مسئلہ۲۰۵۳۔ اگر کسی شخص کو دو لباسوں میں سے ایک کو سینے کے لئے اجرت پر طے کیا جائے اور مد مقابل کا مقصد یہ ہو کہ سینے والے کو اختیار ہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، لیکن اگر مقصد یہ ہو کہ بعد میں ان دونوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرے گا اور اسی کا پابند ہوگا تو اجارہ باطل ہے۔

مسئلہ۲۰۵۴۔ اگر دو گاڑیوں میں سے ایک کرایہ پر لیں لیکن معین نہ کریں کہ کون سی لینا ہے اگر مقصد یہ ہو کہ کوئی بھی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اس صورت میں اجارہ صحیح ہے لیکن اگر مقصد یہ ہو کہ بعد میں انتخاب کرے گا اور پھر مد مقابل کو قبول کرنے پر مجبور کرے گا تو اجارہ باطل ہے۔

مسئلہ۲۰۵۵۔ اجارہ کی اجرت میں وہی احکام جاری ہوں گے جو تجارت میں مال کی قیمت میں جاری ہوتے ہیں۔

مسئلہ۲۰۵۶۔ جس چیز کے اجارہ کا معاملہ ہے اگر وہ خاص خصوصیات کے ساتھ مختلف اجرت کے عوض موضوعِ گفتگو بنتی ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ پس اگر یہ کہے: میں تمہیں یہ کار کرایہ پر دے رہا ہوں اگر تم نے اسے سنیچر کے دن استعمال کیا تو اس کا کرایہ سو روپئے لونگا اور اگر جمعہ کے دن استعمال کروگے تو دو سو روپئے کرایہ لونگا تو یہ اجارہ صحیح ہے اور اس کو غیر معین نہیں کہا جا سکتا۔

مسئلہ۲۰۵۷۔ اگر یہ کہے: میں تمہیں اس کپڑے کے رنگنے کے لئے اجیر کرتا ہوں (یعنی میں تمہیں اس کی رنگائی کی اجرت دونگا) اگر اس کو کالا رنگو گے تو دس روپئے اور ہرا رنگو گے تو بیس روپئے

اجرت دونگا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اس کو غیر معین کی قسموں میں نہیں گنا جا سکتا بشرطیکہ اجرت بالکل ختم نہ کر دی جائے۔

دوسری شرط۔ اس کا استعمال جائز ہو:

مسئلہ۲۰۵۸۔ اگر کسی دوکان کو شراب فروشی کے لئے کرایہ پر دے تو اجارہ باطل ہے اور اگر کسی کو گانا گانے، شراب پلانے، یا مردم کشی کے لئے اجرت پر رکھے تو اجارہ باطل ہے اور وہ اجرت کا مستحق نہیں ہے خواہ اس نے جعالہ وغیرہ کے عنوان سے کچھ پیسہ معین کیا ہو۔

حرام تجارت و کمائی والی بحث میں ہم نے (مسئلہ۱۶۷۹ تا مسئلہ۱۶۸۹) اس کی وضاحت کی ہے۔

تیسری شرط۔ کسی حرام پر موقوف نہ ہو:

مسئلہ۲۰۵۹۔ اگر مسجد کی صفائی کے لئے حائضہ عورت کو مزدوری (اجرت) پر رکھا جائے تو اجارہ باطل ہے اگر چہ مسجد کی صفائی کرنا حرام نہیں ہے لیکن صفائی کرنا، مسجد میں ٹھہرنے پر موقوف ہے اور حائضہ کے کے لئے مسجد میں ٹھہرنا حرام ہے۔

چوتھی شرط۔ احتیاطِ واجب یہ ہے کہ منفعت سے فائدہ اٹھانے پر قادر ہو پس اگر فراری غلام اور بھاگ جانے والے اونٹ کو اجارہ پر دیں تو صحیح نہیں ہے اگر چہ یہ احتمال ہو کہ وہ معاملہ کے لازم ہونے تک مل جائیگا۔

پانچویں شرط۔ احتیاطِ واجب یہ ہے کہ اجمالی طور پر منفعت کی مقدار معلوم ہو۔

مسئلہ۲۰۶۰۔ اگر کسی معین جگہ تک جانے کے لئے کوئی گاڑی کرایہ پر لے اور مسافت و فاصلہ کو یقینی طور پر نہ جانتا ہو کہ کتنا ہے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۶۱۔ اگر کسی مال کو لانے لے جانے کے لئے کسی گاڑی کو اس کے وزن اٹھانے کے مطابق کرایہ پر لے لیکن صحیح طور پر یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کتنا بوجھ اٹھاتی ہے، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۶۲۔ اگر کسی مرمت کرنے والے کو اس مشین کی مرمت کے لئے اجرت پر رکھے جو خراب ہوگئی ہے اور صحیح طور پر یہ نہ معلوم ہو کہ اس میں کتنی خرابی ہے اور اس کی مرمت میں کتنا وقت لگے گا، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۶۳۔ اگر ٹھنڈے علاقہ کے مکان کو گرمی کی فصل کے لئے کرایہ پر دے اور یہ صحیح طور پر معلوم نہ ہو کہ وہ وہاں کتنی مدت قیام پذیر رہے گا۔ تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۶۴۔ اگر ایک پمپ کو کنویں کا پانی نکالنے کے لئے ایک مدتِ معین تک کرایہ پر دے لیکن یہ نہ جانتا ہو کہ اس مدت میں وہ اس کنویں سے کتنا پانی کھینچ سکے گا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۶۵۔ کلی طور پر یہ ہے کہ جہاں بھی عقلمند اتنی ناواقفیت کی پروا نہ کرتے ہوں اور لوگ اس طرح اجارہ کرتے ہوں تو وہاں اجارہ کے لئے اقدام کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۶۶۔ لیکن جہاں تک اجرت کا سوال ہے تو جیسا کہ مال کی قیمت کے بارے میں کہا گیا ہے، احتیاطِ واجب یہ ہے کہ اسے معین ہونا چاہئے۔

مسئلہ ۲۰۶۷۔ اگر یہ کہے کہ میں نے تمہیں گھر ماہانہ اتنے روپیہ کرایہ پر دیا ہے تو بظاہر اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ پہلے مہینہ کا اجارہ لازم ہوگیا ہے اور بعد والے مہینوں کے لئے اسے اتنے ہی کرایہ پر رہنے کی اجازت دیدی ہے، اس بیان کی رو سے پہلے مہینہ کا اجارہ لازم ہے لیکن بعد والے مہینوں کی اجازت سے مالک پھر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۶۸۔ کسی زمین کو زراعت کے لئے، اس کے اس غلہ کے عوض کرایہ پر نہیں دیا جاسکتا کہ جو اس سے پیدا ہوگا۔

مسئلہ ۲۰۶۹۔ بنا بر احتیاطِ واجب یہی حکم غلات کے علاوہ ان زمینوں کی سبزیوں کا بھی ہے جو کاشتکاری کے لئے اجارہ پر دی جاتی ہیں۔

مسئلہ ۲۰۷۰۔ احتیاطِ واجب کی بنا پر کسی چیز کو اس اجرت کے عوض کرایہ پر نہیں دیا جا سکتا جو وجودِ خارجی نہ رکھتی ہو اور کسی کی طرف منتقل نہ ہوتی ہو بلکہ مستقبل میں اجارہ والی چیز سے یا کسی خاص چیز سے وجود میں آتی ہو۔

مسئلہ ۲۰۷۱۔ ہاں اپنے حصہ کی زمین کو پیداوار کے عوض، کرایہ پر دے تو کوئی حرج نہیں ہے مثلاً کوئی آدمی ایک زمین کو کھیتی کے لئے اجارہ پر دیتا ہے تا کہ اس کی پیداوار کا ایک تہائی یا چوتھائی یا ایک معین حصہ زمین کا کرایہ ہو، تو یہ بالکل مزارعہ کے مثل ہے۔

مسئلہ ۲۰۷۲۔ اسی طرح کسی زمین کو معین اور کلی مقدار کے عوض کسی شخص کو اجارہ پر دے سکتا ہے خواہ وہ غلہ ہی ہو اور فی الحال خارج میں معین بھی نہ ہو۔

دوسری فصل

احکامِ اجارہ

اجارہ عقود لازم میں سے ہے، لہذا اس کو فریقین کی رضا مندی کے ساتھ اقالہ کے ذریعہ یا طرفین میں سے ایک کے لئے یا دونوں کیلئے حق خیار ثابت ہونے کے ذریعہ ہی فسخ کیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ۲۰۷۳۔ اجارہ میں خیارِ غبن، خیارِ شرط، خیارِ عیب، خیارِ تخلّف وصف، خیارِ تخلّف شرط، خیار تبعّض صفقہ اور خیار عدم تسلیم عوضین جاری ہوتا ہے۔

مسئلہ۲۰۷۴۔ اجارہ میں: خیارِ مجلس، خیارِ تاخیر، خیار حیوان اور خیار رویت جاری نہیں ہوتا۔

مسئلہ۲۰۷۵۔ اگر اجارہ کے بعد اجارہ پر لینے والا اجارہ پر لی گئی چیز میں کوئی عیب دیکھے کہ جس سے وہ اجارہ کے وقت مطلع نہیں تھا اور وہ عیب بعض منافع کے برباد ہونے کا باعث ہو مثلاً گھر کے کمروں میں سے ایک ویران ہو تو کرایہ کو تمام کمروں پر تقسیم کیا جائے گا اور جتنا حصہ معیوب ہے اتنا کرایہ کم کرلیا جائیگا لیکن اس صورت میں مالک اور کرایہ دار دونوں کو خیار تبعّض صفقہ حاصل ہوگا۔

مسئلہ۲۰۷۶۔ اگر عیب کرایہ دار کے بعض منافع کے ضائع ہونے کا سبب نہ ہو بلکہ منفعت یا مال کی قیمت میں عیب کا باعث ہو مثلاً جس چوپائے کو کرایہ پر لیا ہے وہ لنگڑا ہو تو کرایہ پر لینے والے کو فسخ کرنے کا حق ہے اور اگر وہ عیب کسی نقصان کا باعث نہ ہو تو اسے فسخ کرنے کا حق نہیں ہے۔

مسئلہ۲۰۷۷۔ جو کچھ اوپر بیان کیا گیا ہے اس کا تعلق اس جگہ سے ہے جہاں اجارہ والی چیز معین ہو مثلاً ایک معین گاڑی کو سفر کے لئے کرایہ پر لے لیکن اگر معین کئے بغیر کوئی چیز کرایہ پر لے اور اجارہ پر دینے والا اسے عیب دار چیز دے تو اجارہ پر لینے والے کو معاملہ فسخ کرنے کا حق نہیں ہے ہاں اسے یہ حق ہے کہ صحیح و سالم چیز کا مطالبہ کرے، اگر کرایہ پر دینے والا سالم دینے سے انکار کرے یا اس کے پاس سالم نہ ہو تو کرایہ پر لینے والے کو فسخ کرنے کا حق ہے۔

مسئلہ ۲۰۷۸۔ اگر اجارہ پر دینے والا اجرت میں کوئی عیب دیکھے اگر اجرت کلی (غیر معین) مثلاً (نوٹ یا رائج سکہ) ہو تو وہ اجارہ پر لینے والے سے صحیح و سالم اجرت طلب کرے گا لیکن اگر اجرت معین ہو تو فسخ کا حق رکھتا ہے۔

مسئلہ۲۰۷۹۔ اگر اجرت پر دینے والا معین اجرت میں تصرف کرنے کے بعد اس میں عیب دیکھے اور فسخ کردے، اگر اس کا تصرف خریدار کی رغبت میں مؤثر ہے تو احتیاطِ واجب کی بنا پر ایک دوسرے سے مصالحت کریں۔

مسئلہ۲۰۸۰۔ اگر مالک اس چیز کو کہ جس کو اجارہ پر دے رکھا ہے، اسے اجارہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے فروخت کردے تو اس سے اجارہ باطل نہیں ہوگا بلکہ وہ جنس خریدار کی طرف منتقل ہوجائے گی لیکن اس کو اس کے منافع سے استفادہ کرنے کا حق، اجارہ کی مدت ختم ہونے کے بعد ہی ہوگا۔

مسئلہ۲۰۸۱۔ اگر خریدار کو یہ معلوم نہ ہو کہ وہ چیز دوسرے کے پاس کرایہ پر ہے، یا وہ یہ خیال کرتا تھا کہ اجارہ کی مدت کم ہے تو وہ معاملہ کو فسخ کرسکتا ہے، لیکن قیمت کے تفاوت یا باقی ماندہ مدت کے کرایہ کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔

مسئلہ۲۰۸۲۔ جب مالک اور کرایہ دار قرارداد پر دستخط کردیں تو مالک کو چاہئے کہ اجارہ پر دی جانے والی چیز کی منفعت و فائدہ کرایہ دار کے سپرد کردے اور کرایہ دار کو چاہئے کہ وہ مالک کو اس کی

اجرت ادا کرے۔

مسئلہ۲۰۸۳۔ چونکہ منفعت و فائدہ رفتہ رفتہ حاصل ہوتا ہے (ایک ہی وقت میں دی جاتی ہے)اور اجرت ومنفعت کوایک ہی وقت میں ایک دوسرے کے سپرد نہیں کیا جاسکتا ہےلہذا اجرت ادا کرنے کے زمانہ کوطرفین کے اتفاق یاعرف عام یاخاص قرائن کی بنیاد پر طے ہونا چاہئے۔

مسئلہ۲۰۸۴۔ اگر مالک، اجارہ پردی جانے والی چیز کو طے شدہ وقت پر کرایہ دار کے سپرد نہ کرے تو کرایہ پر لینے والا معاملہ کوفسخ کرسکتا ہے، اگر فسخ نہ کرے یہاں تک کہ اجارہ کی مدت ختم ہوجائے تو اجارہ خودبخود باطل ہوجائے گا اور اجرت، کرایہ دار کوواپس کی جائے گی۔

مسئلہ۲۰۸۵۔ اگر کرایہ دار طے شدہ وقت پر کرایہ ادا نہ کرے تو مالک کوفسخ کرنے کا حق ہے اور اگر منفعت کواس کے اختیار میں دیدیا ہواور اس کی مدت ختم ہوگئی ہوتو مالک معین شدہ اجرت کا مطالبہ کرسکتا ہے۔

مسئلہ۲۰۸۶۔ اگر کرایہ دار، کرایہ دینے اور مدت کے ختم ہونے کا انکار کرے تو کیا مالک اجارہ کو فسخ کرسکتا ہے اور اس سے اجرت المثل کا مطالبہ کرسکتا ہے یا نہیں؟ محلِ اشکال ہے، جھگڑے کی صورت میں احتیاط واجب کی بنا پر دونوں کومصالحت کرنا چاہئے۔

مسئلہ۲۰۸۷۔ اگر اس چیز کی منفعت کا کوئی خاص وقت ہو جس کا اجارہ ہوا ہے اور مالک نے کرایہ دار کے اختیار میں دے دی ہوتو کرایہ کرایہ دار کے ذمہ ہوجائیگا خواہ اس نے اس سے استفادہ کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

مسئلہ۲۰۸۸۔ اگر ایک گھر کوکرایہ پر دیں، مثلاً، ماہ رمضان میں رہنے کے لئے اور اتنی مدت کے لئے مالک نے اسے کرایہ دار کے اختیار میں دے دیا ہوتو اسے اس کا کرایہ ادا کرنا چاہئے خواہ اس

میں سکونت نہ کرے۔

مسئلہ۲۰۸۹۔ اگر کوئی شخص گاڑی کرایہ پر لے مثلاً جمعہ کے روز اس سے سفر کرے گا اور مالک نے گاڑی اس کے اختیار میں دیدی ہو اور کرایہ پر لینے والا اس سے استفادہ نہ کرے یہاں تک کہ مدتِ اجارہ ختم ہوجائے تو اسے اس کا کرایہ ادا کرنا چاہئے۔

مسئلہ۲۰۹۰۔ اگر کوئی شخص اجیر ہو کہ مثلاً جمعہ کے روز کسی کے یہاں معماری کا کام کریگا اور وہ روز جمعہ اس کے گھر جائے اور کام کے پورے وقت میں صاحب خانہ کے اختیار میں رہے اور وہ کوئی کام اس کے سپرد نہ کرے تو اسے اس کی اجرت دینا چاہئے۔

مسئلہ۲۰۹۱۔ اگر کوئی اجیر ہو کہ فلاں شخص کا لباس سلے گا تو اس کی اجرت لباس سلتے ہی لباس سلوانے والے پر عائد ہوجائے گی اگرچہ ابھی اس نے لباس اس کے حوالے بھی نہ کیا ہو۔

مسئلہ۲۰۹۲۔ اگر کوئی اجیر ہو کہ وہ کسی کی گاڑی کی مرمت کرے گا تو مرمت کرتے ہی اس کی اجرت ومحنت گاڑی والے کے ذمہ ہوجائے گی، اگرچہ ابھی اس نے اس کی گاڑی اس کے سپرد نہ کی ہو۔

مسئلہ۲۰۹۳۔ اگر مذکورہ دونوں مثالوں میں درزی لباس کے دینے سے اور میکینک گاڑی کے سپرد کرنے سے عاجز ہوجائے تو بھی اس کی اجرت ساقط نہیں ہوگی لیکن اگر اس کی حفاظت میں کوتاہی کی ہوگی تو سلے ہوئے لباس اور مرمت شدہ گاڑی کی قیمت کا ضامن ہوگا۔

مسئلہ۲۰۹۴۔ اگر اجارہ پر دی جانے والی چیز کی منفعت قبل اس کے کہ مالک کرایہ دار کے سپرد کرے استفادہ کے قابل نہ رہے اور اس سے پورے طریقہ سے منفعت حاصل کرنا ناممکن ہوتو اجارہ باطل ہوجائے گا اور اجرت کرایہ دار کوواپس کردی جائے گی۔

مسئلہ۲۰۹۵۔ مذکورہ مسئلہ میں جو منفعت قابل استفادہ نہیں ہے اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ وہ

چیز ضائع ہو جانے یا چوری ہو جانے یا اس پر حکومت کی طرف سے پابندی لگ جانے یا بیمار ہو جانے یا کسی ایسے سبب سے ہو کہ جس کا تعلق مالک یا کرایہ دار یا کسی اور چیز ہو۔

مسئلہ ۲۰۹۶۔ اور یہی حکم اس چیز کا ہے جو کرایہ دار کے سپرد کرنے کے بعد مدت اجارہ کے ختم ہونے سے پہلے ہی استفادہ کے قابل نہ رہے بشرطیکہ اس کا سبب کرایہ پر لینے والا نہ ہو، اگر اس کا سبب اجارہ پر لینے والا ہوگا تو اس کی ایک تفصیل ہے جس کو یہاں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

مسئلہ ۲۰۹۷۔ اگر کرایہ دار کے لئے اس چیز سے منفعت حاصل کرنا ناممکن ہو جائے کہ جو اس نے اجارہ پر لی ہے۔ مثلاً کوئی شخص سفر کے لئے گاڑی کرایہ پر لے اور پھر بیمار ہو جائے پس اگر یہ شرط ہو کہ اس سے اجارہ پر لینے والا ہی استفادہ کرے گا تو اجارہ باطل ہو جائے گا۔ اس صورت کے علاوہ کرایہ دار اسے کرایہ پر یا مفت میں کسی کے اختیار میں دے سکتا ہے تا کہ وہ اس سے استفادہ کرے۔

مسئلہ ۲۰۹۸۔ اگر کسی کو کسی بیمار کے علاج کے لئے بلایا جائے لیکن بیمار اس کے علاج سے پہلے ہی اچھا ہو جائے تو اجارہ باطل ہو جائے گا کیونکہ اجارہ کا موضوع ہی ختم ہو جائیگا خواہ شفا پانے کا سبب بلایا جانے والا ہو یا بیمار خود بخود شفا پا گیا ہو۔

مسئلہ ۲۰۹۹۔ جس چیز کا اجارہ کیا جا رہا ہے اگر وہ کلی اور غیر معین ہو اور ان میں سے ایک چیز کرایہ دار کے حوالے کرے اور اس سے استفادہ ناممکن ہو جائے تو اجارہ باطل نہیں ہوگا بلکہ اجارہ پر دینے والا اس کے بجائے دوسری چیز دے سکتا ہے لیکن اگر وہ چیز معین ہو جس کا اجارہ کیا گیا ہے اور اس سے استفادہ کرنا ناممکن ہو جائے تو اجارہ باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۱۰۰۔ اجارہ والی چیز جب تک کرایہ دار کے پاس ہے وہ اس کے پاس امانت ہے اور اس پر امانت کے وہ تمام احکام جاری ہوں گے جو ودیعت کے باب میں بیان ہوں گے لہذا ضامن نہیں ہوگا مگر یہ کہ اس کی حفاظت میں کوتاہی کرے یا اس سے فائدہ حاصل کرنے میں زیادتی کرے۔

مسئلہ ۲۱۰۱۔ اجارہ میں، مالک یہ شرط کر سکتا ہے کہ کرایہ دار مطلق طور پر ضامن ہوگا۔ اس صورت میں اس کی شرط نافذ ہے۔

مسئلہ ۲۱۰۲۔ جو لباس سلنے کے لئے درزی کو دیا ہے وہ امانت ہے لیکن وہ اس کا ضامن نہیں ہوگا مگر یہ کہ وہ کوتاہی یا زیادتی کرے، یا ضمانت کی شرط کی گئی ہو۔

مسئلہ ۲۱۰۳۔ جس گاڑی کو مرمت کے لئے میکینک کے سپرد کیا جاتا ہے وہ اس کے پاس امانت ہے لیکن وہ اس کا ضامن نہیں ہے مگر یہ کہ وہ کوتاہی و زیادتی کرے یا اس کے ضامن ہونے کی پہلے ہی شرط کی گئی ہو۔

مسئلہ ۲۱۰۴۔ درزی، قسائی اور ختنہ کرنے والا یا ہر وہ شخص جو اس لئے رکھا جاتا ہے کہ کسی کام کو شائستہ طریقہ سے انجام دے اور اس کے لئے کوئی حد معین نہ کی گئی ہو، اگر وہ اس کام کو خراب کرے گا تو ضامن ہوگا۔

مسئلہ ۲۱۰۵۔ اگر اجیر و مزدور کی حدیں معین ہو جائیں اگر وہ حد سے آگے بڑھے اور کام خراب کر دے تو ضامن ہے لیکن اگر وہ معین شدہ حدود میں رہ کر کام کرے اور کام خراب ہو جائے تو ضامن نہیں ہے۔

مسلہ ۲۱۰۶۔ ہر وہ شخص کہ جس کو شائستہ طریقہ سے کام انجام دینے کی اجازت دی گئی ہے اگر وہ کام خراب کر دے تو ضامن ہے اگر چہ اجیر نہ بھی ہو مفت کام کر رہا ہو۔

مسئلہ ۲۱۰۷۔ اگر طبیب اور جانوروں کا ڈاکٹر خود علاج کر رہا ہے مثلاً بدن میں انجکشن کے ذریعہ کوئی چیز داخل کرتا ہے، انجکشن لگاتا ہے، مرہم پٹی کرتا ہے، آپریشن کرتا ہے، رحم کی صفائی کرتا ہے، حقنہ کرتا ہے، بدن کا اندرونی حصہ دھوتا ہے، انسان یا حیوان کے بدن پر دوا ملتا ہے تو وہ بے قید و شرط

ضامن ہے۔

مسئلہ ۲۱۰۸۔اسی طرح وہ ڈاکٹر جو براہ راست نگرانی کرتا ہے، دوا کھلاتے وقت بھی اس کی نگرانی رہتی ہے مثلاً! جو بیمار اس کی زیرنگرانی اسپتال میں داخل ہوئے ہیں یا بچے اور ذہن کے مختل افراد کہ جن کا کوئی ارادہ و اختیار نہیں ہوتا، اور وہ صرف ڈاکٹر کی تجویز کردہ دوا کھاتے ہیں ڈاکٹر ان کا بھی ضامن ہے۔

مسئلہ ۲۱۰۹۔جانوروں کا ڈاکٹر اور وہ طبیب جو مریضوں کو دیکھتا ہے اور نسخہ لکھتا ہے، براہ راست نگرانی نہیں کرتا ہے اور بیمار اس کے نسخہ کو استعمال کرنے میں آزاد ہوتے ہیں وہ بھی بنابر احتیاطِ واجب ضامن ہے۔

مسئلہ ۲۱۱۰۔جو طبیب اور جانوروں کا ڈاکٹر، طبی مشورے میں شریک ہوتے ہیں اور بیمار کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں لیکن ان کے علاج میں ان کا کوئی دخل نہیں ہوتا ہے وہ ضامن نہیں ہیں۔

مسئلہ ۲۱۱۱۔طبیب اور چوپایوں کا ڈاکٹر بیمار، اس کے ولی اور حیوان کے مالک سے یہ عہد نامہ لیتا ہے کہ اگر کچھ ہوگیا تو وہ ضامن نہیں ہے، اس سے ضمانت اٹھالی جاتی ہے۔

مسئلہ ۲۱۱۲۔طبیب اور چوپایوں کے ڈاکٹر کے معائنہ کے وقت بیمار کا ولی اور حیوان کا مالک موجود ہو اور ڈاکٹر انہیں یہ بتائے کہ بیمار کی حالت خطرناک ہے اور یہ دوا تجویز کی گئی ہے امید ہے کہ شفا ہو جائے گا لیکن یہ بیمار کا قطعی علاج نہیں ہے تو یہ ان سے ضمانت کے ساقط ہونے کے لئے کافی ہے۔

مسئلہ ۲۱۱۳۔ظاہراً جہاں بھی کوئی کسی کے لئے کوشش کرتا ہے اور ضامن ہونے سے خود کے بری ہونے کا اظہار کرتا ہے وہ ضامن نہیں ہوتا مگر یہ کہ اس نے کوتاہی کی ہو تو اس صورت میں بری ہونے

اور ضمانت کے ساقط ہونے کے لئے اظہار برائت کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۱۴۔کمپائنڈر اور نرس جو ڈاکٹر کی زیرنگرانی کام کرتے ہیں اور بیمار کے حق میں جو اس کا حکم ہوتا ہے اسی پر عمل کرتے ہیں اگر وہ انجکشن، گلوکوز چڑھانے اور مرہم پٹی کرنے اور مریض کو دوا کھلانے میں براہ راست دخل رکھتے ہیں یا بیمار بچوں سے اور دماغ کے مریضوں سے کہتے ہیں کہ اپنی دوا کھاؤ تو وہ دو موقعوں پر ضامن ہیں:

۱۔انہیں بیمار یا اس کے ولی کی طرف سے یہ اجازت نہ ہو کہ وہ ڈاکٹر کا حکم نافذ کریں۔

۲۔وہ ڈاکٹر کے حکم سے آگے بڑھ جائیں اور بیمار یا اس کے ولی کی اجازت کے بغیر علاج میں زیادتی کریں۔

مسئلہ ۲۱۱۵۔اگر قلی کا پیر پھسل جائے اور اس کے سر یا کمر سے بوجھ گر پڑے اور تلف ہو جائے تو وہ ضامن نہیں ہے مگر یہ کہ کوتاہی کرے مثلاً:

۱۔وہ اپنی حالت سے باخبر ہو کہ اس کا پیر پھسل جائے گا اور گر پڑے گا اس کے باوجود بار اٹھالے۔

۲۔ناہموار راستہ سے جائے۔

۳۔معمول سے زیادہ تیز چلے۔

۴۔بار اٹھانے میں کسی بھی کوتاہی یا زیادتی کا مرتکب ہو۔

مسئلہ ۲۱۱۶۔اگر اجیر۔کرایہ پر مال ڈھونے والا۔یہ دعویٰ کرے کہ مال اس طرح تلف ہوا ہے کہ وہ باعث ضمانت نہیں ہے مثلاً چوری، آتش زدگی، اور غرق کوتاہی کے بغیر ہو لہذا اگر اس کے دعوے کے ثبوت پر قرائن موجود ہوں یا وہ معتمد ہو یا وہ دو عادل گواہ پیش کرے تو اس کا دعویٰ قبول کیا جائے گا

لیکن اس صورت کے علاوہ اس کو ضامن قرار دیا جائے گا۔

مسئلہ ۲۱۱۷۔ اگر مذکورہ فرض میں وہ قسم کھائے تو بنا بر احتیاط واجب اس کی قسم کو قبول کیا جائیگا۔

مسئلہ ۲۱۱۸۔ اگر اجارے میں صریح یا ضمنی طور پر یہ معین ہو جائے کہ اجارے پر لینے والا بذات خود اس سے فائدہ اٹھائے گا یا قرائن اس بات پر دلالت کریں تو وہ اسے دوسرے کو نہیں دے سکتا، اس صورت کے علاوہ وہ دوسرے کو دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۱۹۔ جن مقامات پر چیز کرایہ دار کے اختیار میں آجائے تو وہ اسے اس شخص کے اختیار میں نہیں دے سکتا کہ جس کو امانت دار نہیں سمجھتا ہے اور اگر اس کے اختیار میں دیتا ہے تو خود ضامن ہے۔

مسئلہ ۲۱۲۰۔ اگر کوئی شخص کسی لباس کو سینے یا کسی عمارت کو تعمیر کرنے کے لئے اجیر ہو اور یہ شرط نہ کی ہو کہ وہ خود اس کام کو انجام دے گا تو وہ اس کام کو دوسرے کے ذریعہ انجام دلا سکتا ہے لیکن یہ کام وہ اس شخص کے سپرد نہیں کرسکتا کہ جس کو امانتدار نہیں سمجھتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۲۱۔ جس نے کسی چیز کو اجارہ پر لیا ہو اور یہ شرط نہ ہوئی ہو کہ وہ اس سے خود استفادہ کرے گا تو وہ اسے اتنے ہی یا اس سے کم کرایہ پر دوسرے کو دے سکتا ہے لیکن اس سے زیادہ کرایہ پر نہیں دے سکتا مگر یہ کہ اس نے اس میں کوی کام کرایا ہو یا اس پر کچھ خرچ کیا ہو مثلاً عمارت میں نقاشی وغیرہ کرائی ہو، اس کی ٹوٹ پھوٹ کی اصلاح کرائی ہو ورنہ گھر، دوکان، چکی اور زمین کو بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر کسی بھی چیز کو پہلے کرایہ سے زیادہ پر نہیں دے سکتا۔

مسئلہ ۲۱۲۲۔ جو شخص کسی کام کو انجام دینے کے لئے اجیر ہوا ہے اگر اس نے یہ شرط نہ کی ہو کہ وہ خود اس کام کو انجام دے گا تو وہ معین شدہ اجرت سے کم پر اس کام کو دوسرے سے انجام نہیں دلا سکتا مگر یہ کہ کچھ کام اس نے خود کیا ہو۔ مثلاً لباس کاٹا ہو یا بنیاد کھودی ہو۔

مسئلہ ۲۱۲۳۔ اگر کوئی شخص کسی لباس کو سینے کے لئے اجیر ہو اور دھاگہ و بٹن وغیرہ درزی کے ذمہ ہو اگر درزی اس لباس کو سینے کے لئے کسی دوسرے کو طے شدہ اجرت سے کم پر اجیر کرے لیکن ضروری اشیاء (بٹن وغیرہ) اسے دیدے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۲۴۔ اگر کوئی شخص خاص شرائط کے ساتھ اجیر ہوا ہو مثلاً یہ کام فلاں وقت، فلاں جگہ اور فلاں اوزار سے انجام دے گا اور اجیر اسے شرائط کے برخلاف انجام دے تو یہاں دو صورتیں ہیں:

۱۔ اجیر کے لئے اس کی تلافی ممکن نہ ہو اگر چہ اس لحاظ سے ہو کہ معین شدہ وقت گذر چکا ہو تو اس صورت میں اجارہ باطل ہو جائے گا اور اگر اجیر نے کام انجام دے دیا ہے تو بھی اس کی اجرت کا مستحق نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۲۱۲۵۔ درزی اگر کسی کپڑے کو سینے کے لئے اجیر ہوا ہو کہ اس کپڑے کی قمیص سلے گا اور وہ قبا سل دے، اگر اس کام سے کپڑے کی قیمت کم ہو جائے تو اس کو باقی قیمت ادا کرنا پڑے گی۔

مسئلہ ۲۱۲۶۔ اگر مذکورہ فرض میں لباس کی قیمت بڑھ گئی ہو، اگر اجیر نے جان بوجھ کر قرارداد کے خلاف کام کیا ہو تو اس کو اس کام کی کوئی اجرت نہیں دی جائیگی لیکن اگر ایسا کام غلطی سے انجام پا گیا تو ظاہر یہ ہے کہ اجرت کی اتنی مقدار کا مستحق ہوگا جو لباس کی قیمت بڑھنے کا باعث ہوئی ہو۔

۲۔ اس کی تلافی ممکن ہو مثلاً سونار اجیر ہو کہ سونے سے دست بند بنائے گا لیکن وہ گلوبند بنا دے اور اجارہ کی مدت ختم نہ ہوئی ہو تو یہاں چند صورتیں ہیں:

۱۔ اگر جان بوجھ کر ایسا کیا ہے تو اجارہ باطل نہیں ہوگا بلکہ وہ اسے گلائے گا اور معاہدہ کے مطابق دست بند بنائے گا۔

۲۔ اگر غلطی سے گلوبند بنا دیا ہے اور اس کی قیمت بھی نہیں بڑھی ہے تو یہاں بھی اسے گلا کر معاہدہ

کے مطابق بنائے گا۔

۳۔ لیکن اگر غلطی سے گلوبند بنا دیا ہے اور اس کی قیمت بڑھ گئی ہے اگر اس صورت میں وہ اسے گلا کر دست بند بناتا ہے اور اس سے اجیر کو نقصان پہنچتا ہے، کیونکہ اس کے کام کا نتیجہ ضائع ہو جائیگا، تو یہاں چونکہ دونوں کا حق ٹکرا رہا ہے لہذا انہیں صلح کرنا چاہئے اور ایک دوسرے کو راضی کرنا چاہئے۔ اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو حاکم شرع سے رجوع کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۱۲۷۔ اگر کسی شخص کو کسی کام کے لئے اجیر کریں اور اس پر ایک اضافی شرط کریں، اگر وہ کام کو انجام دے لیکن شرط سے روگردانی کرے تو اجارہ صحیح ہے اور وہ اجرت کا مستحق ہے مگر یہ کہ کام لینے والا اسے فسخ کر سکتا ہو اور اس سے اجرت واپس لے سکتا ہو اور اس کو اجرت المثل دے سکتا ہو۔

مسئلہ ۲۱۲۸۔ ہر وہ اجارہ کہ جس کے ضمن میں کوئی شرط کی گئی ہو تو شرط سے انحراف کرنا اجارہ کے باطل ہونے کا سبب نہیں ہوتا ہاں شرط کرنے والے کو اجارہ فسخ کرنے کا حق ہوتا ہے اگر فسخ کرے تو طے شدہ اجرت کے بجائے اجرت المثل دے گا۔

مسئلہ ۲۱۲۹۔ اگر کسی خاص کام کے لئے اجیر ہو اور اس کو مکمل کرنے سے عاجز و ناتواں ہو جائے تو اس نے جتنا کام کیا ہے وہ اتنی ہی اجرت لے گا۔

مسئلہ ۲۱۳۰۔ اگر کوئی شخص کسی کام کے لئے اجیر ہو کہ جس کو قسطوں میں انجام نہ دیا جا سکے مثلاً حج بجالانے، عمرۂ رجبیہ، نصف شعبان کی زیارت وغیرہ کے لئے اجیر ہو اور وہ اس کام کو انجام دے لیکن اسے مکمل نہ کر سکے مثلاً حج کا زمانہ ختم ہونے کے بعد مکہ پہنچے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ مصالحت کریں اور اسے کچھ اجرت دینے کے لئے راضی ہو جائیں مثلاً اس کام کی مکمل اور مکمل نہ ہونے کی صورت میں اگر کوئی قیمت ہے تو اس کی قیمت لگائیں اور اس مقدار کی مناسبت سے مصالحت کریں۔

مسئلہ ۲۱۳۱۔ اگر مذکورہ فرض میں کوئی کام انجام دیا ہو اور کسی نتیجہ پر نہ پہنچا ہو تو اس کی کوئی قیمت نہیں ہے اور کام کرنے والا اجرت کا مستحق نہیں ہوگا۔

❁❁❁❁❁

تکملہ

پگڑی کے احکام

کرایہ کی مدت ختم ہونے کے بعد کرایہ دار کا کرایہ والی چیز میں کوئی حق نہیں رہتا ہے لہذا مالک کے مطالبہ کرنے پر اس چیز کو مالک کے سپرد کر دینا چاہئے مگر یہ کہ کوئی شرط کر لی ہو یا کوئی معاہدہ کیا ہو اور اس معاہدہ کی بنیاد کرایہ دار کا کرایہ والی چیز میں کوئی حق ہو جائے جیسے پگڑی جو ہمارے زمانہ میں رائج ہو گئی ہے۔

مسئلہ ۲۱۳۲۔ پگڑی ایک حق ہے، جس کو کرایہ دار مالک سے کرایہ والی چیز سے متعلق کچھ پیسہ دے کر حاصل کرتا ہے اور اس چیز کو کرایہ پر لینے کے لئے اولویت کا حق حاصل کر لیتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۳۳۔ پگڑی کے سلسلہ میں درج ذیل احکام بیان کر دینا ضروری ہیں:

۱۔ پگڑی بھی دوسرے مالی حقوق کی مانند ہے اور یہ ان منافع وفوائد میں سے ہے جن پر خمس واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۳۴۔ پگڑی منتقل ہو سکتی ہے لہذا مالک کے کرایہ کے ساتھ، یا اس کے بغیر، اس چیز کے مطابق کہ جس پر پگڑی کا پیسہ ادا کرتے وقت اتفاق ہوا تھا، پگڑی کو بھی فروخت کر سکتا ہے۔

۲۔جس کے پاس کوئی چیز کرایہ پر ہے اس کے لئے وہ اس وقت حق اولویت رکھتا ہے جبکہ وہ آنے والے برسوں میں اس کو کرایہ پر لینے اور اس کا کرایہ ادا کرنے کے لئے تیار ہو لہذا اگر قید اور جلا وطن جیسے اسباب کی بنا پر حاضر نہ ہو تو اس کا حق اولویت ساقط ہو جائیگا اور مالک اپنی چیز کے بارے میں اقدام کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۳۵۔اگر پیسہ چکاتے اور پگڑی کا معاہدہ کرتے وقت یہ شرط کریں کہ اس کا حق ہمیشہ محفوظ رہے گا اور صرف مالک ہی کو معاملہ کرنے کا اختیار نہیں ہوگا تو اس صورت میں اس کا حق ساقط نہیں ہوگا۔

۳۔آنے والے برسوں میں مالک کرایہ میں اضافہ کر سکتا ہے بشرطیکہ اس جیسی چیز سے اس کا کرایہ زیادہ نہ ہو مگر یہ کہ دستاویز میں دوسرے طریقہ کی شرط کی گئی ہو تو اس صورت میں اس طریقہ کے مطابق عمل کریں گے۔

خاتمہ

مال کے منافع سے استفادہ کرنے کے دوسرے طریقے

مال و متاع کی منفعت سے استفادہ کرنا اور منفعت سے استفادہ کرنے کے عوض کرایہ لینا صرف اجارہ ہی میں منحصر نہیں ہے بلکہ اجرت لینے کے دوسرے طریقے بھی ہیں جن کو اس فصل میں بیان کیا جائیگا۔

مسئلہ ۲۱۳۶۔جو طریقے آئندہ بیان کئے جائیں گے وہ اس لحاظ سے اجارہ کی بحث کے ساتھ مشترک ہیں کہ ان میں ان ضوابط و قواعد کی رعایت ہونا چاہئے جو کہ مکاسب محرمہ میں بیان ہوئے ہیں تاکہ ملنے والا کرایہ حلال ہو۔

اس فصل کے مطالب کو ہم دو بحثوں میں بیان کریں گے:

پہلی بحث

منافع سے استفادہ کرنے کی اجازت اور اس کا کرایہ اپنے ذمہ لینا

مسئلہ ۲۱۳۷۔جو شخص کسی دوسرے سے کوئی کام انجام دینے کا تقاضا یا کسی منفعت کو اپنے اختیار میں لینے کا مطالبہ کرے اور یہ کام یا یہ منفعت عرف کی نظر میں مالیت کی حامل ہو اور مد مقابل اس کی خواہش کو پورا کرے تو اس کو اس کام یا اس منفعت کی اجرت دینا چاہئے۔

مسئلہ ۲۱۳۸۔اگر بیمار ڈاکٹر سے یہ کہے کہ میرا علاج کیجئے یا پیدل چلنے والا سواری والے سے یہ کہے کہ مجھے سوار کر لیجئے یا کپڑے کا مالک درزی سے یہ کہے کہ اس کپڑے کو سی دو یا خریدار دلال سے کہے کہ میرے لئے فلاں چیز خرید دو، یا رات کو کوئی دروازہ کھٹکھٹائے اور صاحب خانہ سے کہے کہ مجھے اپنے یہاں سونے کی اجازت دیدیجیے اور ایسی ہی بہت سی مثالیں اگر مد مقابل اس کو قبول کرے تو اس کو چند شرطوں کے ساتھ اس کی اجرت دینا چاہئے:

۱۔ان چیزوں کا خواہش مند بچہ، دیوانہ یا بیوقوف نہ ہو تاکہ اس کو اپنے مال میں تصرف کا حق ہو۔

۲۔ایسے قرائن نہ پائے جائیں کہ جن سے یہ بات سمجھ میں آئے کہ وہ اس کام کو مفت میں انجام

دلانا چاہتا تھا تو اس صورت میں وہ اجرت کے مستحق نہیں ہونگے بلکہ انہیں اختیار ہے کہ اس کام کو مفت میں انجام دیں یا انکار کردیں اور اشارے کنایہ میں اسے یہ نہیں سمجھا سکتے کہ ہم اجرت لیں گے اور بعد میں اجرت لیں۔

۳۔ مدمقابل نے اس کی خواہش کو مفت اور ثواب کے ارادہ سے انجام نہ دیا ہو کیونکہ اس صورت میں اجرت کا مستحق نہیں ہوگا اور اس کا مطالبہ کرنے کا حقدار نہیں ہوگا بشرطیکہ بچپنے، دیوانگی اور بیوقوفی کے سبب اس کا تصرف غیر نافذ نہ ہو۔

مسئلہ ۲۱۳۹۔ گذشتہ مسئلہ میں جو مثالیں ہم نے بیان کی ہیں وہ عقودِ لازمہ میں سے نہیں ہیں لہذا فریقین منفعت سے استفادہ کرنے سے پہلے اس خواہش کو کالعدم قرار دے سکتے ہیں۔ مگر یہ کہ عرف میں ایسا رائج ہوگیا ہو کہ شروع کرنے کے بعد اس کو ختم نہیں کریں گے تو اس صورت میں عرف کے مطابق عمل کریں گے۔

مسئلہ ۲۱۴۰۔ اگر ڈاکٹر نے معائینہ کی فیس بورڈ پر لکھ دی ہو یا ہوٹل کے مالک نے کمرے یا بیڈ کا کرایہ لیسٹ میں لکھ دیا ہو۔ یا گاڑی والے نے کرایہ لکھ دیا ہو یا اس کا اعلان کردیا ہو تو ان چیزوں کو استعمال کرنے والے کو ان کا کرایہ ادا کرنا پڑے گا۔

مسئلہ ۲۱۴۱۔ جہاں اجرت کا اعلان نہیں ہوا اگر وہاں لوگ آئیں اور کرایہ معلوم کریں اور دونوں کے درمیان اتفاق ہوجائے تو استعمال کرنے والے کو طے شدہ اجرت ادا کرنا چاہئے۔ اس صورت کے علاوہ اسے اتنا کرایہ دینا ہوگا جتنا اس جیسی چیزوں کا دیا جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۴۲۔ اجرت ومزدوری طے کرنے سے پہلے کارندے سے کام لینا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۲۱۴۳۔ اگر پارکینگ، غسل خانہ، مسافر خانہ اور بس کا مالک معین کرایہ پر ہر ایک کو استعمال

کی اجازت دیتا ہے، تو جو شخص ان کو استعمال کرتا ہے اسے ان کا کرایہ دینا چاہئے اور اگر کرایہ معین نہ ہوا ہو تو رائج کرایہ دینا چاہئے۔

مسئلہ ۲۱۴۴۔ ظاہراً یہی حکم وہاں بھی جاری ہوگا جہاں کسی چیز کے منافع کے استفادہ کرنے سے اصل چیز ختم ہوجاتی ہے لہذا اگر کوئی شخص رسٹورینٹ، چائے اور سینڈوچ کی دوکان میں جاتا ہے اور وہاں کھاتا پیتا ہے تو وہاں مفت ہونے کا سوال نہیں ہے، اگر ان چیزوں کی قیمت معین ہے تو وہی قیمت ادا کرے گا اور اگر معین نہ ہو تو عام طور پر دی جانے والی قیمت ادا کریگا۔

مسئلہ ۲۱۴۵۔ ہمارے زمانہ میں رسٹورینٹ میں لین دین رائج ہی نہیں ہے کہ اس پر بیع کے احکام جاری ہوں بلکہ معین شدہ اجرت و قیمت کے عوض استعمال کی اجازت دی جاتی ہے لہذا ان میں مذکورہ احکام جاری ہوتے ہیں۔

دوسری بحث

جعالہ

جعالہ یہ ہے کہ انسان اپنے ذمہ ایک معین رقم اس شخص کے لئے قرار دے کہ جو اس کا مخصوص کام انجام دیتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۴۶۔ حقِ جعالہ کو کام کی مزدوری اور اس کا عوض ہونا چاہئے پھر اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جو بھی میرا فلاں کام انجام دے گا میں اسے اتنی رقم دوں گا تو یہ جعالہ نہیں ہے بلکہ ایک وعدہ ہے جس کو

پورا کرنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۴۷۔ جعالہ کا تعلق ایقاعات سے ہے لہذا اس میں قبول کی ضرورت نہیں ہے بلکہ پیشکش کرنے والے کا ایجاب اور محرّک پیدا کرنا ہی کافی ہے۔

مسئلہ ۲۱۴۸۔ جعالہ میں ایجاب کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ خاص

۲۔ عام

خاص یہ ہے کہ کوئی خاص آدمی یہ کہے: اگر تم میرا لباس سلو گے تو میں تمہیں سو روپئے دونگا اور اگر مسجد کی صفائی کروگے تو میں تمہیں اتنا پیسہ دونگا۔

عام یہ ہے کہ مثلاً یہ کہے: جو میرے بھاگے ہوئے گھوڑے کو پکڑ کر لائے گا میں اس کو ہزار روپئے دونگا یا یہ کہے: جو شخص اس شہر سے درندے یا دشمن یا سیلاب کے خطرہ کو برطرف کرے گا میں اس کو اتنے روپئے دونگا۔

مسئلہ ۲۱۴۹۔ جعالہ ادا کرنے والا اس شخص کو ہونا چاہئے جس کا اپنے مال میں تصرف نافذ ہو، اگر بچہ، دیوانہ یا سفیہہ ہو تو اس کے جعالہ کے نافذ ہونے کے لئے ولی کی اجازت کی ضرورت ہے اس کے علاوہ باطل ہو جائیگا اور کام انجام دینے والے کو کچھ نہیں ملے گا۔

مسئلہ ۲۱۵۰۔ جعالہ میں اس شخص کا جائز التصرف ہونا شرط نہیں ہے، جو جعالہ ادا کرنے والے کا کام انجام دیتا ہے، بلکہ اگر بچہ یا دیوانہ بھی اس کام کو انجام دیتا ہے تو وہ بھی اجرت کا مستحق ہے لیکن فرق یہ ہے کہ اگر جعالہ خاص صورت میں ہوگا یعنی جعالہ ادا کرنے والے نے بطور خاص اس کے سپرد کام کیا ہو تو وہ اسے طے شدہ جعالہ اور اجرت المثل میں سے جو زیادہ ہوگا وہی دے۔

مسئلہ ۲۱۵۱۔ جعالہ میں یہ لازم نہیں ہے کہ جعالہ ادا کرنے والے کے لئے فائدہ ہو بلکہ اس کام

سے اس کی رغبت ہی کافی ہے، خواہ دوسرے کے فائدہ کے لئے ہو، چنانچہ اگر وہ یہ کہے: جو بھی زید کا لباس سلے گا میں اس کو اتنا پیسہ دونگا تو یہ جعالہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۵۲۔ جعالہ میں اگر صرف کام کرنے والے کے فائدہ کو مدنظر رکھا گیا ہو تو بھی کوئی حرج نہیں ہے مثلاً یہ کہے: اگر تم اپنا لباس دھوؤ گے تو میں تمہیں اتنا پیسہ دونگا۔

مسئلہ ۲۱۵۳۔ کام کرنے والے سے جعالہ کی رقم کا تعلق اس وقت ہوتا ہے جب اس نے جعالہ کی بنیاد پر کام انجام دیا ہو لیکن اگر وہ جعالہ سے بے خبر تھا یا اس نے اس سے غفلت برتی تھی تو جعالہ میں معین کی گئی رقم سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے اگرچہ اس کام کی انجام دہی میں اسے جعالہ ادا کرنے والے سے نیک امید رہی ہو۔

مسئلہ ۲۱۵۴۔ اگر کارندہ مفت یا ثواب کے لئے کام انجام دے تو اسے جعالہ کی رقم نہیں دی جائے گی۔

مسئلہ ۲۱۵۵۔ جعالہ دینے والا کارندے کے کام شروع کرنے سے قبل یا اس کے لوازم میں مشغول ہونے سے پہلے، جعالہ سے پلٹ سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۵۶۔ جب کارندہ کام کے مقدمات شروع کر چکا ہو، کیا اس وقت بھی جعالہ دینے والا جعالہ سے پلٹ سکتا ہے یا نہیں؟ یہ محلِ اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۱۵۷۔ جس کام کے اجزا باہم متصل ہیں کیا اس کو شروع کرنے کے بعد جعالہ دینے والا جعالہ سے پلٹ سکتا ہے یا نہیں؟ یہ محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۱۵۸۔ جس کام کے اجزا جدا ہو سکتے ہیں اس کے شروع ہونے کے بعد جعالہ ادا کرنے والا جعالہ سے پلٹ سکتا ہے اور کارندہ اتنی ہی اجرت لے گا جتنا اس نے کام انجام دیا ہے۔

مضاربہ کے احکام

مضاربہ یہ ہے کہ صاحبِ مال کسی شخص سے یہ معاہدہ کرے کہ وہ اس کے مال سے تجارت کرے گا اور اس کے عوض وہ منافع میں سے کچھ حصہ دے گا۔

مسئلہ ۲۱۵۹۔ مضاربہ میں شرط ہے کہ مال صاحبِ مال کی ملکیت میں باقی رہے اور کارندہ اس کو اپنی ملکیت نہ سمجھے درحقیقت وہ صاحبِ مال کا وکیل ہے، اس کی طرف سے خریدتا ہے اور فروخت کرتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۶۰۔ جو ہمارے زمانہ میں رائج ہے کہ مالک پیسہ تاجر کو دیتا ہے تاکہ وہ اس کے اختیار میں رہے اور اپنی مرضی سے جس طرح چاہے اس میں تصرف کرے اپنے لئے خریدے اور اپنے لئے بیچے اور مالک کے پیسہ کا ذمہ دار ہو۔ اور وہ منافع میں سے کچھ مالک کو دے تو اس کا مضاربہ سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ سودی قرض ہے اور حرام ہے، اس سے پرہیز کرنا چاہئے اور کام کو شریعت کی صحیح بنیاد پر انجام دینا چاہئے۔

مسئلہ ۲۱۶۱۔ چونکہ مضاربہ کا تعلق عقود سے ہے اس لئے اس میں ایجاب وقبول لازم ہے۔

مسئلہ ۲۱۶۲۔ دوسرے عقود کی طرح مضاربہ میں ایجاب وقبول لفظاً یا ہر اس کام سے ہو جاتا ہے جو ایجاب وقبول پر دلالت کرتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۶۳۔ مضاربہ میں طرفین کو نافذ التصرف (اپنے مال میں تصرف کرنے والا) ہونا چاہئے اگر ان میں سے کوئی بچہ، پاگل یا سفیہہ ہو تو اس کا عقد ولی کی اجازت کے بغیر نافذ نہیں ہوگا جیسا کہ بیع میں بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۲۱۶۴۔ مضاربہ سونے، چاندی کے سکوں اور زمانہ کے رائج نوٹ اور ہر اس جنس وسامان سے کیا جائے کہ جن کی بنیاد راس المال کی حفاظت پر ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۶۵۔ اگر کسی کو مضاربہ کے عنوان سے ایک ہزار مثقال سونا دے کہ وہ اس سے تجارت کرے اور اصل سرمایہ محفوظ رہے اور منافع میں کچھ فیصد اس کا حصہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۶۶۔ اگر گھر، کارخانہ یا کوئی مشین سرمایہ کے عنوان سے مد مقابل کے اختیار میں دے اور مثلاً یہ طے کریں کہ اس کی قیمت ایک لاکھ روپیہ ہے اور وہ سرمایہ ہے اور اس کے منافع میں اتنا فیصد اس کا حصہ ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۶۷۔ اگر، مثلاً کوئی گھر مد مقابل کے اختیار میں دے کہ اس کو فروخت کرے اور اس کے پیسہ کو سرمایہ قرار دے اور اس سے تجارت کرے اور اس کے منافع میں سے کچھ فیصد اسے دے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۶۸۔ اگر کوئی شخص کسی کو مچھلی پکڑنے کا جال دے تاکہ وہ اس سے شکار کرے اور شکار میں دونوں شریک ہوں یا گاڑی کسی کو دے کہ وہ اس سے مسافر برداری یا مال برداری کرے اور حاصل ہونے والے منافع میں دونوں شریک ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۶۹۔ اگر کوئی کسی کے اختیار میں ایک کارخانہ دے اور تیسرا شخص سرمایہ لگائے تاکہ کارخانہ چلے اور اس کارخانہ سے حاصل ہونے والے منافع، معاہدہ کے مطابق، تینوں کے درمیان تقسیم ہو تو

کوئی حرج نہیں ہے مگر یہ کہ یہ مضاربہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۷۰۔ اگر کسی شخص کا کسی پر قرض ہے اور وہ اس سے مضاربہ کا معاہدہ کرنا چاہتا ہے تو اسے اس سے اپنا قرض لینا چاہئے پھر اس سے مضاربہ کا معاہدہ کرنا چاہئے پس اگر قرض نہیں لیا اور اس پیسہ پر مضاربہ کر لیا جو اس پر قرض تھا تو مضاربہ باطل ہے۔

مسئلہ ۲۱۷۱۔ اگر اس قرض سے جو کہ مقروض کے ذمہ ہے کسی دوسرے آدمی کے ساتھ مضاربہ کا معاہدہ کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۷۲۔ مضاربہ میں منافع کو ان کے درمیان مشاع اور فیصدی۔ مثلاً نصف، ایک تہائی یا ایک چوتھائی۔ کی صورت میں تقسیم ہونا چاہئے لیکن اگر مخصوص مقدار معین کرے مثلاً ماہانہ ہزار روپیہ تو اس صورت میں یہ اجارہ ہوگا اور اس پر اجارہ کے احکام جاری ہوں گے۔

مسئلہ ۲۱۷۳۔ عقدِ مضاربہ کے اطلاق کا تقاضا یہ ہے کہ مال کارندے کے اختیار میں دیا جائے لیکن اگر یہ شرط کریں کہ مال مالک کے اختیار میں رہے گا تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۷۴۔ عقد مضاربہ کے اطلاق کا تقاضا یہ ہے کہ مالک و کارندہ دونوں میں ہر ایک جب چاہیں مضاربہ کو فسخ کر سکتے ہیں لہذا ان میں سے کسی ایک کے مر جانے سے مضاربہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۷۵۔ اگر طرفین ۔ مالک اور کارندے۔ میں سے کسی ایک کے سامنے ایسی مجبوری آجائے کہ وہ براہ راست تصرف نہ کر سکے، مثلاً جنون وحماقت، تو مضاربہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۷۶۔ اگر مضاربہ کی ایک مدت معین ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ مقصد یہ ہو کہ وہ تاریخ مضاربہ کی آخری مدت ہے تو اس کے بعد تجارت نہیں ہونا چاہئے، ایسی

شرط صحیح ہے لیکن اس تاریخ کے آنے سے پہلے بھی ہر ایک مضاربہ کو فسخ کرنے کا حق رکھتا ہے۔

۲۔ مذکورہ مفہوم کے علاوہ مقصد یہ ہو کہ یہ مضاربہ اس تاریخ تک ضرور جاری رہنا چاہئے جو طے ہوئی ہے یہ شرط بھی عقد مضاربہ میں مانع نہیں ہے اور اس صورت میں طے شدہ تاریخ تک مضاربہ عقد لازم کی صورت میں رہے گا اور دونوں میں سے کوئی یکطرفہ اسے فسخ نہیں کر سکے گا۔

مسئلہ ۲۱۷۷۔ دوسری صورت میں مالک کے مر جانے یا جنون و دیوانگی کے عارض ہو جانے کے سبب مضاربہ اپنی اصل تاریخ سے پہلے باطل نہیں ہوگا لیکن کارندے کی موت یا کسی ایسے حادثہ کے پیش آجانے سے مضاربہ باطل ہو جائے گا کہ جس سے وہ تجارت نہ کر سکے۔

مسئلہ ۲۱۷۸۔ اگر مضاربہ میں مالک یہ شرط لگائے کہ کارندہ مخصوص سامان خریدے گا یا مخصوص وقت، مخصوص جگہ یا معین شدہ قیمت پر خرید و فروخت کرے گا تو کارندے کو اس کی شرط کے مطابق عمل کرنا پڑے گا۔

مسئلہ ۲۱۷۹۔ اگر کارندہ ان شرائط کے خلاف عمل کرے تو سرمایہ کا ضامن ہے لیکن جو معاملہ کیا ہے وہ صحیح ہے اور حاصل ہونے والا منافع معاہدہ کے مطابق تقسیم ہوگا۔

مسئلہ ۲۱۸۰۔ اگر عقدِ مضاربہ میں مخصوص شرطیں نہ لگائی جائیں تو عقدِ مضاربہ کے اطلاق کا اقتضا یہ ہے کہ کارندہ اس سلسلہ میں، کہ وہ سفر پر جا سکتا ہے یا نہیں؟ ادھار فروخت کر سکتا ہے یا نہیں؟ مال کی حفاظت کس طرح کرے گا؟ اور اس سے کس طرح فائدہ حاصل کرے گا؟ اپنی صواب دید کے مطابق مال میں تصرف کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۸۱۔ کارندہ کو مضاربہ میں سرمایہ کی حفاظت، اس سے منافع حاصل کرنے کے بہترین طریقہ تلاش کرنے کی کوشش کرنا چاہئے اس کے علاوہ اس کی کوتاہی سمجھی جائے گی اور وہ ضامن

ہے۔ہم اس سے آئندہ بحث کریں گے۔

مسئلہ ۲۱۸۲۔عقدِ مضاربہ ہو جانے کے بعد مالک ایسی شرط نہیں لگا سکتا جو قرارداد میں نہیں تھی مگر یہ کہ معاہدہ کو باطل کرے اور نئے ضوابط کے ساتھ از سرنو معاہدہ کرے اور یہ اس صورت میں ہے جب فسخ کا حق رکھتا ہو۔

مسئلہ ۲۱۸۳۔ جو نقصان ہوگا اس کی تلافی حاصل ہونے والے منافع سے کی جائے گی اور کارندہ نقصان کی تلافی کرنے کے بعد منافع سے استفادہ کرے گا لہٰذا اگر ایک معاملہ میں ۱۰۰ روپے کا نقصان ہوا اور دوسرے معاملہ میں دو سو کا فائدہ ہو تو کارندہ صرف سو روپے میں سے اپنا حصہ لے گا نہ کہ پورے دو سو سے۔

مسئلہ ۲۱۸۴۔ اگر کچھ سرمایہ کام شروع ہونے اور پیسہ تجارت میں لگنے سے پہلے تلف ہو جائے تو حاصل ہونے والے منافع سے اس کی تلافی نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۲۱۸۵۔لیکن اگر کام شروع ہونے کے بعد کچھ سرمایہ تلف ہو جائے اور وہ تجارت کی وجہ سے تلف ہوا ہو جیسے حساب میں غلطی ہوگئی ہو یا بعض خریداروں سے قیمت نہ لی ہو، یا لانے لے جانے میں تجارت کا مال تلف ہوگیا ہو تو اس کی تلافی حاصل ہونے والے منافع سے ہوگی۔

مسئلہ ۲۱۸۶۔ اگر کچھ سرمایہ تجارت کے عوارض کی وجہ سے تلف نہ ہوا ہو مثلاً چوری ہو گیا ہو یا گودام میں آگ لگ گئی ہو تو اس کی تلافی حاصل ہونے والے منافع سے ہوگی یا نہیں؟ یہ محلِ اشکال ہے، بنا بر احتیاط واجب وہ مصالحت کریں گے۔مگر یہ کہ انہوں نے کوئی خاص شرط کی ہو تو اس صورت میں شرط کے مطابق عمل کریں گے۔

مسئلہ ۲۱۸۷۔ اگرچہ منافع نقصان وتلف کی تلافی کرنے والا ہے لیکن کتنی مدت میں اس کی تلافی

کریں گے، یہ معاہدہ کے تابع ہے اگر عقد کے ذیل میں صریح یا ضمنی طور پر یا اس زمانہ کے رسم و رواج کے مطابق وقت معین ہو تو اسی وقت، اس سے حاصل ہونے والے نفع کے ذریعہ نقصان کی تلافی کریں گے اس کی وضاحت ہم بعد والے مسئلہ میں کریں گے۔

مسئلہ ۲۱۸۸۔ اگر مالک اور کارندہ یہ معاہدہ کریں کہ ہر سال کے آخر میں حساب کریں گے اور تجارت سے حاصل ہونے والے منافع سے اپنا اپنا حصہ لیں گے تو اس صورت میں ہر سال کے نقصان وتلف کا جبران بھی اسی سال کے نفع سے ہوگا۔

مسئلہ ۲۱۸۹۔ اگر یہ طے کریں کہ ہر معاملہ کے بعد حساب کریں گے تو ضرر وتلف کا جبران بھی اسی فائدہ سے کریں گے۔

مسئلہ ۲۱۹۰۔ اگر عقدِ مضاربہ میں، اس سلسلہ میں کسی چیز کی تعیین نہ ہوئی ہو تو ظاہر یہ ہے کہ وقتِ مضاربہ ختم ہونے تک ضرر وتلف کے جبران کا وقت ہے پس اگر مضاربہ کے ختم ہونے کا وقت معین نہ ہوا ہو تو مالک یا کارندہ جب چاہیں اسے فسخ کر سکتے ہیں اور اس وقت منافع و فائدہ ثابت ہوگا۔

مسئلہ ۲۱۹۱۔ اگر عقدِ مضاربہ میں حساب کرنے کے لئے کوئی وقت معین نہ کریں لیکن مضاربہ کی مدت معین کریں تو اس کی مدت ختم ہونے کے بعد منافع ثابت نہیں ہوگا۔مگر یہ کہ مدت آنے سے پہلے اس کے فسخ کرنے پر اتفاق کرلیں تو اس وقت منافع بھی ثابت و تقسیم ہوگا۔

مسئلہ ۲۱۹۲۔ اگر مضاربہ والا مال تلف ہو جائے یا اس میں نقصان ہو جائے تو کارندہ ضامن نہیں ہے مگر یہ کہ مالک کی طرف سے رکھی گئی شرطوں کے خلاف عمل کرے یا اپنے فرض کے تقاضے سے جو کہ مسئلہ ۲۱۷۸ میں بیان ہوا ہے خارج ہو گیا ہو اور مال اس کی زیادتی یا مخالفت کی وجہ سے تلف ہوا ہو۔

مسئلہ ۲۱۹۳۔ اگر کارندہ عقدِ مضاربہ کے اقتضا کو پورا نہ کرے اور جنس تلف ہو جائے یا اس میں نقص

پیدا ہو جائے لیکن اس تلف یا زیادتی کو اس کی طرف منسوب نہ کیا جائے تو ظاہراً وہ ضامن نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۹۴۔ اگر کارندہ ان معین ضوابط کے مطابق عمل نہ کرے جو کہ عقد کے ذیل میں رکھے گئے تھے اور جنس تلف ہو جائے یا اس میں کوئی نقصان ہو جائے لیکن اس کا سبب اس کی مخالفت کو قرار نہ دیا جا سکے تو وہ ضامن ہے یا نہیں؟ محل اشکال ہے۔ احتیاط واجب کی بنا پر انہیں مصالحت کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۱۹۵۔ مالک یہ شرط نہیں کر سکتا کہ اگر کارندے کی کوتاہی اور سہل انگاری کے بغیر مال تلف ہو جائے گا یا اس میں کوئی نقصان ہوگا تو کارندہ ضامن ہوگا، اور اگر ایسی شرط لگاتا ہے تو مضاربہ قرض میں تبدیل ہو جائیگا اور اس پر قرض کا حکم جاری ہوگا اور نتیجہ میں حاصل ہونے والے منافع میں سے مالک کو کوئی حصہ نہیں ملے گا اور سارا نفع کارندہ کو ملے گا۔

مسئلہ ۲۱۹۶۔ کافر ذمی بلکہ کسی بھی کافر سے مضاربہ کا معاملہ کرنا مکروہ ہے۔

مزارعہ اور مساقات

(کھیتی باڑی اور سینچائی) کے احکام

یہاں تین بحثیں ہیں:

پہلی بحث

احکام مزارعہ

مزارعہ ایک معاہدہ ہے جو زمین کے مالک اور دوسرے شخص کے درمیان ہوتا ہے تا کہ وہ زمین میں کھیتی باڑی کرے اور زمین کی پیداوار میں سے ایک حصہ اس کا ہو۔

مسئلہ ۲۱۹۷۔ مزارعہ میں پانچ شرطیں لازمی ہیں۔

۱۔ زمین کی پیداوار کھیتی کرنے والے اور مالک کے درمیان مشاع ہو یا کھیتی کرنے والے کا حصہ نصف، ایک تہائی یا ایک چوتھائی وغیرہ ہو۔

مسئلہ ۲۱۹۸۔ اگر ان میں سے ایک کے لئے ایک مقدار معین ہو جائے مثلاً یہ کہا جائے کہ پیداوار میں سے ایک کنٹل ایک کا اور باقی دوسرے کا ہے تو ایسا معاہدہ باطل ہے۔

مسئلہ ۲۱۹۹۔ اگر مالک کھیتی کرنے والے کو زمین کرایہ پر دے اور کرایہ پیسہ یا معین جنس کی صورت میں طے پائے تو کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ وہ کرایہ اسی زمین کی پیداوار نہ ہو، اس تفصیل کے ساتھ جو کہ مسئلہ ۲۰۶۸ تا ۲۰۷۲ میں بیان ہوئی ہے۔

مسئلہ ۲۲۰۰۔ مالک اور کھیتی کرنے والا زمین کی پیداوار میں سے اپنے حصہ کے علاوہ دوسری چیز، نقد یا جنس، کی شرط کر سکتے ہیں لیکن احتیاطِ واجب کی بنا پر اس کو اس زمین کی پیداوار میں سے نہیں ہونا چاہئے۔

۲۔ مزارعہ کے معاہدہ میں اس زراعت کے تناسب سے مدت معین ہونا چاہئے جو کہ اس زمین سے تناسب رکھتی ہے۔

مسئلہ ۲۲۰۱۔ مزارعہ میں مدت کو ماہ، سال، فصل، یا کھیتی کی تعداد اور پیداوار لینے کی بنیاد پر معین کیا جا سکتا ہے تا کہ متناسب زراعت میں کوئی ابہام نہ رہے۔

۳۔ مزارعہ میں زمین کو معین ہونا چاہئے خواہ زمین کے دو قطعوں کے درمیان مخیرّ ہو کہ جس کو چاہے پسند کرے تا کہ کوئی ابہام نہ رہ جائے۔

۴۔ مزارعہ میں یہ چیز طے ہونی چاہئے کہ بیج، آلات، مزدور اور نالی وغیرہ کھودنے کی اجرت کس کے ذمہ ہے ان چیزوں کو معاہدہ میں صریح طور پر معین اور اس کو عرف اور وہاں کے رسم و رواج پر چھوڑ دے۔

۵۔ مزارعہ میں ضروری ہے کہ زمین کھیتی کی صلاحیت رکھتی ہو اور اس کے مقدمات بھی فراہم ہوں۔

مسئلہ ۲۲۰۲۔ اگر زمین کے کسی حصہ میں کھیتی نہ ہوتی ہو تو اتنے حصہ کا معاہدہ باطل ہے اور باقی میں

دونوں کے لئے خیارتبعض صفقہ ثابت ہوجائے گا اگر قرارداد پوری زمین پر کی گئی ہوگی۔

مسئلہ۲۲۰۳۔مزارعہ میں یہ شرط نہیں ہے کہ کام لینے والا زمین کا مالک ہو بلکہ ممکن ہے منفعت کا مالک یا صاحب اختیار ہو جیسے کرایہ دار، بچہ کا ولی اور وقف کا متولی۔

مسئلہ۲۲۰۴۔زمین کو عاریت بھی لیا جا سکتا ہے اس صورت میں کہ عاریت پر لینے والا کاشتکار کے ساتھ مالک کے زمین کا کردار ادا کرے گا۔

مسئلہ۲۲۰۵۔اگر عقد مزارعہ میں خاص زراعت، خاص زمانہ اور خاص کیفیت وغیرہ میں توافق کریں تو ان کی خلاف ورزی جائز نہیں ہے۔مگر دوسرے کی رضامندی کے ساتھ۔

مسئلہ۲۲۰۶۔عقد مزارعہ کے بعد مالک اور کاشتکار دونوں میں سے کوئی بھی دوسرے پر کوئی شرط نہیں لگا سکتا۔

مسئلہ۲۲۰۷۔اگر کاشتکار ان شرائط میں سے کسی ایک کو پورا نہ کرے، جو کہ عقد میں مقرر کی گئی ہیں، اور وہ شرط عقد مزارعہ کے بنیادی مسائل میں سے ہو، مثلاً دوسری زمین کو بوئے ہو یا دوسری زراعت کا انتخاب کرے تو اس صورت میں مزارعہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ۲۲۰۸۔ جب کاشتکار کی خلاف ورزی کے سبب مزارعہ باطل ہو جائے تو اس کے آثار درج ذیل ہوتے ہیں:

۱۔اگر اس زراعت سے زمین میں نقص پیدا ہو جائے، اور زمین زراعت کرنے والے کے قبضہ میں ہو تو وہ پیدا ہونے والے نقص کا ضامن ہے۔

۲۔اگر بیج مالک کی طرف سے ہو تو ساری پیداوار مالک کی ہے کھیتی کرنے والے کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

۳۔اگر کھیتی کرنے والے کی خلاف ورزی کی وجہ سے بیج میں یا ہر اس چیز میں نقص پیدا ہو جائے کہ جس کا تعلق مالک سے ہے تو اسے اس سے عہدہ برآ ہونا چاہئے۔

۴۔اگر بیج کھیتی کرنے والے ہی کا ہے تو ساری پیداوار اس کی ہے پھر اگر جان بوجھ کر خلاف ورزی نہ کی ہو تو مالک کو چاہئے کہ کھیتی کٹنے تک زمین اس کے پاس رہنے دے اگر چہ کرایہ پر ہی سہی، مگر یہ کہ خود نقصان اٹھائے۔لیکن اگر اس کی مخالفت عمداً ہو تو مالک اس کی کھیتی کو کاٹ کر پھینک سکتا ہے۔

مسئلہ۲۲۰۹۔اگر کاشتکار، ایسے مسائل میں مخالفت کرے جو بنیادی نہ ہوں مثلاً دونوں نے یہ طے کیا تھا کہ کاشتکار دس بار سینچائی کرے گا، اور اس نے اس سے کم یا زیادہ سینچائی کی ہو تو اس سے مزارعہ باطل نہیں ہوتا ہے ہاں مالک کو فسخ کرنے کا حق ہے۔

مسئلہ۲۲۱۰۔اگر مذکورہ فرض میں مالک فسخ کر دے اور بیج مالک کا ہو تو ساری پیداوار اس کی ہے اور کھیتی کرنے والے کو اجرت المثل دی جائے گی، اور اگر بیج کھیتی کرنے والے کا ہو تو ساری پیداوار اس کی ہے اور زمین کے مالک کو وہ اجرت المثل دے گا۔

مسئلہ۲۲۱۱۔عقد مضاربہ کے اطلاق کا تقاضا یہ ہے کہ زمین پر حکومت کا جو لگان ہے وہ زمین کے مالک کے ذمہ ہے لیکن غلّات کا ٹیکس پیداوار کی تقسیم سے پہلے مشترک غلہ سے دیا جائے گا مگر یہ کہ اس کے برخلاف طے ہوا ہو تو پھر اسی کے مطابق عمل کریں گے۔

مسئلہ۲۲۱۲۔ پیداوار تیار ہو جانے کے بعد مالک اور کاشتکار اس کا تخمینہ لگا کر اس کی بنیاد پر ایک دوسرے کا حساب بے باق کر سکتے ہیں اگر اس کام سے دونوں راضی ہیں اور اس کو انجام دیتے ہیں تو یہ حساب قابل قبول ہے۔ اگر بعد میں یہ معلوم ہو کہ یہ تخمینہ ٹھیک نہیں تھا اور پیداوار اس سے کم یا زیادہ تھی تو وہ ایک دوسرے سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کر سکتے۔

دوسری بحث

سینچائی وآبیاری کے احکام

آبیاری اور سینچائی ایک خاص معاہدہ ہے جو بوئے ہوئے (یا لگائے گئے) درختوں، مثلاً خرموں اور دوسرے درختوں کا مالک اس بنیاد پر دوسرے آدمی سے معاہدہ کرتا ہے کہ تم ان درختوں کو پانی دو، قلم لگاؤ، پیوند لگاؤ اور دوسرے ضروری کام انجام دو تو اس محنت کے عوض ان درختوں کے پھل سے ایک حصہ تمہارا ہوگا۔

مسئلہ۲۲۱۳۔ آبیاری وسینچائی میں پانچ شرطوں کا لحاظ رکھنا چاہئے:

۱۔ احتیاطِ واجب کی بنا پر پھل مالک اور باغبان کے درمیان فیصدی کے لحاظ سے تقسیم ہو یعنی معاملہ ایک تہائی اور ایک چوتھائی وغیرہ کا ہو۔

مسئلہ۲۲۱۴۔ اگر مالک یا باغبان اپنے حصہ کے علاوہ کوئی اور چیز لینا چاہیں اور عقد میں اس کی شرط کریں تو کوئی حرج نہیں ہے ان ضوابط کے ساتھ جو کہ مسئلہ ۲۲۰۰ میں بیان ہوئے ہیں۔

۲۔ مدت معین ہو جن پودوں کا معاہدہ ہونا ہے وہ معین ہوں اور یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ آلات واوزار، کھاد اور دوا کی قیمت کس کے ذمہ ہے اور کس کا کیا فریضہ ہے۔

۳۔ آبیاری اور سینچائی کا موضوع لگائے گئے درخت ہیں۔

مسئلہ۲۲۱۵۔ اگر آبیاری ان درختوں کی کرنا ہے کہ جن کو بونا یا لگانا ہے اور ان کی پیداوار معاہدہ کے مطابق زمین کے مالک اور باغبان کے درمیان تقسیم ہوگی تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر یہ معاملہ مساقات نہیں ہے اور اس پر مساقات کے احکام جاری نہیں ہوتے ہیں۔

مسئلہ۲۲۱۶۔ اگر سینچائی ایسی بیلوں کی ہونا ہو کہ جن کی جڑیں زمین میں استوار ومضبوط نہیں ہوئی ہیں جیسے تربوز، خربوزہ اور کھیرہ ککڑی وغیرہ تو معاملہ صحیح ہے لیکن یہ مساقات کے باب سے نہیں ہے۔

۴۔ آبیاری ومساقات کا معاہدہ پھل آنے سے پہلے ہونا چاہئے اور اگر پھل آگیا ہے تو پکا نہ ہو، تاکہ سینچائی اور دیگر چیزوں کی ضرورت ہو۔

مسئلہ۲۲۱۷۔ اگر معاملہ ان درختوں کا ہو کہ جن کے پھل پک گئے ہیں اور یہ معاہدہ دیکھ بھال، چننے، پیٹیوں میں پیک کرنے اور لے جانے کے لئے ہو تو معاملہ صحیح ہے لیکن مساقات سے اس کا تعلق نہیں ہے بلکہ یہ خود اپنی نوعیت کا ایک معاملہ ہے جو ہمارے زمانہ میں رائج ہو گیا ہے کہ پیداوار میں سے کچھ حصہ اس شخص کو دیا جاتا ہے جو کسی مشین سے پھل چنتا ہے۔

۵۔ باغبان، معاہدہ کا فریق، اس کام کو انجام دینے اور باغ سے مربوط امور کی انجام دہی کی طاقت رکھتا ہو تا کہ اس سے خاطر خواہ پھل ملے، جیسا کہ مزارعہ والی بحث میں بیان ہوا ہے۔

مسئلہ۲۲۱۸۔ ان درختوں کے بارے میں مساقات وسینچائی کا معاہدہ کرنا کہ جن پر پھل نہیں لگتا ہے، لیکن ان کے پتے استعمال ہوتے ہیں جیسے مہندی، ظاہراً اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۱۹۔ اگر ان درختوں کی سینچائی ہو کہ جن پر پھل تو لگتے ہیں لیکن ان کا میوہ نہیں کھایا جاتا بلکہ ان کے پتے کام آتے ہیں اور پتوں ہی کی قرارداد ہوتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۲۰۔ جن درختوں کے پھل اور پتے دونوں ہی کام میں آتے ہیں جیسے بیری یا جن درختوں کی صرف لکڑی کام آتی ہے جیسے بید یا ہر وہ درخت کہ جس کے پھل کے علاوہ کوئی اور چیز کام آتی ہے اس کی سینچائی کا معاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۲۱۔ جو شخص آبیاری کے معاملہ میں ایک فریق ہے اس کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ وہ پودوں کا مالک ہو بلکہ اس کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ اس کے پھلوں سے استفادہ کرنے کا حق رکھتا ہو مثلاً وہ لوگ کہ جن کے لئے باغ کا پھل وقف کیا گیا ہے یا وہ لوگ جنہوں نے درختوں پر ہی پھل خرید لیا ہے۔

تیسری بحث

بعض وہ احکام جو مزارعہ اور مساقات میں مشترک ہیں

مزارعہ اور مساقات ان عقود میں سے ہیں کہ جن کی بنیاد معاہدہ کے دونوں فریق کے التزام و پابندی پر رکھی گئی ہے۔ زمین والا اور باغ والا دوسرے فریق سے یہ چاہتا ہے کہ وہ زراعت اور مزارعہ اور باغ و پالیز میں پھل آنے کے لئے کوشش کرے اور وہ بھی اپنی محنت کے عوض مالک سے کام شروع کرنے سے پہلے یہ معاہدہ کرتا ہے کہ غلہ یا باغ کے پھل میں ایک حصہ اس کا ہوگا۔

مسئلہ ۲۲۲۲۔ جن جگہوں پر طرفین کا التزام و پابندی ضروری نہ ہو بلکہ زمین کا مالک یہ کہے کہ جو بھی میری اس زمین میں کھیتی کرے گا آدھی زراعت اس کی ہے اور مد مقابل کوئی ضمانت نامہ نہ دے تو یہ جعالہ ہے، مزارعہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے ایسے ہی مساقات میں بھی ہے۔

مسئلہ ۲۲۲۳۔ اس بات کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ مزارعہ اور مساقات کا تعلق مالی معاہدوں سے ہے، ان میں ایجاب وقبول کی شرط ہے، جیسا کہ ہم نے دوسرے عقود میں بیان کیا ہے طرفین کو اپنے مال میں تصرف کا حق ہونا چاہئے وہ کم سنی، دیوانگی، غلامی یا بیوقوفی سفاہت کی وجہ سے اپنے مال میں تصرف کرنے سے محروم نہ ہوں۔

مسئلہ ۲۲۲۴۔ مزارعہ ومساقات دونوں عقد لازم ہیں یہ دونوں فریق کے اقالہ کرنے یا جس کو فسخ کرنے کا حق ہے اس کے فسخ کے بغیر فسخ نہیں ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۲۵۔ جہاں بھی اجارہ میں خیار تھا انہیں جگہوں پر مزارعہ ومساقات میں بھی انہیں ضوابط کے ساتھ خیار ثابت ہے۔

مسئلہ ۲۲۲۶۔ اگر کاشتکار اور باغبان کام نہ کریں تو مالک انہیں کام کرنے پر مجبور کر سکتا ہے اور اگر معاہد کے تقاضے کے خلاف کریں تو مالک قرارداد کو فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۲۷۔ اگر کاشتکار اور باغبان اس کام کو انجام نہ دیں جس کو انجام دینا چاہئے یا اس کام میں کوتاہی کریں کہ جس سے زراعت یا پھل کو نقصان پہنچے تو کیا وہ اس کوتاہی کے عوض اجرت المثل کے ضامن ہیں یا نہیں؟ دو وجہیں ہیں، احتیاطِ واجب یہ ہے کہ ایک دوسرے سے مصالحت کریں اور ایک دوسرے کو راضی کریں۔

مسئلہ ۲۲۲۸۔ جس صورت میں کاشتکار کا کوتاہی کرنا کچھ بیج کے تلف ہونے کا سبب ہوتا ہے اس

میں وہ ضامن ہے اور اگر زمین یا درختوں کو نقصان پہنچنے کا باعث ہوتا ہے تو بھی ضامن ہے۔

مسئلہ ۲۲۲۹۔ اگر کارندہ بیماری، موت یا قید وغیرہ کی وجہ سے کام کو جاری رکھنے سے عاجز و ناتواں ہو جائے، اگر معاہدہ میں یہ شرط نہ ہوئی ہو کہ خود انجام دے گا، تو وہ اپنی جگہ کسی کو نوکر رکھے تاکہ وہ اس کے کام کو پورا کرے اور اس کے مرجانے کی صورت میں اس کی میراث کو خرچ کر کے کسی کو نوکر رکھا جائیگا اور اگر وہ اس سے پہلو تہی کرے تو مسئلہ ۲۲۲۶ کا حکم جاری ہوگا۔

مسئلہ ۲۲۳۰۔ اگر کاشتکار بیماری کی وجہ سے کام کو جاری نہ رکھ سکے اور نوکر رکھنے کے لئے اس کے پاس مالی استطاعت بھی نہ ہو تو مزارعہ یا مساقات کی قرارداد باطل ہو جائے گی اور اس نے جتنا کام کیا ہے اسے اس کی اجرت دی جائے گی۔

مسئلہ ۲۲۳۱۔ اگر کاشتکار مر جائے اور اس کا کوئی ترکہ نہ ہو کہ جس کے ذریعہ نوکر رکھا جائے تو مزارعہ و مساقات باطل ہو جائے گا اور اس نے جتنا کام کیا ہے اس کی اجرت پائیگا، پھر اگر (مثلاً) اس کا حصہ ایک تہائی تھا اور وہ آدھا کام کر چکا تھا تو اس کو ایک تہائی کا نصف ملے گا۔

مسئلہ ۲۲۳۲۔ اگر معاہدہ میں یہ شرط ہوئی ہو کہ وہ خود کام کرے اور وہ کام کو جاری نہ رکھ سکے تو معاہدہ باطل ہو جائے گا اور اس نے جتنا کام کیا ہے تو وہ اپنے حصہ کی اجرت لے گا۔

مسئلہ ۲۲۳۳۔ مذکور تین مسئلوں میں اگر کوئی ایسا آدمی نہ مل سکے جو اس کے کام کو انجام دے اور ساری پیداوار برباد ہو جائے تو اسے کچھ نہ ملے گا۔

مسئلہ ۲۲۳۴۔ اگر مزارعہ میں بیج کاشتکار کا ہو اور وہ کام کرنے سے عاجز ہو جائے اور پیداوار کم یا معیوب ہو جائے تو کیا پیداوار میں سے اسے کچھ ملے گا یا نہیں؟ محلِ اشکال ہے، لہذا احتیاطِ واجب کی بنا پر مالک اور کاشتکار یا اس کے وارثوں کے درمیان مصالحت ہوگی۔

احکام عاریت

عاریت ایک عقد ہے جس میں کوئی چیز اس لئے دی جاتی ہے کہ وہ اس سے مفت میں فائدہ حاصل کرے۔

یہاں صاحب مال عاریت دینے والا اور مدمقابل عاریت لینے والا ہے۔

مسئلہ ۲۲۳۵۔ دیگر عقود کی مانند عاریت بھی ہر اس قول یا فعل سے واقع ہو جاتی ہے جو اس پر دلالت کرتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۳۶۔ عاریت دینے والے کو تصرف میں صاحب اختیار اور نفوذ رکھنے والا ہونا چاہئے لہذا غاصب، مجبور اور مجور (بچہ، دیوانہ اور سفیہ) عاریت دینے کا کوئی اثر نہیں ہوگا اور عاریت لینے والے کا اس میں تصرف کرنا صحیح نہیں ہے بلکہ وہ اس جنس اور اس کے منافع کے عوض اجرت المثل کا ضامن ہے۔

مسئلہ ۲۲۳۷۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ عاریت لینے والا بالغ و رشید ہو بلکہ سفیہہ اور اچھے، برے کی تمیز رکھنے والے بچہ کو بھی عاریت دی جاسکتی ہے لیکن ان سے ولی کی اجازت کے بغیر کوئی ضمانت نہیں لی جاسکتی۔

مسئلہ ۲۲۳۸۔ ہر وہ چیز کہ جس سے اس کی اصل کے باقی رہنے کے ساتھ استفادہ کیا جاسکتا ہے اس کو عاریت دیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۳۹۔ عاریت لینے والا اس سے اتنا استفادہ کرسکتا ہے جتنے کی اسے اجازت دی گئی ہے۔

مسئلہ ۲۲۴۰۔ اگر عاریت میں کسی چیز کی قید نہ لگائی جائے تو بھی وہ اس کی منفعت ہی سے استفادہ کرے گا کہ جس سے اصل چیز متاثر نہ ہو۔

مسئلہ ۲۲۴۱۔ عاریت لینے والا اس کا ضامن نہیں ہے لیکن درج ذیل موارد میں ضامن ہے:

۱۔ اگر عاریت والی چیز سونا چاندی ہو تو عاریت لینے والا ضامن ہے مگر یہ کہ وہ شرط کریں کہ ضامن نہیں ہوگا۔

۲۔ عاریت والی چیز سے استفادہ کرنے میں زیادتی ہو یا اسی کی نگہداری میں کوتاہی کی ہو، جیسا کہ ہم باب ودیعت میں بیان کریں گے۔

۳۔ ضمانت کی شرط کی ہو۔

مسئلہ ۲۲۴۲۔ عاریت جائز عقد ہے لہذا عاریت دینے والا اور عاریت لینے والا جس وقت چاہے اپنے عقد سے پلٹ سکتے ہیں مگر یہ کہ اس میں مدت کی شرط کی ہو، اس صورت میں انہیں مدت معینہ کے آنے تک اپنی شرط پر عمل کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۲۴۳۔ اگر کسی چیز کو خاص مقصد کے لئے عاریت دیں کہ جس کا لازمہ اسے مدتِ معینہ تک جاری رکھنا ہو تو حقیقت یہ ہے کہ ضمنی طور پر شرط ہوگئی ہے کہ اس وقت تک فسخ نہ کریں مثلاً زمین کو زراعت کے لئے، گھوڑے کو سفر کے لئے اور دیگ کو کھانا پکانے کے لئے عاریت دینا اس صورت میں کھیتی کٹنے تک سفر سے لوٹنے تک اور کھانا پکنے تک عاریت سے پلٹنے کا اعلان نہیں کرسکتے۔

مسئلہ ۲۲۴۴۔ مذکورہ تمام مثالوں میں عاریت سے استفادہ شروع کرنے سے پہلے مالک عاریت کو ختم کرنے کا اعلان کرسکتا ہے مگر یہ کہ اس نے نہ پلٹنے کی شرط کی ہو تو اس صورت میں اسے اپنی شرط کو پورا کرنا چاہئے۔

ودیعت (امانت) کے احکام

ودیعت ایک عقد ہے کہ جس میں کوئی مال اس لئے کسی کے پاس رکھا جاتا ہے کہ وہ اس کی حفاظت کرے، صاحب مال کو "مُودِع"، یعنی امانت گذار اور دوسرے فریق کو "ودعی"، یعنی امین اور امانت پذیر اور اس مال کو ودیعہ (امانت) کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۲۴۵۔ ودیعہ ہر اس لفظ و عمل سے ہو جاتا ہے جو اس پر دلالت کرے، اس میں کسی خاص لفظ کی شرط نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۴۶۔ دوسرے عقود کی مانند ودیعت میں امین اور امانت گذار دونوں کو بالغ، عاقل، رشید اور مختار ہونا چاہئے یعنی وہ مجبور نہ ہوں۔

مسئلہ ۲۲۴۷۔ امین امانت میں اس طرح تصرف نہیں کر سکتا کہ اس میں نقص پیدا ہو جائے جیسے کھانا پہننا اور نہ اسے ایسا کام کرنا چاہئے جس سے اس کے تلف ہونے کا اندیشہ ہو مثلاً اس کے قفل یا اس کی پیٹی کو کھولنا اور ایسے کام کرنا کہ جو امانت رکھنے والے کے منشاء کے خلاف ہو۔ اگر ایسا کام کرے گا تو اس نے امانت میں تجاوز و زیادتی کی ہے۔

مسئلہ ۲۲۴۸۔ اگر امانت دار ودیعت و امانت میں اس طرح تصرف کرے کہ جو حفاظت و نگہداری کے منافی نہ ہو مثلاً امانت والے تخت پر ٹیک لگائے یا اس پر کوئی ایسی چیز لکھے جو آسانی

سے مٹ جائے اگر چہ ایسے تصرفات بھی مالک کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہیں لیکن ان کو تجاوز و زیادتی نہیں کہا جاتا۔

مسئلہ ۲۲۴۹۔ ودیعت و امانت کا اطلاق اس بات کا باعث ہوتا ہے کہ امانت دار کو عرف کے طریقہ کے مطابق اس کی حفاظت میں اس طرح کوشش کرنا چاہئے کہ جس سے اسے عرف میں کوتاہی کرنے والا نہ کہا جا سکے۔

مسئلہ ۲۲۵۰۔ اگر امانت رکھنے والا، امانتدار کی حفاظت کے انداز و کیفیت سے باخبر ہو اور امانت کو بغیر قید و شرط کے اس کے سپرد کر دے اور وہ بھی اپنے طریقہ سے اس کی حفاظت کرے تو کافی ہے اگر چہ عرف میں اسے لاپروائی کہا جائے۔

مسئلہ ۲۲۵۱۔ اگر امانت رکھنے والا امانت کی حفاظت کی کوئی خاص کیفیت معین کرے تو امانتدار کو وہی طریقہ اختیار کرنا چاہئے اور اس سے تجاوز نہیں کرنا چاہئے، لیکن اگر اس کی نظر کم سے کم حفاظت پر تھی تو امانتدار کو بہتر اور شائستہ طریقہ سے اس کی حفاظت کرنے کی کوشش کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۲۵۲۔ امانتدار کو ہمیشہ رائج طریقہ سے امانت کی رعایت کرنا چاہئے، اگر اسے کھانا پانی کی ضرورت ہے یا دھوپ اور ہوا کھانے کی احتیاج ہے یا کھولنے اور بند کرنے کی ضرورت ہے یا خشک کرنے وغیرہ کی احتیاج ہے تو اس ضرورت کو بروقت پورا کرنا چاہئے اور اس میں کوتاہی نہ کرنا چاہئے ورنہ اس کو سہل انگار و بے اعتناء کہا جائے گا۔

مسئلہ ۲۲۵۳۔ جو بات گذشتہ مسئلہ میں بیان ہوئی ہے وہ امانتوں کی کیفیت، آب و ہوا اور فصلوں کے اختلاف کی وجہ سے مختلف ہوتی ہے اگر امانت کی حفاظت کے مقتضا کی رعایت نہیں کرے تو اس نے کوتاہی کی مگر یہ کہ اس نے یہ شرط کر دی ہو کہ وہ یہ کام نہیں کرے گا تو اس صورت میں اس کی رعایت کرنا لازم نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۵۴۔ اگر امانت کو ظالم کے شر سے جھوٹ بول کر یا جھوٹی قسم کھا کر ہی بچایا جا سکتا ہے تو امانت دار پر واجب ہے کہ وہ ایسا کرے اور اگر نہیں کرے گا تو ضامن اور کوتاہی کرنے والا ہے۔ لیکن اگر اس نے یہ سوچا کہ یہ کام جائز نہیں ہے تو ظاہر یہ ہے کہ وہ کوتاہی کرنے والا نہیں ہے مگر یہ کہ عرف میں اس کے نہ جاننے کی وجہ سے اسے قصوروار ٹھہرایا جائے۔

مسئلہ ۲۲۵۵۔ اگر ودیعت تلف ہو جائے یا اس میں عیب پیدا ہو جائے تو امانت دار ضامن نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے استعمال میں زیادتی سے کام لیا ہو یا اس کی حفاظت میں کوتاہی کی ہو اس چیز کا تلف یا معیوب ہونا کوتاہی یا زیادتی کی وجہ سے ہو تو اس صورت میں ضامن ہے۔

مسئلہ ۲۲۵۶۔ اگر انسان امانت کو اس جگہ استعمال کرے جہاں اس کو استعمال کرنے کی اجازت نہ تھی اور وہاں اسے نقصان پہنچ گیا لیکن کافی بعد میں اس کی کوتاہی کے بغیر وہ تلف ہو جائے یا اسے نقصان پہنچ جائے تو وہ ضامن نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۵۷۔ اگر امانت رکھنے والا اپنی امانت کا مطالبہ کرے اور امانتدار بغیر عذر کے امانت ادا نہ کرے اور وہ تلف ہو جائے تو مطلق طور پر ضامن ہے کیونکہ وہ غاصب کے حکم میں ہے۔

مسئلہ ۲۲۵۸۔ امانت رکھنے والا معاہدہ میں یہ شرط کرے کہ تلف ہونے کی صورت میں، خواہ لاپروائی اور زیادتی کے بغیر ہو، تو بھی ضامن ہے اور اس کی شرط نافذ ہے۔

مسئلہ ۲۲۵۹۔ امانت جائز عقود میں سے ہے اور طرفین میں سے ہر ایک جس وقت چاہے اس کو ختم کر سکتا ہے مگر یہ کہ صریح یا ضمنی طور پر مدت معین کی ہو، لہٰذا مدت ختم ہونے تک اسے جاری رکھنا چاہیئے۔

مسئلہ ۲۲۶۰۔ زیادتی، کوتاہی اور چوری وغیرہ کے ذریعہ امانت میں خیانت کرنا حرام ہے خواہ

امانت رکھنے والا مومن ہو یا مخالف حتیٰ کافر ہو یا ناصبی۔

مسئلہ ۲۲۶۱۔ جو چیز کسی کے پاس امانت رکھی گئی اور اس نے اسے امانت کے عنوان سے قبول کر لیا ہے اس میں اس کو ہرگز خیانت نہیں کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ۲۲۶۲۔ نصیحت و مشورہ میں بھی انسان کو خیانت نہیں کرنا چاہیئے، جیسا کہ عمار بن مروان نے امام صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

اگر امیر المومنینؑ کا قاتل بھی میرے پاس کوئی چیز امانت رکھے اور میں اس کو قبول کر لوں تو میں اس کی امانت کو اس کے سپرد کروں گا اور اگر وہ مجھ سے مشورہ کرے یا مجھ سے نصیحت طلب کرے تو میں اس کے ساتھ خیانت نہیں کروں گا۔

مسئلہ ۲۲۶۳۔ مومنین کو چاہیئے کہ وہ امانت کے مسئلہ کو اہمیت دیں اور اس میں تساہلی سے کام نہ لیں یہ بہت اہم چیز ہے اور حسین بن مصعب نے امامؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

تین چیزوں میں کسی کے پاس کوئی عذر نہیں ہے:

۱۔ نیک و بد کی امانت ادا کرنے میں

۲۔ نیک و بد کے لئے عہد پورا کرنے میں

۳۔ ماں، باپ کے ساتھ نیکی کرنے میں خواہ وہ اچھے ہوں یا برے۔

مسئلہ ۲۲۶۴۔ اگر امانت رکھنے والا امانت طلب کرے، یا امانتدار امانت کے لئے خطرہ محسوس کرے خواہ اس لحاظ سے ڈرتا ہو کہ وہ مر جائے گا اور اس کے وارث امانت کو اس کے مالک کو واپس نہیں دیں گے، تو اس پر واجب ہے کہ امانت کو اس کے مالک یا مالک کے وکیل کے سپرد کر دے۔

مسئلہ۲۲۶۵۔ اگر مالک مرجائے تو اس کی امانت کو اس کے وارثوں کو لوٹا دینا چاہئے اور امانت کسی ایک وارث کو دینا کافی نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اس بات سے مطمئن ہو کہ وہ ہر حقدار کو اس کا حق دیدے گا۔ یا مرنے والے کے وصی یا وکیل یا اس کے وارثوں کو لوٹا دینا چاہئے۔

مسئلہ۲۲۶۶۔ اگر امانت رکھنے والے تک رسائی نہ ہو تو امانتدار کو صبر کرنا چاہئے یہاں تک کہ اسے اس کے مالک یا اس کے وارثوں کے پاس پہنچائے۔

مسئلہ۲۲۶۷۔ اگر مالک یا اس کے وارث لا پتہ ہوں اور انسان یہ خیال کرے کہ ڈھونڈ کر لا سکتا ہے تو اس کو تلاش کرنا چاہئے یہاں تک کہ وہ مل جائیں یا یہ کہ مایوس ہو جائے۔

مسئلہ۲۲۶۸۔ اگر انسان تلاش کرنے کے بعد صاحب امانت کو تلاش کرنے سے مایوس ہو جائے یا اس کو ڈھونڈنا ناممکن ہو، یا اس کو تلاش کرنے میں خطرہ ہو لیکن وہ یہ سوچتا ہو کہ آئندہ امانت رکھنے والا یا اس کے وارث مل جائیں گے تو احتیاطِ واجب کی بنا پر اسے انتظار کرنا چاہئے اگر چہ کافی انتظار کرنا پڑے۔

مسئلہ۲۲۶۹۔ اگر انسان مطمئن ہو جائے کہ وہ امانت رکھنے والے کو یا اس کے وارث کو تلاش نہیں کر سکے گا تو اس امانت کو اس کی طرف سے صدقہ دیدے، اگر آئندہ مالک مل جائے اور وہ اس کے صدقہ دینے سے راضی نہ ہو تو اسے اس کا عوض دے گا اور صدقہ کا ثواب امین کو ملیگا۔

شراکت کے احکام

شراکت یہ ہے کہ چند آدمی ایک مال میں اس طرح شریک ہوں کہ ان کے مال کو الگ الگ نہ سمجھا جاسکے یعنی شرکاء میں سے کسی کے حصہ کو جدا نہ کیا جاسکے۔

مسئلہ ۲۲۷۰۔ اگر کوئی مال چند افراد کا ہو لیکن ان میں سے ہر ایک کا حصہ معین ہو تو شراکت نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۷۱۔ شراکت انہیں چیزوں سے مخصوص نہیں ہے جو خارج میں موجود ہیں بلکہ ادھار میں بھی شراکت ہوتی ہے جیسے کمپنی میں شریک چند لوگ مال کو ایک آدمی کے ہاتھ فروخت کریں اور وہ ان کا مقروض ہو جائے یا کوئی شخص کمپنی کے مال کو قرض لے تو یہ کمپنی والوں کا مقروض ہوگا، یا کمپنی کے مال کو کوئی شخص برباد کردے تو وہ ان کا مقروض ہوگا۔

مسئلہ ۲۲۷۲۔ شراکت منافع میں بھی ہوسکتی ہے مثلاً چند آدمی ایک دوکان کو کرایہ پر لیں۔

مسئلہ ۲۲۷۳۔ شراکت حقوق میں بھی ممکن ہے جیسے چند آدمی حق خیار اور پگڑی وغیرہ میں شریک ہوں۔

مسئلہ ۲۲۷۴۔ ممکن ہے شراکت کبھی غیر اختیاری طور پر ہو جائے مثلاً مرنے والے کے مال میں وارثوں کی شراکت یا جب مرنے والے نے ایک گھر کے بارے میں چند افراد کو وصیت کی ہو اور ممکن

ہے اختیاری ہو۔

مسئلہ ۲۲۷۵۔ شراکت اختیاری کی دو قسمیں:

۱۔ حکمی یہ اس وقت ہوتی ہے جب مالک ہونے کے سبب میں شریک ہوں مثلاً چند آدمی کسی مال پر قبضہ کرنے، ایک زمین کو آباد کرنے، اسے قابل کاشت بنانے میں، ایک کنویں کو کھودنے میں یا کسی ایسے کام کو انجام دینے میں شراکت کریں جس کا ایک انعام وجعالہ ہو، اور اسی میں سے یہ بھی ہے کہ چند افراد ایک مال کو ایک قیمت میں خریدنے میں شریک ہوں۔

۲۔ عقدی، یہ کبھی ایک آدمی کے دوسرے کے مال میں شریک ہونے سے ہوتی ہے مثلاً کوئی شخص اپنے دوست کے آدھے مکان کو معین قیمت پر خریدے یا اس کے نصف مال کو معین قیمت پر خریدے تو وہ اس کے مکان اور مال میں شریک ہوگا۔

اور کبھی دو مالکوں کے ایک دوسرے کو اپنے مال میں شریک کرنے سے ہوتی ہے مثلاً ایک آدمی کے پاس ایک گھر ہے اور دوسرے کے پاس ایک دوکان ہے وہ ایک دوسرے سے اس بات پر توافق کرتے ہیں کہ دوکان اور گھر دونوں کے درمیان مشترک ہے۔

مسئلہ ۲۲۷۶۔ اگر دو آدمیوں کے دو مال اس طرح مخلوط ہوں کہ ان کو جدا کرنا ممکن نہ ہو تو ان پر شراکت کا حکم جاری ہوگا جیسے زیتون کے تیل کے دو برتن ایک دوسرے سے مخلوط ہو جائیں یا دوسرے دو برتن کہ ایک زیتون کا دوسرا املئی کا ایک دوسرے سے مخلوط ہو جائے۔

مسئلہ ۲۲۷۷۔ اگر دو آدمیوں کے دو مال ایک دوسرے سے اس طرح مخلوط ہو جائیں کہ جن کا جدا کرنا دشوار ہو مثلاً گیہوں کے دو بورے ایک بورا گیہوں اور ایک بورا جو ایک دوسرے سے مخلوط ہو جائیں کہ ان کے اجزاء کے باریک ہونے کی وجہ سے ایک سے دوسرے کو جدا کرنا دشوار ہو تو یہ

شراکت کے حکم میں آجائیں گے۔

مسئلہ ۲۲۷۸۔ اگر دو افراد کے دو بورے ایک دوسرے سے مخلوط نہ ہوں لیکن مشتبہ ہو جائیں یہاں شراکت کا حکم جاری نہیں ہوگا۔ بلکہ آپس میں مصالحت کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۲۷۹۔ شراکت عقدی اگرچہ مال میں شرکت کی قرارداد سے عبارت ہے لیکن زیادہ تر اس مال کی تجارت اور اس مال سے مختلف طریقوں سے اس کے فائدہ کے حصول پر مبتنی ہوتی ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ شرکاء شراکت کی قرارداد سے پہلے، اس پر توافق کریں، لیکن اسے قرارداد میں داخل نہ کریں، اس صورت میں اس توافق کے مطابق عمل کریں گے اور جب کوئی شریک اپنی اجازت سے پلٹ جائیگا۔ تو کام بند ہو جائے گا۔ یا شرکاء میں سے کسی کے مرجانے یا دیوانگی کی وجہ سے اس کی اجازت کی کوئی اہمیت نہ رہے تو بھی کام بند ہو جائے گا۔

۲۔ پہلے جو اتفاق ہو چکا ہے اس کو قرارداد میں داخل کریں جیسا کہ ہمارے زمانہ میں بڑی بڑی اور منظّم کمپنیاں جیسے کاپریٹو کمپنیاں ان خصوصیتوں کو اپنے شرکت نامہ میں لکھتی ہیں، اس صورت میں اس پر ضرور عمل ہونا چاہئے جو قرارداد میں لکھا گیا ہے۔

مسئلہ ۲۲۸۰۔ جو کمپنی کی قرارداد میں مقرر ہوا ہے، کہ دائرہ کار محدود ہوگا یا وسیع، کمپنی کا کام خود شرکاء اپنے ذمہ لیں گے یا نہیں، بینک سے کتنا پیسہ نکالیں گے، کمپنی کب تک اپنا کام جاری رکھے گی اور دوسری جائز شرط ہو، تو چاہئے ان شرائط کے مطابق عمل کریں بشرطیکہ انہوں نے۔ کمپنی کی قرارداد کے علاوہ۔ ایک لازم عقد کے ذیل میں شرط کی ہو۔

مسئلہ ۲۲۸۱۔ شرکت غیر عقدی میں ممکن ہے کہ ایک عقد لازم کے ذیل میں کمپنی کے مال سے

خاص ضوابط کے تحت فائدہ حاصل کرنے کی شرط کریں۔

مسئلہ ۲۲۸۲۔ جو کاپریٹو کمپنیاں قانون کے تحت چل رہی ہیں ان کے حصص خریدنا جائز ہیں اور خریدار کے لئے ضروری ہے کہ وہ شرکت نامہ کے دستور العمل میں جو ضوابط رکھے گئے ہیں انہیں قبول کرے اور ان کی پابندی کرے۔

مسئلہ ۲۲۸۳۔ اگر کمپنی کے بعض معاملات حرام ہوں تو حصص خریدنے والوں کو ان معاملات سے متعلق حصص نہیں خریدنے چاہئیں۔

مسئلہ ۲۲۸۴۔ حرام معاملات سے متعلق کمپنیوں کے دستور العمل میں جن ضوابط کو شرط قرار دیا گیا ہے وہ نافذ نہیں ہیں، ان پر عمل کرنا جائز نہیں ہے اور ان کی بنیاد پر تجارت جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۸۵۔ اگر دو یا چند آدمی یہ قرارداد کریں کہ ان میں سے ہر ایک اپنے لئے خرید وفروخت کریگا اور جو نفع ونقصان ہوگا اسے آپس میں تقسیم کرلیں گے تو ایسی قرارداد صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۸۶۔ اگر چند آدمی ایک دوسرے سے یہ قرارداد کریں کہ ان میں سے ہر ایک اپنے لئے کام کرے گا جیسے تجارت، قبضہ، کرایہ اور زراعت وغیرہ پھر جو نفع نقصان ہوگا اسے آپس میں تقسیم کر لیں گے یہ بھی صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۸۷۔ اگر چند آدمی ایک دوسرے سے یہ قرارداد کریں کہ انہیں جو نفع حاصل ہوگا، جیسے ہبہ و میراث وغیرہ، اس میں وہ شریک ہوں گے تو یہ بھی جائز نہیں ہے اسے شراکت مفاوضہ کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۲۸۸۔ ان تین قسموں میں کہ جو ہم نے بیان کی ہیں، شرکت حاصل نہیں ہوتی ہے ممکن ہے کہ قرارداد کرنے والے ایک دوسرے سے اس طرح مصالحت کریں کہ وہ اپنے دوستوں کو اپنی

آمدنی میں حصہ دار بنالیں اورانہیں جونفع ہوا سے وہ کمپنی کے اکاؤنٹ میں جمع کردیں یا اسے سب کی طرف سے نکال لیں اور آپس میں تقسیم کرلیں۔

مسئلہ ۲۲۸۹۔جن کمپنیوں میں مالی معاہدہ کیا جاتا ہے ان میں حصہ داروں کے لئے لازم ہے کہ حدود معین ہو جانے کے بعد ان سے واضح طور پر توافق کریں ،غفلت ،یا کسی قرینہ پر اعتماد یا ایک دوسرے کے اعتماد پر، یا شرم کی وجہ سے یا کسی دوسرے سبب سے کسی بھی چیز کو بیان کئے بغیر نہ چھوڑیں کہ حساب کرتے وقت مشکل کا سامنا کرنا پڑے اور یہ چیز نزاع واختلاف ،دشمنی اور قطع تعلقی کا باعث ہوگی۔

مسئلہ ۲۲۹۰۔ ہرشریک وحصہ دار کے حصہ میں اس سرمایہ کا نفع ونقصان آتا ہے جو اس میں رکھا گیا ہے مگر یہ کہ توافق نامہ میں یا دوسرے عقد کے ذیل میں یہ شرط کریں کہ بعض شرکاءنقصان کو برداشت کریں گے،تو شرط کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۲۹۱۔اگر قرارداد مرتب کریں کہ شرکاء میں سے ایک یا بعض اپنا سرمایہ اٹھائے گا اور اس کا نفع ونقصان دوسروں کے حصہ میں آئے گا تو کوئی حرج نہیں ہے خواہ اس شرط کی کمپنی کی قرارداد کے ضمن میں شرط کریں یا دوسرے عقد کے ذیل میں شرط کریں۔

مسئلہ ۲۲۹۲۔بعض شرکاء یہ شرط کرسکتے ہیں کہ وہ کمپنی کے مال سے تجارت کے عوض زیادہ حصہ لیں گے پھر اگر وہ زیادہ مشاع (فیصدی) اور پرسینٹ کے عنوان سے ہوگا تو وہ مضاربہ کے حکم میں آجائے گا اور اگر معین رقم کی صورت میں ہوگا تو اجارہ کے حکم میں آجائے گا۔

مسئلہ ۲۲۹۳۔اگر شرکاء میں سے ایک زیادہ خدمت کرتا ہے مثلاً تجارت کے مال کی حفاظت اپنے ذمہ لیتا ہے یا تجارت کی جگہ کو اختیار میں دیتا ہے یا سامان لانے لے جانے کے لئے گاڑی دیدیتا ہے تو وہ کمپنی سے اپنے حصہ سے زیادہ لینے کی شرط کرسکتا ہے پس اگر وہ زیادہ رقم معین ہوگی تو باب

اجارہ میں سے ہو جائے گی اور اگر نا قابل تمیز اور مشترک وفی صدی کے اعتبار سے ہوگی تو یہ ایک مستقل معاملہ ہو جائے گا نہ اجارہ ہوگا نہ مضاربہ۔

مسئلہ ۲۲۹۴۔شرکاء میں سے کوئی زیادہ خدمت پیش کئے بغیر سرمایہ سے اپنے حصہ سے زیادہ حصہ مقرر نہیں کرسکتا۔

مسئلہ ۲۲۹۵۔شرکاء میں سے ایک شخص کمپنی کے معاہدہ یا کسی دوسرے عقد کے ضمن میں یہ شرط کرے کہ کمپنی کا نفع حسب سرمایہ تقسیم ہونے کے بعد شرکاء اپنے حصوں میں سے کچھ اسے دیں گے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۹۶۔وہ کمپنی کہ جس میں معاہدہ کیا جاتا ہے اگر اس میں اگر عقد لازم کے ضمن میں یہ شرط کریں کہ کمپنی کے پیسہ سے تجارت کرے گا تو یہ شرط نافذ ہوگی اور شرکاء کی اجازت کے بغیر اس کو انجام دے سکتے ہیں، اس صورت کے علاوہ ان میں سے بعض، تمام شرکاء کی اجازت کے بغیر کمپنی کے مال میں تصرف نہیں کرسکتے۔

مسئلہ ۲۲۹۷۔اگر شرکاء صرف بیرونی تجارت کی اجازت دیں تو اسی پر اکتفاء کریں اس سے آگے نہ بڑھیں۔

مسئلہ ۲۲۹۸۔اگر شرکاء اس سلسلہ میں کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکیں کہ کمپنی کے مال میں کیسے تصرف کریں یا جو تجویز پیش کی جاتی ہے اس کو کمپنی کے بعض شرکاء کمپنی کے نقصان میں سمجھتے ہیں یا بعض اس تجویز کو چھوڑنے میں کمپنی کا نقصان سمجھتے ہیں، ان میں رکاوٹ بنتے ہیں تو ایسے تمام مرحلوں میں حاکم شرع سے رجوع کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۲۹۹۔اگر مذکورہ فرض میں یہ معلوم ہو کہ یہ پابندی اور یہ رکاوٹیں ،صرف شرکاء کو نقصان

پہنچانے کے لئے ہیں پھر بھی احتیاطِ واجب کی بنا پر حاکمِ شرع سے رجوع کریں۔

مسئلہ ۲۳۰۰۔ اگر حاکم شرع کے پاس جانا ممکن نہ ہو تو بعض شرکاء کے نظریہ کی مخالفت کریں اور ان لوگوں کے نظریہ کو تسلیم کریں جو پیسہ کی بہبود کے لئے کمپنی کو ضروری سمجھتے ہیں، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ کم از کم مخالفت پر اکتفا کریں۔

مسئلہ ۲۳۰۱۔ اگر شرکاء، میں سے ایک شخص سرمایہ اور اس کے منافع کو تقسیم کرنے کی درخواست کرے تو انہیں اس کے نظریہ کی موافقت کرنا چاہئے لیکن چند موقعوں پر نہیں کرنا چاہئے۔

۱۔ شرط لازم کے خلاف ہو یعنی وہ شرط کمپی کے معاہدہ یا دوسرے عقد لازم کے ضمن میں کی گئی ہو۔

۲۔ تقسیم سے کمپنی کے مال کا نقصان ہوتا ہو۔

۳۔ تقسیم کا لازمہ یہ ہو کہ بعض شرکاء، کچھ پیسہ دوسرے شرکاء کو ادا کریں مثلاً اتنا مال نہ ہو کہ جس کو تمام حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہو۔

مسئلہ ۲۳۰۲۔ اگر شرکاء تقسیم کی کیفیت پر متفق ہو جائیں تو اسی توافق کی بنیاد پر تقسیم کریں گے یہاں قرعہ اندازی کی ضرورت نہیں ہے اور اختلاف کی صورت میں حاکم شرع سے رجوع کریں گے وہ حصص کا حساب کا کرے گا اور جو مال موجود ہے اسے حصص کے لحاظ سے تقسیم کرے گا اور ہر ایک کے حصہ کے انتخاب کے لئے قرعہ اندازی کرے گا۔

مسئلہ ۲۳۰۳۔ اگر کمپنی کا کچھ مال لوگوں کے پاس ادھار ہو، اور وہ (کمپنی والے) اموال کو تقسیم کر لیں اور ادھار والی رقم بعض شرکاء کے حصہ میں آ جائے اگر وہ ادھار والی رقم تلف ہو جائے تو اسے تمام شرکاء سے لیا جائے گا اور پہلی تقسیم باطل ہو جائے گی۔

مسئلہ ۲۳۰۴۔ اگر شرکا مخصوص صورت میں کمپنی کا مال تقسیم کرنے پر متفق ہو جائیں اور اس بات

پر راضی ہو جائیں کہ اگر کسی کا نقصان ہوگا تو اسے جو ملا ہے وہ اسی پر راضی رہے گا اور اپنے حصہ کے سلسلہ میں ان سے صلح کرے گا اس صورت میں مصالحت نافذ ہو جائے گی اور تلف شدہ مال کا حساب اس شخص کے مال سے کیا جائیگا کہ جس کے لئے وہ مال رکھا گیا تھا۔

مسئلہ ۲۳۰۵۔ جو شخص عقدِ شرکت کے مقتضا یا عقد کے ضمن میں ہونے والی شرط کے اعتبار سے کمپنی کے مال میں تصرف کا حق رکھتا ہے اگر اس کے ہاتھ میں کمپنی کا مال تلف ہو جائے تو وہ ضامن نہیں ہے مگر یہ کہ اس نے افراط و تفریط سے کام لیا ہو یا عقد کے ضمن میں ضمانت کی شرط ہوئی ہو۔

مسئلہ ۲۳۰۶۔ اگر شرکاء میں سے کوئی شخص کسی چیز کو اپنے لئے خرید لے تو کمپنی سے اس کی قیمت ادا نہیں کر سکتا، ہاں ان کی اجازت سے ادا کر سکتا ہے اگر ان کی اجازت کے بغیر کمپنی کے مال سے اس کی قیمت ادا کرتا ہے تو یہ خیانت ہے لیکن اس کا معاملہ باطل نہیں ہوگا اور معاملہ کمپنی کے حق میں نہیں ہوگا۔

مقابلہ اور تیراندازی کے احکام

مقابلہ یا ریس اس عقد سے عبارت ہے کہ جس کے باعث مقابلہ جیتنے والا معین شدہ انعام پاتا ہے۔

تیراندازی بھی ایک عقد ہے کہ جس کے سبب برتری حاصل کرنے والا تیرانداز معین شدہ انعام پاتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۷۔ ریس اور تیراندازی کے مقابلہ میں شریک ہونے والے عقد کے طرفین شمار ہوتے ہیں، اگر انعام دینے والا مقابلہ کرنے والوں میں سے نہ ہو تو اس کا شمار بھی طرفین میں ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۸۔ ریس اور تیراندازی کے طرفین کے لئے دو شرطیں ہیں:

۱۔ مقابلہ کی قرارداد میں شرکت کرنے والے تمام افراد کو بالغ، عاقل اور نافذ التصرف ہونا چاہئے (انہیں تصرف سے روکا نہ گیا ہو)

۲۔ ان میں سے بعض کو عقد کا صیغہ جاری کرنا چاہئے اور بعض کو قبول کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۳۰۹۔ دوسرے عقود کی مانند مقابلہ و مسابقہ میں بھی ہر وہ لفظ و عمل کافی ہے جو اس کی قرار داد کے الزام والتزام پر دلالت کرتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۱۰۔ ریس اور تیراندازی میں، دیگر عقود کی مانند، جس وقت قرارداد و معاہدہ پر دستخط ہو

جاتے ہیں تو وہ اس کا اجراء لازمی ہو جاتا ہے اور جب شریک ہونے کے لئے کہا جائے تو مقابلہ میں شرکت کریں مگر یہ کہ کوئی ایسا واقعہ ہو جائے کہ جس سے معاہدہ باطل ہو جائے مثلاً عاجز و ناتواں ہو جانا یا بعض اراکین اس معاہدہ میں شرکت نہ کرنے کے لئے معذرت کرلیں اور دوسرے شریک اس کی معذرت کو قبول کرلیں۔

مسئلہ ۲۳۱۱۔ مقابلہ میں شریک ہونا اس وقت واجب ہوتا ہے جب قرارداد کی بنیاد اس بات پر ہو کہ مقابلہ میں مقابلہ کے اراکین کا شریک ہونا ضروری ہے تاکہ جیتنے والا، انعام پائے۔

مسئلہ ۲۳۱۲۔ اگر مقابلہ میں جتنے والے کے لئے کوئی انعام رکھا جائے لیکن مقابلہ کے اراکین کے لئے مقابلہ میں شریک ہونا لازمی نہ ہو، تو اس صورت میں یہ معاہدہ ایقاعات میں سے ہوگا اور انعام دینے والے کے لئے انعام دیدینا کافی ہے دوسرے افراد کے تعہد اور قبول کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس صورت میں مقابلہ میں شریک ہونا لازمی نہیں ہے اور طرفین (انعام دینے والا اور مقابلہ کے اراکین) مقابلہ شروع ہونے سے پہلے اس سے الگ ہونے کا اعلان کر سکتے ہیں اور یہاں حکم جعالہ جاری ہوگا۔

مسئلہ ۲۳۱۳۔ ہر سم دار حیوان، مثلاً گھوڑے، گدھے اور خچر کا اور غیر کھر دار حیوان مثلاً ہاتھی، اور اونٹ سے مقابلہ کرانا جائز ہے۔

مسئلہ ۲۳۱۴۔ تیراندازی کا مقابلہ ہر اس اسلحہ سے کرنا جائز ہے جس کا پھل اور دھار لوہے کا ہو، جیسے تلوار، نیزہ، تیر اور خنجر وغیرہ۔

مسئلہ ۲۳۱۵۔ مذکورہ بالا دو مسئلوں کے علاوہ ہار جیت کا کوئی بھی مقابلہ جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۱۶۔ احتیاطِ واجب کی بنا پر کبوتر بازی کا ہار جیت کا مقابلہ جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۱۷۔ ہار جیت کے بغیر کسی کھیل اور مقابلہ میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن جوا مطلق طور پر حرام ہے۔

مسئلہ ۲۳۱۸۔ ریس اور تیراندازی کے مقابلہ میں اگر شرکت کرنے والوں میں سے ہر ایک کوئی چیز ہار جیت کے لئے رکھے کہ مقابلہ ختم ہونے کے بعد وہ ساری چیزیں جیتنے والے کی ہو جائیں گی تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۱۹۔ ریس اور تیراندازی کے مقابلہ کا انعام اگر شرکاء میں کوئی ایک یا کوئی دوسرا آدمی دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۲۰۔ مقابلہ جیتنے والے کے علاوہ دوسرے کے لئے انعام معین کرنا جائز نہیں ہے اور جو چیز ہمارے زمانہ میں رائج ہوگئی ہے کہ تماشہ دیکھنے والے مقابلہ میں شریک ہونے والوں میں سے کسی کے کامیاب ہونے پر شرط لگاتے ہیں کہ فلاں جیتے گا شرط لگالو اگر وہی جیت گیا اور شرط ہارنے والوں نے اسے معین شدہ انعام دیا تو یہ جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۲۱۔ گھڑ دوڑ اور تیراندازی (نشانہ بازی) کے مقابلہ میں لازم ہے کہ ان تمام چیزوں کو معین کیا جائے جو مقابلہ میں کام آتی ہیں، مثلاً کس وقت، کہاں چلائے، پھینکنے کی مقدار تعداد، ریس کی مسافت، انعام کا معیار اور اس کی مقدار، ان کے علاوہ کوئی چیز لازم نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۲۲۔ جن مقابلوں کو کسی چیز کی ہار جیت کے بغیر انجام دینا جائز ہے اگر ان میں مقابلہ کی جگہ اور اس کے اوزار شرکت کرنے والوں کو مفت فراہم کیئے جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے، لیکن اگر کرایہ پر ہوں تو جائز نہیں ہے کہ یہ طے کریں کہ کرایہ جیتنے والے دیں گے۔ لیکن اگر تمام کھیلنے والے یا ان میں سے کوئی خاص آدمی دینا چاہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۲۳۔ بہتر یہ ہے کہ مومنین کھیلوں سے اور ایسے ہی وقت گذاری کے مشاغل سے، اگر چہ حلال ہوں، الگ رہیں کہ رسولؐ نے فرمایا ہے:

''مومن کے سارے کھیل باطل ہیں مگر تین کھیل باطل نہیں ہیں:

۱۔ گھڑ دوڑ اور اور گھوڑے کو کودانا

۲۔ تیراندازی و نشانہ لگانے کی مشق

۳۔ اپنے شریک حیات سے خوش طبعی، یہ حق ہے اور شائستہ ہے۔''

مسئلہ ۲۳۲۴۔ بہتر ہے کہ مومنین خصوصاً ان کھیلوں سے پرہیز کریں جو مقابلہ وغلبہ کی بنیاد پر کئے جاتے ہیں کیونکہ ان کا نتیجہ فخر فروشی اور خود پسندی ہوتا ہے اور یہ شیطان کا ایک جال ہے اور بعض موقعوں پر دشمنی، کینہ توزی اور حسد پر منتہی ہوتا ہے۔

ان کھیلوں کا معمولی نقصان یہ ہے کہ انسان کا قیمتی وقت ہاتھ سے نکل جاتا ہے جو کہ دنیا میں انسان کا ایک ایسا ذخیرہ ہے کہ جس سے وہ کمال وشرف کی بلندی پر پہنچتا ہے اور یہ اہم مقصد ہے، ہم خدا سے نیک عمل کی توفیق چاہتے ہیں۔

ادھار اور قرض کے احکام

قرض اس معاہدہ کو کہتے ہیں کہ جس میں ضمانت کی شرط کے ساتھ مال کو دوسرے کی ملکیت میں دیا جاتا ہے۔لیکن ادھار وہ چیز یا پیسہ ہوتا ہے کہ جس کی ادائیگی انسان کے ذمہ ہوتی ہے خواہ یہ عقد کے ذریعہ ہو جیسے قرض سے مربوط ادھار ہو مثلاً خریدے گئے سامان کی قیمت، مہر موجل اور اجارہ والی چیز کا کرایہ اور سلم کی صورت میں فروخت کیا ہوا سامان (جس کی قیمت پیشگی دی جاتی ہے) یا بغیر عقد کے ہو جیسے تلف شدہ اور ضمانت والی چیز کا بدل۔

مسئلہ ۲۳۲۵۔ دوسرے عقود کی مانند قرض میں بھی یہ ضروری ہے کہ طرفین اپنے اموال میں تصرف کا حق رکھتے ہوں یعنی بچہ، دیوانہ اور احمق نہ ہوں۔اس صورت کے علاوہ عقد نافذ نہیں ہوگا اور قرض دینے والے کو اس مال پر تسلط ہونا چاہئے جس کو قرض دے رہا ہے۔

مسئلہ ۲۳۲۶۔جن جگہوں پر قرض باطل ہو جاتا ہے وہاں قرض لینے والا پیسہ کا مالک نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ اس کا ضامن ہوتا ہے مگر یہ کہ وہ اچھے برے کی تمیز نہ رکھتا ہو۔

مسئلہ ۲۳۲۷۔ جو شخص ایسے بچہ کو قرض دیتا ہے جو اچھے، برے کی تمیز نہ رکھتا ہو، حالانکہ خود اچھے برے کی تمیز رکھتا ہے گویا اس نے اپنا مال پھینک دیا اور اس کی حفاظت میں کوتاہی کی ہے، لہذا مد مقابل۔اچھے برے کی تمیز نہ رکھنے والا بچہ۔اس کا ضامن نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۲۸۔قرض میں، قرض لینے والے کو مال کو اپنی تحویل میں لینا چاہئے اس سے پہلے وہ اس کا مالک نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۲۳۲۹۔ جب قرض کا معاہدہ ہو گیا اور قرض لینے والے نے مال کو اپنے قبضہ میں لے لیا تو عقد لازم ہو گیا تو اب دونوں میں سے کسی کو بھی یک طرفہ فسخ کرنے کا حق نہیں ہے اگر قرض خواہ قرض کا وقت آنے سے پہلے مال کا مطالبہ کرتا ہے تو مقروض پر واجب نہیں ہے کہ اس بات کو تسلیم کرے۔

مسئلہ ۲۳۳۰۔قرض کے ثابت ہونے کے بعد مقروض، قرض خواہ کو اصل مال واپس کر سکتا ہے لیکن اگر اس معاملہ کو مدت ختم ہونے سے پہلے فسخ کرنا چاہے اور اپنا قرض چکانا چاہے تو قرض خواہ پر یہ واجب نہیں ہے کہ وہ اسے قبول کرے۔

مسئلہ ۲۳۳۱۔ایسی چیزیں قرض دینے میں جو مثلی یعنی ایک دوسرے سے مشابہہ ہوں اور ان کی قیمت بھی یکساں ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے مثلاً سونے، چاندی کے سکے، نوٹ، حبوبات، (جیسے گیہوں جو وغیرہ) اور ایک کارخانہ کی بنی ہوئی چیزیں۔

مسئلہ ۲۳۳۲۔قیمی اشیاء یعنی ایسی چیزوں کو قرض دینا کہ جن کی قیمت یکساں نہیں ہے جیسے حیوانات، پرندے، لباس، دست کاری کے نمونے اور ہاتھ سے بنے ہوئے قالین وغیرہ اگر ان کی قیمت میں زیادہ فرق نہ ہو اور جنس و قیمت میں ان سے مشابہہ چیزیں آسانی سے مل جاتی ہوں، تو ان کے قرض دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۳۳۔جن چیزوں کی قیمت میں واضح فرق ہوتا ہے اور عرف عام میں ان کی ضمانت ان ہی جیسی چیزیں نہیں ہوتی ہیں تو انہیں قرض نہیں دیا جا سکتا بلکہ خرید و فروخت کے اصول کے مطابق ان کی قیمت لگائی جائے گی اور وقتِ معین تک کے لئے ان کا متبادل پیسہ یا کوئی اور چیز ادا کی جائے

گی، لیکن لینے والا ان کا مالک نہیں قرار پائے گا۔

مسئلہ ۲۳۳۴۔ بے نیاز ہونے کی صورت میں، قرض اور ادھار لینا مکروہ ہے، ہاں مومن کو قرض دینا مستحب ہے اور اس کا بہت ثواب ہے جیسا کہ روایات میں منقول ہے کہ قرض دینا صدقہ سے بھی افضل ہے۔

مسئلہ ۲۳۳۵۔ واجب ہے کہ قرض لینے والا قرض لیتے وقت یہ نیت کرے کہ وہ قرض واپس کرے گا اور اسی سبب سے خدا اس کی مدد کرتا ہے اور اس کا قرض جلد ادا کرا دیتا ہے اور اگر وہ نیت کرے کہ قرض نہیں ادا کرے گا تو اس کی مثال چور کی سی ہے۔

مسئلہ ۲۳۳۶۔ اگر قرض دینے والا یہ شرط کرے کہ وہ قرض کے علاوہ کچھ زیادہ لے گا تو یہ سود ہے اور حرام ہے۔

مسئلہ ۲۳۳۷۔ قرض میں، سود مطلق طور پر حرام ہے، خواہ وہ چیز تولی جانے والی ہو یا ناپی جانے والی یا ایسی ہو جیسا کہ ہم سود والی بحث میں بیان کر چکے ہیں۔

مسئلہ ۲۳۳۸۔ اگر قرض میں زیادہ لینے کی شرط کریں تو شرط باطل ہے قرض باطل نہیں ہے لہذا جو چیز قرض لی ہے اس میں تصرف کرسکتا ہے اور زیادہ مقدار کا ادا کرنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۳۹۔ قرض میں کسی بھی قسم کے اضافہ کی شرط حرام ہے خواہ عین ہو یا منفعت یا اسکی صفت وغیرہ۔ اس کی مثال آئندہ بیان ہوگی۔

مسئلہ ۲۳۴۰۔ درج ذیل مثالیں سود ہیں اور حرام ہیں:

۱۔ قرض دینے والا یہ شرط کرے کہ وہ۔ مقروض۔ قرض کے علاوہ ایک لباس اسے دے گا۔

۲۔ قرض دینے والا یہ شرط کرے کہ وہ قرض ادا کرنے کے علاوہ ایک ماہ تک اس کے گھر رہے گا۔

۳۔ قرض دینے والا یہ شرط کرے کہ وہ قرض وصولنے کے علاوہ سفر میں اس کے گھوڑے یا اس کی کار سے استفادہ کرے گا۔

۴۔ اوسط درجہ کے گیہوں قرض دے اور یہ شرط کرے کہ وہ اتنے ہی بہترین گیہوں واپس کرے گا۔

۵۔ یہ شرط کرے کہ قرض ادا کرنے کے علاوہ اس کے لباس کو کم اجرت پر سلے گا۔ یہ سب سود ہے اور حرام ہے۔

مسئلہ ۲۳۴۱۔ قرض دینے والا شرط کرے کہ قرض لینے والا مثلاً سو روپیہ فقیر کو دے گا، یا کوئی مسجد تعمیر کرائے گا یا اس کے والد کے لئے دعا کرے گا، احتیاطِ واجب کی بنا پر یہ بھی۔ کہ جن کا نفع اسے نہیں مل رہا ہے۔ حرام ہیں۔

مسئلہ ۲۳۴۲۔ اگر قرض دینے والا یہ شرط کرے کہ وہ قرض کے عوض چیک، سفتہ (پرونوٹ) یا کوئی چیز گروی رکھے یا اس کے قرض کو دوسرے شہر میں ادا کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۴۳۔ اگر قرض لینے والا یہ شرط کرے کہ قرض دینے والا قرض کے علاوہ بھی اسے کوئی چیز دے تو کوئی حرج نہیں ہے خواہ وہ چیز جنس، نفع یا اور کوئی شیء ہو مثلاً یہ شرط کرے کہ اس نے جتنا قرض لیا ہے اس سے کم ادا کرے گا۔

مسئلہ ۲۳۴۴۔ سودی قرض میں یہ حرام ہے کہ قرض کے ضمن میں نفع لینے کی شرط کرے لیکن اگر نفع کے ضمن میں قرض کی شرط کرے تو کوئی حرج نہیں ہے مثلاً کسی کو دس دینار اس شرط پر ہبہ کرے کہ وہ اسے سو دینار قرض دے، یا کوئی شخص کسی کو اپنا گھر اس شرط پر رائج کرایہ سے کم پر دے کہ وہ اسے کچھ قرض دے۔

مسئلہ ۲۳۴۵۔ اگر قرض لینے والا قرض دینے والے کو کوئی چیز ہبہ کرے یا اسے کوئی فائدہ پہنچائے تو وہ اسے قبول کرسکتا ہے بشرطیکہ قرض میں اس کی شرط نہ ہوئی ہو۔ اگرچہ اس کا قبول کرنا مکروہ ہے اور بہتر یہ ہے کہ اس کا حساب اپنے قرض میں کرے۔

مسئلہ ۲۳۴۶۔ اگر مقروض، اپنا قرض ادا کرتے وقت اس سے بہتر اور زیادہ ادا کرے کہ جتنا اس نے لیا تھا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ یہ مستحب ہے بشرطیکہ قرض میں اس کی شرط نہ ہوئی ہو۔

مسئلہ ۲۳۴۷۔ جس قرض کی ادائیگی کا وقت آ گیا ہو اس کی مدت مقرر کرکے اس قرض میں کسی چیز کا اضافہ نہیں کرسکتے بلکہ کسی بھی قرض میں مدت معین کرکے اس میں اضافہ نہیں کرسکتا۔

مسئلہ ۲۳۴۸۔ اگر کسی قرض کی مدت میں دوسری مدت کا اضافہ کرکے اس کے عوض کچھ پیسہ بڑھا دیں تو یہ جائز نہیں ہے، اور سود ہی کی ایک قسم ہے۔

مسئلہ ۲۳۴۹۔ فائدہ اٹھانے اور سود سے بچنے کے بہت سے طریقہ ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں:

۱۔ قرض خواہ اپنے قرض کے عوض مقروض سے کوئی چیز خریدے اور پھر اسی کو زیادہ قیمت پر کچھ مدت کے لئے اسی کے ہاتھ فروخت کردے۔

۲۔ مقروض، قرض خواہ کو کوئی چیز ہبہ کردے اور اس سے یہ شرط کرے کہ وہ اسے قرض کی ادائیگی کے لئے زیادہ مہلت دے۔

۳۔ ہر وہ کام جس میں سود کے شرائط نہ پائے جاتے ہوں۔

مسئلہ ۲۳۵۰۔ سودی معاملات میں، جان بوجھ کر یا نادانی کی صورت میں سود خوری کے بارے میں جو کچھ بیان ہوا ہے وہی سودی قرض میں بھی جاری ہوگا۔

مسئلہ ۲۳۵۱۔ سود خور مرنے والے کی میراث لینے کے احکام بھی وہی ہیں جو سودی معاملات

میں بیان ہوئے ہیں۔

مسئلہ ۲۳۵۲۔ جب قرض خواہ اپنا قرض طلب کرے یا اس کے قرض میں تاخیر سے اس کے راضی نہ ہونے کے آثار ہوں تو مقروض پر واجب ہے کہ وہ اپنا قرض چکانے کا اقدام کرے۔ مگر یہ کہ اس کے قرض کی مدت معین ہو اور وہ مدت پوری نہ ہوئی ہو، تو یہاں قرض خواہ مجبور ہے کہ اس وقت کے آنے کا انتظار کرے جو عقد قرض یا دوسرے عقد کے ذیل میں معین ہوا ہے۔

مسئلہ ۲۳۵۳۔ جو شخص اپنا قرض ادا کرنے کی استطاعت رکھتا ہے اسے اس کی ادائیگی میں معین شدہ وقت تک تاخیر نہیں کرنا چاہئے مگر یہ کہ قرض خواہ اس سے راضی ہو، اور اگر قرض ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو، بہتر یہ ہے کہ نرمی و محبت کے ساتھ قرض خواہ سے معذرت کرے۔

مسئلہ ۲۳۵۴۔ جس قرض کی ادائیگی کا وقت آ گیا ہو وہ قرض خواہ کے راضی ہونے سے غیر معین مدت والے قرض میں تبدیل نہیں ہوگا اور نہ اسکی ادائیگی میں تاخیر کی جائے گی مگر یہ کہ کسی عقد کے ضمن میں زمانہ کی شرط ہو جائے ہاں یہ بات ہے کہ جب تک قرض خواہ راضی ہے اس وقت تک اس پر اس کی ادائیگی کے لئے اقدام کرنا واجب نہیں ہوگا اور جب قرض خواہ طلب کرے گا تو مقروض پر اس کی ادائیگی کے لئے اقدام کرنا واجب ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۳۵۵۔ اگر مقروض قرض کی ادائیگی کی استطاعت رکھتے ہوئے، اس کا وقت آنے پر، اپنا قرض ادا نہ کرے تو قرض خواہ کو، اس کے وکیل یا اس کے ولی کو قرض کے مطالبہ کا حق ہے اگر وہ منع کرے تو انہیں یہ حق ہے کہ وہ اسے اپنا قرض چکانے پر مجبور کریں خواہ حاکم شرع سے شکایت کے ذریعہ ہی ہو۔

مسئلہ ۲۳۵۶۔ اگر اپنے مطالبہ کا حاصل کرنا حاکم جور سے شکایت کرنے میں منحصر ہو تو اس سے شکایت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۵۷۔ اگر وقت پورا ہوتے ہی مقروض اپنے قرض کی ادائیگی کے لئے اقدام کرے تو قرض خواہ پر واجب ہے کہ وہ اسے قبول کرے اور اگر وہ قبول کرنے سے انکار کرے تو اسے مجبور کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر اس کو مجبور کرنا ممکن نہ ہو تو بجائے اس کے حاکم شرع کو دیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۵۸۔ مقروض کے قرض سے بری الذمہ ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ مال قرض خواہ کے اختیار میں دیدے اور جو رکاوٹ ہو اسے ہٹا دے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو پہلے حاکم شرع سے رجوع کرے۔

مسئلہ ۲۳۵۹۔ جس مقروض کے پاس رہنے کے لئے گھر، مہمانی میں جانے کے لئے لباس، گھر کے اسباب و وسائل اور زندگی کی دوسری ضروری چیزوں کے علاوہ اس قرض کے برابر نقد یا ادھار پیسہ، سرمایہ اور بلڈنگ وغیرہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ اس قرض کو ادا کرنے کا اقدام کرے اور قرض خواہ کے لئے جائز ہے کہ وہ اسے قرض چکانے پر مجبور کرے۔

مسئلہ ۲۳۶۰۔ وہ چیزیں جو قرض سے مستثنیٰ ہیں اور جن کی ادائیگی کیلئے مقروض کو اس بات پر مجبور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ انہیں فروخت کر کے قرض ادا کرے، یہ ہیں:

۱۔ رہنے کا گھر

۲۔ اچھا لباس

۳۔ گھر کا اثاثہ

۴۔ ضروریات زندگی

۵۔ سرمایہ

۶۔ کام کرنے کے اوزار

۷۔ کاشتکاری کی وہ زمین جس سے اس کے سالانہ اخراجات پورے ہوتے ہیں۔

مسئلہ ۲۳۶۱۔ جس مقروض کے پاس بڑا گھر ہو وہ اس کا کچھ حصہ فروخت کر کے یا اس کو بیچ کر چھوٹا گھر خرید سکتا ہے یا وقف کے گھر میں رہائش پذیر ہو جائے بشرطیکہ اس کے لئے مشقت نہ ہو اور اس کام سے اس کی اہانت نہ ہوتی ہو تو اسے ایسا ہی کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ۲۳۶۲۔ جس مقروض کے پاس کام کرنے کے اوزار یا گھر کا اثاثہ معمول سے زیادہ ہو یا اس کے پاس گراں قیمت اسباب ہوں تو ضروری ہے کہ ان میں سے اضافی قرض خواہ کو دیدے اور گراں قیمت اسباب کو فروخت کر کے سستے اسباب خرید لے اور ان کی اضافی قیمت کو قرض خواہ کو دیدے۔

مسئلہ ۲۳۶۳۔ اگر مقروض کم سرمایہ سے تجارت کر سکتا ہو تو اس سے زیادہ کو قرض خواہ کو دیدینا چاہیئے۔

مسئلہ ۲۳۶۴۔ اگر مقروض ایسا کام۔ پیشہ۔ اختیار کر سکتا ہو کہ جس میں سرمایہ اور اوزار کی ضرورت نہ ہو اور اس کام میں اس کے لئے مشقت و ذلت بھی نہ ہو تو اسے وہی کام کرنا چاہیئے اور سرمایہ اور اپنے کام کے اوزار قرض خواہوں کو دیدینا چاہیئے۔

مسئلہ ۲۳۶۵۔ جس مقروض کے پاس مذکورہ مستثنیات دین میں سے بعض چیزیں نہیں ہیں مثلاً اس کے پاس گھر نہ ہو تو وہ گھر کے پیسے کے عنوان سے موجود چیزوں کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتا بلکہ یہ چیزیں قرض خواہوں کو دیدینا چاہیئے خواہ خود بے گھر ہی رہے۔

مسئلہ ۲۳۶۶۔ اگر مقروض مستثنیات دین میں سے بعض چیزوں کو فروخت کر کے ان کی قیمت سے اپنا قرض ادا کرنا چاہے تو بہتر یہ ہے کہ قرض خواہ اس بات کو قبول نہ کریں چہ جائیکہ وہ اسے اس بات پر مجبور کریں۔

مسئلہ ۲۳۶۷۔ اگر مقروض ان چیزوں میں سے کہ جن کو قرض میں قرض سے مستثنیٰ کیا گیا ہے، بعض فروخت کردے اور ان کی قیمت سے اپنا قرض ادا کرنا چاہے تو اسے قبول کرنا جائز ہے اور اگر وہ قبول کرنے پر اصرار کرے تو قبول کرنا واجب ہے مگر یہ کہ قرض خواہ اپنے قرض سے چشم پوشی کر لے اور اس کو بری الذمہ کردے۔

مسئلہ ۲۳۶۸۔ مستثنیاتِ دین میں سے جو کچھ مسئلہ نمبر ۲۳۶۰ میں بیان ہوا ہے وہ مقروض کے زمانۂ حیات سے مخصوص ہے اس کے مرنے کے بعد وہ چیزیں قرض خواہوں کی ہو جاتی ہیں اور وارثوں کو ان میں تصرف کرنے کا حق نہیں رہتا۔ مگر یہ کہ وہ قرض خواہوں سے اجازت لے لیں یا وہ ان کا قرض چکا دیں۔

مسئلہ ۲۳۶۹۔ مقروض پر واجب ہے کہ وہ اپنا قرض چکانے کے لئے ہر وہ کام انجام دے کہ جس میں اس کے لئے ذلت و مشقت نہ ہو۔

مسئلہ ۲۳۷۰۔ مقروض پر یہ لازم نہیں ہے کہ وہ اپنا قرض ادا کرنے کے لئے کسی سے ہبہ، بخشش، خمس، زکواۃ اور صدقہ وغیرہ مانگے لیکن اگر کوئی اسے دے اور اس کے لئے اس میں ذلت نہ ہو تو احتیاطِ واجب یہ ہے کہ قبول کر لے۔

مسئلہ ۲۳۷۱۔ اگر مقروض کے پاس کوئی ایسا سامان (مال ومتاع) ہے کہ اگر وہ اسے بیچ دے تو اپنا قرض ادا کر سکتا ہے، تو اسے چاہئے کہ بیچ دے مگر یہ کہ اسے کم قیمت پر خریدیں ہاں اگر قیمت اتنی کم ہو کہ جس پر فروخت کرنے میں مال کو ضائع کرنا سمجھا جائے تو اس صورت میں فروخت کے اقدام کا وجوب محل اشکال ہے خصوصاً جب وقتی طور پر قیمت کم ہوئی ہو اور زیادہ مدت تک انتظار نہ کرنا پڑے۔

مسئلہ ۲۳۷۲۔ اگر مذکورہ فرض میں مقروض کسی سے قرض لیکر اپنا قرض ادا کر سکتا ہے اور قرض

کی ادائیگی کے وقت تک وہ اپنی جنس کو فروخت کر سکتا ہے تو ظاہر یہ ہے کہ اس کام کا اقدام کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۲۳۷۳۔ اگر مقروض مر جائے تو اس کی میراث قرض خواہوں کا حق ہو جائیگا اور ان کا حق مرنے والے کے وصیوں پر مقدم ہوگا صرف دو چیزیں ان کے حق پر مقدم ہیں:

۱۔ واجب کفن

۲۔ واجب حج اگر زندگی میں اس پر واجب ہو گیا ہو

مسئلہ ۲۳۷۴۔ اگر کوئی شخص کوئی چیز خریدے اور اس کی قیمت ادا نہ کرے اور مر جائے تو اگر فروخت کنندہ کو وہ چیز میت کے اموال میں نظر آجائے تو وہ اسے اٹھا سکتا ہے۔ لیکن اگر میت کا مال اس کے پورے قرض کو ادا نہ کرے تو اس صورت میں وہ میت کے ترکہ میں سے قرض کے لحاظ سے لے گا اور اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ مرنے والے نے اس لئے قیمت ادا نہیں کی تھی کہ ادائیگی کا وقت نہیں ہوا تھا یا کسی اور وجہ سے ادا نہیں کر سکا تھا۔

مسئلہ ۲۳۷۵۔ اگر میت کے ذمہ ایسا قرض ہو کہ جس میں مدت معین ہوتی ہے تو وہ اس کے مرتے ہی نقد ہو جاتا ہے اور مدت ختم ہو جاتی ہے، وارثوں کو چاہئے کہ اس کے ترکہ سے اس کا قرض ادا کریں اور اس کی ادائیگی میں تاخیر نہ کریں۔

مسئلہ ۲۳۷۶۔ اگر مرنے والے کا قرض دوسروں کے اوپر معین مدت کے لئے ہو تو کیا اس کے مرنے کے بعد وہ نقد ہو جائیگا یا نہیں؟ محل اشکال ہے۔ احتیاط واجب کی بنا پر وارثوں کو چاہئے کہ وہ مقروض لوگوں سے مصالحت کر لیں۔

مسئلہ ۲۳۷۷۔ اگر قرض خواہ مقروض کی دسترسی میں نہ ہو تو اس کو عزم بالجزم کرنا چاہئے کہ وہ

جب بھی ملے گا اس کا قرض ادا کروں گا اور اپنے وارثوں کو وصیت کرے کہ اگر وہ مل جائے تو اس کا قرض ادا کر دینا، اور جہاں تک ہو سکے تلاش کرنے کی کوشش جاری رکھے اسی طرح اپنے فریضہ کو ادا کرتا رہے خواہ عرصہ دراز گذر جائے اور اپنی کوشش کے باوجود ناامید ہو جائے۔

مسئلہ ۲۳۷۸۔ مذکورہ بالا مسئلہ میں قرض کی مقدار کے برابر قرض خواہ کی طرف سے صدقہ دینا واجب نہیں ہے اور اگر صدقہ دے گا تو بری الذمہ نہیں ہوگا یہ مجہول المالک مال کی مانند نہیں ہے کہ اس کو مالک کی طرف صدقہ دیدیا جائے۔

مسئلہ ۲۳۷۹۔ ہم سے پہلے فقہاء نے یہ جو فرمایا ہے کہ مذکورہ فرض میں اس کو صدقہ دینا چاہئے اور اس پر اکتفاء کرے، یہ چیز عرف میں ردمظالم کے نام سے مشہور ہوگئی ہے یہ ہمارے نزدیک ثابت نہیں ہے البتہ اگر کوئی احتیاط کے طور پر اور رجاء مطلوبیت سے اس کام کو انجام دے اور خود کو بری الذمہ بھی نہ سمجھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۸۰۔ اگر قرض خواہ لاپتہ ہو جائے اور اس کی کوئی خبر نہ ملے تو یہاں چند صورتیں ہیں:

۱۔ اگر ہم یہ جانتے ہیں کہ وہ دنیا سے اٹھ گیا ہے تو اس کے قرض کو اس کے وارثوں کو دیدیں۔

۲۔ اگر ہم کو معلوم ہے کہ وہ زندہ ہے تو مسئلہ ۲۳۷۷ کے احکام جاری ہوں گے۔

۳۔ اگر یہ گمان کریں کہ وہ اس لاپتہ والے زمانہ میں مرگیا ہوگا تو اسے چار سال تلاش کرنے کے بعد اس کا قرض اس کے وارثوں کو دیدے۔

۴۔ اگر یہ سوچے کہ وہ مرگیا ہوگا اور تلاش نہ کرے اسی طرح دس سال گذر جائیں تو دس سال گذرنے کے بعد اس کا قرض اس کے وارثوں کو چکا دینا چاہئے۔

اگر قرض خواہ کے بارے میں یہ بے خبری کسی ایسے حادثہ کی وجہ سے ہو کہ جس سے قرض خواہ

دوچار ہوا ہو جیسے سفر اور قید وغیرہ تو یہاں مسئلہ ۲۳۷۷ کا حکم جاری ہوگا اور اس کا قرض خواہ کے وارثوں کو ادا کرنا جائز نہیں ہے اگرچہ کافی عرصہ گذر جائے مگر یہ کہ اس کے مرنے کی اطلاع مل جائے یا اس کے مرنے پر حجت شرعی قائم ہو جائے۔

مسئلہ ۲۳۸۱۔ اگر مقروض تنگدست ہو تو اسے مہلت دینا واجب ہے اور اس پر سختی کرنا اور اپنا قرض ادا کرنے پر مجبور کرنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ مستحب ہے کہ سارا قرض یا اس میں سے کچھ کو معاف کر دیں اور اسے بری الذمہ کر دیں۔

مسئلہ ۲۳۸۲۔ استطاعت رکھنے والے مقروض کے لئے بھی مستحب ہے کہ اس سے نرمی وانکساری کے ساتھ حق طلب کیا جائے سختی کرنا اور پائی پائی وصولنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۲۳۸۳۔ مستحب ہے کہ انسان اپنے ماں، باپ کا قرض ادا کرے خصوصاً ان کے انتقال کے بعد اور مومن کو اس کی حیات میں بری الذمہ کرنا اور اس کے لئے اپنے قرض کو حلال کر دینا مستحب ہے چہ جائیکہ مرنے کے بعد۔

تکملہ

تقاص کرنے سے متعلق

اگر کسی شخص کا مال ومتاع دوسرے آدمی کے پاس ہو یا اس کے اوپر اس کا قرض ہو اور وہ ادا نہ کرتا ہو اور اس کا اتنا ہی مال اس کے ہاتھ آجائے تو وہ اسے اپنے حق کے عوض لے لے اور اس کو خبر نہ کرے، اسی کو تقاص کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۳۸۴۔ تقاص میں یہ فرق نہیں ہے کہ اس نے اس کے مال کو جان بوجھ کر غصب کیا ہو یا اس کو شبہہ ہو گیا اور اس کی بنا پر مدمقابل کو اس کا مستحق نہ سمجھتا ہو، دونوں صورتوں میں وہ اپنے مال کو تقاص اور وضع کرے گا۔

مسئلہ ۲۳۸۵۔ چند جگہوں پر تقاص کرنا مکروہ ہے ان میں سے بعض یہ ہیں:

۱۔ جب مدمقابل کا مال اس کے پاس امانت کے طور پر آجائے۔

۲۔ جب اس نے اپنے مال سے چشم پوشی کر لی ہو اور اس کو خدا کے سپرد کر دیا ہو۔

۳۔ مدمقابل نے یہ قسم کھالی ہو کہ اس پر کوئی قرض نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۸۶۔ بعض جگہوں پر احتیاطِ واجب کی بنا پر تقاص کرنا جائز نہیں ہے۔ ان میں سے

بعض یہ ہیں:

۱۔ حقدار مدمقابل سے یہ کہے کہ وہ قسم کھائے اور وہ قسم کھالے۔

۲۔ مدمقابل حق دینے سے انکار نہ کرے بلکہ اس نے جہالت ونادانی کی بنا پر مال لے لیا ہو اور اس کے پاس جانا ممکن نہ ہو۔

مسئلہ ۲۳۸۷۔ اگر قرض اخیر میں وہ بھی صاحبِ مال کے پاس نہ آسکتا ہوتا کہ اس کے پاس جو اس کا مال ہے اسے تحویل میں لے تو صاحب مال حاکم شرع سے معلوم کرنے کے بعد اس کے مال سے اپنا حق وضع کر سکتا ہے۔ یہاں حاکم شرع کو غائب کے اوپر ولایت حاصل ہے اس کی بنیاد پر اس مال کے ذریعہ اسے حق سے بری الذمہ کر دے گا جو اس کے اوپر ہے۔

رہن کے احکام

رہن اس معاہدہ کو کہتے ہیں کہ جس میں قرض کے بدلے کوئی مال مدمقابل کے پاس گروی رکھا جاتا ہے تاکہ اگر مقروض وقتِ مقرر پر اپنا قرض ادا نہ کرے تو قرض خواہ اسے فروخت کردے اور اپنا قرض وصول کرے۔

مسئلہ ۲۳۸۸۔ رہن کے واقع وثابت ہونے کے لئے لازم ہے کہ گروی رکھنے والا اس کے مضمون کا پابند ہو اور گروی لینے والا بھی اسے قبول کرے مثلاً: گروی رکھنے والا یہ کہے: میں یہ قالین تمہارے پاس گروی رکھتا ہوں تاکہ یہ قرض کا بدل ہو جائے اور گروی لینے والا کہے: میں نے قبول کیا۔

مسئلہ ۲۳۸۹۔ ممکن ہے کہ رہن کا معاملہ دوسرے عقد کے ضمن میں ہو مثلاً یہ کہے میں تمہیں اس شرط پر سو روپیہ قرض دیتا ہوں کہ تمہارا یہ قالین قرض کی ادائیگی کے وقت تک میرے پاس گروی رہے گا۔ یا یہ کہے: میں تمہیں ایک ٹن گیہوں ہزار روپیہ میں فروخت کرتا ہوں بشرطیکہ تمہارا یہ گھر میرے پاس گروی رہے گا دوسرا فریق کہے میں نے قبول کیا۔

۲۳۹۰۔ رہن کے معاہدہ کے لئے ہر وہ قول فعل کافی ہے جو اس پر دلالت کرے۔

مسئلہ ۲۳۹۱۔ رہن کے دونوں فریق یعنی گروی رکھنے والا اور گروی لینے والا بالغ وعاقل ہوں اور

مجبور نہ ہوں۔

مسئلہ ۲۳۹۲۔ گروی رکھنے والا اس مال میں تصرف کرنے کا حق رکھتا ہو یعنی اس چیز کا مالک، ولی یا ان کی طرف سے اسے اجازت حاصل ہو اور دیوالیہ ہونے کی وجہ سے اسے اپنے مال میں تصرف کرنے سے روکا نہ گیا ہو۔

مسئلہ ۲۳۹۳۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ گروی رکھنے والا مقروض ہو بلکہ کوئی دوسرا بھی کسی مسلمان کے قرض کے عوض اپنی چیز رکھوا سکتا ہے۔

۲۳۹۴۔ محض طرفین (گروی رکھنے والے اور گروی لینے والے) کے توافق سے رہن ثابت اور لازم ہو جاتا ہے۔ اس کا واقع اور لازم ہونا گروی رکھی جانے والی چیز کو قبضہ میں لینے سے مشروط نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۹۵۔ رہن، عقدِ لازم ہے اور اسے یک طرفہ فسخ کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۹۶۔ چند مقامات پر رہن فسخ ہو جاتا ہے۔

۱۔ اسے نظر انداز کرنے پر طرفین متفق ہو جائیں۔

۲۔ خیارِ فسخ کے اسباب میں سے کوئی سبب پیدا ہو جائے۔

۳۔ گروی لینے والا گروی رکھی جانے والی چیز میں سے اپنے حق کو ساقط کردے۔

۴۔ گروی رکھنے والا اپنے پورے قرض سے کہ جس کے عوض گروی رکھا تھا، اس سے بری الذمہ ہو جائے۔

مسئلہ ۲۳۹۷۔ اگر گروی رکھی جانے والی جنس تلف ہو جائے یا وہ کما حقہ فائدہ حاصل کرنے کے

قابل نہ رہے، اگر تضمینی ہے تو اس کی جگہ اس کا بدل آ جائے گا اور تضمینی نہ ہو تو رہن باطل ہو جائے گا اور گروی رکھنے والے پر یہ واجب نہیں ہے کہ وہ اس کی جگہ دوسری چیز رکھے مگر یہ کہ رہن اور دوسرے عقد میں اس کی شرط کی ہو۔

مسئلہ ۲۳۹۸۔ رہن میں یہ شرط ہے کہ وہ اس قابل ہو کہ اس سے پورا حق یا حق میں سے بعض حصہ حاصل کیا جا سکے پس اگر ایک قسم کا قرض ہو تو اس کو اپنے قرض میں وضع کر لیں اور کوئی دوسری قسم ہے تو اس کو فروخت کر دیں اور اس کی قیمت کو اپنے قرض کے عوض رکھ لیں۔

مسئلہ ۲۳۹۹۔ ایسی چیز کو رہن رکھنا جائز نہیں ہے کہ جو مالیت نہ رکھتی ہو جیسے حشرات الارض (کیڑے مکوڑے) وغیرہ۔

مسئلہ ۲۴۰۰۔ ایسی چیز کو گروی رکھنا جائز نہیں ہے کہ جو شرع کے لحاظ سے مالیت نہ رکھتی ہو جیسے شراب و سور، اگرچہ وہ چیز عرف کے لحاظ سے مالیت رکھتی ہو۔

مسئلہ ۲۴۰۱۔ ایسی چیز کو رہن رکھنا کہ جو جلد خراب ہو جاتی ہے جیسے پھل وغیرہ اگر اس کو اس غرض سے گروی رکھا جائے تا کہ قرض کی ادائیگی کے وقت تک اس کی حفاظت ہو جائے اور فروخت بھی نہ ہو تو یہ جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۴۰۲۔ رہن میں گروی مال کی مقدار اور اس کے خصوصیات سے واقف ہونا شرط نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۴۰۳۔ جس شخص نے دوسرے آدمی کے قرض کے عوض اپنا مال گروی رکھا ہے اگر اس نے مقروض کی اجازت اور اس کی درخواست سے نہ رکھا ہو تو جب قرض خواہ اس کے مال کو فروخت کر کے اپنا حق وضع کرے تو اس صورت میں وہ مقروض سے رجوع کر کے پیسہ نہیں مانگ سکتا لیکن اگر اس نے اس کی اجازت و درخواست سے رکھا ہے تو وہ اس سے رجوع کر کے اس سے گروی رکھی

جانے والی چیز کا پیسہ طلب کر سکتا ہے، مگر یہ کہ وہ بخشش ہو اور ضامن نہ ہونے پر مبنی ہو اور یہ اس صورت میں ہو گا جب کوئی قرینہ ہو۔

مسئلہ ۲۴۰۴۔ درہم و دینار اور کھانے وغیرہ کی چیز اس قرض کے عوض گروی رکھنا جائز ہے جو ذمہ ہو۔

مسئلہ ۲۴۰۵۔ اس چیز کے عوض گروی رکھنا صحیح نہیں ہے کہ جو ابھی منتقل نہ ہوئی ہو اور مد مقابل کے ذمہ نہ ہوئی ہو، اس بنا پر درج ذیل موارد میں گروی رکھنا صحیح نہیں ہے۔

۱۔ جعالہ کی مزدوری کے عوض، اس کو انجام دینے سے پہلے گروی رکھنا۔

۲۔ غصب شدہ جنس کے عوض اس کے تلف ہونے کے بعد گروی رکھنا۔

۳۔ ان امانتوں کے عوض گروی رکھنا جن میں خیانت کی شرط نہ ہوئی ہو اور صاحب مال کو یہ اطمینان ہو کہ امانت دار امانت میں کوتاہی نہیں کرے گا۔

۴۔ فروخت کرنے والے کے اطمینان کے لئے اس جنس کے عوض گروی رکھنا جو خریدار کو دی جاتی ہے۔ تا کہ خیار فسخ کے اسباب پیدا ہوتے وقت جنس کو واپس لے سکے۔

۵۔ خریدی ہوئی جنس کے پیسہ کے عوض گروی رکھنا کہ خریدار کو یہ اطمینان ہو کہ اگر کوئی معاملہ کے فسخ ہونے کا سبب ظاہر ہو گا تو وہ پیسہ واپس لے لے گا۔

۶۔ اس مال کی قیمت کے عوض گروی رکھنا جس کو وہ پیش کی گئی قیمت پر فروخت کر چکا ہے لیکن ابھی اس کو تحویل میں دینے کا وقت نہیں ہوا ہے۔

مذکورہ تمام موارد میں گروی رکھنا صحیح نہیں ہے کیونکہ ابھی وہ چیز مد مقابل کے ذمہ نہیں ہوئی ہے۔

مسئلہ ۲۴۰۶۔ مذکورہ موارد میں اگر کوئی وثیقہ یا گروی کے طور پر کوئی چیز لینا چاہیں تو عقدِ لازم کے

ضمن میں اس کی شرط کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۴۰۷۔ اگر کوئی شخص موٹر کار نقد خریدے لیکن یہ شرط کرے کہ فروخت کنندہ کا گھر اس کے پاس گروی رہے گا کہ اگر موٹر کار میں کوئی عیب نکل آئے یا چوری کی ثابت ہو تو معاملہ باطل ہو جائے اور اس گھر کو فروخت کرے اور اپنا پیسہ وصول کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور شرط نافذ ہے اگر خریدار معاملہ کے وقت اس کے باطل ہونے کا احتمال دے اور فروخت کنندہ سے کہے: معاملہ باطل ہونے کی صورت میں یہ پیسہ میں قرض کے عنوان سے ادا کرونگا بشرطیکہ تمہارا گھر میرے پاس گروی رہے۔

مسئلہ ۲۴۰۸۔ اگر کوئی شخص اپنا گھر فروخت کرے اور یہ شرط کرے کہ ایک سال کے بعد تحویل میں دے گا، اگر خریدار عقد کے ضمن میں یہ شرط کرے کہ فروخت کنندہ کی گاڑی میرے پاس گروی رہے گی یہاں تک کہ وہ گھر حوالے کرے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، اگرچہ اس کو رہن نہیں کہتے ہیں لیکن شرط نافذ ہے۔

مسئلہ ۲۴۰۹۔ رہن کے مطلق ہونے کا اقتضا یہ ہے کہ گروی لینے والا گروی رکھنے والے کے مال کو اپنی تحویل میں لے سکتا ہے اور گروی رکھنے والے کو چاہیئے کہ مال اس کے اختیار میں دے مگر یہ کہ دونوں یہ شرط کریں کہ اسے مال نہیں دیں گے یا تیسرے آدمی کو دیں گے تو اس صورت میں انہیں اپنی شرط کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ۲۴۱۰۔ اگرچہ رہن والا مال گروی رکھنے والے کی ملکیت میں باقی رہتا ہے لیکن رہن کے مقتضا سے اس پر گروی لینے والے کا حق بھی ثابت ہو جاتا ہے اور وہ حق یہ ہے کہ وہ اس سے اپنا قرض چکانے کا حق رکھتا ہے لہذا وہ رہن کو اپنے دائرہ اختیار میں رکھ سکتا ہے اور گروی رکھنے والے کو ہر اس تصرف سے منع کر سکتا ہے جو اس حق کے منافی ہو۔

مسئلہ ۲۴۱۱۔ گروی رکھنے والا گروی رکھے جانے والے مال کو تلف نہیں کر سکتا اور نہ ہی اسے بخشش، فروخت، وقف اور عتق وغیرہ کے ذریعہ اپنی ملکیت سے خارج کر سکتا ہے۔

۲۴۱۲۔ گروی رکھنے والا گروی جنس میں کوئی ایسا تغیر نہیں کر سکتا ہے کہ جس سے خریدار اس کی طرف رغبت نہ کریں جیسے رنگ کرنا اور (کپڑے وغیرہ کو) کاٹنا اور سینا وغیرہ۔

مسئلہ ۲۴۱۳۔ گروی رکھنے والا، گروی رکھی جانے والی چیز کو کرایہ اور نہ عاریت پر دے سکتا ہے اور کوئی ایسا کام بھی نہیں کر سکتا کہ جس سے وہ گروی لینے والے کے اختیار سے خارج کر دے یا معرضِ تلف وضرر میں قرار دے۔

مسئلہ ۲۴۱۴۔ گروی رکھنے والا کوئی ایسا کام انجام نہیں دے سکتا کہ جس سے گروی لینے والے کو سخت حفاظت کرنا پڑے جیسے سامان کی رسیاں کھولنا کہ جس سے اس کے ٹکڑے بکھر جائیں یا کسی حیوان کو حاملہ کرانا کہ جس سے خود اس حیوان کا اور اس کے بچہ کا خرچ بڑھ جائے۔

مسئلہ ۲۴۱۵۔ اگر گروی رکھنے والا ان امور میں سے کسی کو انجام دیتا ہے اور اس کا تصرف خارجی تصرف ہو جیسے رنگ کرنا یا تلف کرنا تو وہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اور اگر تصرف اعتباری ہو جیسے فروخت کرتا اور کرایہ پر دینا تو اس کا تصرف نافذ نہیں ہوگا ہاں اگر گروی لینے والا اجازت دیدے تو نافذ ہے۔

مسئلہ ۲۴۱۶۔ اگر گروی رکھنے والا جنس میں کوئی ایسا تصرف کرتا ہے کہ جو گروی لینے والے کے حق سے منافات نہ رکھتا ہو مثلاً اس چیز کو فروخت کر دے لیکن خریدار سے یہ شرط کرے کہ یہ چیز ایسے ہی گروی رہے گی یہاں تک کہ وہ اپنا پورا حق حاصل کر لے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کسی کے قرض کے عوض اپنا مال گروی رکھدے۔

مسئلہ ۲۴۱۷۔ اگر گروی رکھنے والا گروی رکھے جانے والے مال کو بیچنے کی اجازت دیدے یا جو

معاملہ ہو گیا ہے اس کو نافذ سمجھ لے تو معاملہ صحیح ہے اور اس کے مال کے بجائے اب اس کی قیمت گروی رہے گی، مگر یہ کہ وہ رہن سے اپنا حق ہی ختم کر دے تو اس صورت میں گروی رکھنے والا خود مختار کی حیثیت سے معاملہ انجام دے گا اور اس کے پیسہ میں حسب منشا تصرف کرے گا۔

مسئلہ ۲۴۱۸۔ اگر گروی رکھا جانے والا مال، جو کہ گروی لینے والے کے اختیار میں ہے، اس کے پاس امانت ہو اور اگر تلف ہو جائے تو وہ اس کا ضامن نہیں ہے، مگر یہ کہ اس کے سلسلہ میں وہ زیادتی کرے یا اس کی حفاظت میں کوتاہی سے کام لے جیسا کہ ودیعہ کی فصل میں بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۲۴۱۹۔ گروی لینے والے کے لئے گروی والے مال میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے لیکن دو جگہوں پر جائز ہے:

۱۔ ایسا تصرف جس سے گروی والے مال کی حفاظت ہو جیسے حیوان کو چارہ دینا اور لباس وفرش وغیرہ کی حفاظت کے لئے انہیں جھاڑنا اور کھول کر پھر تہ کرنا۔

۲۔ ایسا تصرف جس کی مالک نے صریح طور پر اجازت دی ہو، یا اس کی ظاہری حالت سے، اگر چہ عرف ہی نظر سے ہو، یہ معلوم ہو کہ وہ راضی ہے۔

مسئلہ ۲۴۲۰۔ گروی والے مال سے جو نفع حاصل ہوتا ہے، جیسے دودھ، مرغی کا انڈا اور دوسرے منافع، جیسے سواری پر سوار ہونا، اور گھر میں رہنا وہ مالک کا حق ہے گروی لینے والے کو اس سے استفادہ کرنے کا حق نہیں ہے۔ مگر یہ کہ مالک صریح طور پر اس کی اجازت دیدے یا اس کی ظاہری حالت سے اس کا راضی ہونا معلوم ہو جائے۔

مسئلہ ۲۴۲۱۔ اگر گروی لینے والا مالک کی اجازت کے بغیر گروی والے مال سے استفادہ کرتا ہے تو اسے چاہئے کہ اس کی قیمت لگا کر اس کے قرض سے وضع کرے۔

مسئلہ ۲۴۲۲۔ اگر گروی لینے والا یہ اجازت دیدے کہ گروی لینے والا اس مال سے استفادہ کر سکتا ہے تو یہاں بھی اس کو اس کی قیمت لگا کر قرض سے کسر کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۴۲۳۔ اگر گروی لینے والا یہ شرط کرے کہ وہ گروی رکھی جانے والی چیز کے منافع سے استفادہ کرے گا یا گروی رکھے جانے والے مال سے وہ مفت میں فائدہ اٹھائے گا تو یہاں تین صورتیں ہیں:

۱۔ اگر یہ شرط قرض کے عقد کے ضمن میں ہو مثلاً یہ کہے: میں تمہیں اتنا قرض دے رہا ہوں بشرطیکہ تمہاری گاڑی میرے پاس گروی رہے گی اور میں مفت میں اس پر سواری کرونگا، یہ شرط باطل ہے کیونکہ یہ سود کی اقسام میں سے ہے جو حرام ہے۔ اور اگر اس کے منافع سے فائدہ اٹھاتا ہے تو اس کی قیمت کو قرض میں سے کسر کرے۔

۲۔ اگر اس شرط کو قرض کے معاہدہ سے الگ اس طرح شرط قرار دیں کہ قرض دینے کے بعد، اس سے گروی رکھنے کا مطالبہ کرے گا اور گروی لیتے وقت یہ شرط کرے کہ اس کے منافع سے مفت میں فائدہ اٹھائے گا تو ظاہراً اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس کی قیمت کا ضامن نہیں ہے۔

۳۔ اگر اس شرط کو تیسرے عقد کے ذیل میں اس طرح رکھیں کہ رہن کی شرط پر قرض دیں اور گروی رکھی جانے والی چیزوں کو اپنے قبضہ میں لے لیں پھر اس پر ایک اور معاملہ کریں اور اس معاملہ کے ضمن میں شرط کریں کہ یہ چیزیں جو کہ گروی لینے والے کے پاس ہیں وہ ان سے مفت میں استفادہ کرے گا تو ظاہر یہ ہے کہ یہ شرط بھی جائز ہے اور گروی رکھے جانے والے مال سے استفادہ کرنے میں کسی چیز کا ضامن نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۴۲۴۔ اگر گروی لینے والا مر جائے تو جو گروی مال میں اس کا حق ہے وہ اس کے وارثوں کو منتقل ہو جائے گا اور اس میں سے کسی کا حق ختم نہیں ہو گا مگر یہ کہ وہ خود ہی اپنا حق ساقط کر دے یا

مقروض قرض میں سے اس کا حصہ دیدے اور اس کے حصہ سے بری الذمہ ہو جائے۔

مسئلہ ۲۴۲۵۔ اگر رہن رکھنے والا مر جائے تو رہن باطل نہیں ہوگا خواہ وہ مال وارثوں کی طرف منتقل ہو گیا ہو۔

مسئلہ ۲۴۲۶۔ جب قرض کی ادائیگی کا وقت آجائے تو گروی لینے والا اپنی مرضی سے اس مال کو فروخت کرنے کا اقدام نہیں کرسکتا، اس کو چاہئے کہ وہ گروی رکھنے والے سے ملے، اور اس سے اپنے قرض کا مطالبہ کرے اور اگر وہ قرض ادا کرنے میں پس و پیش کرے تو اس پر دباؤ ڈالے کہ وہ گروی رکھی جانے والی چیز کو فروخت کر کے یا کسی بھی طریقہ سے قرض ادا کرے، اگر اس کا کوئی اثر نہ ہو تو وہ گروی رکھے جانے والے مال کو بیچ کر اپنا قرض وصول کرلے لیکن احتیاطِ واجب یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو حاکم شرع سے رجوع کرنے کے بعد اس کو فروخت کرنے کا اقدام کرے۔

مسئلہ ۲۴۲۷۔ یہ حکم اس شخص کے لئے بھی ہے جو مالک کے لاپتہ ہونے یا معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اس تک رسائی نہ رکھتا ہو۔

مسئلہ ۲۴۲۸۔ اگر گروی لینے والا رہن کے عقد میں یا کسی دوسرے عقد میں یہ شرط کرے کہ وعدہ کے پورا ہوتے ہی مالک سے رابطہ کئے بغیر اسے گروی رکھی جانے والی چیز کو فروخت کرنے کا حق ہوگا تو یہ شرط صحیح و نافذ ہے۔

مسئلہ ۲۴۲۹۔ اگر گروی رکھنے والا، گروی لینے والے کو وکیل بنائے کہ وعدہ پورا ہوتے ہی گروی رکھی جانے والی چیز کو فروخت کردے اور اپنا حق وصول کرلے اور رہن یا کسی دوسرے عقد میں یہ شرط نہ کرے کہ اس کو وکالت سے معزول کرے گا تو شرط صحیح و نافذ ہے۔

مسئلہ ۲۴۳۰۔ مذکورہ بالا مسئلہ میں بلا عزل کی شرط کو، رہن یا کسی ایسے دوسرے عقد کے ضمن

میں ہونا چاہئے، جو عقدِ وکالت سے جدا ہو، اور احتیاطِ واجب کی بنا پر عقدِ قرض سے بھی خارج ہو۔

مسئلہ ۲۴۳۱۔ اگر گروی رکھنے والا دیوالیہ ہو جائے یا مر جائے اور اپنے اوپر اتنا قرض چھوڑے کہ جس کو اس کی میراث سے ادا نہ کیا جاسکے تو کیا گروی لینے والے کے حق کو دوسرے قرض خواہ لوگوں پر مقدم کیا جاسکتا ہے؟ یا نہیں محلِ اشکال ہے۔ لہذا بنا بر احتیاطِ واجب اس کو دوسرے قرض خواہ افراد سے مصالحت کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۴۳۲۔ اگر گروی رکھنے والا مر جائے اور گروی لینے والے کے پاس اپنے قرض کے ثبوت میں کوئی سند و دلیل نہ ہو اور ڈرتا ہو کہ اگر وہ یہ اعتراف کرے کہ اس کے پاس مال گروی ہے تو اس کے وارث اس کو لے لیں گے اور اس کے قرض کا انکار کردیں گے تو اس صورت میں وہ اس مال کو فروخت کریگا اور اپنا قرض وضع کر کے باقی وارثوں کے حوالے کردے گا اور رہن کے بارے میں کچھ نہیں بتائے گا۔

مسئلہ ۲۴۳۳۔ اگر گروی لینے والا، گروی مال کو اس لئے اپنے اختیار میں رکھے ہوئے ہو کہ کسی پر اس کا قرض ہے لیکن اس کے مالک کو نہ پہچانتا ہو تو وہ اسے فروخت کر کے اپنا قرض وصول کر سکتا ہے۔

یہاں چند صورتیں ہیں:

۱۔ اگر قرض گروی مال کے برابر ہو تو اسے اپنے قرض کے عوض رکھ لے گا۔

۲۔ اگر اس کا قرض، گروی مال سے زیادہ ہو تو وہ گروی مال کو اپنی ملکیت میں لے گا اور باقی قرض اس مقروض کے ذمہ رہے گا جس کو وہ نہیں پہچانتا ہے۔

۳۔ اگر اس کا قرض گروی مال سے کم ہو تو وہ اپنا قرض وصول کرے گا اور باقی امانت کے طور پر

اس کے پاس رہے گا اور اس پر وہ احکام جاری ہوں گے جو اس امانت پر جاری ہوتے ہیں جس کے مالک کا پتہ نہیں ہوتا، اس کا حکم ہم نے ودیعت والی فصل کے آخر میں بیان کیا ہے۔

۴۔ اگر وہ اپنے قرض کی مقدار بھول گیا اور اس نے یہ سوچا کہ گروی مال کے برابر ہوگا تو وہ اس کو اپنے قرض کی بابت اپنی ملکیت بنالے گا۔

کفالت کے احکام

کفالت رہن کی مانند ایک دستاویز و وثیقہ ہے تاکہ حق سے پورے طور پر استفادہ کرنے کے لئے اطمینان ہو جائے لیکن رہن اشیاء کے لئے اور کفالت اشخاص کے لئے ہوتی ہے۔

مسئلہ ۲۴۳۴۔ کفالت یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے آدمی کو یہ ضمانت نامہ دے کہ جب وہ چاہے گا تو وہ تیسرے آدمی کو حاضر کرے گا یا وقتِ معین پر حاضر کر دے گا اور اگر وہ حاضر نہیں ہوگا تو اس کی جگہ یہ خود حاضر ہو جائیگا۔

مسئلہ ۲۴۳۵۔ جو شخص یہ کفالت قبول کرتا ہے اور ضمانت دیتا ہے اسے کفیل کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۴۳۶۔ کفالت میں موضوعِ بحث وہ مقامات ہیں جہاں کفالت شدہ انسان اس بات کا پابند ہوتا ہے کہ وہ اس شخص کے سامنے حاضر ہوگا جس کا حق ہے یا جس نے اس پر دعویٰ کیا ہے یہ اس وقت ہوتا ہے جب عادل حاکم کا ہاتھ کھلا ہوتا ہے (یعنی وہ عدل کے مطابق فیصلہ کرتا ہے) لہٰذا اس فصل کے احکام ہمارے زمانہ میں بہت زیادہ پیش نہیں آتے ہیں اس لئے ہم اپنے بیان کا دامن سمیٹتے ہیں صرف دو باتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

پہلی بات:

جہاں مدعا علیہ پر کفالت کے علاوہ حاضر ہونا واجب نہ ہو مثلاً جس کو ناحق قید کر دیا گیا ہو یا وہ

مجبور ہو کر ظالم کے سامنے حاضر ہو کر گواہی دے یا وہ ناحق پیسہ دینے پر مجبور ہو تو یہاں کفالت شرعی صحیح نہیں ہے کیونکہ کفیل کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اسے قید خانے میں واپس جانے پر مجبور کرے یا یہ کہ وہ ظالم کے سامنے گواہی دینے پر مجبور کرے یا اسے ناحق پیسہ دینے پر مجبور کرے۔

مسئلہ ۲۴۳۷۔ مذکورہ مثال میں ممکن ہے بعض جگہوں پر کفالت صحیح ہو مثلاً ظالم یہ اجازت دے کہ قیدی مدتِ معین تک ضمانت پر آزاد کیا جاتا ہے۔ اور قیدی کسی سے یہ کہے کہ وہ اس کی ضمانت لے لے اور وہ اس بات کا عہد کرے کہ میں مقررہ تاریخ میں قید خانہ میں واپس لوٹ جاؤنگا تاکہ کفیل مشکلوں میں نہ پڑے اگر وہ کفالت وضمانت لے لے تو متّہم پر واجب ہے کہ وہ مقررہ تاریخ پر واپس چلا جائے، کفیل کو بھی یہ حق ہے کہ وہ اسے واپس لوٹنے پر مجبور کرے اگر چہ وہ حقیقت میں قید کئے جانے کا مستحق نہ ہو، اور ناحق اسے قید کیا گیا ہو۔

مسئلہ ۲۴۳۸۔ مذکورہ فرض میں اگر قیدی واپس آجائے تو اس بات سے قطع نظر کہ کفالت حرام ہے، مثلاً جن موقعوں پر جان کا خطرہ ہو یا ایسے نقصانات کا اندیشہ ہو کہ جن کو برداشت کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، یہاں کفالت کا نافذ ہونا مشکل ہے۔

دوسری بات:

جو کفالت مشہور ہے اور لوگوں کے ذہنوں میں جس کا تصور ہے وہ یہ ہے کہ کفیل۔ ضمانت لینے والا۔ اس۔ یعنی جس کی ضمانت لی ہے۔ کو سر وقت اور معین شدہ جگہ پر حاضر کرے لیکن ہمارے زمانہ میں مشہور یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس بات کی ضمانت و ذمہ داری لے کہ اگر مقروض وقت معین پر اپنا قرض ادا نہ کرے تو اس کی جگہ کفیل ادا کرے گا، ظاہراً اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور ایسی ضمانت و عہد نافذ ہے۔

مسئلہ ۲۴۳۹۔ اس کفالت میں مقروض بری الذمہ نہیں ہوتا ہے اسے سر وقت اپنا قرض ادا کرنا چاہیئے اگر پہلو تہی کرے تو کفیل و ضامن کا فرض ہے کہ وہ اپنی کفالت کی بنیاد پر اس کا قرض ادا کرے۔

مسئلہ ۲۴۴۰۔ اس کفالت اور ضمانت میں یہ فرق ہے کہ ضمانت میں محض کسی کی ضمانت لیتے ہی ضامن ذمہ دار ہو جاتا ہے اور فریق بری الذمہ ہو جاتا ہے، کفالت کے برخلاف، کہ اس میں فریق بری الذمہ نہیں ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۴۱۔ کسی مال کی کفالت میں ظاہراً مقروض کی اجازت کی شرط نہیں ہے بلکہ کفیل اور قرض خواہ کا متفق ہونا ہی کافی ہے لیکن اس کے نافذ ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ قرض خواہ کی طرف سے کوئی اقدام ہوا ہو، مثلاً وہ مقروض پر سختی کرے اور وکیل کہے کہ اسے چھوڑ دیجیے میں اس کا کفیل و ضامن ہوں اور وہ بھی اس کی کفالت پر بھروسا کر کے اسے چھوڑ دے۔

مسئلہ ۲۴۴۲۔ اگر کوئی تاجر کسی سے اس خوف سے معاملہ نہ کرے کہ وہ پیسہ نہیں دے گا یا نہیں دے سکے گا اور کوئی شخص یہ کہے: تم ڈرو! نہیں، اس سے معاملہ کرو اگر کوئی نقصان ہوگا تو میں ذمہ دار ہوں، میں پورا کرونگا اور تاجر بھی اس کی کفالت و ذمہ داری پر اس سے معاملہ کر لے یہاں بھی کفالت نافذ ہے۔

مسئلہ ۲۴۴۳۔ ان موارد کے علاوہ کفالت نافذ نہیں ہے پس اگر کسی کا کسی پر قرض ہے اور اس نے قرض کو وصول کرنے سے مجبور و مایوس ہو کر اس کو چھوڑ دیا اور کوئی شخص اسے خوش کرنے کے لئے کہے: تمہارا حق لینے کے لئے میں تمہارا کفیل ہوں، تو یہ فقط وعدہ ہے، اس سے اس پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی ہے۔

مسئلہ ۲۴۴۴۔ اگر کوئی شخص مقروض کی اجازت کے بغیر اس کی طرف سے کفیل ہو جائے تو وہ اس کا

قرض ادا کرنے کے بعد اس سے مطالبہ نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۴۴۵۔ اگر کوئی شخص مقروض کی اجازت و درخواست سے کفیل بنے تو وہ اس کا قرض چکانے کے بعد اس سے مطالبہ کر سکتا ہے مگر یہ کہ اس کی اجازت ضامن نہ ہونے پر موقوف ہو اور یہ بات قرینہ سے سمجھ میں آئے گی۔

مسئلہ ۲۴۴۶۔ اگر کسی سے ناحق کسی چیز کا مطالبہ کریں اور وہ کسی سے یہ کہے کہ وہ اس کا کفیل بن جائے تو یہ کفالت مدعی کے لئے نافذ نہیں ہے اور اسے یہ حق نہیں ہے کہ وہ کفیل سے اس کی ناجائز خواہش کا مطالبہ کرے، لیکن اگر ظلم و جور سے اس سے لے لی جائے تو کفیل اس صورت میں اس کا قرض ادا کرنے کے بعد متہم سے مطالبہ کر سکتا ہے جب کہ وہ متہم کی اجازت یا اس کی درخواست سے کفیل بنا ہو اور اس پر واجب ہے کہ اس قرض کو ادا کرے۔

ضامن ہونے کے احکام

ضامن بننا یہ ہے کہ انسان دوسرے کے قرض کو اپنے ذمہ لے لے تاکہ مقروض بری الذمہ ہو جائے اور قرض ضامن کے ذمہ ہو جائے، جو آدمی اس قرض کو اپنے ذمہ لیتا ہے اسے ضامن کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۴۴۷۔ عقد ضمان میں ہر وہ قول وفعل کافی ہے جو اس ذمہ داری کے مفہوم کو سمجھا دے۔

مسئلہ ۲۴۴۸۔ ضمان ایک عقد ہے جو ضامن اور حق دار کے درمیان ہوتا ہے لہذا اس قرارداد کو اختیار کے ساتھ منعقد ہونا چاہیئے اور کوئی بھی اس معاہدہ پر مجبور نہ ہو، دونوں کو بالغ، عاقل اور رشید ہونا چاہیئے یعنی بچہ، دیوانہ اور سفیہہ نہ ہوں۔

مسئلہ ۲۴۴۹۔ ضامن کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ دیوالیہ نہ ہو کیونکہ زیادہ سے زیادہ یہ قرض بھی اس پر ثابت ہو جائے گا لیکن یہ قرض خواہ دوسرے قرض خواہ افراد کے ساتھ اس کی موجودہ ملکیت میں حصہ دار نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۲۴۵۰۔ لیکن قرض خواہ کے سلسلہ میں یہ ہے کہ اگر اس کی ضمانت اس کے مجبور ہونے کے منافی ہو تو اس کے لئے لازم ہے کہ وہ دیوالیہ نہ ہو تاکہ اس کا قرض معرض تلف قرار پائے۔

مسئلہ ۲۴۵۱۔ ضمانت میں مقروض کا راضی ہونا شرط نہیں ہے بلکہ مردہ کی طرف سے ضمانت جائز ہے۔

مسئلہ ۲۴۵۲۔ اگر ضامن یا قرض خواہ بچہ، پاگل یا سفیہہ ہو تو ان کا ولی ان کا جانشین ہوگا اور ضمانت کرے گا۔

مسئلہ ۲۴۵۳۔ عقد ضمان میں وکالت ہو سکتی ہے یعنی ضامن یا قرض خواہ کی طرف سے ان کے وکیل عقد ضمان کر سکتے ہیں بشرطیکہ وکیل اور موکل دونوں بالغ و عاقل اور رشید ہوں۔

مسئلہ ۲۴۵۴۔ ضمان کے صحیح ہونے میں شرط ہے کہ وہ قرض مقروض کے ذمہ ہو اگرچہ عقد لازم نہ ہوا ہو جیسے خریدی ہوئی جنس خیارِ فسخ کے زمانہ میں ہوتی ہے لیکن مقروض کے ذمہ ہونے سے پہلے اس کی ضمانت لینا صحیح نہیں ہے جیسے کام میں مشغول ہونے سے پہلے جعالہ کی اجرت۔

مسئلہ ۲۴۵۵۔ ضمانت کا تعلق انہیں چیزوں سے ہوتا ہے جو انسان پر عائد ہوتی ہیں لہذا ضمانت شدہ چیزوں میں ضمانت نہیں ہوتی ہے جیسے غصب شدہ چیزیں۔

مسئلہ ۲۴۵۶۔ اگر مقروض کی اجازت سے ضمانت نہ ہو تو اس کا قرض چکانے کے بعد اس سے مطالبہ نہیں کر سکتے لیکن اگر اس کی اجازت سے ہو تو اس سے رجوع کر سکتا ہے اور جو اس کی طرف سے ادا کیا ہے اس کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۵۷۔ اگر قرض خواہ اپنے قرض میں سے ضامن کو کوئی چیز بخش دے (کچھ قرض معاف کر دے) تو ضامن اسے مقروض سے نہیں لے سکتا۔

مسئلہ ۲۴۵۸۔ جس چیز کو ضامن ناتوانی یا کسی اور وجہ سے ادا نہ کر سکے تو قرض خواہ مقروض سے اس کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۴۵۹۔ اگر ضامن قرض خواہ سے ضمانت شدہ قرض سے کم پر مصالحت کرے تو وہ اس سے مصالحت کی مقدار سے زیادہ کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۴۶۰۔ضمان عقود لازم میں سے ایک ہے اور اسے ضامن، قرض خواہ یہاں تک کہ دونوں، متفق ہوکر بھی فسخ نہیں کر سکتے۔

مسئلہ ۲۴۶۱۔ضمانت میں شرطِ خیار صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۴۶۲۔ضمانت میں خیارِ تخلف وصف یا تخلف شرط نہیں آتا ہے۔اگر قرض خواہ یہ شرط کرے کہ ضامن کوئی کام انجام دے گا اور وہ انجام نہ دے تو اسے فسخ کرنے کا حق نہیں ہے۔ اگر ضمانت کو اس شرط پر قبول کرے کہ ضامن استطاعت رکھتا ہو اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ نادار تھا تو بھی اسے فسخ کا حق نہیں ہے، خواہ یہ شرطیں صریح تھیں یا باتوں سے سمجھ میں آتی تھیں۔

مسئلہ ۲۴۶۳۔لیکن اگر مقروض کی اجازت سے ضمانت کی قرارداد ہوئی ہو تو ظاہر یہ ہے کہ اس وقت خیار فسخ کی شرط جائز ہے اور خیارِ تخلف وصف و شرط بھی اس میں جاری ہوں گے اور تینوں (قرض خواہ مقروض اور ضامن) کی رضا سے اس کا فسخ بھی ممکن ہے۔

مسئلہ ۲۴۶۴۔نقد قرض کے لئے وقتِ معین تک ضمانت جائز ہے اور ضمانت قبول کرنے کے بعد قرض خواہ کو مدتِ معین سے پہلے مطالبہ کا حق نہیں ہے۔اور جس قرض کی مدت معین ہے اس کے لئے بھی نقد ضمانت جائز ہے اور ضامن کو چاہئے کہ ضمانت کے بعد اس کو ادا کرنے کا اقدام کرے۔

حوالہ کے احکام

مسئلہ۲۴۶۵۔حوالہ کا مطلب یہ ہے کہ مقروض اپنے قرض کے لئے دوسرے شخص کا حوالہ دے تا کہ خوداس سے بری الذمہ ہوجائے اورقرض خواہ کا حق اس کے ذمہ ہوجائے۔

مسئلہ۲۴۶۶۔حوالہ کی قرارداد کیلئے ہروہ قول یا فعل کافی ہے جواس پر دلالت کرے۔

مسئلہ۲۴۶۷۔حوالہ میں حوالہ دینے والے (مقروض) اورجس کے حوالے کیا جارہا ہے (قرض خواہ) کا راضی ہونا شرط ہے۔

مسئلہ۲۴۶۸۔تیسرا شخص کہ جس کا حوالہ دیا جاتا ہے اگر وہ حوالہ دینے والے کا مقروض نہ ہوتو اس کا راضی ہونا بھی شرط ہے۔

مسئلہ۲۴۶۹۔تیسرا شخص مثلاً حوالہ دینے والا درہم میں مقروض ہو اور حوالہ دینے والا اس کی طرف دینار کا حوالہ دے تو ضروری ہے کہ وہ اس سے راضی ہو۔

مسئلہ۲۴۷۰۔اگر تیسرا شخص حوالہ دینے والے کا مقروض ہو لیکن حوالہ دینے والے نے اسے مقروض نہیں سمجھا۔خواہ بھولے سے۔اوراس کا حوالہ دیدیا تواس صورت میں بھی اس کی رضامندی سے حوالہ دینا چاہیئے۔

مسئلہ۲۴۷۱۔اگر کسی کا کسی پر قرض ہے اور وہ اسی کا اپنے قرض خواہ کو حوالہ دینا چاہے تو اس کا

راضی ہونا شرط نہیں ہے بلکہ قرض خواہ اورحوالہ دینے والے کا راضی ہونا کافی ہے۔

مسئلہ۲۴۷۲۔حوالہ دینے والے اور حوالہ دیئے جانے والے کا بالغ و عاقل اور رشید ہونا ضروری ہے،مُکرَہ (مجبور) نہ ہوں،جن جگہوں پر حوالہ کا نفوذ دیوالیہ کے منافی ہو وہاں دیوالیہ نہیں ہونا چاہیئے۔

مسئلہ۲۴۷۳۔جن جگہوں پر تیسرے آدمی یعنی جس کی طرف حوالہ دیا جاتا،کی رضامندی شرط ہو وہاں اسے بالغ وعاقل اورغیر مکرہ بھی ہونا چاہیئے۔

مسئلہ۲۴۷۴۔یہاں زیادہ تفصیلات ہیں جو''حجر'' کی فصل کے مطالعہ سے واضح ہوجائیں گی۔

مسئلہ۲۴۷۵۔اگر تیسرا شخص حوالہ دینے والے کا مقروض نہیں ہے،اگراس نے یہ اجازت دیدی کہ اس کا حوالہ دیدیں اگر یہ اجازت مراجعہ کی بنیاد پر ہوتو وہ حوالہ چکانے کے بعد حوالہ دینے سے مطالبہ کرسکتا ہے لیکن اگراس نے ثواب کے طور پر اس کوقبول کیا تھا تو اس کا حوالہ دینے والے پر کچھ نہیں ہے۔

مسئلہ۲۴۷۶۔حوالہ کے صحیح ہونے میں شرط ہے کہ جس چیز کا وہ حوالہ دے رہا ہے وہ اس کے ذمہ ہو پس اگر کوئی چیز اس کے ذمہ نہ ہوتو وہ اس کا حوالہ نہیں دے سکتا اگر چہ اس کا سبب فراہم ہوگیا ہو جیسے اس کے جعالہ کی مزدوری جس کو مدمقابل نے ابھی انجام نہیں دیا ہے۔

مسئلہ۲۴۷۷۔حوالہ بھی ضمان کی مانند عقدِ لازم ہے اور خیارِ فسخ کی شرط اس میں جاری ہوتی ہے جیسا کہ مسئلہ۲۴۶۰ تا ۲۴۶۲ میں بیان ہوا ہے۔

مسئلہ۲۴۷۸۔اگر حوالہ تیسرے شخص کی اجازت سے انجام پذیر ہوتو اس میں خیار فسخ وغیرہ جاری ہوتا ہے جیسا کہ مسئلہ۲۴۶۳ میں بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۲۴۷۹۔ اگر تیسرا شخص حوالہ کے وقت نادار تھا اور جس کو حوالہ دیا گیا ہے وہ اس سے مطلع نہیں تھا تو مطلع ہونے کے بعد وہ خیار فسخ رکھتا ہے لیکن اگر اس کے فسخ کرنے سے پہلے اس کی ناداری ختم ہو جائے تو کیا پھر اس کو فسخ کرنے کا حق ہے؟ یہ محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۴۸۰۔ اگر شروع سے ہی بنیاد اس بات پر تھی کہ جس کا حوالہ دیا جا رہا ہے وہ کسی سے قرض لے گا یا کسی دوسرے طریقہ سے حوالہ کو پورا کرے گا تو اس صورت میں اس شخص کو خیار فسخ نہیں ہے کہ جس کو حوالہ دیا گیا ہے۔

تکملہ

جو حوالہ فقہا کی اصطلاح میں اور احادیث کی زبان میں گفتگو کا موضوع یا محل بحث ہے وہ وہی ہے جو یہاں بیان ہوا ہے اور یہ حوالہ دینے والے کے ذمہ سے منتقل ہو کر اس شخص کے ذمہ ہو جاتا ہے کہ جس کے لئے حوالہ بھیجا جاتا ہے۔ لیکن ہمارے زمانہ میں یہ رائج ہو گیا ہے کہ حوالہ دینے والا اس شخص سے اپنا قرض ادا کرنے کی خواہش کرتا ہے جس پر اس کا کوئی قرض نہیں ہوتا ہے تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۴۸۱۔ اگر کوئی شخص کسی ملک میں کسی کو کچھ پیسہ دیتا ہے تا کہ دوسرے ملک میں اس کا معادل یا متبادل وصول کرے، اگر وہ پیسہ کے بدلے پیسہ لیتا ہے تو اس کی دو قسمیں ہیں؛ مثلاً کچھ ڈالر دیتا ہے تا کہ دوسرے ملک میں روپیہ وصول کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ ایسا ہی ہے جیسے ڈالر کو روپیہ کے عوض فروخت کیا ہو اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۴۸۲۔ مذکورہ فرض میں اگر وہ پیسہ جو دے رہا ہے اور وہ پیسہ جس کو لے رہا ہے دونوں ایک ہی قسم کے ہوں تو یہاں تین صورتیں ہیں:

۱۔ اگر کوئی کسی کو اس لئے ہزار ڈالر دیتا ہے تا کہ وہ اس سے اس ملک سے باہر ہزار ڈالر وصول کرے تو کوئی حرج نہیں ہے خواہ یہ معاملہ کی صورت میں ہو یا قرض کی شکل میں کیونکہ قرض میں جگہ کے بدلنے کی شرط میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

۲۔ اگر وہ ہزار ڈالر دیتا ہے اور اس ملک سے باہر اس سے ۹۵۰ وصول کرتا ہے تو بظاہر اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے خواہ معاملہ ہو یا قرض، کیونکہ قرض کے پیسہ کو زیادہ لینا حرام ہے اور کم لینا جائز ہے۔

۳۔ اگر یہاں ہزار ڈالر دیتا ہے تا کہ ملک سے باہر ۱۰۵۰ ڈالر وصول کرے اگر یہ قرض کی صورت میں ہو تو حرام ہے اور سود ہے لیکن اگر معاملہ کی صورت میں ہو یعنی ہزار ڈالر ۱۰۵۰ ڈالر میں فروخت کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ گنی جانے والی چیزوں کو زیادہ لینے کی شرط کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حجر کے احکام

حجر سے مراد یہ ہے کہ انسان کو اس کے جان و مال میں تصرف کرنے سے اس لئے روک دیا گیا ہو کہ اس میں تسلط و تصرف کی بھر پور صلاحیت نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۲۴۸۳۔ انسان کے اندر ممنوع التصرف ہونے کے بہت سے اسباب وعوامل ہیں جن کے بارے میں فقہ کے مختلف ابواب میں بحث ہوئی ہے، ان عوامل میں سے اہم ترین چار ہیں:

۱۔ کمسنی

مسئلہ ۲۴۸۴۔ بچہ بالغ ہونے سے پہلے براہ راست اپنے جان و مال میں تصرف نہیں کر سکتا خواہ وہ اچھے، برے کی تمیز ہی رکھتا ہو لیکن بعض موقعوں پر کر سکتا ہے مثلاً وصیت کر سکتا ہے، جو کہ اپنی جگہ بیان ہوگی۔

مسئلہ ۲۴۸۵۔ ولی کی اجازت سے بچہ اپنے جان و مال میں تصرف کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ اچھے برے کی تمیز رکھتا ہو، جو کام بھی انجام دیتا ہو اس کے اچھے، برے کو سمجھتا ہو تا کہ وہ اس کے مفہوم و معنی کو سمجھے اور اس کی انجام دہی کا قصد کرے۔

مسئلہ ۲۴۸۶۔ اچھے برے کی تمیز رکھنے والا بچہ دوسرے شخص کے جان و مال میں اس شخص کی اجازت سے تصرف کر سکتا ہے کہ جو ان میں تصرف کا حق رکھتا ہے یہاں بچہ کے لئے اس کے ولی کی

اجازت شرط نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۴۸۷۔ اچھے، برے کی تمیز نہ رکھنے والا بچہ اپنے اور دوسرے کی جان و مال میں تصرف نہیں کر سکتا اگر چہ اسے بچہ کے ولی اور خود اس شخص نے اجازت ہی دی ہو۔

مسئلہ ۲۴۸۸۔ اگر بچہ صرف ایک رابطے یا واسطے کا کردار ادا کرتا ہے یعنی اپنے ولی یا صاحبِ اختیار کے پیغام وغیرہ کو دوسرے فریق تک پہنچاتا ہے مثلاً ایک شخص کچھ پیسہ کمسن بچہ کے بدست منڈی میں فریق ثانی کے پاس بھجواتا ہے تاکہ اس کو آگاہ کرے کہ پیسہ والا اس سے معین جنس اس پیسہ کے عوض خریدنا چاہتا ہے اور وہ بھی ایجاب وقبول کا ذمہ دار ہو جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۴۸۹۔ اگر اچھے برے کی تمیز رکھنے والا بچہ اپنے لئے کسی چیز کی خرید وفروخت کرے اور اس بات میں شک ہو کہ اس کو اس کے ولی کی اجازت ہے یا نہیں ہے ظاہراً معاملہ کے صحیح ہونے اور اجازت حاصل ہونے پر حکم لگے گا خصوصاً اس وقت جب وہ کھلم کھلا ولی کی اجازت حاصل ہونے کا دعویٰ کرے، لیکن اگر بعد میں اس کا ولی اجازت دینے سے مکر جائے تو اس کی بات مانی جائے گی۔

مسئلہ ۲۴۹۰۔ کسی شخص کا بالغ ہونا تین چیزوں سے ثابت ہوتا ہے:

۱۔ اطلاع وآگاہی

۲۔ دو عادل افراد کی گواہی

۳۔ خود اس کا یہ کہنا کہ وہ بالغ ہے بشرطیکہ جھوٹ بولنے سے متّہم نہ ہو۔

مسئلہ ۲۴۹۱۔ بلوغ کی علامت ابتدائے کتاب (احکامِ تقلید کے شروع) میں بیان ہو چکی ہے۔

۲۔ دیوانگی

انسان کو اپنے جان و مال میں تصرف سے منع کئے جانے کا دوسرا سبب جنون و دیوانگی ہے۔

مسئلہ ۲۴۹۲۔ کم و زیادہ ہونے کے اعتبار سے جنون کی مختلف قسمیں ہیں لیکن ممنوع التصرف ہونے کے لئے معمولی جنون بھی کافی ہے۔

مسئلہ ۲۴۹۳۔ جنون کا معمولی مرتبہ یہ ہے کہ انسان عقل و ادراک کی کمی کی وجہ سے مصلحت و مفسدہ میں اور فائدہ و نقصان میں تمیز نہ کر سکے اور منطقی و عقلی راستہ کو اختیار کرنے پر قادر نہ ہو۔

مسئلہ ۲۴۹۴۔ جو دیوانہ لین دین کے مفہوم کو سمجھتا ہے اور معاملہ کرنے کا فیصلہ کر سکتا ہے، مگر یہ کہ وہ صحیح راستہ اختیار کرنے پر قادر نہیں ہے تو وہ ممیّز بچہ کے حکم میں ہے، لیکن اگر معاملہ کے مفہوم و معنی کو نہ سمجھتا ہو تو وہ غیر ممیّز بچہ کے حکم میں ہے۔

۳۔ سفاہت

ممنوع التصرف ہونے کا تیسرا سبب سفاہت ہے اور وہ ایک اندرونی کیفیت کا نام ہے جس کی وجہ سے انسان اپنے مال کو تلف ہونے، خراب ہونے اور ناقص ہونے سے بچا سکتا۔

مسئلہ ۲۴۹۵۔ اگر کوئی کم عقلی کے سبب ایسا کام انجام دے کہ جس سے اس کا مال معرض تلف و ضرر میں پہنچ جائے اسے سفیہہ کہا جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۹۶۔ جو شخص اپنے مال کی واجبی نگہبانی نہیں کر پاتا ہے یا اسے مفت میں لٹاتا ہو یا ایسے معاملات کرتا ہو کہ جس سے واضح طور پر فریب کھاتا ہو تو وہ سفیہہ ہے۔

مسئلہ ۲۴۹۷۔ اگر کسی کے اندر جنون و سفاہت کے آثار آشکار نہ ہوں تو ان آثار کو کالعدم

سمجھا جائیگا۔

مسئلہ ۲۴۹۸۔ محض بچہ کے بالغ ہونے پر ولی اس کا مال اس کے سپرد نہیں کر سکتا بلکہ آزمائش وغیرہ کے ذریعہ اس کے رشید ہونے کا پتہ لگائے۔

مسئلہ ۲۴۹۹۔ جو شخص پہلے دیوانہ یا سفیہہ تھا اس سے لین دین کے صحیح ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے عاقل و رشید ہونے کو آزمائے یا دو عادل گواہ اس کی گواہی دیں یا یہ دیکھیں کہ ولی اس سے ایسے پیش آتا ہے جس طرح عاقل و ہوشیار سے پیش آتے ہیں۔

مسئلہ ۲۵۰۰۔ کسی شخص پر سفیہہ کا حکم لگانے یا اس سے سفیہہ ہونے کا حکم ختم کرنے کے لئے حاکم شرع کے حکم کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہر شخص ان علامتوں کے مطابق عمل کر سکتا ہے جو مذکورہ مسئلہ میں بیان ہوئی ہیں۔

مسئلہ ۲۵۰۱۔ اگر کسی شخص سے سفاہت کا حکم ہٹانے کے بارے میں اختلاف ہو تو حاکم شرع سے رجوع کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۵۰۲۔ سفیہہ آدمی کو صرف مالی امور میں تصرف کرنے سے منع کیا جائے گا، خواہ مفت و رائیگان ہوں جیسے ہبہ اور صدقہ یا لین دین کی صورت میں ہو جیسے خرید و فروخت اور اجارہ۔

مسئلہ ۲۵۰۳۔ سفیہہ آدمی کو ہر اس تصرف سے روکا جائیگا کہ جس سے مال خرچ ہو جیسے شادی، نذر، عہد اور قسم۔

مسئلہ ۲۵۰۴۔ سفاہت مالی امور کے علاوہ دوسرے امور مثلاً طلاق و ظہار سے روکنے کا باعث نہیں ہوتی ہے۔

۴۔ دیوالیہ

تصرف سے روکنے کا چوتھا سبب مفلس اور دیوالیہ ہونا ہے۔

مسئلہ ۲۵۰۵۔ مفلس اس شخص کو کہتے ہیں جس کا موجودہ مال اس کے قرض کی ادائیگی میں کفایت نہ کرے۔

مسئلہ ۲۵۰۶۔ اگر مفلس اپنے قرضوں کو ادا کرنے سے انکار کرے اور قرض خواہ افراد حاکم شرع کے یہاں دعویٰ کریں تو حاکم شرع اسے حکم دے گا کہ وہ اپنا قرض ادا کرنے کے سلسلہ میں اقدام کرے اگر پھر بھی اقدام نہ کرے تو حاکم شرع اس کے اموال سے لوگوں کا قرض ادا کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔

مسئلہ ۲۵۰۷۔ اگر مفلس کا مال اتنا نہ ہو کہ جس سے اس کے قرض ادا ہو جائیں تو اس کے موجودہ مال کو، مستثنیات دین کے علاوہ، اس کے قرضوں کے لحاظ سے تقسیم کر دیا جائیگا۔

مسئلہ ۲۵۰۸۔ مستثنیاتِ دین مسئلہ ۲۳۶۰ میں بیان ہو چکے ہیں۔

مسئلہ ۲۵۰۹۔ اگر مفلس اپنے قرضوں کو چکانے سے انکار نہ کرے، لیکن اس کا موجودہ مال اتنا نہ ہو کہ جس سے سارے قرضوں کو چکایا جا سکے تو یہاں بھی اس کے موجودہ مال کو، مستثنیاتِ دین کے علاوہ قرض خواہ افراد کے درمیان ان کے قرضوں کے لحاظ سے تقسیم کر دیا جائیگا۔

مسئلہ ۲۵۱۰۔ اگر مفلس کام کرنے کی طاقت رکھتا ہے اور کام کرنا اس کی شان کے خلاف نہ ہو تو قرض خواہ اسے کام کرنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۵۱۱۔ جب حاکم شرع مفلس کو یہ حکم دیتا ہے کہ وہ اپنے قرضوں کو چکانے کیلئے اقدام کرے تو اس کے اموال سے اس کا تسلط ختم ہو جاتا ہے اب وہ اپنے اموال میں اس طرح

تصرف نہیں کر سکتا ہے کہ جس سے قرضوں کی ادائیگی میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو یا اموال کے نقصان کا باعث ہو۔

مسئلہ ۲۵۱۲۔ اگر مفلس حاکم کے حکم سے کام کرے اور کچھ پیسہ حاصل کرے تو اس پیسہ میں اسے اس وقت تک تصرف کا حق نہیں ہے جب تک کہ لوگوں کا قرض نہ ادا کر دے۔

مسئلہ ۲۵۱۳۔ مذکورہ موارد کے علاوہ مفلس دوسرے تصرفات میں ممنوع التصرف نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۱۴۔ جب مفلس کا مال اس کے قرضوں کی ادائیگی کے لئے کافی نہ ہو اور اگر قرض خواہ میں کوئی یہ دیکھے کہ جو جنس اس نے اس سے خریدی تھی وہ ایسے ہی رکھی ہوئی ہے تو وہ اپنی جنس کو اپنے قرض کی بابت لے سکتا ہے یہ ضروری نہیں ہے کہ اس جنس کو مفلس کے دوسرے اموال کے ساتھ قرض خواہ لوگوں کے درمیان تقسیم کیا جائے۔

تکملہ

ولی سے متعلق

مسئلہ ۲۵۱۵۔ والد اور والد کے اجداد خواہ سلسلہ کتنا ہی اوپر جائے، بچہ کی جان و مال کے سلسلہ میں اس کے ولی ہوتے ہیں، طلاق اور بعض شادی کے ان مسائل میں ولی نہیں ہوتے جو اپنی جگہ بیان کئے جائیں گے۔

مسئلہ ۲۵۱۶۔ باپ، دادا کی ولایت کے استعمال میں مصلحت کا ہونا شرط نہیں ہے بلکہ اتنا ہی کافی ہے کہ اس میں خرابی نہ ہو اور یہ نہ سمجھا جائے کہ بچہ کے حق کو ضائع کیا جا رہا ہے۔

مسئلہ ۲۵۱۷۔ باپ اور دادا بچہ کے مال کو اس زمانہ کی قیمت پر فروخت کر سکتے ہیں لیکن عرف میں اس کو کوتاہی نہ سمجھا جائے، اس اعتبار سے کہ کسی مشکل کے بغیر اس سے زیادہ قیمت پر فروخت کرنے کا امکان ہو۔

مسئلہ ۲۵۱۸۔ اگر باپ یا دادا بچہ کے حق کو استعمال یا ساقط کرنا چاہیں تو مذکورہ شرط کے علاوہ احتیاطِ واجب کی بنا پر لازم ہے کہ عرفاً اس کی ضرورت ہو یعنی اس کے لئے اقدام نہ کرنا بچہ کو مشکلوں میں مبتلا کرنا سمجھا جائے یا اس کے اہم فائدہ کو نظر انداز کرنا سمجھا جائے۔

مسئلہ ۲۵۱۹۔ باپ اپنے مرنے کے بعد اپنے بچہ کے لئے سرپرست بنا سکتا ہے بشرطیکہ دادا کے

ولی ہونے سے نہ ٹکرائے۔

مسئلہ ۲۵۲۰۔ دادا بھی اپنے مرنے کے بعد کسی کو سرپرست و ولی مقرر کر سکتا ہے کہ جو اس کے پوتے کی سرپرستی کو اپنے ذمہ لے بشرطیکہ باپ کی ولایت سے نہ ٹکرائے۔

مسئلہ ۲۵۲۱۔ اگر باپ یا دادا اپنی وصیت میں وصی کو صریح طور پر یہ اجازت دیں کہ بچہ کے مال سے تجارت کرے تو وہ اس سے تجارت کر سکتا ہے اس کے علاوہ احتیاط واجب یہ ہے کہ بچہ کے مال سے تجارت نہ کرے، مگر یہ کہ اتنی استطاعت رکھتا ہو کہ احتمالی نقصانات کی تلافی کر سکے اور اس کے نفع میں یتیم کے ساتھ شریک نہ ہو۔

مسئلہ ۲۵۲۲۔ اگر کوئی بچہ جنون کی حالت میں بالغ ہو تو باپ، دادا اور ان کے وصی کی ولایت اس پر جاری رہے گی۔

مسئلہ ۲۵۲۳۔ اگر کوئی بچہ رشد کی حالت میں بالغ ہو اور پھر اس پر جنون طاری ہو جائے تو اس کا ولی وہ ہے جو سب سے زیادہ اس کی میراث کا مستحق ہے اس کی وضاحت بعد والے مسئلہ میں کی جائے گی۔

مسئلہ ۲۵۲۴۔ اگر بچہ یا پاگل کا باپ، دادا یا ان کا وصی مر جائے تو اس کا ولی وہ شخص قرار پائے گا جو اس کی میراث کا سب سے زیادہ مستحق ہے بشرطیکہ وہ اس کی سرپرستی کو قبول کرنا چاہتا ہو اور اس ولی کے کام میں کوئی بھی آڑے نہیں آ سکتا اور نہ اس کی اجازت کے بغیر بچہ کے کام میں مداخلت کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۵۲۵۔ اگر مذکورہ مسئلہ میں وہ شخص سرپرست قبول نہ کرے جو میراث میں اولیٰ ہے تو پھر ہر وہ شخص ولی بن سکتا ہے جو نیک اندیشی کے ساتھ برتاؤ کرے اور کوتاہی و شر انگیزی کے بغیر اس

کی دیکھ بھال کرے جیسا کہ باپ دادا کے بارے میں بیان ہوا ہے، البتہ انسان اپنے ضمیر سے واقف ہے اور خدا اس کے اعمال کو دیکھتا ہے وہ فتنہ انگیز و مصلحت اندیش کو بخوبی پہچانتا ہے۔

مسئلہ ۲۵۲۶۔ جو شخص بچہ کے امور کا ذمہ دار ہے اسے چاہئے کہ ان مسائل میں جو کہ روزمرہ کے مسائل سے زیادہ اہم ہیں ان میں احتیاطِ واجب کی بنا پر کسی عدل کرنے والے آدمی سے مدد حاصل کرے۔

مسئلہ ۲۵۲۷۔ شادی اور طلاق کے مسائل میں، بچے اور پاگل کے امور کا ذمہ دار انسان، اس وقت اقدام کرسکتا ہے جب عرف میں اس کام کی ضرورت سمجھی جائے اور احتیاطِ واجب کی بنا پر اسے حاکم شرع سے بھی رجوع کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۵۲۸۔ جو بچہ سفاہت و بیوقوفی کی حالت میں بالغ ہو تو اس کا ولی وہی ہے جو بچپنے میں اس کا ولی تھا۔

مسئلہ ۲۵۲۹۔ جو بچہ رشد کی حالت میں بالغ ہوتا ہے لیکن بعد میں اس پر سفاہت طاری ہو جاتی ہے تو احتیاطِ واجب کی رو سے اس کے باپ دادا کے ساتھ حاکم شرع بھی اس کا ولی ہے پھر وہ شخص اس کا ولی ہے جو اس کی میراث پانے میں اولیٰ ہے بشرطیکہ وہ اس کی سرپرستی کو قبول کرنا چاہتا ہو۔

صلح کے احکام

صلح ایک معاہدہ ہے جو دو آدمیوں کے درمیان اس وقت ہوتا ہے جب وہ دوسرے معاہدوں کے بارے میں کسی نتیجہ پر نہ پہنچ پاتے ہوں تا کہ وہ اپنی مشکل کو حل کریں اور اپنا مقصد پورا کرسکیں۔

مسئلہ ۲۵۳۰۔ دوسرے لازم عقود کی مانند صلح میں بھی طرفین کا بالغ، عاقل اور رشید ہونا ضروری ہے اور یہ کہ وہ دیوالیہ اور ممنوع التصرف نہ ہو۔

مسئلہ ۲۵۳۱۔ صلح کے واقع ہونے میں ہر وہ قول و فعل کافی ہے جو اس کے مضمون کو ادا کردے۔

مسئلہ ۲۵۳۲۔ اگر صلح کسی حلال کو حرام کرنے یا کسی حرام کو حلال کرنے پر مشتمل ہو یا کسی حکم شرع کے خلاف ہو تو صلح منعقد نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۲۵۳۳۔ صلح عقدِ لازم ہے مگر یہ کہ طرفین اس میں خیارِ فسخ کی شرط کرلیں تو اس صورت میں صاحب خیار اسے فسخ کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۲۵۳۴۔ صلح کرنے والے فریقین میں سے ہر ایک تخلف شرط، تخلف وصف یا کسی عیب کے ظاہر ہونے کے سبب صلح کو فسخ کرسکتا ہے اسی طرح متفق ہوکر دونوں بھی اس کو فسخ کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۵۳۵۔ اختلاف کو ختم کرنے اور جنگ و جدال کو روکنے کے لئے صلح کی جاسکتی ہے۔

مسئلہ ۲۵۳۶۔ صلح میں اس حق کو تقسیم کیا جاسکتا ہے جو اختلاف کی بنیاد ہے یا اس حق کو کسی ایک کو

دیا جاسکتا ہے یا ہر وہ کام کیا جاسکتا ہے جس سے اختلاف برطرف ہوجائے یا جس سے اختلاف پیدا نہ ہو، اگرچہ وہ ایک ہی کا حق ہو اور دونوں اس سے آگاہ ہوں، مگر یہ کہ ان کے پاس کوئی ایسی چیز ہو کہ جس کی بنیاد پر لڑائی جھگڑا کریں۔

مسئلہ ۲۵۳۷۔ صلح کا معاہدہ ہونے کے بعد طرفین کو جھگڑا کرنے کا حق نہیں رہتا ہے اور جو چیز صلح کے ذریعہ ملی ہے وہ حلال ہے خواہ بعد میں اقرار وغیرہ کے ذریعہ حقیقت آشکار ہوجائے۔

مسئلہ ۲۵۳۸۔ اگر ظلم و تعدی چھوڑنا صلح کی قرار داد کے ارکان میں سے ایک ہو یعنی حقدار فریق ثانی کو اس لئے کوئی چیز دے کہ وہ شرارت سے دست کش ہوجائے، اسے گالی نہ دے اور اس کے خلاف ظالم حاکم کے یہاں دعویٰ نہ کرے یہاں ظلم نہ کرنے کے عوض مال دینا صلح نہیں ہے اور یہ مال اس کے لئے حلال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۳۹۔ اگر کسی کو ڈرا دھمکا کر صلح پر مجبور کریں تو ایسی صلح صحیح نہیں ہے کیونکہ جو عقد جبراً کیا جاتا ہے وہ باطل ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲۵۴۰۔ مشترک حق کو جدا کرنے کے لئے صلح کرنا جائز ہے مثلاً دو آدمی ایک گھوڑے اور ایک گائے میں شریک ہوں پھر وہ اس بات پر صلح کریں کہ ایک کا گھوڑا ہے اور ایک کی گائے ہے البتہ یہ از باب تقسیم نہیں ہے بلکہ صلح ہے۔

مسئلہ ۲۵۴۱۔ اگر یہ معلوم نہ ہوسکے کہ دو آدمیوں میں سے حق کس کا ہے تو یہاں بھی صلح جائز ہے مثلاً ایک آدمی کی کتاب ہو اور ایک کا لباس اور یہ معلوم نہ ہو کہ کتاب کا مالک کون ہے اور لباس کا مالک کون؟ تو یہاں بھی صلح کی جاسکتی ہے ایک کتاب اٹھالے گا اور دوسرا لباس لے لیگا۔

مسئلہ ۲۵۴۲۔ اشتباہ کو برطرف کرنے کے لئے کہ کوئی حق درکار ہے یا نہیں؟ اس شخص سے صلح کی

جاسکتی ہے جس کے بارے میں یہ احتمال ہو کہ وہ صاحب حق ہے یا اس کے ولی سے صلح کی جاسکتی ہے یعنی یہ نہیں معلوم کہ زید نے خالد سے اتنا پیسہ قرض لیا ہے یا نہیں؟ یا اس نے اپنا قرض ادا کیا ہے یا نہیں؟ تو یہاں اس مبلغ کے نصف پر صلح کریں گے۔

مسئلہ ۲۵۴۳۔ مذکورہ مورد میں صلح کا یہ فائدہ ہے کہ جس جنس یا مبلغ پر صلح کی جارہی ہے وہ اس شخص کے لئے حقیقت میں حلال ہو یعنی اگر بعد میں حقیقت واضح ہو جائے تو مقتضائے صلح سے باہر نہ جائے۔

مسئلہ ۲۵۴۴۔ جو حق ثابت ہے اگر اس سے کم میں صلح کریں تو جائز ہے اور دوسرا فریق اس سے زیادہ سے بری الذمہ ہے لیکن دو شرطوں کے ساتھ۔

۱۔ حق دار اس کی مقدار کو جانتا ہو۔

مسئلہ ۲۵۴۵۔ اگر حق دار اس کی مقدار کو نہ جانتا ہو اور دوسرا فریق جانتا ہو لیکن اس کا اظہار نہ کرتا ہو اور اس لئے لاعلمی کا اظہار کرتا ہو تا کہ کم پر صلح ہو جائے تو ایسی صلح جائز نہیں ہے مگر یہ کہ حق دار اس سے راضی ہو یہاں تک کہ یہ جانتا ہو کہ فریق ثانی اس کی مقدار کو جانتا ہے۔

۲۔ صلح حقیقت میں ہو اور مد مقابل کو اپنے حق سے سنجیدگی کے ساتھ بری الذمہ کرنے کا تہ دل سے ارادہ رکھتا ہو۔

مسئلہ ۲۵۴۶۔ اگر حقدار صرف اس لئے صلح کرتا ہے تا کہ اپنے حق میں سے کچھ حاصل کر سکے تو ایسی صلح، صلح نہیں ہے اور جس نے زیادہ لیا ہے وہ اس کا ذمہ دار ہے۔

وکالت کے احکام

وکالت ایک معاہدہ ہے جس میں وکیل موکل کا جانشین ہوتا ہے جیسا کہ ولی اس شخص کا جانشین ہوتا ہے جس کی وہ ولایت رکھتا ہے۔

مسئلہ ۲۵۴۷۔ محض وکالت کی قرارداد ہونے سے وکیل موکل کی جگہ آ جاتا ہے اگر چہ اس نے ابھی کوئی تصرف نہ کیا ہو وکالت تصرف میں اجازت سے کہیں زیادہ اہم ہے کیونکہ وہاں صرف تصرف کا حق ہوتا ہے اور اذن دینے والے کی جگہ قرار نہیں پاتا ہے۔

مسئلہ ۲۵۴۸۔ اذان اور وکالت میں یہ فرق ہے کہ وکالت میں ایک قسم کی تفویض ظاہر ہوتی ہے اگر انسان کسی شخص کی طرف سے یا اس کے ولی کی طرف سے مالی امور میں مطلق طور پر وکیل ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ ان تمام کاموں کو انجام دے جو موکل پر واجب تھے جبکہ اجازت یافتہ کا یہ فریضہ نہیں ہے بلکہ اس کو صرف اقدام کا حق ہے۔

مسئلہ ۲۵۴۹۔ وکالت میں دوسرے عقود کی مانند ہر وہ قول وفعل کافی ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ وکیل وموکل قرارداد کی پابندی کریں گے۔

مسئلہ ۲۵۵۰۔ احتیاط واجب کی بنا پر وکالت کو قطعی ہونا چاہئے پس اگر کوئی چیز ایسی چیز پر موقوف و مقید ہو کہ جس کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ یہ واقع ہوگی یا نہیں تو وکالت منعقد نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۲۵۵۱۔ اگر وکالت قطعی ہو لیکن جس کے لئے وکالت کی جا رہی ہے وہ موقوف ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۵۲۔ وکیل اور موکل دونوں بالغ، عاقل اور رشید ہوں اور مالی امور میں ممنوع التصرف نہ ہوں، مگر یہ کہ ولی کی اجازت سے ایسی قرارداد کریں۔

مسئلہ ۲۵۵۳۔ اگر کوئی فرد کامل ایسے قاصر آدمی کو وکیل بنائے جو اچھے برے کی تمیز رکھتا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے اگر چہ ولی کی اجازت سے نہ ہو، اور یہ وکالت کی صحت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ تصرف کی اجازت کی وجہ سے ہے جو وکالت کے مفہوم سے سمجھ میں آتی ہے کیونکہ اذن یافتہ کے تصرف کے نفوذ میں کمال اور ولی کی اجازت کی شرط نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۵۴۔ وکیل کے تصرفات کے نفوذ کے لئے یہ شرط ہے کہ موکل کو اس کام پر حاکمیت ہو لہذا اگر باکرہ لڑکی کا کوئی ولی ہو اور وہ اپنے نکاح کے لئے کسی کو وکیل بناتی ہو تو اس کی وکالت صحیح ہے لیکن اس کے عقد کا نفوذ موکل کے ولی کی رضامندی شے مشروط ہے۔

مسئلہ ۲۵۵۵۔ اگر اس مال کا مالک، کہ جو دوسرے کے پاس گروی ہے، کسی کو وکیل بناتا ہے کہ اس کے مال کو فروخت کر دے تو اس کی وکالت صحیح ہے لیکن اس معاملہ کا نفوذ گروی لینے والے کی اجازت سے مشروط ہے۔

مسئلہ ۲۵۵۶۔ وکالت جائز عقود میں سے ایک ہے لہذا موکل کسی وقت بھی وکیل کو معزول کر سکتا ہے، اسی طرح وکیل بھی کسی وقت بھی وکالت سے کنارہ کش ہو سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۵۵۷۔ وکیل کی معزولی اس وقت نافذ ہوگی جب وہ اس سے مطلع ہو یا کسی معتمد نے اسے اطلاع دی ہو۔

مسئلہ ۲۵۵۸۔ اگر وکالت کی قرارداد کے ذیل میں یا کسی دوسرے عقد کے ضمن میں یہ شرط کریں کہ وہ وکیل کو ہرگز معزول نہیں کریں گے یا مدت معینہ تک اس کو برطرف نہیں کریں گے تو یہ شرط صحیح ہے اور اس زمانہ تک عزل نافذ نہیں ہوگا اور ایسے ہی وہ اپنی جگہ وکیل رہے گا۔

مسئلہ ۲۵۵۹۔ جس کام کے بارے میں شارع مقدس نے یہ نہ فرمایا ہو کہ اس کو خود ہی انجام دینا ہے، اس میں وکیل بنانا جائز ہے اور موکل سے اس کے منسوب ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ کام اس کے حکم، اس کی نیابت اور اس کی طرف سے انجام پائے۔

مسئلہ ۲۵۶۰۔ اعتباری امور، جیسے عقود اور ایقاعات کا جاری کرنے یا خارجی امور، جیسے کوئی چیز تحویل میں لینے یا سپرد کرنے یا ہبہ کرنے، بہت سے واجبات اور مستحبات کو انجام دینے کے لئے وکیل بنانا صحیح ہے خصوصاً ان امور میں جن کے بارے میں شارع مقدس نے یہ نہیں فرمایا کہ خود انجام دینا ہے۔

مسئلہ ۲۵۶۱۔ ہم نے فقہاء رضوان اللہ علیہم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے فقہ کے مختلف ابواب میں یہ بیان کیا ہے کہ کن موارد میں وکیل بنانا صحیح ہے اور کن موارد میں وکیل بنانا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۶۲۔ اگر وکالت مطلق ہو تو وکیل جو طریقہ چاہے اختیار کرے، آزاد ہے، لیکن اگر وکالت مقید ہو تو اسے وکالت کے دائرہ سے خارج نہیں ہونا چاہئے اور اگر خارج ہو جائے گا تو اس کا کام نافذ نہیں ہوگا، مگر یہ کہ موکل اس کی اجازت دیدے۔

مسئلہ ۲۵۶۳۔ وکالت کی حدود کی تعیین کا معیار، کہ اس کی وکالت محدود ہے یا وسیع، عرف ہے یعنی جو کچھ وکالت کی قرارداد، دوسرے شواہد اور قرائن حالیہ و مقالیہ اور رائج طریقہ کو ملانے کے بعد لوگ جو معین کریں اسی کو قرارداد کا معیار قرار دیا جائیگا اور اس کی وکالت کی حدوں کی تعیین کی جائیگی۔

مسئلہ ۲۵۶۴۔ اگر صرف ایک مال کے لئے وکیل بنایا گیا ہو تو موکل اسے وکیل کے سپرد کردے تا کہ وہ اپنی وکالت کے دارۂ میں رہ کر اس سلسلہ میں قدم اٹھائے۔

مسئلہ ۲۵۶۵۔ اگر موکل نے کوئی جنس وکیل کے سپرد کردی تا کہ وہ اسے فروخت کرے یا اس کی مرمت کرے یا اس کی حفاظت کرے تو وہ جنس اس کے پاس امانت ہے اگر اس کے ہاتھ میں تلف ہو جائے تو ضامن نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اپنی حدود سے خارج ہو جائے یا اس کی حفاظت میں کوتاہی کرے یا اس سے کام لینے میں زیادتی کرے تو ضامن ہے لیکن اس کی وکالت باطل نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۲۵۶۶۔ جب وکیل کوئی معاملہ کرتا ہے تو وہ اس کا ذمہ دار ہوتا ہے اگر موکل پیسہ دینے یا جنس لینے میں پہلوتہی کرے تو دوسرا فریق وکیل سے مطالبہ کرسکتا ہے اور وکیل کو اپنی ذمہ داری پوری کرنا چاہئے اگر پیسہ ہے تو اسے ادا کرے اور اگر جنس ہے تو اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۵۶۷۔ اگر وہ جنس عیب دار نکل آئے کہ جو وکیل نے فروخت کی ہے تو خریدار وکیل سے اس کے مابہ التفاوت کا مطالبہ کرسکتا ہے اور اگر معاملہ فسخ ہو جائے تو خریدار وکیل سے اپنا پیسہ لے گا اور اگر نکاح کے لئے وکیل بنایا ہو تو لڑکی اس سے اپنے مہر کا مطالبہ کرسکتی ہے۔

مسئلہ ۲۵۶۸۔ اگر وکیل اس بات کی تصریح کردے کہ اس پر کوئی ذمہ داری نہ ہوگی یا قرائن سے یہ ثابت ہو جائے کہ وہ صرف صیغہ جاری کرنے کے لئے وکیل تھا تو اس صورت میں اس پر کوئی ذمہ داری نہ ہوگی۔

مسئلہ ۲۵۶۹۔ وکیل کے لئے اجرت معین کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے پس اگر اجرت خود وکالت کی ہو تو وہ وکیل بنتے ہی اجرت کا مستحق ہو جائے گا اور کام کی کیفیت پر توجہ نہیں کی جائے گی اور اگر کسی کو اس واسطے وکیل بنایا جائے کہ وہ وقتِ ضرورت ضروری اقدامات کرے اور اس کے لئے ماہانہ اجرت مقرر کردے تا کہ وکالت کا سلسلہ جاری رہے تو وہ اجرت کا مستحق ہے۔

مسئلہ ۲۵۷۰۔ اگر وکیل کی اجرت اس کام کی بنیاد پر طے ہو کہ جس کو وہ انجام دیتا ہے تو اسی کی بنیاد پر وہ مستحق ہوگا پس اگر یہ کہے کہ وہ جو کام بھی کرے گا میں اسے اتنا دونگا تو اسی لحاظ سے وہ اجرت کا مستحق ہوگا۔

ہبہ کے احکام

ہبہ کسی کو کوئی چیز بخشنے یا کسی کو بلاعوض کوئی چیز دینے سے عبارت ہے، البتہ صدقہ کے عنوان سے نہیں کہ جس میں قصد قربت کی ضرورت ہوتی ہے۔

مسئلہ ۲۵۷۱۔ ہبہ کے عقد میں ہر وہ قول وفعل کافی ہے جو ہبہ کرنے والے اور ہبہ کو قبول کرنے والے یا ان کے وکیل اور ولی کے درمیان واقع ہوتا ہے اور ہبہ و بخشش کے مضمون کو سمجھا جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۵۷۲۔ ہبہ ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ ہبہ کرنے والا، ہبہ کی جانے والی جنس کو ہبہ کے قصد سے ہبہ قبول کرنے والے کے پاس بھیج دے اور وہ اسے لے لے۔

مسئلہ ۲۵۷۳۔ ہبہ کرنے والے اور ہبہ قبول کرنے والے کو بالغ و عاقل ہونا چاہئے، یا ان کا ولی اس کام کو انجام دے اور ہبہ کرنے والا محجور (یعنی سفیہہ و دیوالیہ) نہ ہو۔

مسئلہ ۲۵۷۴۔ ہبہ کے صحیح ہونے میں یہ شرط ہے کہ ہبہ قبول کرنے والا اسے ہبہ کنندہ کی اجازت سے قبضہ میں لے اگر چہ عقد کے بعد کافی عرصہ گذر جائے، پس اگر ہبہ کرنے والا ہبہ قبول کرنے والے کے لینے سے پہلے مرجائے تو ہبہ باطل ہو جائیگا اور ہبہ کی جانے والی چیز میراث کا جزء سمجھی جائے گی۔

مسئلہ ۲۵۷۵۔ اگر ہبہ قبول کرنے والے کے بجائے اس کا وکیل یا ولی قبضہ میں لے یا ہبہ کی جانے والی چیز

ہبہ پذیر کے تصرف میں ہو تو یہی کافی ہے اور از سر نو قبضہ میں لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۷۶۔ ہبہ میں ہبہ پذیر کی راہ سے مانع ہٹا دینا اور اس کو متعلقہ دفتر میں لکھوا دینا کافی نہیں ہے بلکہ ہبہ کرنے والے کو چاہئے کہ وہ اس کو اپنے دائرہ اختیار و تصرف سے خارج کرے اور عرفاً ہبہ قبول کرنے والے کے اختیار میں آجائے۔

مسئلہ ۲۵۷۷۔ ہبہ کو عین شے ہونا چاہئے منافع کو ہبہ کرنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۷۸۔ اگر کوئی اپنے مشترک حصہ کو ہبہ کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس کو قبضہ میں لینا یہ ہے کہ پوری چیز کو قبضہ میں لے۔

مسئلہ ۲۵۷۹۔ اگر کسی کا کسی پر قرض ہے تو وہ اس قرض کو دوسرے آدمی کو ہبہ کر سکتا ہے اور اس کو لینے سے قبضہ ثابت ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۵۸۰۔ اگر کسی کا کسی پر قرض ہے تو وہ خود اس شخص کو ہبہ کر سکتا ہے یہاں قبضہ کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اسے بری الذمہ کرنے کے لئے ہو۔

مسئلہ ۲۵۸۱۔ جب ہبہ کی قرارداد ہو جائے اور ہبہ قبول کرنے والا اس کو قبضہ میں لے لے تو یہ عمل الزامی نہیں ہوگا بلکہ ہبہ کرنے والا کسی وقت بھی اس کو واپس لے سکتا ہے لیکن پانچ جگہوں پر واپس نہیں لے سکتا:

۱۔ جس کو وہ چیز ہبہ کی ہے وہ صاحبان رحم میں اور عزیزوں میں سے ہو، اور یہ کہ عزیز کون ہے تو اس کا معیار عرف ہے۔

مسئلہ ۲۵۸۲۔ اگر عقدِ نکاح سے پہلے میاں بیوی خاندانی نہیں تھے تو وہ عزیز شمار نہیں ہوں گے۔

۲۔ ہبہ کرنے والے کو ہبہ قبول کرنے والے نے بھی کوئی چیز ہبہ کی ہو، اس کو ہبۂ معوّضہ کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۵۸۳۔ اگر ہبہ کرنے والا اس کو اس شخص کے ہبہ کے عوض دوسرے شخص کو ہبہ کرے تو یہ بنا براحتیاط واجب الزامی نہیں ہوگا۔

۳۔ ہبہ شدہ چیز میں کچھ تغیرات آ گئے ہوں مثلاً کپڑے کو کاٹ یا سل دیا جائے، گیہوں کو پسوالیا جائے وغیرہ اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ یہ تغیرات ہبہ قبول کرنے والے کے توسط سے ہوں یا کسی دوسرے آدمی کے توسط سے۔

۴۔ یہ ہبہ شدہ چیز فروخت، بخشش اور وقف وغیرہ کے سبب اسکی ملکیت سے خارج ہوئی ہو۔

مسئلہ ۲۵۸۴۔ اگر بعد میں ہبہ شدہ چیز اس شخص کی ملکیت میں واپس آ جائے کہ جس کو ہبہ کی گئی تھی تو کیا اس وقت ہبہ کرنے والا اس کو واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟ یہ محل اشکال ہے۔

۵۔ ہبہ کرنے والے یا ہبہ قبول کرنے والوں میں سے کوئی مر جائے۔

مذکورہ پانچوں موارد میں سے کسی میں بھی ہبہ کرنے والا، ہبہ کی جانے والی چیز کو واپس نہیں لے سکتا۔

مسئلہ ۲۵۸۵۔ ہبہ معوضہ میں یہ ضروری نہیں ہے کہ عوض عین ہو بلکہ ہر وہ چیز کافی ہے جس کو ہبہ کا عوض یا جز کہا جا سکے، جیسے کوئی سامان، کرایہ وغیرہ یا کوئی کام، خواہ اس کی ملکیت میں دے یا اس کے اختیار میں دے دیتا کہ وہ اس سے فائدہ حاصل کرے لیکن شرط یہ ہے کہ یہ عمل ہبہ کے عوض و جزاء کے عنوان سے عمل پذیر ہو۔

مسئلہ ۲۵۸۶۔ اگر کوئی شخص کوئی گھر خریدنا چاہتا ہے اور صاحب خانہ اس کو فروخت کرنے پر آمادہ نہ ہو اگر خریدار اسے کوئی چیز ہبہ کر دے اور وہ اپنا گھر فروخت کرنے پر راضی ہو جائے تو اس کو ہبہ معوضہ کہا جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۵۸۷۔ ہبہ معوضہ میں بنا براحتیاط واجب لازمی ہے کہ ہبہ کرنے والا اس کو اپنے ہبہ کا عوض سمجھ کر قبول کرے، اگر اس سے غافل تھا اور اس کو عوض کے عنوان سے قبول نہیں کیا تو ہبہ الزامی نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۲۵۸۸۔ اگر ہبہ میں کوئی شرط ہوئی ہو تو جس شخص پر شرط ہوئی ہے اس کو اس وقت تک اس شرط کا پابند رہنا ہے جب تک ہبہ کی جانے والی چیز باقی ہے اگر ایسا نہیں ہوگا تو مد مقابل کے لئے خیارِ شرط ثابت ہو جائے گا اگر چہ۔ ہبہ کو الزامی کرنے والے۔ پانچ عوامل واسباب میں سے کوئی بھی موجود ہو۔

مسئلہ ۲۵۸۹۔ اگر کوئی شخص اپنی کسی بیوی یا اولاد کو کوئی چیز زیادہ دے اگر تنگ دست ہے تو مکروہ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مطلق طور پر مکروہ ہے۔

صدقات واوقاف کے احکام

تمام صدقات کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ مالک کی ملکیت سے خارج ہو جاتے ہیں اور مالک ان سے ہرگز بہرہ مند نہیں ہونا چاہتا، کلی طور پر صدقات کی دو قسمیں ہیں:

۱۔عین شی ءکومحفوظ ومحبوس کر دیا جاتا ہےاوراس کے منافع کوآزاد کر دیا جاتا ہے یااس سے حاصل ہونے والےمنافع کومعین شدہ راہ میں خرچ کیا جاتا ہے۔

۲۔عین شی ء مالک کی ملکیت سے خارج ہوجاتی ہےاوراس کےنقل وانتقال اوراس سے استفادہ کرنے پرکوئی پابندی نہیں ہوتی ہے۔

پہلی قسم وقف اور دوسری قسم صدقات ہے

مسئلہ۲۵۹۰۔وقف کی بعض قسموں جیسے سکنیٰ ورہائش،عمریٰ اوررقبیٰ میں وقف شدہ چیز مالک کی ملکیت سے خارج نہیں ہوتی ہےاس کی تفصیل چوتھی فصل میں بیان ہوگی۔

صدقات واوقاف کو یہاں دو بحثوں میں بیان کیا جاتا ہے:

پہلی بحث

وقف کے احکام

اس بحث میں چار فصلیں ہیں:

پہلی فصل

وقف کی حقیقت اور اس کے اقسام

وقف عبارت ہے عین شی ءکو، مالک کی ملکیت سے خارج کرنے اور اس کو اس کے منافع یا پیداوار سے استفادہ کرنے کے لئے، محفوظ ومحبوس کرنے سے۔

مسئلہ۲۵۹۱۔ ممکن ہے کہ وقف شدہ چیز کا منافع عام لوگوں کے فائدہ کے لئے ہو یا کسی خاص طبقہ کے لئے مخصوص ہو اس طرح وقف کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔

قسم اول: وقف عام

مسئلہ۲۵۹۲۔ جو اوقاف کسی خاص عنوان کے تحت وقف ہوتے ہیں لیکن ان سے استفادہ کرنے کا

حق کسی خاص طبقہ کو نہیں ہوتا ہے وہ وقف عام ہیں جیسے مسجدیں، ائمہؑ کے مزار مشاہد مشرفہ اور اماکن مقدسہ اور انکی عمارتیں۔

مسئلہ۲۵۹۳۔ ان اماکن سے زائروں اور نمازیوں کا استفادہ کرنا ان اماکن کے عناوین کے آثار میں سے ہے ان کے مقوّمات میں سے نہیں ہیں کہ جو ان اماکن سے استفادہ کو اسی سے مخصوص کردے۔

مسئلہ۲۵۹۴۔ وقف عام میں کوئی خاص آدمی اس کے منافع کا مالک نہیں ہوتا ہے اور ان سے استفادہ کرنا کسی خاص گروہ یا خاص مورد سے مخصوص نہیں ہوتا ہے۔

مسئلہ۲۵۹۵۔ وقف عام کو ایسے ہی استعمال کے لئے کرایہ پر دینا اور اس کا پیسہ وصولنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ۲۵۹۶۔ اگر کوئی وقف عام کو غصب کرے اور اپنے علاوہ کسی کو اس سے استفادہ نہ کرنے دے تو اس نے حرام کام کیا لیکن وہ اس کا ضامن نہیں ہے۔

مسئلہ۲۵۹۷۔ غیر شرعی عنوان سے کسی چیز کو وقف کرنا جیسے بت خانہ، بت کدہ، کنیسا، کلیسا یا ہر اس چیز کو وقف کرنا جو باطل فرقہ کا شعار یا باطل منسوخ شدہ فرقوں میں سے کسی کا عبادت خانہ ہو تو جائز نہیں ہے اور وقف نہیں ہوگا۔

مسئلہ۲۵۹۸۔ کسی جگہ کو کسی کافر، گمراہ اور بدعتی کی آرام گاہ کے عنوان سے وقف کرنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ۲۵۹۹۔ اگر کسی مسجد پر کوئی گمراہ فرقہ قابض ہو جائے اور اسے اپنی تبلیغ کا مرکز بنالے تو اس کا وقف ہونا ختم ہو جائے گا۔

مسئلہ۲۶۰۰۔ آسمانی ادیان میں سے جو معبد کسی دین کی عبادت گاہ کے عنوان سے اس کے منسوخ

ہونے سے تعمیر ہوا تھا اور وہاں اس دین کے ماننے والے موجود ہوں اور وہ ان کے اختیار میں ہو تو وہ وقف سے خارج نہیں ہے۔

مسئلہ۲۶۰۱۔ مومنوں کی قبروں پر جو گنبد بنائے گئے ہیں اور اب ان پر گمراہ و بدعتی لوگوں کا قبضہ ہے تو اس سے اس وقف کے ہونے کو ضرر نہیں پہنچے گا ہاں باطل پرستوں کا قبضہ ناجائز ہے ۔

دوسری قسم: وقفِ خاص

مسئلہ۲۶۰۲۔ جو عمارتیں کسی خاص طبقہ کے لئے وقف ہوئی ہیں تا کہ وہ اس کے منافع یا آمدنی سے استفادہ کرے اس کو وقفِ خاص کہتے ہیں اس کی تین صورتیں ہیں:

۱۔ اس بنیاد پر وقف کیا گیا ہو کہ جس طبقہ کے لئے یہ وقف ہیں وہ بنفس نفیس ان کی آمدنی، پھل اور منافع سے استفادہ کریں گے لیکن اس کے مالک نہیں ہوں گے جیسے دینی مدارس، طلبہ کے لئے وقف ہوتے ہیں، مسافروں اور زائروں کے لئے سرائے وقف ہوتی ہے یا وہ گھر جو اولاد کے لئے وقف ہوتے ہیں۔

مسئلہ۲۶۰۳۔ مذکورہ مثالوں میں جس طبقہ کے لئے وقف ہوا ہے وہ مقرر شدہ ضوابط کے تحت ان میں قیام و سکونت کر سکتے ہیں لیکن نہ ان کو اپنی ملکیت بنا سکتے ہیں اور نہ کرایہ پر دے سکتے ہیں اور اگر کسی نے ان کو غصب کیا تو گناہ کیا ہے لیکن وہ ان کا ضامن نہیں ہے۔

۲۔ مدنظر طبقہ کی مالکیت کی بنیاد پر وقف ہو یعنی جس طبقہ کے لئے عمارت وقف ہوئی ہے وہ اس کی آمدنی اور منافع کے مالک ہوں گے جیسے کوئی شخص کوئی گھر یا کوئی باغ اپنی اولاد کے لئے وقف کرے اور اس بات کی تصریح کر دے کہ ان کی آمدنی و منافع اولاد کی ملکیت ہوگی۔

مسئلہ۲۶۰۴۔ مذکورہ فرض میں اس طبقہ کے لوگ اس گھر یا اس باغ کے منافع کے مالک ہوں گے وہ اس کو مالک ہی کی مانند اجارہ پر دے سکتے ہیں لہذا ان پر خمس و زکواۃ بھی فرض ہے۔

مسئلہ۲۶۰۵۔ مذکورہ فرض میں اگر کوئی شخص اس جگہ پر زبردستی قابض ہو یا اس کے منافع و آمدنی سے استفادہ کرے یا ان کے منافع کو برباد کرنے کے اسباب فراہم کرے تو ضامن ہے۔

مسئلہ۲۶۰۶۔ ظاہر یہ ہے کہ جہاں ان لوگوں کی تعداد زیادہ ہو کہ جن کے لئے وقف کیا گیا ہے تو وہاں وقف کے یہ معنی مراد نہیں ہوتے مثلاً وہ عمارتیں جو طلبہ، علماء، سادات، فقراء اور زائرین وغیرہ کے لئے وقف کی گئی ہیں بلکہ ایسا وقف اولاد کے لئے تصور ہے کہ وقف نامہ کی بنیاد پر اس کی آمدنی و منافع ان کے درمیان تقسیم ہوتے ہیں۔

۳۔ متولی کے مالک بنانے کی بنیاد پر وقف ہو کہ متولی اس کے منافع کو ان لوگوں کے درمیان تقسیم کرے گا جن کے لئے وقف کیا گیا ہے اور اس صورت میں متولی کا ان لوگوں کے درمیان تقسیم کا اقدام کرنے سے پہلے اس عمارت کے منافع اور آمدنی کا مالک نہیں ہوگا لیکن اس کی تقسیم کے بعد واقف کے ضوابط کی بنیاد پر وہ لوگ منفعت کے مالک ہوں گے۔

مسئلہ۲۶۰۷۔ ظاہر یہ ہے کہ اس فرض میں بھی ضامن ہے یہاں تک کہ متولی کی تعیین و تقسیم سے پہلے بھی اور اگر اس درمیان کوئی اس جگہ پر قابض ہو جائے تو متولی اس کی اجرت لے کر ان لوگوں کے درمیان تقسیم کرے گا۔

مسئلہ۲۶۰۸۔ وقف کے تمام اقسام میں یہ شرط ہے کہ جس چیز کو وقف کیا جا رہا ہے اس کا منافع حرام نہ ہو لہذا جوا و شطرنج وغیرہ کے آلات کا وقف کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ۲۶۰۹۔ وقف کے تمام اقسام میں یہ شرط ہے کہ اس کی آمدنی جن کاموں میں صرف ہوگی وہ حرام نہ ہوں پس اگر کسی چیز کو اس لئے وقف کریں کہ اس کی آمدنی کتب ضالہ کی طباعت میں خرچ ہوگی یا گمراہ فرقوں کی تبلیغ میں خرچ ہوگی یا فسق و فجور کی ترویج میں خرچ ہوگی تو ایسا وقف باطل ہے۔

دوسری فصل

صیغۂ وقف اوراس کے شرائط

وقف واقف یا اس کے وکیل کے صیغہ جاری کرنے کے علاوہ واقع نہیں ہوتا ہے، واقف کے صیغہ جاری کرنے کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ کہے: میں نے اس کو وقف کیا یا اس کو حبس کیا۔

مسئلہ ۲۶۱۰۔ وقف کے صیغہ کے لئے ہر وہ فعل کافی ہے جو اس پر دلالت کرے مثلا: وقف نامہ کے نیچے اس قصد سے دستخط کرنا کہ وہ اس کا پابند رہے گا اور وقف شدہ چیز کو متولی کے سپرد کرنا، یا مسجد یا مشاہد مشرفہ میں فرش (چٹائی، موکٹ، یادری وغیرہ) بچھانا یا مسجد امام بارگاہ اور مشاہد مشرفہ میں جھاڑ فانوس آویزاں کرنا یا کوئی ایسا کام کرنا کہ وقف جس کے انجام پذیر ہونے کا محرک ہوتا ہے اور وہ کام وقف پر دلالت کرتا ہے۔

مسئلہ ۲۶۱۱۔ عمارتوں، مسجدوں اور امام بارگاہوں کے وقف کے صیغہ کے لئے ان میں نماز قائم کرنا دروازہ کھولنا اور ان میں مذہبی رسم ادا کرنا کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۱۲۔ وقف ایقاعات میں سے ہے، عقود میں سے نہیں ہے، لہذا قبول کی ضرورت نہیں ہے خواہ ان لوگوں کی تعداد لامحدود ہی ہو کہ جن کے لئے وقف کیا گیا ہے یا محدود ہو جیسے وقف کرنے والے کی اولاد۔

مسئلہ ۲۶۱۳۔ احتیاطِ واجب کی بنا پر وقف میں قصد قربت شرط ہے اگر چہ وقف کرنے والا مسلمان بھی نہ ہو۔

مسئلہ ۲۶۱۴۔ وقف میں یہ شرط ہے کہ اسے وقف کرنے والے کی زندگی ہی میں قبضہ میں لے لیا جائے اگر وہ قبضہ میں دینے سے پہلے ہی مر جائے تو وقف واقع نہیں ہوگا بلکہ وہ میت کی میراث میں شامل ہو جائیگا اور احتیاطِ واجب کی بنا پر اسے وقف کرنے والے کی اجازت سے قبضہ میں لیا جائے۔

مسئلہ ۲۶۱۵۔ اگر وقف کرنے والا وقف کے لئے متولی و سرپرست معین کرے تو وقف والی چیز کو اس کا قبضہ میں لینا کافی ہے خواہ وہ خود ہی متولی ہو۔

مسئلہ ۲۶۱۶۔ وقف میں متولی کے ہوتے ہوئے اسے ان لوگوں کا قبضہ میں لینا شرط نہیں ہے کہ جن کے لئے وقف ہوا ہے بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر کافی بھی نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۱۷۔ اگر وقف کرنے والا وقف کے لئے کسی کو متولی و سرپرست معین نہ کرے تو جن لوگوں کے لئے وقف کیا ہے ان میں سے پہلے طبقہ کا اجتماعی طور پر قبضہ میں لینا کافی ہے یا ان کا ولی یا وکیل قبضہ میں لے لے تو بھی کافی ہے۔

مسئلہ ۲۶۱۸۔ جن لوگوں کے لئے وقف کیا گیا ہے اگر ان میں سے بعض قبضہ میں لے لیں تو ان کے حصہ کے برابر وقف ثابت ہو جائیگا۔

مسئلہ ۲۶۱۹۔ اگر کسی نے اپنے کمسن بچوں کے لئے کوئی جگہ وقف کی اور وہ خود ہی ان کا سرپرست ہے تو ان کی طرف سے اس کا قبضہ میں لینا کافی ہے۔

مسئلہ ۲۶۲۰۔ جو چیز کسی خاص عنوان سے وقف ہوئی ہو تو احتیاطِ واجب یہ ہے کہ وقف کے واقع ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس عنوان کے مطابق کام کیا جائے جیسے مسجدوں میں نماز، امام

بارگاہوں میں مجلس اور قبرستان میں مردوں کو دفن کرنا۔

مسئلہ۲۶۲۱۔اگر کسی نے ایک باغ اس لئے وقف کیا ہو کہ اس کا پھل فقیروں ہی کا ہے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کے مقتضا کے مطابق عمل کرے۔

مسئلہ۲۶۲۲۔اگر اس لئے متولی معین نہیں کیا ہے کہ خود اس کا سرپرست بنے گا تو تمام صورتوں میں اس کا قبضہ میں لینا کافی ہے۔

مسئلہ۲۶۲۳۔ مذکورہ تمام موارد میں حاکم شرع کے قبضہ میں لینے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس کے قبضہ کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔

مسئلہ۲۶۲۴۔ جو وقف دوسرے وقف کے بعد ہوتا ہے تو وقف کے واقع ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کو اس صورت میں لے آئیں جس کے لئے وہ وقف ہوا ہے جیسے امام اور اولاد امام کے حرم کے لئے ایک عمارت وقف ہو یا حرم یا مسجد کی توسیع کے لئے کسی جگہ کو مخصوص کرے تو اس میں ایک دروازہ کھولا جاتا ہے اور اس میں فرش اور متعلقہ چیزیں لگادی جاتی ہیں۔

مسئلہ۲۶۲۵۔وقف کو ہمیشہ کے لئے ہونا چاہئے پس اگر کوئی چیز وقف کرے اور وقف کی مدت معین کرے اگر اس کا مقصد یہ ہو کہ اس مدت میں اس کا منافع اس پر خرچ کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر اس کا مقصد یہ ہو کہ وہ اس کی ملکیت سے خارج ہو جائے اور مدت ختم ہونے کے بعد اس کی ملکیت میں لوٹ آئے تو وقف باطل ہے اور یہی حکم ان اوقاف کے لئے ہے کہ جن کو اس لئے وقف کیا گیا ہے چونکہ وہ برباد و ختم ہونے والے ہیں۔

مسئلہ۲۶۲۶۔اگر کسی عمارت کو اس طبقہ کے لئے وقف کریں جس کے برباد ہونے کی امید نہیں تھی لیکن وہ اتفاقاً برباد ہو جائے یہاں وقف صدقہ میں تبدیل ہو جائیگا۔

مسئلہ۲۶۲۷۔اگر کسی چیز کو وقف کرے اور یہ شرط لگادے کہ جب اس کو ضرورت ہوگی وہ اپنی ملکیت میں واپس لے لیگا ظاہراً یہ باطل ہے۔

مسئلہ۲۶۲۸۔وقف کو منجز ہونا چاہئے، لہذا اگر کسی ایسی چیز پر موقوف کرے جو آئندہ حاصل ہوگی مثلاً یہ کہے اگر مسافر سفر سے آجائے اگر بیمار شفا پا جائے گا یا اگر فلاں مہینہ کا چاند ہو جائے گا تو میں نے اپنے گھر کو وقف کیا ایسا وقف باطل ہے۔

مسئلہ۲۶۲۹۔اگر اسے ایسی چیز پر موقوف کرے کہ جس کے بارے میں یہ معلوم نہیں کہ حاصل ہوگی یا نہیں؟ مثلاً یہ کہے: اگر یہ نوزاد لڑکا ہوگا، تو میں نے گھر کو وقف کر دیا، یہ بھی باطل ہے۔

مسئلہ۲۶۳۰۔اگر وقف کو ایسی چیز پر موقوف کرے جو وقف کے صحیح ہونے کی شرط ہے مثلاً یہ کہے: اگر یہ گھر میرا ہے تو میں نے اس کو وقف کیا، اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

مسئلہ۲۶۳۱۔اگر یہ کہے: میرے مرنے کے بعد یہ گھر وقف ہے یہ وقف معلق کی اقسام میں سے ہے اور باطل ہے، لیکن اگر اس کا مقصد وارثوں کو یہ وصیت کرنا ہو کہ وہ اس کے مرنے کے بعد اس کو وقف کر دیں تو یہ احکام وصیت میں شامل ہوگا۔

مسئلہ۲۶۳۲۔کسی چیز کو اپنے لئے وقف کرنا باطل ہے اگر دوسروں کو بھی اپنے ساتھ ملالے، تو بھی باطل ہے۔

مسئلہ۲۶۳۳۔اگر کسی چیز کو دوسروں کے لئے وقف کرے اور یہ شرط لگادے کہ وقف کرنے والے کی زندگی کے اخراجات وہ لوگ برداشت کریں گے یا اپنے واجبی حقوق اسے دیں گے یا اس کا قرض ادا کریں گے تو وقف باطل ہو جائیگا۔

مسئلہ۲۶۳۴۔اگر کوئی چیز وقف کرے اور خود اس کا متولی بن جائے اور اوقاف سے حاصل

ہونے والے منافع کو اپنے لئے قرار دے تو بھی باطل ہے، مگر یہ کہ جو پیسہ وہ لیتا ہے وہ اوقاف کے امور کی انجام دہی کا لیتا ہو تو اس صورت میں کوئی مانع نہیں ہے بشرطیکہ احتیاط واجب کی بنا پر اس کی اجرت سے زیادہ نہ ہو۔

مسئلہ ۲۶۳۵۔ اگر کسی چیز کو وقف کرے کہ اس کے مرنے کے بعد اسکی آمدنی سے اس کا قرض ادا کریں، اس کے واجب حقوق ادا کئے جائیں یا اس کی طرف سے واجب و مستحب اعمال انجام دیئے جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۳۶۔ وقف کرنے والے نے جو وقف عام لوگوں کے لئے کیا ہے اس سے دوسروں کی طرح وہ بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے بشرطیکہ اس نے پہلے سے یہ سوچ کر وقف نہ کیا ہو کہ وہ خود اس سے فائدہ اٹھائیگا۔

مسئلہ ۲۶۳۷۔ بادیہ نشینوں کے درمیان دو قسم کے وقف ہوتے ہیں:

۱۔ گائے یا بھیڑ کو وقف کرتے ہیں تا کہ اس کے دودھ اور اون سے استفادہ کیا جائے اگر وہ نر بچہ دیتی ہے تو اس کی قربانی کر کے دوسروں کو کھلایا جائے لیکن اگر بچہ مادہ ہوتا ہے تو اپنی ماں کی مانند وہ بھی وقف ہوتا ہے اسی طرح بعد والی نسلوں میں بھی ہوتا ہے۔

۲۔ حیوان کو معصومین علیہم السلام میں سے کسی کے لئے وقف کرتے ہیں یا کسی حیوان کے مشترک حصہ کو وقف کرتے ہیں تا کہ اس کا جو بچہ مادہ ہو وہ بچہ دینے کے لئے رہے اور جو بچہ نر ہو اس کو ذبح کر کے اس معصوم کی طرف سے کھلا دیں یا اس کو فروخت کر کے اس راہ میں خیرات کر دیں۔

مسئلہ ۲۶۳۸۔ ظاہراً دونوں صورتوں میں وقف صحیح ہے بشرطیکہ دو نکات پر توجہ کی جائے:

۱۔ وقف منجّز ہو معلّق نہ ہو جیسا کہ مسئلہ ۲۶۲۸ میں بیان ہو چکا ہے۔

۲۔ وقف کرنے والا اس کی نسل میں سے کسی بچہ کو اپنی ملکیت نہ بنائے جیسا کہ مسئلہ ۲۶۳۲ میں بیان کیا گیا ہے۔

مسئلہ ۲۶۳۹۔ اگر وقف کرنے والا ان لوگوں کے لئے کچھ شرطیں رکھے جن کے لئے وقف کر رہا ہے مثلاً یہ کہے: جو بھی اس مدرسہ میں رہے گا اس کو ہر روز قرآن کا ایک پارہ پڑھنا پڑے گا ایسی شرط کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ اگر اس کا مقصد انہیں صرف اس کام کی ترغیب کرنا ہے تو اسکی شرط نافذ نہیں ہے اور اس شرط پر عمل کرنا ان کے لئے واجب نہیں ہے۔

۲۔ اگر اس کا مقصد یہ ہو کہ جن کے لئے یہ وقف کیا گیا ہے ان میں وہی شامل ہو سکتا ہے جو اس شرط پر عمل کرے کہ معمولاً ایسی شرط کے یہی معنی ہوتے ہیں، تو یہ شرط نافذ ہے، لیکن اس شرط پر عمل کرنا ان کیلئے واجب نہیں ہے، مختصر یہ کہ جو شخص اس شرط پر عمل نہیں کرے گا وہ ان لوگوں کے زمرہ سے خارج ہو جائے گا جن کے لئے وقف کیا گیا ہے۔

مسئلہ ۲۶۴۰۔ وقف کرنے والے کو بالغ، عاقل، رشید ہونے اور دیوالیہ نہ ہونے کے علاوہ دو شرطوں کا حامل ہونا چاہئے۔

۱۔ وقف کی جانے والی چیز پر تسلط و قبضہ رکھتا ہو یعنی اس کا مالک ہو یا اس کے مالک کا ولی ہو۔

۲۔ مختار ہو، یعنی اس کو کسی نے اس کام پر مجبور نہ کیا ہو۔

مسئلہ ۲۶۴۱۔ اگر کوئی شخص دوسرے کے مال کو، اس کی اجازت کے بغیر وقف کر دے اور وہ اس کا ولی بھی نہ ہو، تو وقف باطل ہے اگر اس کا مالک بعد میں اجازت بھی دیدے تو بھی وقف نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۲۶۴۲۔ جو چیز وقف کی گئی ہے اس کی کچھ شرطیں ہیں، ان میں چند یہ ہیں:

۱۔عین چیز ہو یعنی منفعت کو وقف نہیں کیا جا سکتا۔

۲۔موجود ہو، لہذا اس حیوان کے بچہ کا وقف کرنا صحیح نہیں ہے کہ جس کا ابھی حمل بھی نہیں ہے۔مگر یہ کہ وہ بالتبع موجود ہو یعنی کسی حیوان کو اس کے نوزاد کے ساتھ وقف کریں۔

مسئلہ۲۶۴۳۔احتیاطِ واجب کی بنا پر حیوان کے اس بچہ کو وقف نہیں کیا جا سکتا ہے جو ابھی ماں کے شکم میں ہے مگر ماں کے ساتھ وقف کیا جا سکتا ہے۔

۳۔چیز کو معین ہونا چاہئے لہذا بھیڑ کے گلہ کے درمیان کسی بھیڑ کو وقف نہیں کیا جا سکتا کہ جس کو بعد میں معین کیا جائے۔

۴۔جو چیز وقف کی گئی ہے اس میں اتنی صلاحیت ہو کہ وہ خود باقی رہے اور اس کے منافع سے استفادہ کیا جاتا رہے۔مثلاً گھر ہو کہ جس میں سکونت کی جائے یا درخت ہو جس کے پھل اور سایہ سے استفادہ کیا جائے یا ایسا حیوان ہو جس کے دودھ، اون اور بچہ سے استفادہ کیا جائے۔

مسئلہ۲۶۴۴۔اس چیز کو وقف کرنا جائز نہیں ہے کہ جس سے استفادہ کرنا اس کے تلف ہونے پر موقوف ہو جیسے پھل، کھانے کی چیزیں، صابن اور کپڑے دھونے کا صرف۔

مسئلہ۲۶۴۵۔اس چیز کا وقف کرنا جائز نہیں ہے کہ جس سے استفادہ کرنا اس کے بدل جانے پر موقوف ہو جیسے تجارت کے لئے پیسہ وقف کرنا اور قرض حسنہ وغیرہ۔

۵۔وقف میں جو منافع مدنظر ہے وہ حلال ہو، لہذا اگر قمار، شطرنج اور کھیل وغیرہ کے آلات وقف کریں کہ ان سے کھیلا جائے یا ان کی آمدنی سے فائدہ اٹھایا جائے تو یہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ۲۶۴۶۔وقف میں اس شخص یا ان اشخاص کو معین ہونا چاہئے کہ جن کے لئے چیز وقف کی جا رہی ہے پس اگر کسی چیز کو دو آدمیوں میں سے کسی ایک کے لئے یا دو اصناف میں سے ایک صنف کیلئے

وقف کیا جائے اور بعد میں اس کو معین کیا جائے تو یہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ۲۶۴۷۔لیکن اگر کسی چیز کو دو آدمیوں یا دو اصناف کے لئے وقف کرے اور انہیں یہ اختیار ہو کہ ان میں سے جو چاہے اس سے استفادہ کرے، تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

تیسری فصل

وقف کے احکام

مسئلہ ۲۶۴۸۔ وقف کرنے والا وقف کی تولیت وسرپرستی خود بھی لے سکتا ہے اور دوسرے کو بھی دے سکتا ہے خواہ یہ تولیت وقف کی گئی چیز کو مفید بنانے کے لئے ہو یا اس کی آمدنی کو جمع کرنے کے لئے ہو یا تعمیر کرنے، یا مرمّت کرنے یا اس کی حفاظت کرنے کے لئے ہو تو اس صورت میں کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ متولی کی اجازت کے بغیر ان امور میں مداخلت کرے۔

مسئلہ ۲۶۴۹۔ ایک سے زیادہ متولی بنانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے خواہ اس لئے ہو کہ وہ ایک دوسرے کی شراکت کے ساتھ اس کے متولی بنیں یا دونوں میں سے ہر ایک مستقل طور پر متولی ہو، تا کہ طے شدہ ضوابط کے مطابق مثلاً جو پہلے اقدام کرے یا جو حاضر ہو، وہ متولی ہوگا۔

مسئلہ ۲۶۵۰۔ جس تولیت کو وقف کرنے والا کسی کے لئے قرار دیتا ہے اس کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ وہ اسے قبول کرے اور نہ ہی اس کے رد کرنے سے وہ ختم ہوگی مختصر یہ کہ اسے اختیار ہے کہ کنارہ کشی کرے اور تولیت قبول نہ کرے لہذا اس صورت میں وقف ایسا ہے کہ گویا اس کے لئے متولی معین نہیں ہوا ہے۔

مسئلہ ۲۶۵۱۔ اگر متولی، تولیت رد کرنے کے بعد، راضی ہو جائے، تو تولیت اسی کی ہے اور اس کی

پہلو تہی سے تولیت ساقط نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۲۶۵۲۔ وقف کرنے والا متولی کے لئے وقف کی گئی چیز کی آمدنی میں سے کچھ پیسہ معین کر سکتا ہے خواہ یہ پیسہ اجرت المثل ہو یا اس سے کم وبیش ہو۔

مسئلہ ۲۶۵۳۔ متولی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ وقف کی آمدنی میں سے معین شدہ رقم سے زیادہ لے، ہاں وہ تولیت سے کنارہ کشی کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۶۵۴۔ اگر کسی وقف شدہ چیز کی تولیت کی کوئی اجرت نہ رکھی گی ہو تو متولی کو اس کی آمدنی سے کوئی چیز لینے کا حق نہیں ہے وہ اپنے عہدہ سے مستعفی ہو سکتا ہے۔ اس کا حکم مسئلہ ۲۶۶۱ میں بیان ہوگا۔

مسئلہ ۲۶۵۵۔ اگر وقف کرنے والے نے وقف کے لئے کوئی متولی مقرر نہ کیا ہو تو وقفِ خاص میں اس کے متولی وہ لوگ ہوں گے کہ جن کے لئے وہ چیز وقف ہوئی ہے اگر ان میں اختلاف ہو جائے تو اس اختلاف کو ختم کرنے کے لئے وہ حاکم شرع سے رجوع کریں گے تا کہ وہ اس راستہ کو اختیار کرے جو اس کی نظر میں وقف کے لئے زیادہ مناسب ہے۔

مسئلہ ۲۶۵۶۔ وقف عام میں، وقف کا اقتضا یہ ہے کہ وقف سے تمام لوگوں کے استفادہ کرنے کے لئے ضروری نہیں ہے کہ اس کا متولی بنایا جائے لیکن اگر متولی نہ ہونے کی وجہ سے لوگ اسے خراب یا تباہ کرنے لگیں تو حاکم شرع سے رجوع کریں گے۔

مسئلہ ۲۶۵۷۔ اگر وقفِ عام میں وقف کی گئی چیز سے استفادہ کرنے یا اس کی حفاظت کرنے کے مختلف طریقے ہوں مثلاً، حرم یا مسجد کا دروازہ کس وقت کھولیں؟ اس میں کس وقت چراغ روشن کریں؟ اس کو ٹھنڈا کرنے یا گرم کرنے میں کس قسم کے آلات بروئے کار لائیں؟ اس سلسلہ میں

حاکم شرع سے رجوع کریں۔

مسئلہ ۲۶۵۸۔ جن جگہوں پر حاکمِ شرع سے رجوع کرنا ضروری ہے اگر وہاں حاکمِ شرع تک دست رسی نہ ہو تو آگاہ و عادل افراد سے رجوع کریں اگر ان تک بھی رسائی نہ ہو تو ان لوگوں سے رجوع کریں جو وقف کے بارے میں زیادہ معلومات رکھتے ہوں اور اس کی حفاظت کے بارے میں مخلص ہوں۔

مسئلہ ۲۶۵۹۔ یہ شرط نہیں ہے کہ متولی عادل ہو لیکن اگر وہ ناتوانی، خودسری یا خیانت کی وجہ سے اپنی تولیت کے مقتضا کے مطابق کام نہ کرے، اگر وقف کرنے والے نے اس کا جانشین مقرر کیا تھا تو وہ متولی بنے گا۔ اگر یہ صورت نہیں ہے تو اس کے مثل ہے کہ متولی مقرر ہی نہیں ہوا ہے۔

مسئلہ ۲۶۶۰۔ اگر مذکورہ فرض میں افراط وتفریط کے بعد وقف کا متولی بننا چاہے تو اس کا حقِ تولیت محفوظ ہے، اس کی افراط وتفریط اس کی تولیت کے ختم کرنے کا باعث نہیں ہوگی مگر یہ کہ وقف نامہ میں یہ ذکر ہو کہ اس کام کے کرنے سے معزول ہو جائیگا۔

مسئلہ ۲۶۶۱۔ اگر وقف کرنے والا کسی معین آدمی کو تولیت کے لئے مقرر کرے کہ وہ مفت یا مختصر تنخواہ پر وقف کی گئی چیز کی تولیت قبول کرے، اور وہ شخص تنخواہ کے بغیر یا تنخواہ کے باوجود اس کی تولیت سے انکار کرے، تو اس صورت میں اگر حاکم شرع کو ایسا آدمی مل جائے کہ جو مفت میں یا اسی مختصر تنخواہ میں اسے قبول کرے تو اس کی ذمہ داری اس کے سپرد کریگا۔

مسئلہ ۲۶۶۲۔ مذکورہ خصوصیت کا کوئی آدمی نہ ملے تو احتیاطِ واجب یہ ہے کہ اسی متولی کو، کہ جس کو وقف کرنے والے نے مقرر کیا تھا، مناسب تنخواہ پر منتخب کریں، مگر یہ کہ وہ دوسرے لوگوں سے زیادہ تنخواہ مانگے اور دوسرا آدمی اس سے کم تنخواہ پر مل جائے تو اس صورت میں اسے رکھیں گے۔

مسئلہ ۲۶۶۳۔ جن جگہوں پر متولی کے مقرر کرنے کے لئے حاکم شرع سے رجوع کیا جاتا ہے، وہاں حاکم شرع وقف والی چیز کی سرپرستی اور اس کے نظم ونسق کو چلانے کے لئے کسی کو اپنا وکیل مقرر کر سکتا ہے، کسی کو متولی مقرر نہیں کر سکتا کہ پھر اس کو معزول نہ کر سکے اور مرنے کے بعد بھی معزول نہ ہو مگر یہ کہ وقف نامہ میں اس کے متعلق لکھ دیا گیا ہو۔

مسئلہ ۲۶۶۴۔ متولی کو ہمیشہ ان تمام طبقات کی مصلحت کو ہر زمانہ میں مدنظر رکھنا چاہئے جن کے لئے وقف کیا ہے صرف اپنے ہی ہمعصروں کی مصلحت کو نہیں۔

مسئلہ ۲۶۶۵۔ جب وقف (ان ضوابط کے ساتھ جو کہ مسئلہ ۲۶۱۰ سے ۲۶۲۴ تک میں بیان ہوئے ہیں) ثابت ہو جاتا ہے تو وقف لازم ہو جاتا ہے لہذا نہ وقف کرنے والا اس کو واپس لے سکتا ہے اور نہ اس کے وارث، اگرچہ اس نے مرض موت میں ہی وقف کیا ہو اور اس کے ترکہ میں سے ایک تہائی سے زیادہ ہی ہو۔

مسئلہ ۲۶۶۶۔ وقف کے ثابت ہو جانے کے بعد وقف کرنے والے اور کسی دوسرے کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ وقف کی کیفیت کو تبدیل کرے یا جن کے لئے وقف کیا ہے ان کے طریقۂ استعمال کو بدل دے مگر یہ کہ وقف نامہ میں اس کے متعلق مرقوم ہو کیونکہ وقف کرنے والا وقف کرتے وقف یہ حق رکھتا ہے کہ ایسی ردوبدل کرنے کی اپنے یا دوسرے کے لئے شرط کر دے۔

مسئلہ ۲۶۶۷۔ وقف کی دو قسمیں ہیں: شراکتی اور ترتیبی۔ وقفِ شراکتی میں تمام افراد مراتب کے اختلاف کے باوجود ایک عنوان رکھتے ہیں کہ جس میں وہ شریک اور حصہ دار ہوتے ہیں مثلاً وہ وقف علماء یا سادات کے لئے ہوتا ہے۔ وقف ترتیبی یہ ہے کہ جب تک طبقہ اول کے افراد موجود ہیں اس وقت تک دوسرے طبقہ کے افراد کی نوبت نہیں آتی ہے۔

مسئلہ ۲۶۶۸۔ ان اوقاف میں سے کسی ایک میں اگر متولی نے وقف کی گئی چیز کو مثلاً ایک سال کی

مدت کے لئے ، کرایہ پر دیدیا اور اثنائے سال میں ان لوگوں میں سے بعض کا انتقال ہو گیا کہ جن کے لئے وقف کی گئی تھی یا پہلے طبقہ کے سبھی ختم ہو گئے یا نئے پیدا ہو گئے تو ان کے حصہ کے برابر وقف کا اجارہ باطل نہیں ہوگا بلکہ کرایہ کی تقسیم کا انداز بدل جائے گا یعنی سال کے باقی حصہ کا مرجانے والوں اور نئے پیدا ہونے والوں کے لحاظ سے حساب کریگا۔

مسئلہ ۲۶۶۹۔ مذکورہ فرض میں بعید نہیں ہے کہ عرف میں رائج قاعدہ کے مطابق وقف کی سالانہ آمدنی کو سال کے شروع ہی میں موجودہ افراد میں تقسیم کردیا جائے۔

مسئلہ ۲۶۷۰۔ وقفِ عام میں، وقف کی گئی چیز، جو کہ ہر صدی اور ہر زمانہ کے لوگوں کے فائدہ اٹھانے لئے وقف ہوا ہے، جس کی تفصیل مسئلہ ۲۵۹۲ میں بیان ہو چکی ہے، کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۷۱۔ وقفِ خاص میں وقف کی گئی چیز، جس کی تفصیل مسئلہ ۲۶۰۲ سے ۲۶۰۷ تک میں بیان ہو چکی ہے، کو دو موقعوں پر فروخت کرنا جائز ہے:

۱۔ جس صورت میں وقف ہوا ہے اس سے استفادہ کرنا ناممکن ہو جائے اور اس کا وقف ہونا باطل ہو جائے اور وقف شدہ چیز صدقہ میں تبدیل ہو جائے۔

۲۔ وقف کرنے والا وقف کرتے وقت اس بات کی تصریح کرے کہ اختلاف پیدا ہونے کی صورت میں یا مطلق طور پر اس کو فروخت کیا جا سکتا ہے تو اس صورت میں اس کو فروخت کر دیا جائیگا اور اس کا پیسہ اس جگہ خرچ ہوگا جس کو وقف کرنے والے نے معین کیا ہے یا اس چیز میں خرچ ہوگا جو وقف نامہ سے سمجھ میں آتی ہے۔

مسئلہ ۲۶۷۲۔ قلمی نسخے اگرچہ استفادہ کرنے کے قابل نہیں رہتے اور ان کا وقف ہونا باطل ہو

جاتا ہے اور وہ مطلق یا مخصوص صدقہ میں تبدیل ہو جاتے ہیں، لیکن قابل اعتماد عام کتب خانوں میں ان کی حفاظت کرنا صدقات کے بہترین مصارف میں سے ہے، لہذا یہ مناسب نہیں ہے کہ انہیں فروخت وغیرہ کے ذریعہ برباد کیا جائے۔

مسئلہ ۲۶۷۳۔ ہنری آثار قدیمہ وغیرہ کہ جن کی حفاظت اسلام اور مسلمانوں کی سر بلندی کا باعث ہے ان کا بھی وہی حکم ہے جو مذکورہ مسئلہ کا ہے اور ضروری ہے کہ ان کا متولی ان کی حفاظت و نگہداشت کے لئے کوشش کرے اور ولایت کے استعمال کے وقت اس کی طرف متوجہ رہے۔

مسئلہ ۲۶۷۴۔ اگر وقف نامہ سے یہ بات سمجھ میں آئے کہ وقف کرنے والا یہ چاہتا ہے کہ وقف سے حاصل ہونے والے منافع اور پیداوار ان لوگوں کی ملکیت میں دئے جن کے لئے وقف کیا گیا ہے، اگر ان کی تعداد محدود ہو اور سب تک پہنچانا ممکن ہو تو ظاہر یہ ہے کہ ان سب کے درمیان تقسیم کیا جائے اور اگر وقف کرنے والے نے ان میں سے بعض کی دوسروں پر برتری کو بیان نہیں کیا ہے تو مساوی طور پر تقسیم کیا جائے۔

مسئلہ ۲۶۷۵۔ لیکن جہاں ان لوگوں کی تعداد زیادہ ہو جن کے لئے وقف کیا گیا ہے اور ان تک دست رسی ممکن نہ ہو مثلاً جہاں، فقراء، سادات اور علماء وغیرہ کے لئے وقف کیا گیا ہو تو ظاہر یہ ہے کہ ان میں سے ایک گروہ کے درمیان تقسیم کر دینا کافی ہے، ضروری نہیں ہے کہ سب تک پہنچے۔

مسئلہ ۲۶۷۶۔ اگر وقف نامہ کا مفہوم یہ ہو کہ جن کے لئے وقف ہوا ہے وہ خود ہی اس سے استفادہ کریں تو یہاں یہ جائز نہیں ہے کہ ان میں سے بعض دوسرے بعض سے کا پیسہ لیکر انہیں وقف سے تنہا استفادہ کرنے کی اجازت دیں۔

مسئلہ ۲۶۷۷۔ جن کے لئے وقف ہوا ہے اگر ان میں سے بعض اس سے استفادہ نہ کرنے کے عوض مصالحت کے عنوان سے کوئی چیز لیں کہ یہ رقم اپنا حق استعمال نہ کرنے کا عوض ہے نہ کہ براہ

راست استفادہ کرنے کا عوض، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۷۸۔ کسی چیز کا وقف ہونا تین چیزوں میں سے کسی ایک کے ذریعہ ثابت ہوتا ہے۔

۱۔ یقینی طور پر خود جانتا ہے۔

۲۔ دو عادل گواہی دیں۔

۳۔ اس شخص کا اطلاع دینا کہ جس کے اختیار میں وقف شدہ چیز ہے۔

مسئلہ ۲۶۷۹۔ اس کی خصوصیات بھی، مثلاً وقفِ عام ہے یا خاص؟ مسجد کے عنوان سے وقف ہوا ہے یا امام بارگاہ کے لئے؟ شراکتی ہے یا ترتیبی؟ اس کے منافع ملکیت ہوتے ہیں یا نہیں؟ جس کے لئے وقف کیا گیا ہے وہ خود استفادہ کرے یا نہیں؟ اور ان کے علاوہ دوسرے خصوصیات بھی انہیں تین طریقوں سے ثابت ہو سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۶۸۰۔ ہر وہ عمارت اور ہر وہ چیز کہ جس میں وقف کی صلاحیت ہو اور ان پر وقف کا عنوان لکھ دیا گیا ہو اور یہ احتمال دیا جاتا ہو کہ یہ صحیح لکھا ہے تو اس نوشتہ کی دو صورتیں ہیں؛

۱۔ نوشتہ سے یہ معلوم ہو کہ اسی کی تحریر ہے جس کے اختیار میں یہ چیز تھی مثلاً ٹائلس جو عمارتوں میں لگے ہوئے ہیں یا برتنوں وغیرہ میں تراش شدہ تحریر اور مہر و دستخط کے ساتھ وقف نامہ اور قلمی نسخوں میں تاریخ وغیرہ۔

۲۔ عام تحریریں، مثلاً دیوار پر ماجک سے لکھا ہوا ہو۔

دوسری قسم کی کوئی حقیقت نہیں ہے لیکن پہلی قسم اس بات کی سبب بنتی ہے کہ اس کے وقف ہونے کا حکم کیا جائے۔

مسئلہ ۲۶۸۱۔ جس چیز پر کوئی ایسی تحریر ہو جو اس کے وقف ہونے پر دلالت کر رہی ہو اور وہ چیز کسی کے ہاتھ میں ہو اور وہ یہ دعویٰ کرے کہ یہ میری ملکیت ہے اور اس تحریر کی کوئی معقول وجہ بیان کرے تو اس کی بات تسلیم کی جائے گی اور اس پر ملکیت کے احکام جاری ہوں گے اور اگر وہ یہ دعویٰ کرے کہ اس نے خریدی ہے اور وقف کے فروخت ہونے کے جو شرائط ہیں انہیں ثابت کر دے تو اس کی بات مانی جائیگی۔

مسئلہ ۲۶۸۲۔ وقف کی نوعیت، کیفیت اور اس کے دوسرے خصوصیات کو معین کرنے کا معیار، وقف کرنے والے کی بات کا ظاہر ہے، لہذا جو کچھ وقف کرنے والے کی باتوں سے حالات و قرائن کے ساتھ سمجھ میں آئیگا اس پر عمل کیا جائیگا۔

مسئلہ ۲۶۸۳۔ اگر وقف نامہ کے مجمل یا گم ہونے کی وجہ سے اس وقف کے مصرف کی جگہ معلوم نہ ہو سکے تو اگر اس کا خرچ کرنا تمام احتمالی جگہوں پر ممکن ہو تو اس کو خرچ کرے اور اگر ان تمام جگہوں پر ایک ساتھ خرچ کرنا ممکن نہ ہو لیکن احتمال کے موارد کم ہوں تو ان کے درمیان قرعہ کشی کی جائے اور لامحدود ہوں تو اسے کار خیر میں خرچ کیا جائے۔

مسئلہ ۲۶۸۴۔ آخری حصہ میں احتیاطِ واجب کی بنا پر جن جگہوں کے بارے میں یہ احتمال دیا جاتا ہے کہ یہی اس کا مصرف ہیں تو ان کو دوسرے امور خیر یہ پر مقدم کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۶۸۵۔ جو چیز لوگوں کی نظر میں وقف ہے اور ہر نسل اس کو وقف ہی کے لحاظ سے دیکھتی ہے اور کوئی بھی مشکل کھڑی نہیں کرتا ہے تو اس کے وقف کے اثبات کے لئے یہی کافی ہے۔

مسئلہ ۲۶۸۶۔ کسی چیز کے وقف عام یا وقف خاص کے اثبات کے لئے بھی یہی طریقہ کافی ہے۔

مسئلہ ۲۶۸۷۔ وہ جگہ، یا عمارت جو سب کے فائدہ کے لئے ہوتی ہے اور لوگ ان سے وقف

عام ہونے کے لحاظ سے ہی استفادہ کرتے ہیں اور کوئی انہیں اس سے روکتا بھی نہیں ہے اور استفادہ کی کیفیت پر کوئی اعتراض بھی نہیں کرتا ہے تو یہی اس کے وقف عام ہونے کے لئے کافی ہے اور بیّنہ و اقرار وغیرہ میں سے کسی دوسری دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ جب تک کہ دوسرے قرائن اس کے خلاف نہ پائے جائیں، بظاہر لوگوں میں اسی تصرف پر اعتماد و بھروسہ کیا جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۶۸۸۔ اگر ہم کو شک ہو کہ وقف فلاں شخص یا فلاں جگہ کے لئے کیا گیا ہے تو اس کو شامل نہیں مانیں گے اور وقف والی چیز کو اس جگہ خرچ نہیں کریں گے بلکہ ان جگہوں پر خرچ کریں گے جن کا یقین ہے یا ان جگہوں پر خرچ کریں گے جو وقف کرنے والے کی عبارت سے سمجھ میں آتی ہیں یا ان جگہوں پر خرچ کریں گے جن میں پہلے متولی خرچ کرتے رہے ہیں۔

چوتھی فصل

حبس، سکنیٰ، عمریٰ اور رقبیٰ کے احکام

مذکورہ عناوین میں حبس کے معنی یہ ہیں کہ اصل چیز کو اس لئے مقید کرنا کہ تدریجی طور پر اس سے نفع ملتا رہے یہ عناوین وقف کے ساتھ مشترک ہیں فرق یہ ہے کہ یہ مالک کی ملکیت سے خارج نہیں ہوتے ہیں بلکہ مالک کی ملکیت میں باقی رہتے ہیں اور اس کے انتقال کے بعد وارثوں میں منتقل ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ ۲۶۸۹۔ مذکورہ عناوین میں جن لوگوں کے نفع کے لئے اصل چیز کو مقید کیا گیا ہے وہ اس میں مالک کی مانند تصرف نہیں کر سکتے مثلاً اسے فروخت کریں یا کسی کو ہبہ کریں۔

مسئلہ ۲۶۹۰۔ حبس کرنا، کسی چیز کے منافع کو تصدق کرنے سے اور اس کو کسی ایسی فرد، افراد، یا طبقہ میں منحصر کرنے سے عبارت ہے جس کے لئے وقف جائز ہے، جیسے فقراء، طلبہ، حجاج، زائرین اور مسجد کے خادم وغیرہ۔

مسئلہ ۲۶۹۱۔ حبس کرنے میں وقف کی مانند انشاء کی ضرورت ہے یعنی لفظ یا ہر وہ عمل جو اس کے مراد پر دلالت کرے اس کے ذریعہ انشاء کرے مثلاً یہ کہے کہ یہ گھوڑا میں نے راہ خدا میں حبس کیا، یا اس کو اس شخص کے اختیار میں دے دے کہ جس کے لئے حبس کیا ہے۔

مسئلہ ۲۶۹۲۔ حبس کے لازمی ہونے کے لئے قصد قربت اور اسے اس شخص یا اشخاص کے قبضہ میں دینا شرط ہے جن کے نفع کے لئے حبس کیا ہے جیسا کہ وقف میں بیان ہوا ہے، لیکن اس کے قبول کرنے کا شرط ہونا محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۶۹۳۔ اگر مالک نے کسی مخصوص چیز کو ایک معین مدت کے لئے حبس کیا ہو تا کہ اس مدت میں وہ لازمی ہو جائے تو اس مدت کے تمام ہونے سے پہلے وہ نہیں پلٹ سکتا اور اگر اس مدت کے دوران اس کا انتقال ہو جائے تو وارثوں کو اس کے ختم کرنے کا حق نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۹۴۔ مدت معینہ گذرنے کے بعد اس کا منافع اس کے مالک کو ملے گا اور اگر مالک مر جائے تو اس کے وارثوں کو ملے گا۔

مسئلہ ۲۶۹۵۔ اگر مالک کسی چیز کو حبس کرے لیکن اس کی مدت معین نہ کرے بلکہ مطلق چھوڑ دیئے یا اس کے دائمی ہونے کی تصریح کر دے، اگر اس سے وقف سمجھ میں آتا ہو تو اس پر وقف کا حکم جاری ہوگا، اس صورت کے علاوہ جب تک وہ زندہ ہے اس کو لوٹانے کا حق نہیں رکھتا ہے لیکن اس کے مرنے کے بعد اس کے ترکہ کا جز ہو جائے گی اور وارثوں میں منتقل ہو جائے گی۔

مسئلہ ۲۶۹۶۔ اگر کوئی کسی شخص کو کوئی چیز دے یا اس چیز کا کوئی عنوان قائم کرے لیکن اس کو حبس نہ کرے تو وہ جس وقت چاہے اس کام سے پلٹ سکتا ہے مثلاً وہ کسی کو اپنا گھر یا غلام یا کار یا سواری دیدے یا اپنی موٹر گاڑی کو حاجیوں کے لانے لے جانے کے لئے مخصوص کر دے۔

مسئلہ ۲۶۹۷۔ حبس کے مصادیق میں سے ایک ''سُکنیٰ'' ہے جو مسکن ''گھر'' سے مخصوص ہے، سُکنیٰ کا مطلب یہ ہے کہ اس گھر میں سکونت کرنے کے حق کو کسی خاص شخص سے مخصوص کر دے۔

مسئلہ ۲۶۹۸۔ جس نے کسی مخصوص چیز کو حبس کیا ہے اگر اس کے اختتام کے لئے کوئی خاص وقت مقرر کرے مثلاً یہ کہے: اس چیز کو میں دس سال کے لئے حبس کر رہا ہوں تو اس کو ''رُقبیٰ'' کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۶۹۹۔ اگر کوئی کسی مخصوص چیز کو حبس کرے اس حبس کی مدت اپنی یا فریق ثانی کی موت قرار دے تو اس کو عمریٰ کہتے ہیں مثلاً یہ کہے: جب تک میں زندہ ہوں یہ موٹر کار میں نے زید کے لئے حبس کی ہے تا کہ وہ اس سے استفادہ کرے، یا یہ کہے: جب تک میں زندہ ہوں وہ اس سے استفادہ کرے۔

مسئلہ ۲۷۰۰۔ سکنیٰ، رقبیٰ اور عمریٰ میں شرط ہے کہ اصل چیز کو مخصوص و معین شخص کے لئے حبس کرے، لہذا اگر اس نے کسی طبقہ کیلئے حبس کیا ہے تو اس کو فقط حبس کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۰۱۔ مذکورہ عناوین میں جیسا کہ ہم نے اس فصل کے شروع میں بیان کیا ہے کہ اصلی چیز کی مالکیت مالک سے سلب نہیں ہوتی اور اصل چیز اس کی ملکیت سے خارج نہیں ہوتی ہے، لہذا جس وقت چاہے وہ اسے فروخت کر سکتا ہے اور خریدار سے یہ شرط کر سکتا ہے کہ وہ فلاں وقت تک یا ہمیشہ اس کے منافع سے استفادہ نہ کرے اس صورت میں حبس باطل نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۲۷۰۲۔ جس شخص کے لئے اصلی چیز کو حبس کیا گیا ہے وہ اس کو کرایہ پر نہیں دے سکتا اور نہ اس کے منافع کے سلسلہ میں کسی سے مصالحت کر سکتا ہے اور نہ کسی سے پیسہ لے کر اپنے استفادہ کے حق کو ختم کر سکتا ہے۔ کیونکہ وہ اس کے منافع کا مالک نہیں ہے کہ وہ کسی کو دے دے۔

مسئلہ ۲۷۰۳۔ اس بات کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ حبس میں ظاہر یا قدرِ متیقن یہ ہے کہ وہ خود اس سے فائدہ اٹھائے، اسے کسی کو دے نہیں سکتا، اس لحاظ سے مصالحت بھی کرنے کا جواز مشکل ہو جائیگا۔

مسئلہ ۲۷۰۴۔ جس شخص کے لئے کوئی چیز حبس ہوئی ہے اگر وہ اس سے استفادہ نہیں کرنا چاہتا تو اس کے منافع مالک کی طرف پلٹ جائیں گے اور اس کے ساتھ اصل چیز بھی اس کے قبضہ میں آجائے گی۔

دوسری بحث

صدقات کے احکام

مسئلہ ۲۷۰۵۔صدقات، کہ جن کی بنیاد عین شے کو محفوظ ومحبوس کرنے پر نہیں ہے کلی طور پر ان کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ وہ صدقات جن کو شریعت نے صدقہ قرار دیا ہے اوران کے صدقہ ہونے کے لئے مالک کے صیغہ جاری کرنے کی ضرورت نہیں ہے جیسے زکواۃ، فطرہ اور وقف شدہ چیز جس کی وقفیت باطل ہوچکی ہے۔

مسئلہ ۲۷۰۶۔اس قسم کے صدقات کو مستحق لوگوں کے درمیان تقسیم کرنا اورانہیں ان کی ملکیت میں دینا ان کے صدقہ ہونے کا نتیجہ ہے اور یہ رتبہ وزمانہ کے لحاظ سے اس کے صدقہ ہونے کے بعد ہے اور مکلّف کے ہاتھ سے اس کی بنیاد رکھنا بھی اس سے مقدم ہے۔

مسئلہ ۲۷۰۷۔اگرچہ مکلّف اس قسم کے صدقات کو مستحق کے لینے سے پہلے ہی جدا کر کے رکھ سکتا ہے لیکن زکواۃ میں نصاب معین کرنا اور فطرہ کی مقدار معین کرنا، خدائے منان کی طرف سے معین شدہ ہیں۔

مسئلہ ۲۷۰۸۔ظاہر یہ ہے کہ مذکورہ طریقہ سے صدقہ دینا صحیح اور جائز ہے اور یہ ایک قسم کا ایقاع

ہے پس تقربِ خدا کے لئے اپنی ملکیت سے مال نکال کردینا کافی ہے۔

مسئلہ ۲۷۰۹۔ایسے صدقات وقف ہی کی مانند ہوتے ہیں وقف اور صدقہ میں یہ فرق ہے، وقف میں حبس عین ہے اور صدقات میں حبس عین نہیں بلکہ صدقہ دینے سے ملکیت سے خارج ہو جاتی ہے اور اپنی معین جگہ پر پہنچ جاتی ہے۔

مسئلہ ۲۷۱۰۔صدقہ کے جو معنی بیان ہوئے ہیں اس کے اعتبار سے صدقہ کی دو قسمیں ہیں:

۱۔صدقہ مطلقہ، یہ وہی صدقات ہیں جو ہمارے زمانہ میں رائج ہیں، کہ کچھ پیسہ یا کوئی جنس خیرات کے نام سے ایک طرف رکھ دیتے ہیں ایسے صدقات ہر نیک کام میں خرچ کر سکتے ہیں۔

۲۔صدقہ مُقید۔اس کیلئے شرط ہے کہ اس کو خاص جگہ خرچ کیا جائے: مثلاً وہ صدقات جن کو خاص جگہ کے لئے مخصوص کیا جاتا ہے جیسے اسپتال، میڈیکل، جہیز، عزاداری، محافل مسجدوں وغیرہ میں کھانا کھلانا وغیرہ۔

مسئلہ ۲۷۱۱۔ایسے ہی وہ صدقات ہیں جو مومنین کے خاص گروہ کے لئے مخصوص کئے جاتے ہیں جیسے علماء وسادات یا ضرورت مندوں میں سے کسی خاص آدمی سے مخصوص کئے جاتے ہیں لیکن اس کی ملکیت قرار نہیں دیئے جاتے، بلکہ اس کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے خرچ کئے جاتے ہیں مثلاً گھر بنانا، شادی کے اخراجات یا اس کے علاج کا خرچ دینا لیکن اگر اس کی ملکیت میں دیا جائے تو یہ دوسری قسم سے ہوگا جس کو ہم بعد میں بیان کریں گے۔

مسئلہ ۲۷۱۲۔ ایسے ہی وہ پیسہ ہے جو یتیموں، ناداروں، اسپتالوں، کتابخانوں وغیرہ کے لئے مخصوص فنڈ یا غلک میں ڈالا جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۱۳۔ یہ سب اس صورت میں ہے جب کارِ ثواب کرنے والا اس مال کو اپنی ملکیت سے

خارج کر دے اور اس مال سے اپنا رابطہ منقطع کر لے اور اگر ایسا نہیں ہے تو صرف استعمال کی اجازت ہوگی اور اس کے خرچ کرنے سے پہلے اس کو صدقہ نہیں کہا جا سکتا۔

مسئلہ ۲۷۱۴۔ جس صدقہ کو کسی مخصوص جگہ کے لئے معین کیا گیا ہے اگر اس کو اس جگہ خرچ کرنا ناممکن ہو جائے یا وہ جگہ ختم ہو جائے مثلاً مریض شفا پا جائے تو اسے دوسرے امور خیر میں خرچ کیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۱۵۔ اگر کسی شخص نے کچھ مال صدقہ کے عنوان سے جدا کیا اور اس کا کوئی خاص مصرف مقرر نہ کیا بلکہ یہ کہا کہ میں نے راہِ خدا میں دیا تو احتیاطِ واجب یہ ہے کہ اسے فقیروں، مسکینوں اور راستہ میں دیوالیہ ہو جانے والے پر خرچ کریں۔

دوسری قسم: جو صدقات مالک کے قصد و انشاء کی وجہ سے صدقہ کی صورت میں آتی ہے۔

مسئلہ ۲۷۱۶۔ ایسے صدقات میں سے بعض واجب بھی ہیں مثلاً: کفارات اور روزہ کا فدیہ وغیرہ، جو فقہ کے مختلف ابواب میں بیان ہوئے ہیں ان کے علاوہ مستحب ہیں۔

مسئلہ ۲۷۱۷۔ صدقہ دینا مستحب موکد اور ایسا صدقہ دینے کی قرآن میں اور رسولؐ وآئمہؑ کی احادیث میں بہت زیادہ تشویق و ترغیب دلائی گئی ہے، ایسے صدقہ کے جو آثار احادیث میں بیان ہوئے ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں:

۱۔ صدقہ، آگ (جہنم) سے بچانے کے لئے ڈھال ہے۔

۲۔ جس کا نامہ اعمال صدقہ دینے پر ختم ہو وہ جنتی ہے۔

۳۔ صدقہ انسان کو ستّر بلکہ سات سو شیطانوں کے بچھائے ہوئے جال سے بچاتا ہے۔

۴۔ صدقہ بیماروں کا علاج ہے۔

۵۔ صدقہ ناگہانی موت سے محفوظ رکھتا ہے۔

۶۔ صدقہ طاعون سے بچاتا ہے۔

۷۔ صدقہ خطرناک اور مہلک غدود سے بچاتا ہے۔

۸۔ صدقہ آگ میں جلنے سے بچاتا ہے۔

۹۔ صدقہ ڈوبنے سے بچاتا ہے۔

۱۰۔ صدقہ چھت کے نیچے دبنے سے بچاتا ہے۔

۱۱۔ صدقہ دیوانگی سے بچاتا ہے۔

۱۲۔ صدقہ موت میں تاخیر کا باعث ہوتا ہے۔

۱۳۔ صدقہ قرضوں کی ادائیگی کا سبب ہوتا ہے۔

۱۴۔ صدقہ مال میں اضافہ کا باعث ہوتا ہے۔

۱۵۔ صدقہ مال میں برکت کا سبب ہوتا ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ صدقہ انسان کو ستّر قسم کی بلاؤں سے بچاتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۱۸۔ بہترین صدقہ وہ ہے جو خفیہ طریقہ سے دیا جاتا ہے وہ خدا کے غیظ کو ختم کرتا ہے اور اس طرح صدقہ دینے والا ان سات گروہوں میں سے ہے جو اس دن پروردگار کی رحمت کے سایہ میں ہوں گے جس دن رحمتِ خدا کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

مسئلہ ۲۷۱۹۔ مستحب ہے کہ انسان ایک صدقہ صبح سویرے اور ایک صدقہ سر شام دے تا کہ صدقہ کے ذریعہ ان کے شر کو دفع کر سکے حدیث میں آیا ہے کہ: رات کا صدقہ خدا کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے، بڑے

گناہ کو مٹاتا ہے اور حساب کو آسان کرتا ہے، لیکن دن کا صدقہ مال میں اضافہ کرتا اور عمر بڑھاتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۲۰۔ جو بچہ دس سال کا ہو جاتا ہے اور وہ صدقات کو ان کی جگہوں پر خرچ کرتا ہے وہ اپنے مال میں سے صدقہ دے سکتا ہے، اس جگہ بچہ مجبور ہونے سے مستثنیٰ کیا گیا ہے اور اس میں ولی کی اجازت کی شرط نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۷۲۱۔ صدقہ اصل میں ہبہ کی مانند ایک عقد ہے کہ جس میں ایجاب وقبول کے علاوہ قصد قربت کی بھی شرط ہے۔

مسئلہ ۲۷۲۲۔ دوسرے عقود کی مانند صدقہ میں بھی ہر وہ قول وفعل کافی ہے جو اس کے مقتضا پر دلالت کرے۔

مسئلہ ۲۷۲۳۔ ہبہ کی طرح صدقہ کو بھی قبضہ میں دینا شرط ہے۔

مسئلہ ۲۷۲۴۔ ہر قسم کا احسان اور مالی مدد جزا اور مستحب ہونے میں صدقہ سے ملحق ہوتی ہے جیسے مقروض کا قرض معاف کر دینا کسی چیز کو عاریت دینا اور لباس و کھانا دینا وغیرہ اگر چہ ملکیت قرار دینے کی صورت میں نہ ہو اور اس صورت میں ایجاب وقبول کی ضرورت نہیں ہے بلکہ یہ ایقاعات میں سے ہے اور ان پر ہبہ کا حکم جاری نہیں ہوتا ہے بلکہ صدقہ سے ملحق ہوتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۲۵۔ ہر قسم کی خدمتِ خلق صدقہ کے حکم میں ہے اگر چہ وہ مال نہ ہو جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا ہے:

۱۔ ہر نیک کام صدقہ ہے۔

۲۔ اذیت وآزار کا باعث ہونے والی چیزوں کو راستہ سے ہٹانا صدقہ ہے۔

۳۔ نیک کام انجام دینا بری موت اور ذلت آمیز شکست سے بچاتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۲۶۔ صدقہ میں قصد قربت شرط ہے اس صورت کے علاوہ اس پر صدقہ کے آثار مترتب نہیں ہوں گے بلکہ وہ ہبہ کے حکم میں ہوگا۔

مسئلہ ۲۷۲۷۔ سید کا صدقہ سید کے لئے حلال ہے خواہ واجب صدقہ ہو یا مستحب، یہاں تک کہ واجب زکواۃ بھی حلال ہے لیکن غیر سید کی زکواۃ سید کے لئے جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۷۲۸۔ سید زکاۃ کے علاوہ غیر سید کے دوسرے صدقات لے سکتا ہے یہاں تک کہ واجب صدقات بھی جیسے حج، روزہ، عہد، نذر اور قسم کے کفارے۔

مسئلہ ۲۷۲۹۔ غیر سید مستحب صدقات سید کو دے سکتا ہے، لیکن جو پیسہ وہ بلا دور کرنے کے لئے فقیر کو دیتا ہے، سادات کا اس کو قبول کرنا اشکال سے خالی نہیں ہے، کیونکہ اس میں ایک قسم کی ذلت و خواری ہے۔

مسئلہ ۲۷۳۰۔ جو شخص اپنا صدقہ سید کو دینا چاہتا ہے تو بہتر یہ ہے کہ بخشش اور ہبہ کی نیت سے دے تاکہ ایک طرف اسے محروم بھی نہ کرے اور دوسری طرف اسے حقیر بھی نہ سمجھے۔

مسئلہ ۲۷۳۱۔ صدقہ فقیر کے ہاتھ میں پہنچ جانے کے بعد اسے واپس لینا جائز نہیں ہے اگر چہ وہ بیگانہ ہی ہو اور اس نے اس میں تصرف بھی نہ کیا ہو یہاں صدقہ، ہبہ سے جدا ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۳۲۔ جو فقیر نہیں ہے وہ صدقہ نہیں لے سکتا اور اگر لے لیتا ہے تو اس کا مالک نہیں ہو سکتا اور اگر واجب صدقہ ہے تو دینے والا اس سے بری نہیں ہو سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۳۳۔ جس سائل کی زندگی کی حالت سے ہم واقف نہیں ہیں ہو سکتا ہے وہ مستحق ہو، مستحب ہے کہ احتیاطاً اسے صدقہ دے دیا جائے۔ لیکن اگر وہ اس سے بے نیاز ہو تو اس کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ اس میں تصرف کرے۔

مسئلہ ۲۷۳۴۔ ناصبی کو صدقہ دینا، جو کہ دشمنِ اہل بیت ہے جائز نہیں ہے لیکن ان کے علاوہ دوسرے اسلامی فرقوں کو اور ضرورت مند کافروں کو صدقہ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۷۳۵۔ ایسے ضرورت مند آدمی کو صدقہ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ جس کے عقیدہ سے ہم آگاہ نہیں ہیں خصوصاً بچوں، عورتوں، بوڑھوں اور بے نواؤں کو کہ جن کی حالت پر انسان کا دل پگھلتا ہے اور ان پر رحم آتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ کم سے کم دینے پر اکتفاء کرے۔

مسئلہ ۲۷۳۶۔ جو شخص کسی مستحق کو صدقہ بھیجے اور وہ اسے قبول نہ کرے اور واپس لوٹا دے تو وہ اسے اپنے مال کا جزء نہیں بنا سکتا ہے بلکہ اسے چاہیئے کہ اس صدقہ کو کارِ خیر میں خرچ کرے اس طرح وہ پہلی قسم کا صدقہ ہو جائیگا جو مسئلہ ۲۷۰۵ میں بیان ہوا ہے۔

مسئلہ ۲۷۳۷۔ اپنے اہل و عیال کی زندگی کو بہتر بنانا بشرطیکہ فضول خرچی کی حد تک نہ پہنچے تو دوسروں کو صدقہ دینے سے بہتر ہے۔

مسئلہ ۲۷۳۸۔ اگر کسی کے پاس استطاعت و امکانات ہیں اور وہ اس کو کارِ خیر میں خرچ کرتا ہے اور وہ خود اور اس کا خاندان تہی دست رہتا ہے یہ مکروہ ہے اور روایت میں بیان ہوا ہے کہ اگر وہ خدا سے روزی طلب کرتا ہے تو اس کی دعا قبول نہیں ہوتی ہے۔

مسئلہ ۲۷۳۹۔ اپنے عزیزوں کو صدقہ دینا دوسروں کو صدقہ دینے سے افضل ہے روایت میں آیا ہے کہ اگر انسان کا عزیز ضرورت مند ہو اور وہ دوسروں کو صدقہ دے تو خدا اسے قبول نہیں کرتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۴۰۔ صدقہ کا بہترین موردِ مستحق وہ عزیز و رشتہ دار ہے جو انسان کی طرف سے دل میں کینہ رکھتا ہے یا مخالفت کی وجہ سے اس سے روگرداں رہتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۴۱۔ مستحب ہے کہ انسان ضرورت مند لوگوں کے لئے امداد جمع کرے روایت میں بیان

ہوا ہے اگر اسّی آدمی ایک کارِ خیر کا واسطہ قرار پائیں اور وہ کارِ خیر اسّی آدمیوں کے ہاتھ سے ہوتا ہوا مستحق تک پہنچ جائے تو سب کو اجر ملے گا اور کسی کا اجر کم نہ ہوگا۔

مسئلہ ۲۷۴۲۔ ضرورت مند انسان کے لئے مکروہ ہے کہ وہ سوال کرے اور بعض روایات سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ غیر ضرورت مند کا سوال کرنا حرام ہے۔

مسئلہ ۲۷۴۳۔ ضرورت مند سے مراد وہ فقیر نہیں ہے جس کو شرع میں فقیر کہا گیا ہے بلکہ عرف میں جو ضرورت مند ہے چنانچہ حدیث میں بیان ہوا ہے: ''اگر کسی کے پاس تین روز کی خوراک موجود ہو اور وہ لوگوں سے سوال کرتا ہے تو وہ روزِ قیامت اس حال میں خدا کی بارگاہ میں جائیگا کہ اس کے چہرہ کا گوشت گر چکا ہوگا۔''

وصیت کے احکام

وصیت ایک عہد و پیمان ہے جس کو انسان اپنی حیات میں کرتا ہے تا کہ جو چیز وہ اپنے مرنے کے بعد چاہتا ہے اسے بیان کرے۔

مسئلہ ۲۷۴۴۔ وصیت مستحبِ موکد ہے اور اس سلسلہ میں رسولؐ اور ائمہ معصومینؑ سے بہت سی حدیثیں نقل ہوئی ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں:

۱۔ وصیت ہر مسلمان کے اوپر ایک حق ہے۔

۲۔ یہ مناسب نہیں ہے کہ مسلمان رات کو آرام سے لیٹے مگر یہ کہ اس کا وصیت نامہ اس کے سر کے نیچے نہ ہو۔

۳۔ جس نے مرتے وقت وصیت نہ کی ہو یہ اس کی کم عقلی اور کم ہمتی کی دلیل ہے۔

۴۔ خداوند عالم فرماتا ہے: اے فرزند آدم میں نے تجھے تین موقعے دیئے ہیں:

۱۔ میں نے تمہاری جو باتیں پوشیدہ رکھی ہیں اگر وہ تمہارے خاندان والوں کو معلوم ہو جاتیں تو تمہارا جنازہ بھی دفن نہ کرتے۔

۲۔ میں نے تمہارے لئے اسباب و وسائل فراہم کئے اور پھر تم سے قرض مانگا لیکن تم نے کوئی چیز پیش نہ کی۔

۳۔ میں نے تمہیں اپنا نظریہ بیان کرنے کی اجازت دی تا کہ تم مرتے دم اپنے ایک تہائی مال کے بارے میں وصیت کرو، لیکن تم نے کوئی کار خیر نہ کیا۔

مسئلہ ۲۷۴۵۔ غسلِ اموات والی فصل میں ہم نے کچھ ایسی چیزیں بیان کی ہیں جو اس فصل سے مربوط ہیں۔ ہم یہاں وصیت کے احکام کو چھ فصلوں اور ایک خاتمہ میں بیان کرتے ہیں:

پہلی فصل

ان چیزوں کے بارے میں جن سے وصیت محقق ہوتی ہے:

مسئلہ ۲۷۴۶۔ وصیت کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: وصیت تملیکی

وصیت تملیکی یہ ہے کہ انسان اپنی میراث میں سے کوئی چیز کسی خاص آدمی یا کسی خاص عنوان کے لئے قرار دے اور یہ ایک قسم کی تملیک اور تخصیص دینا ہے کہ جو وصیت کرنے والے کے مرنے سے مشروط ہے۔

مسئلہ ۲۷۴۷۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ یہ گھر یا یہ قالین میرے مرنے کے بعد فلاں شخص کا ہے یا فقیروں کا ہے یا فلاں مسجد کا ہے تو اسکے مرتے ہی یہ چیز اس شخص یا اس عنوان کی ہو جائے گی اور اس کے لئے وصی یا اس کے وارثوں کی انشاء کی ضرورت نہیں ہے۔

دوسری قسم: وصیتِ عہد و پیمان

عہد و پیمان والی وصیت یہ ہے کہ کسی شخص کو کمسن بچوں کا سرپرست و نگراں بنائے یا اسے اپنے کچھ اموال پر مسلط کرے تاکہ وہ اس کے مرنے کے بعد اس مال کو معین شدہ مصارف میں خرچ کرے۔

مسئلہ ۲۷۴۸۔ پیمان والی وصیت ممکن ہے ایک خارجی چیز سے مربوط ہو مثلاً یہ وصیت کرے کہ اس نے پہلے سے جو کپڑا فراہم کر رکھا ہے اسے اسی کا کفن دیں اور ممکن ہے یہ وصیت ایک فرضی امر سے مربوط ہو مثلاً یہ وصیت کرے کہ اس کے اموال میں سے اتنا فیصد زید کو دیں یا مسجد کی عمارت میں خرچ کریں یا اس کا کچھ مال فروخت کر کے فقیروں میں تقسیم کریں۔

مسئلہ ۲۷۴۹۔ عہد و پیمان والی وصیت میں فرضی چیزوں میں محض اس کے مرتے ہی تصرفات نہیں کئے جا سکتے بلکہ وصی یا اس شخص کی اجازت سے نافذ ہوں گے کہ جس کو ایسا حق حاصل ہے۔

مسئلہ ۲۷۵۰۔ اگر کسی نے اپنی زندگی میں اپنا کفن فراہم کر لیا ہو تو اسے اس میں کفن دیں اس کے علاوہ اگر اس نے کسی خاص کفن کی وصیت کی ہو تو وصیت کا نافذ ہونا محل اشکال ہے، تو اس صورت میں ضروری ہے کہ وصیت، وصی یا ولی شرعی کی اجازت کو جمع کریں۔

مسئلہ ۲۷۵۱۔ وصیت کے تحقق و اثبات کے لئے ہر صریح و واضح لفظ، اشارہ، تحریر یا وہ کام کافی ہے جو وصیت کرنے پر دلالت کرے۔

مسئلہ ۲۷۵۲۔ وصیتِ تملیکی میں یہ شرط نہیں ہے کہ جس کے لئے وصیت کی ہے وہ اسے قبول کرے لہٰذا اگر کسی کے لئے کسی چیز کی وصیت کی گئی ہے، ایک یا بہت سے مخصوص آدمی ہوں اور وہ اس کو رد کر دیں تو بنابر مشہور وصیت باطل ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۲۷۵۳۔ اگر وہ شخص کہ جس کے لئے وصیت ہوئی ہے وصیت کرنے والے کی زندگی میں یا اس کے مرنے کے بعد وصیت کو قبول کر لے اور پھر رد کر دے تو وصیت باطل نہیں ہوگی لیکن اگر شروع ہی میں رد کر دے تو وصیت کا باطل ہونا محل اشکال ہے اور احتیاطِ واجب یہ ہے کہ احتیاط کی رعایت کی جائے۔

مسئلہ ۲۷۵۴۔ اگر عہد والی وصیت میں کسی ایسی چیز کی وصیت کرے جو دوسری سے مربوط ہو جاتی ہے تو اس پر اس کا انجام دینا واجب نہیں ہے خواہ یہ وصیت اس کے نفع میں ہو یا اس کے ضرر میں لہٰذا اگر وہ یہ وصیت کرے کہ یہ گھر فلاں کو دیدینا، واجب نہیں ہے کہ وہ اس کو قبول کرے یا یہ وصیت کرے کہ اس کی طرف سے حج یا ایک عمرہ کریں تو یہ اس پر واجب نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۲۷۵۵۔ اگر اپنے جنازہ کے واجبات میں کسی چیز کی کسی کو وصیت کرے مثلاً یہ وصیت کرے کہ اسے فلاں غسل دے یا اس کی نماز جنازہ فلاں شخص پڑھائے تو احتیاطِ واجب یہ ہے کہ اس کام کو اس کے ولی کی اجازت سے انجام دیں مگر یہ کہ اس کی انجام دہی میں اس کے لئے مشقت ہو۔

مسئلہ ۲۶۵۶۔ مذکورہ مسئلہ میں وصی اور دوسرے کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے لہٰذا جو یہ کہا جاتا ہے کہ وصی کو مرنے والے کی وصیتوں پر عمل کرنا ضروری ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ مرنے والے کی وصیتوں کو پورا کرنے کی کوشش کرے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہی اسے انجام دے۔

مسئلہ ۲۷۵۷۔ وصیت کے نافذ ہونے کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ وصی اس کو قبول کرلے اور اگر رد کرے تو اس کی گردن سے وہ نہیں اترے گی بلکہ اس کو یہ کوشش کرنا چاہئے کہ وہ وصیتیں انجام پذیر ہو جائیں۔

مسئلہ ۲۷۵۸۔ اگر وصیت کرنے والی کی زندگی میں وصی اس کو رد کردے اور وصیت کرنے والا بھی اس سے روگردانی کرے تو اس کی وصیت ساقط ہو جائے گی لیکن اگر وہ اپنی وصیت پر اصرار کرے تو ظاہر یہ ہے کہ اس کی وصت ساقط نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۲۷۵۹۔ وصی پر یہ واجب نہیں ہے کہ میت کی وصیتوں پر وہ خود ہی عمل کرے وہ اس کی انجام دہی سے پہلو تہی کرسکتا ہے بالکل ایسے ہی ہوگا جیسے وصی میت کی وصیت پر عمل نہیں کرسکا اگر بعد میں وصیت پر عمل کرنے کے لئے راضی ہو جائے تو یہ دوسرے پر تقدم کا حق رکھتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۶۰۔ اگر کوئی شخص کسی سے یہ کہے کہ مجھ سے وصیت نہ کرو یا یہ کہے کہ اگر تم مجھے وصیت کروگے تو میں قبول نہیں کرونگا لیکن وصیت کرنے والا کوئی پروانہ کرے اور اس کو اپنا وصی قرار دے تو وہ اسے قبول کرنے پر مجبور نہیں ہے اور اس بات کا ذمہ دار نہیں ہے کہ ایک بار پھر اسے اطلاع دے کہ وہ اس کی وصیت کے مطابق عمل نہیں کرے گا۔

مسئلہ ۲۷۶۱۔ اگر کسی کو وصی قرار دے اور وہ وصیت کو رد کردے اور رد کرنے کی اس کو اطلاع دے دے اور وہ رد کرنے کی پروانہ کرے پھر اسے وصی قرار دے تو اس وصیت کو قبول کرنا اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۷۶۲۔ اگر وصی نے وصیتوں کو قبول کرلیا ہو تو بھی اس کو رد کرنے کا حق ہے بشرطیکہ یہ کوشش کرے کہ وصیتیں معطل نہ رہیں۔

مسئلہ ۲۷۶۳۔ اگر باپ بیٹے سے یہ چاہے کہ وہ اس کی وصیتوں کو قبول کرلے تو بیٹے کو انکار کرنے کا حق نہیں ہے، لیکن اگر باپ، بیٹے کو وصیت کرے اور یہ نہ چاہے کہ وہ اسے رد نہ کرے تو بیٹا بھی دوسروں کی طرح وصت کو رد کرنے کا حق رکھتا ہے۔

دوسری فصل

وصیت کرنے والے اور وصیت سننے والے کے احکام

مسئلہ۲۷۶۴۔ وصیت کرنے والے میں چند شرطوں کا ہونا ضروری ہے ان میں سے بعض یہ ہیں:

۱۔ بالغ ہو، کمسن بچہ کی وصیت نافذ نہیں ہے لیکن جو بچہ دس سال کا ہو گیا ہے اور اگر عاقل ہو اور اس کی وصیت کار خیر کے بارے میں ہو تو نافذ ہے۔

مسئلہ۲۷۶۵۔ بنابر احتیاط واجب کم اموال کے بارے میں سات سال کے بچہ کی وہ وصیت بھی نافذ ہے جو کارِ خیر کے بارے میں ہو۔

۲۔ عاقل ہو، لہذا دیوانہ اور مست اور ان جیسے لوگوں کی وصیت نافذ نہیں ہے کہ جن کی عقل ضائع ہوگئی ہے۔

۳۔ اختیار رکھتا ہو، لہذا اس شخص کی وصیت نافذ نہیں ہے جس کو لوگوں نے مجبور کیا ہو۔

۴۔ آزاد ہو، مولا کی اجازت کے بغیر غلام کی وصیت نافذ نہیں ہے۔

۵۔ خودکشی نہ کی ہو، اگر کوئی عصیان کرتے ہوئے خودکشی کرے اور اس وقت وصیت کر کے مر جائے تو مالی امور میں ایسے شخص کی وصیت نافذ نہیں ہوگی اس کے علاوہ دوسرے امور میں نافذ ہوگی۔

مسئلہ۲۷۶۶۔ جس شخص نے خودکشی کے اقدام کے بعد وصیت کی اس کی وصیت چند موارد میں نافذ ہے:

۱۔ عمدی طور پر خودکشی کا اقدام نہ کیا ہو۔

۲۔ خودکشی کا اقدام جان بوجھ کر کیا ہو لیکن مرنے کا ارادہ نہ ہو۔

۳۔ عصیان کی بنا پر خودکشی کا اقدام نہ کیا ہو بلکہ اہم ترین کام کیلئے کیا ہو کہ جس کے لئے معذور سمجھا جائے۔

۴۔ خودکشی کے اقدام میں ضائع نہ ہو بلکہ جاں بر ہو جائے اور دوسری وجہ سے موت آئے۔

۵۔ اس کی وصیت خودکشی کے اقدام سے پہلے ہو۔

مسئلہ۲۷۶۷۔ غیر مالی مسائل، جیسے بچوں کے لئے سرپرست معین کرنے میں خودکشی کرنے والے کی وصیت کے نافذ ہونے میں اشکال ہے، لہذا احتیاطِ واجب یہ ہے کہ احتیاط کی رعایت کی جائے۔

مسئلہ۲۷۶۸۔ وہ سفیہہ جو مالی اہمیت کو نہیں سمجھتا ہے مالی امور میں اس کی وصیت نافذ نہیں ہے لیکن غیر مالی مسائل اور اسی طرح ان مالی مسائل میں نافذ ہے جو کارِ خیر سے مربوط ہوں۔

مسئلہ۲۷۶۹۔ وصیت کرنے والے کیلئے ایمان کی شرط نہیں ہے، لہذا غیر مومن، اہل خلاف، اور غیر مسلم کی وصیت بھی نافذ ہے، مگر یہ کہ مومنین کو چاہئے کہ وہ انہیں وصیت میں اپنے دین کے مطابق وصیت کرنے پر ابھاریں۔

مسئلہ۲۷۷۰۔ اس کے لئے وصیت کرنا صحیح نہیں ہے جو کہ خارج میں موجود نہ ہو مثلاً یہ کہے: میرے مرنے کے بعد میرا گھر زید کے بیٹے کو دیدینا اور اس کے انتقال کے وقت زید کے بیٹا نہ ہو۔

مسئلہ۲۷۷۱۔ اگر انسان کسی چیز کو اس بچہ کی ملکیت قرار دینے کے لئے وصیت کرے جو کہ ابھی ماں کے شکم میں ہے اور وہ بچہ زندہ پیدا نہ ہو تو یہاں چند صورتیں ہیں:

۱۔ اگر وہ بدن میں روح آنے سے پہلے ہی ساقط ہو جائے تو وصیت باطل ہو جائے گی۔

۲۔ اگر وہ بدن میں روح آنے کے بعد زندہ ساقط ہو، روئے اور اس کے رونے کی آواز آشکار ہو اور اس کے بعد مر جائے تو اس صورت میں وصیت نافذ ہے۔

۳۔ اگر اس میں روح آ گئی ہو لیکن وہ رونے اور اس کی آواز کے آشکار ہونے سے پہلے ہی مر جائے تو وصیت کے صحیح ہونے میں اشکال ہے، احتیاطِ واجب کی بنا پر احتیاط کی رعایت کرنا لازم ہے۔

مسئلہ۲۷۷۲۔ وارث، اہل خلاف، کافر حربی اور کافر ذمی کو وصیت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن یہ باطل کی ترویج یا اس کی طرف لوگوں کی تشویق کا باعث نہ ہو اگر اس کا باعث ہو تو وصیت باطل ہو جاتی ہے۔

مسئلہ۲۷۷۳۔ تملیک اور عہد والی وصیت میں اگر وصی، وصیت کرنے والے سے پہلے مر جائے، اگر وصیت کرنے والا اپنی وصیت سے پلٹ جائے تو وصیت ختم ہو جائے گی لیکن اگر وہ اپنی وصیت سے نہ پلٹے خواہ اس کی موت سے باخبر ہونے کی وجہ سے نہ پلٹے تو وصیت نافذ ہے اور اس کا مال مرنے والے کے وارثوں میں منتقل ہو جائیگا۔

مسئلہ۲۷۷۴۔ مذکورہ فرض میں وارثوں کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ وصیت کو رد کر دیں بلکہ وہ خواہ نخواہ اس کے مالک ہوں گے اور یہ مال بھی اس کے دوسرے ترکہ کی مانند ان میں تقسیم ہوگا اور اگر وصیت کیا گیا مال زمین ہو تو اس کی بیوی کو حصہ نہیں ملے گا لیکن اس سے اس کے مرنے والے کا قرض ادا کیا جائیگا اور اس کے ذریعہ اس کی وصیتیں نافذ ہوں گی۔

تیسری فصل

وصی کے احکام

وصیت کرنے والا جس کو اپنی وصیت نافذ کرنے کے لئے معین کرتا ہے اس کو وصی کہتے ہیں خواہ وہ ایک ہو یا کئی ہوں۔

مسئلہ۲۷۷۵۔ وصی میں چند شرطیں معتبر ہیں:

۱۔ بالغ ہو۔

مسئلہ۲۷۷۶۔ بچہ کو اس قصد سے وصی قرار دینا کہ وہ بچپنے میں وصیتوں کے تقاضوں کو پورا کرے گا تو یہ وصیت درست نہیں ہے خواہ صرف بچہ کو وصی بنائے یا دوسروں کے ساتھ بنائے، لیکن اگر یہ مقصد ہو کہ وہ بالغ ہونے کے بعد وصیت کو اپنے ذمہ لے گا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ۲۷۷۷۔ اگر بچہ کو اپنا وصی مقرر کرے لیکن یہ معین نہ کرے کہ وہ بلوغ سے پہلے وصیت پر عمل کرے گا یا بلوغ کے بعد تو وصیت صحیح ہے لیکن بالغ ہونے سے پہلے اسے تصرف کا حق نہیں ہے۔

مسئلہ۲۷۷۸۔ جہاں وصی بچہ ہو اور ابھی بالغ نہ ہوا ہو تو فوری کاموں مثلاً قرض ادا کرنے، وارثوں کے درمیان مال تقسیم کرنے اور اس خطرہ کو دور کرنے کے لئے جو مال کو لاحق ہوا ہو، دوسروں کو اقدام کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۷۷۹۔ اگر ایک بچہ اور ایک بالغ وصی ہو تو بالغ تنہا وصیتوں کو نافذ کرے گا بچہ کے بالغ ہونے کا انتظار نہیں کرے گا۔ مگر یہ کہ وصیت کرنے والے نے اس کی تصریح کر دی ہو۔

۲۔ عاقل ہو، دیوانہ کو اس طرح وصی مقرر کرنا صحیح نہیں ہے جس طرح ہم نے بچہ کے بارے میں بیان کیا ہے۔

۳۔ آزاد ہو، مالک کی اجازت کے بغیر غلام کو وصی مقرر کرنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۷۸۰۔ مسلمان اپنے مالی امور میں غیر مسلمان کو وصی مقرر کر سکتا ہے بشرطیکہ اس کو مسلمان کے بچوں اور ان کے اموال کا ولی نہ بنائے۔

مسئلہ ۲۷۸۱۔ وصی میں عدالت شرط نہیں ہے یہاں تک کہ اس کا معتمد ہونا بھی شرط نہیں ہے لیکن اگر یہ وصیت بچوں کے لئے ولی بنانے پر مشتمل ہو تو وصیت کرنے والا اپنے بچوں پر اس شخص کو مسلط نہیں کر سکتا جو ان کی مصلحت کو نہ جانتا ہو۔

مسئلہ ۲۷۸۲۔ اگر کوئی ایسے شخص کو وصی مقرر کرے جو قابل اعتماد نہ ہو تو بچوں کی سرپرستی کے لئے اس کی وصیت صحیح نہیں ہے بلکہ ایسا ہی ہے جیسے وصی مقرر ہی نہ کیا ہو۔

مسئلہ ۲۷۸۳۔ وصیت کرنے والا چند آدمیوں کو اپنا وصی مقرر کر سکتا ہے کہ وہ سب اس کی وصیتوں کو اس طرح نافذ کریں کہ سب کی موافقت کے بغیر کوئی کام انجام پذیر نہ ہو یا ترتیب ہو یا تقدم کے حق کی رعایت ہو یا وصیت میں ان میں سے ہر ایک مستقل و مختار ہو، لہذا جو پہلے اقدام کرے گا یا جلد پہنچے گا وہی مقدم ہوگا۔

مسئلہ ۲۷۸۴۔ جہاں ایک سے زیادہ کی موافقت ضروری ہو اور وہاں عمل کی کیفیت کے سلسلہ میں ان کے درمیان اختلاف ہو جائے، اگر ان کے نظریہ کے احترام کا کوئی طریقہ ہو تو اس کے مطابق

عمل کریں مثلا ایک کہتا ہے فلاں مال سادات کو دیا جائے دوسرا کہتا ہے کہ فقیروں کو دیا جائے تو فقیر و نادار سادات کو دیا جائے گا اگر یہ صورت نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ حاکم شرع سے رجوع کریں۔

مسئلہ ۲۷۸۵۔ اگر موت اور ناتوانی وغیرہ کی وجہ سے وصی کا وصی ہونا ساقط ہو جائے، تو احتیاطِ واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ وارثوں میں سے جو لوگ وصیت کو نافذ کر سکتے ہیں وہ حاکم شرع کے ساتھ مشترک طور پر وصیت کو اپنے ذمہ لیں۔

مسئلہ ۲۷۸۶۔ وصی اپنی وصیت کے ساقط ہونے کے وقت کسی کو منتخب نہیں کر سکتا کہ وہ میت کی طرف سے معین شدہ وصی کی مانند امور میں مختار ہو بلکہ جو منتخب ہوا ہے وہ وکیل کی حیثیت سے وصیت کو نافذ کرے گا۔

مسئلہ ۲۷۸۷۔ اگر وصیت کو عملی جامہ پہنانے میں وصی کوتاہی کرے تو اسے کوئی بھی اس کام سے باز رکھ سکتا ہے خصوصاً وارث۔ پھر اگر وہ باز نہ رہے اور وارثوں سے لڑنے پر آمادہ ہو جائے تو وارث حاکم شرع کے ساتھ اس کے کاموں کی نگرانی کریں گے اگر وہ اس سے وصیت کے مطابق عمل نہ کرا سکیں تو گذشتہ مسئلہ کا حکم جاری ہوگا۔

مسئلہ ۲۷۸۸۔ وصی امانت دار ہے لہذا مال کے تلف ہونے کا ضامن نہیں ہے، مگر دو جگہ ضامن ہوگا:

۱۔ اپنے اختیارات کے حدود سے خارج ہو جائے اور مال کو اس جگہ خرچ کرے جس کے لئے وصیت نہ ہو۔

۲۔ وصیت میں کوتاہی کرے جیسے وصیت کو نافذ کرنے میں اتنی تاخیر کرے کہ مال تلف ہو جائے یا مال کی حفاظت میں کوتاہی کرے کہ مال چوری ہو جائے۔

مسئلہ ۲۷۸۹۔ اگر وصیت کرنے والا وصیت کا مورد معین کر دے تو وصی کو اسی کے حدود میں وصیت کو عملی جامہ پہنانا چاہئے لیکن اگر مطلق چھوڑ دے مثلاً یہ کہے کہ فلاں میرا وصی ہے، تو ہمارے عرف میں ایسی وصیت کا ظاہر یہ ہے کہ اسے چاہئے کہ اس کا ایک تہائی جدا کرکے میت کے کار خیر میں خرچ کرے، میت پر جو حقوق ہیں انہیں ادا کرے اور جو امانتیں اس کے پاس تھیں انہیں ان کے مالکوں کو واپس کرے وغیرہ۔

مسئلہ ۲۷۹۰۔ کیا وصیتِ مطلق میں وصی کمسن بچوں کا ولی بھی بن جاتا ہے یا نہیں؟ محل اشکال ہے۔ احتیاطِ واجب اس میں ہے کہ بچوں کے امور کی سرپرستی کیلئے وہ اس سے اجازت طلب کرے۔

مسئلہ ۲۷۹۱۔ ہمارے زمانہ میں یہ بات عام ہوگئی ہے کہ وصیت کرنے والے کی طرف سے وصی پر ایک نگراں مقرر ہوتا ہے، اگر یہ نگراں مقرر کرنا ایسا ہو جیسے دو آدمیوں کو وصی مقرر کرنا کہ جن میں سے ایک دوسرے پر مقدم ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور وصیت نافذ ہے۔

مسئلہ ۲۷۹۲۔ اگر نگراں معین کرنے کے معنی یہ ہیں کہ وصی مستقل طور پر ایک ہے لیکن نگراں بھی اظہار خیال کرسکتا ہے تو اس صورت میں نگراں کے لئے وصیت نافذ نہیں ہے۔ لیکن وصیت کرنے والا وصی کے لئے یہ ضروری سکتا ہے کہ وہ کاموں میں کسی مخصوص آدمی سے مشورہ کرے اور وصیت پر عمل کرنے میں اس کی رائے کا احترام کرے، مگر یہ کہ اس شخص پر یہ واجب نہیں ہے کہ وہ اپنی رائے پیش کرے۔

چوتھی فصل

ان چیزوں کے احکام جن کے بارے میں وصیت کی جاتی ہے

پہلی فصل میں ہم نے یہ بیان کیا تھا کہ وصیت کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ تملیکی

۲۔ پیمانی

مسئلہ ۲۷۹۳۔ وصیت تملیکی میں ہر اس چیز کے بارے میں وصیت ہوتی ہے جس کی منفعت حلال اور قابل اعتناء ہو، اس کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں ان میں سے بعض درج ذیل ہیں:

۱۔ اصل چیز موجود ہو جیسے گھر یا حیوان

۲۔ جس چیز کا فی الحال وجود خارجی نہیں ہے لیکن امید ہے کہ آئندہ وجود میں آجائے گی جیسے حیوان کا بچہ یا درخت کا پھل۔

۳۔ موجود چیز کی منفعت

۴۔ وہ منفعت جو مستقبل میں وجود پذیر ہوگی۔

۵۔ وہ حق جو منتقل ہوسکتا ہے، جیسے حقِ تحجیر (بنجر زمینوں کی حد بندی کرنا) وہ حقوق نہیں جو منتقل نہ

ہو سکتے ہوں جیسے حق شفعہ۔

مسئلہ۲۷۹۴۔جس چیز کے بارے میں، عہد و پیمان والی وصیت میں وصیت ہوتی ہے وہ ترکہ میں ہر طرح کا حلال تصرف کرنا ہے خواہ وہ خارج میں موجود ہو جیسے گودام میں موجود اناج سے حرم کے کبوتروں کو دانہ دینے کی وصیت کرنا، یا اعتباری ہو، جیسے اموال کو صدقہ کرنا یا وصیت کرنے والے کی طرف سے کسی کو حج، روزہ یا نماز کے لئے نائب مقرر کرنا یا ان چیزوں کے علاوہ جائز تصرف کے لئے وصیت کرنا۔

مسئلہ۲۷۹۵۔مسئلہ۲۷۵۱ کے بعد کمسن بچوں کے لئے وصی معین کرنے کے احکام بیان ہو چکے ہیں اور مسئلہ۲۷۵۴ کے بعد احکامِ وصیت میں میت کی تجہیز کے بارے میں بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ۲۷۹۶۔ ہر اس چیز کے بارے میں وصیت کرنا صحیح نہیں ہے کہ جس کا حرام منافع قابل اعتنا ہو مثلاً شراب یا جس کا نتیجہ حرام ہو جیسے باطل کی ترویج اور یہ وصیت نافذ نہیں ہوگی۔

مسئلہ۲۷۹۷۔اس شراب کے بارے میں وصیت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ جو سرکہ میں تبدیل ہونے کے قابل ہو یا اس سے کوئی دوسرا حلال فائدہ ہو، اسی طرح دوسری حرام چیز بھی ہیں۔ اس مسئلہ میں وصیت تملیکی اور پیمانی میں کوئی فرق نہیں ہے۔

مسئلہ۲۷۹۸۔میت کا ایک تہائی ترکہ خود اسی سے مربوط ہے لہذا ایک تہائی ترکہ کے بارے میں وصیت تملیکی یا وصیت پیمانی کر سکتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ صرف ایک چوتھائی ترکہ کے بارے میں وصیت کرے اور اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ ۱/۵ پر اکتفاء کرے۔

مسئلہ۲۷۹۹۔اگر میت کے طبقہ وارث میں سے امام علیہ السلام کے علاوہ کوئی وارث نہ ہو اور وہ اپنے تمام مال کے بارے میں یہ وصیت کرے کہ کار خیر میں خرچ کیا جائے تو بھی اس کی وصیت ایک

تہائی مال کے بارے میں نافذ ہوگی۔

مسئلہ۲۸۰۰۔مذکورہ فرض میں احتیاطِ واجب یہ ہے کہ باقی دو تہائی ترکہ میں میت کی وصیت اور اس شخص کے ترکہ کے حکم کو جمع کیا جائے کہ جس کا وارث نہ ہو۔

مسئلہ۲۸۰۱۔ایک تہائی کا معیار، مرتے دم ترکہ کا ایک تہائی ہے۔

مسئلہ۲۸۰۲۔اگر وصیت کے وقت کسی نے ایسی چیز کے بارے میں وصیت کی جو اس وقت اس کے ایک تہائی مال سے زیادہ تھی لیکن بعد میں اس کی قیمت گھٹ گئی یا دوسرے اموال کی قیمت بڑھ گئی یا اس کے اموال کا حجم بڑھ گیا اور نتیجہ میں وہ مال کہ جس کے بارے میں اس نے وصیت کی تھی، اس کے ترکہ کا ایک تہائی یا اس سے بھی کم رہ گیا تو اس کی وصیت نافذ ہوگی۔

مسئلہ۲۸۰۳۔اگر کسی شخص نے اپنے مال کے ایک حصہ کی وصیت کی کہ جس کی قیمت اس وقت اس کے ایک تہائی مال سے زیادہ نہیں تھی لیکن بعد میں اس کی قیمت بڑھ گئی یا دوسرے اموال کی قیمت گھٹ گئی یا اس کا کچھ مال خرد برد ہو گیا اور نتیجہ میں اس کی قیمت ایک تہائی مال سے زیادہ ہو گئی تو ایک تہائی سے زیادہ کے بارے میں اس کی وصیت نافذ نہیں ہوگی۔

مسئلہ۲۸۰۴۔ایک تہائی کا حساب کرتے وقت، کفن و دفن اور ان اخراجات کو مجرا کر لیا جاتا ہے جو مسئلہ۲۸۰۶ میں بیان ہوں گے اس کے بعد اس کے ایک تہائی کا حساب ہوتا ہے۔

مسئلہ۲۸۰۵۔اگر وصیت میت کی مشترک ملکیت کے بارے میں ہو اور ترکہ میں سے کچھ مال تلف ہو جائے تو جس چیز کے بارے میں وصیت ہوئی ہے وہ بھی اپنے لحاظ سے مورد ضمان قرار پائے گی۔یعنی نقصان میں دونوں شریک ہیں۔

مسئلہ۲۸۰۶۔جو مالی واجبات اصل ترکہ سے پورا کیا جاتا ہے، وہ ایسی چیزیں ہیں جو میت کے

ذمہ تھیں اور وہ یہ ہیں:

۱۔میت کے قرض

۲۔جن چیزوں کا پیسہ اس نے پہلے لے لیا اور چیزیں تحویل میں نہیں دی تھیں۔

۳۔ان چیزوں کا پیسہ جو اس نے ادھار خریدی تھیں۔

۴۔ان چیزوں کا عوض جن کا وہ ضامن ہوا تھا۔

۵۔ان مظالم کی دیت جن کا وہ مرتکب ہوا ہے۔

۶۔وہ کام جو اجیر بننے کے سبب اس کے ذمہ ہو گئے تھے۔

۷۔جن چیزوں کا وہ عقد کے ضمن میں پابند ہوا تھا اور یہ عہد نہیں کیا تھا کہ وہ خود ہی اسے انجام دے گا۔

۸۔جو شرعی حقوق، جیسے خمس وزکواۃ، اس کے ذمہ ہوں۔

۹۔واجب حج اگر اس کے ذمہ ہو۔

اور مسئلہ ۲۳۷۳ میں ہم نے یہ بیان کیا ہے کہ واجب حقوق اور واجب حج کا خرچ تمام چیزوں سے پہلے اصل ترکہ سے لیا جائیگا۔

مسئلہ ۲۸۰۷۔ دوسرے وہ واجب امور جن میں نائب بنانا جائز ہو ان کا خرچ اصل ترکہ سے نہیں لیا جائیگا۔

مسئلہ ۲۸۰۸۔اسی طرح وہ کفارات کہ جن کے نتیجہ میں مال صدقہ کرنا ہے اور ان نذروں کا خرچ کہ جن کی انجام دہی اپنے ذمہ نہیں لی تھی، اصل ترکہ سے نہیں لئے جائیں گے۔

مسئلہ ۲۸۰۹۔اگر ترکہ میں سے کوئی چیز تلف ہو جائے تو واجب حقوق اور ان چیزوں میں سے کوئی چیز کم نہیں ہوگی جو کہ مسئلہ ۲۸۰۶ میں بیان ہوئی ہیں بلکہ جو تلف ہوا ہے وہ میراث اور ان چیزوں میں کمی کا باعث ہوگا جن کے بارے میں وصیت کی تھی۔

مسئلہ ۲۸۱۰۔اگر بعض وارث مالی واجبات کو ادا کرنے سے پہلو تہی کریں، خواہ نافرمانی کی صورت میں یا اس وجہ سے کہ اس کے نزدیک وہ ثابت نہیں ہیں تو دوسرے وارثوں کو چاہئے کہ وہ اپنے حصہ سے ادا کریں ان کی ادائیگی سے پہلے وہ اپنے حصہ میں تصرف کا حق نہیں رکھتے۔

مسئلہ ۲۸۱۱۔اگر دوسرے وارث اس کو ثواباً ادا کریں تو ان کے حصہ سے لیا جائیگا لیکن اگر وہ اس نیت سے ادا کریں کہ بعد میں وصول لیں گے تو انہیں وصی سے رجوع کرنا ہوگا اور اگر وصی نہ ہو یا اس سے رجوع کرنا ممکن نہ ہو تو حاکم شرع سے رجوع کریں گے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو رجوع کی نیت سے ادا کرنا کافی ہے۔

مسئلہ ۲۸۱۲۔اگر میت ایک تہائی ترکہ سے زیادہ کی وصیت کرے تو وصیت صرف ایک تہائی میں نافذ ہوگی اور باقی وصیت کرنے والے کی زندگی میں یا اس کے مرنے کے بعد وارثوں کی اجازت پر موقوف ہے۔

مسئلہ ۲۸۱۳۔اگر بعض وارث ایک تہائی سے زیادہ کی اجازت دے دیں اور بعض اجازت نہ دیں تو جنہوں نے اجازت دی ہے ان کے حصہ میں وصیت نافذ ہوگی۔

مسئلہ ۲۸۱۴۔ اگر وارث ایک تہائی سے زیادہ وصیتوں میں سے بعض کی اجازت دے دیں تو وصیت اسی میں نافذ ہوگی۔

مسئلہ ۲۸۱۵۔جس وارث نے بھی ایک تہائی سے زیادہ کی اجازت دی ہے وہ پھر اپنی

اجازت سے پلٹ نہیں سکتا خواہ اس نے وصیت کرنے والے کی زندگی میں اجازت دی ہو یا اس کے مرنے کے بعد۔

مسئلہ ۲۸۱۶۔ اگر وصیت کرنے والا تمام وارثوں کو یا بعض وارثوں کو میراث سے محروم کرے تو یہاں تین صورتیں ہیں:

ا۔ اگر میت بعض وارثوں کے تمام حصہ کو اس لئے دوسرے وارث کو دیدے کہ انہیں اس کی ضرورت نہیں ہے یا دوسرے کو زیادہ ضرورت ہے یا اس وجہ سے کہ وصیت کرنے والے کو اس کام کی ضرورت ہے یا اس وجہ سے کہ اگر ان کے ہاتھ میں مال پہنچ جائیگا تو وہ نیک کاموں کے علاوہ دوسرے کاموں میں خرچ کریں گے اور میت کو (آخرت میں) اس دنیا میں فائدہ پہنچے گا اور ایسی بہت سی مثالیں ہیں۔ کہ ان کاموں سے وارثوں کو میراث سے محروم کرنا نہ سمجھا جائے بلکہ اس کے حصہ میں تصرف سمجھا جائے تو اس صورت میں اگر وارث اجازت دیدیں تو پوری وصیت نافذ ہوگی اور اگر اجازت نہ دیں تو ایک تہائی ہی میں نافذ ہوگی۔

۲۔ اگر میت کسی وارث کو، اس کے نسب میں شک یا اس سے سرزد ہونے والی غلطی کی سزا دینے کے لئے اسے اس کے حصہ وحق سے محروم کردے تو ظاہر یہ ہے کہ ایسی وصیت نافذ نہیں ہے یہاں تک کہ ایک تہائی میں بھی خواہ وارث اجازت دیں یا نہ دیں۔

۳۔ اگر مرنے والا یہ وصیت کرے کہ میرے فلاں بیٹے کو ترکہ میں سے کوئی چیز نہ دینا اور اس کے حصہ کو مثلاً فقیروں میں تقسیم کردینا اگر وہ وارث اجازت دیدے تو اس کی وصیت اس کے سارے حصہ میں نافذ ہوگی اور اگر اجازت نہ دے تو صرف ایک تہائی میں نافذ ہوگی۔

مسئلہ ۲۸۱۷۔ اگر مرنے والا اپنے مال میں سے کوئی چیز ایک تہائی کے عنوان سے معین کرے تو اسی ایک تہائی کو ایک تہائی کے عنوان سے نکالا جائے اور جس چیز کے لئے معین کیا ہے اسی میں خرچ کیا جائے اور اگر وصی پر چھوڑ دے کہ وہ اس کو معین کرے پھر جب وصی کے ذریعہ وہ معین ہو جائے

تو وہی چیز ایک تہائی کے عنوان سے مقرر ہوگی اور اس میں وارثوں کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۱۸۔ اگر کوئی یہ وصیت کرے کہ اس کے ایک تہائی مال سے ایک مدتِ معین تک تجارت کریں اور اس کا منافع کارخیر میں خرچ کریں، تو واضح ہے کہ اس وصیت کا دارومدار ایک تہائی مال کو نکال کر الگ کرنے پر ہے اور چونکہ یہ نہیں کہا کہ کون اس مال کو جدا کرے، تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ یہ کام وصی پر چھوڑا ہے اور وصی کا مال میں تصرف کرنے اور اس سے ایک تہائی جدا کرنے کے جائز ہونے میں یہی کافی ہے۔

مسئلہ ۲۸۱۹۔ اگر مرنے والا اپنا ایک تہائی مال معین نہ کرے بلکہ اس کے معین کرنے کو وصی پر چھوڑ دے اور اس کی وصیت کی کیفیت بھی اس پر مبنی نہ ہو بلکہ خرچ کے موقع ومحل کو معین کرے تو یہاں ظاہر یہ ہے کہ اس کو جدا کرنے کا حق نہ وصی کو ہے اور نہ کسی اور کو بلکہ شراکت کی صورت میں ترکہ کے ضمن میں رہے گا لہذا اگر ترکہ کی مقدار تجارت یا پیداوار کے ذریعہ، بڑھ جائے تو اس ایک تہائی میں بھی اضافہ ہوگا اور اگر تلف ہو جانے کی وجہ سے ترکہ کم ہوگا تو اسی تناسب سے ایک تہائی سے بھی کم ہوگا۔

مسئلہ ۲۸۲۰۔ اگر وہ کسی چیز کے بارے میں وصیت کرے کہ اس کو چند لوگوں کے درمیان تقسیم کردیں تو اس وصیت میں سب برابر کے شریک ہیں اور اس مال کو مساوی طور پر ان میں تقسیم کریں گے۔

مسئلہ ۲۸۲۱۔ اگر کسی چیز کے بارے میں وصیت کرے کہ چچاؤں اور ماموں کے درمیان تقسیم کردیں تو اس میں سے ایک تہائی ماموں کے لئے اور دو تہائی چچاؤں کے لئے ہوگی جس کو ان کے درمیان مساوی طور پر تقسیم کردیا جائے گا۔

پانچویں فصل

وصیت کے احکام

مسئلہ ۲۸۲۲۔ وصیت کرنے والا اپنی حیات میں وصیت سے پلٹ سکتا ہے اگر وصیت کے ایک حصہ سے منصرف ہوجائے تو وصیت کا وہ حصہ باطل ہوجائیگا۔

مسئلہ ۲۸۲۳۔ وصیت کرنے والے کا اپنی وصیت سے پھرنا ہراس قول وفعل سے ثابت ہوجاتا ہے جو اس پر دلالت کرے۔

مسئلہ ۲۸۲۴۔ وصیت کے انکار کرنے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ وصیت سے پھر گیا ہے مگر یہ کہ اس نے اس لئے انکار کیا ہوتا کہ لوگوں کو یہ بتادے کہ وہ وصیت سے راضی نہیں ہے خواہ اس نے پہلی وصیت کو فراموش کردیا ہو یا نہ کیا ہو۔

مسئلہ ۲۸۲۵۔ اگر کسی چیز کے بارے میں وصیت کرے پھر اس کے خلاف وصیت کرے مثلاً پہلے یہ وصیت کرے کہ فلاں چیز زید کو دی جائے پھر یہ وصیت کرے کہ وہ چیز خالد کو دی جائے اس وصیت کے یہ معنی ہیں کہ وہ پہلی وصیت سے منحرف ہوگیا ہے، دوسری وصیت پر عمل ہونا چاہئے خواہ اس نے پہلی وصیت کو فراموش کردیا ہو یا نہ کیا ہو۔

مسئلہ ۲۸۲۶۔ اگر مرنے والے نے ایسی متعدد وصیتیں کی ہوں کہ جن میں تضاد نہ ہو لیکن ایک

دوسرے سے ٹکراتی ہوں مثلاً ان اموال کے بارے میں وصیت کرے کہ جن میں وصیت نافذ ہے۔ لیکن وہ سب کے لئے کافی نہ ہو اور اگر ان میں کوئی واجب چیز ہو، تو وہ مقدم ہوگی، خواہ وہ واجب مالی ہو جیسے حج یا واجب بدنی ہو جیسے نماز۔

مسئلہ ۲۸۲۷۔ مذکورہ فرض میں اس بات میں کوئی فرق نہیں ہے کہ ان سب کے بارے میں ایک ہی وقت میں وصیت کی ہو یا مختلف اوقات میں، اور اس میں بھی فرق نہیں کہ واجب کی پہلے وصیت کی ہو یا نہ۔

مسئلہ ۲۸۲۸۔ واجب کو اس وقت مقدم کیا جاتا ہے جب اس کے واجب ہونے کی حیثیت سے اس کی وصیت کی ہو، لیکن اگر اس پر ایسا کوئی فرض نہیں تھا بلکہ احتیاطاً اس نے اس کی وصیت کردی تھی تو اس صورت میں اس کو مقدم کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ دوسری وصیتوں کے مانند وہ بھی ایک کارِثواب ہے۔

مسئلہ ۲۸۲۹۔ اگر مرنے والا ایسی چیزوں کے بارے میں وصیت کرے کہ جن میں تضاد نہیں ہے لیکن ٹکراؤ ہے یعنی وہ مال کہ جس میں وصیت نافذ ہے ساری چیزوں کے لئے کافی نہ ہو، لہذا اگر وہ چیزیں سبھی واجب یا غیر واجب ہوں تو یہاں دوصورتیں ہیں:

۱۔ اگر ایک ہی نشست میں اور ایک ہی قول میں سب کے بارے میں وصیت کی ہو مثلاً یہ کہا ہو: جو نماز، روزہ میرے اوپر واجب ہے اسے ادا کرو یا یہ کہا ہو کہ میری طرف سے تمام ائمہ علیہم السلام کے مزارات کی زیارت دس بار کرو، یہاں ان تمام چیزوں میں کمی آجائے گی یعنی ان میں سے ہر اس چیز کو انجام دیا جائے گا جس کے لئے مال کفایت کرے گا۔

۲۔ اگر ان کے بارے میں مختلف نشستوں میں وصیت کرے یا ایک ہی نشست میں وصیت کرے لیکن ترتیب سے کرے مثلاً پہلے کہے: جو نماز میرے ذمہ ہے اسے ادا کرو پھر کہے: جو روزے

مجھ پر واجب ہیں، انہیں رکھو یا پہلے کہے: میری طرف سے امیر المومنینؑ علیہ السلام کے روضہ کی دوبار زیارت کرو، پھر کہے: دو بار امام حسین علیہ السلام کے روضہ کی زیارت کرو، یا پہلے یہ کہے: میری طرف سے ہزار دینار صدقہ دو، پھر کہے: ایک ہزار دینار زید کو دو، ان تمام جگہوں پر پہلے اس چیز کو انجام دیا جائیگا جس کو پہلے بیان کیا ہے پھر اگر کچھ پیسہ باقی بچ جائے تو دوسری چیز کو انجام دیا جائیگا۔

مسئلہ ۲۸۳۰۔ اگر یہ وصیت کرے کہ ایک تہائی مال سے کچھ مالی واجبات ادا کرائیں، اگر ان واجبات کی انجام دہی کے لئے ایک تہائی مال کافی نہ ہو تو باقی مال اصل ترکہ سے خرچ کریں۔

مسئلہ ۲۸۳۱۔ اگر وصیت کرے کہ اس کے ایک تہائی مال کو بعض مالی واجبات میں خرچ کریں اور بعض مستحبی امور میں خرچ کریں اگر ایک تہائی مال ان تمام کی انجام دہی کے لئے کافی نہ ہو تو ایک تہائی مال ان میں تقسیم کر دیا جائیگا اور واجبات مالی کے لئے جتنا کم ہو اس کو اصل ترکہ سے پورا کریں لیکن اگر مستحبی امور کے لئے کم پڑے تو باقی امور کو اصل ترکہ سے پورا نہیں کیا جائے گا مگر یہ کہ وارث اجازت دیدیں۔

مسئلہ ۲۸۳۲۔ اگر ایسی چیزوں کے بارے میں وصیت کرے کہ جن میں تضاد تو نہ ہو لیکن مزاحمت ہو یعنی ان کے لئے ایک تہائی مال کافی نہ ہو، اگر یہ معلوم ہو جائے کہ ان میں سے بعض ایک تہائی میں سے نہیں ہیں تو انہیں میں کمی کی جائے گی خواہ ان کو پہلے بیان کیا ہو مثلاً یہ کہے: میرے چھوٹے بیٹے کو ہزار دینار دینا اور میرا ایک تہائی پیسہ جو کہ دس ہزار دینار ہے اسے حاجت مندوں میں تقسیم کر دینا، یہاں کمی ہزار دینار میں کی جائے گی مگر یہ کہ وارث اجازت دے دیں۔

مسئلہ ۲۸۳۳۔ اگر وصیت سے یہ بات سمجھ میں آئے کہ مرنے والے کی بعض وصیتوں کو اصل ترکہ سے خارج کیا جائے مثلاً وہ یہ کہے: زید کو ہزار دینار دیدینا اور ترکہ کا ایک تہائی فقیروں میں تقسیم کر دینا پھر بھی یہ سو دینار ایک تہائی میں سے کم کئے جائیں گے اور ایک تہائی سے زیادہ کیلئے وارثوں

کی اجازت درکار ہے۔

مسئلہ ۲۸۳۴۔ اگر یہ کہے: زید کو سو دینار دیدینا لیکن ایک تہائی مال کہاں خرچ کرنا ہے یہ میں بتاؤں گا لیکن اس کو بتانے سے پہلے ہی مر جائے تو اس کی وصیت صرف سو دینار میں نافذ ہوگی بشرطیکہ یہ سو دینار ایک تہائی سے زیادہ نہ ہوں۔

مسئلہ ۲۸۳۵۔ اگر مرنے والا کسی چیز کی وصیت کرے اور جس مال میں اسکی وصیت نافذ ہے وہ اس کی انجام دہی کے لئے کافی نہ ہو تو یہاں دو صورتیں ہیں:

۱۔ جس چیز کے بارے میں وصیت کی ہے اگر اس کو جزء اور تقسیم کیا جا سکتا ہو تو اس کی اتنی مقدار پر اکتفاء کی جائے کہ جتنا مال ہے مثلاً یہ وصیت کرے کہ ہزار دینار حاجت مندوں کو دیئے جائیں لیکن اس (کے مال) کا ایک تہائی ۵۰۰ دینار ہے تو اسی مقدار پر اکتفاء کی جائے گی۔

۲۔ اگر وصیت کی گئی چیز قابلِ تقسیم نہیں ہے مثلاً یہ وصیت کرے کہ اس کی طرف سے حج بجالایا جائے لیکن پیسہ اس کے خرچ سے کم ہو، یہاں تک کہ حج میقاتی کے لئے بھی کافی نہ ہو تو اس صورت میں اس پیسہ کو کار خیر میں خرچ کریں گے۔

مسئلہ ۲۸۳۶۔ مذکورہ مسئلہ میں کوئی فرق نہیں ہے کہ وہ پہلے سے کم تھا یا بعد میں تلف ہو جانے کی وجہ سے کم ہو گیا تھا یا دوسری وصیتوں سے ٹکرانے کی صورت میں کم ہو گیا تھا۔

مسئلہ ۲۸۳۷۔ اگر یہ وصیت کرے کہ اس کا ایک تہائی مال ناجائز چیزوں میں خرچ کریں تو اس کی وصیت نافذ نہیں ہے لیکن سرے سے باطل نہیں ہے کہ مال وارثوں سے مربوط ہو جائے بلکہ وصی یا وہ شخص کہ جس نے وصیتوں کو عملی جامہ پہنانے کی ذمہ داری لی ہے، اس کو کار خیر میں خرچ کرے۔

چھٹی فصل

وصیت کے ثابت ہونے کے طریقے

مسئلہ ۲۸۳۸۔ اگر اصل وصیت میں شک ہو اور اس کے ثبوت پر کوئی دلیل نہ ہو، تو اصل یہ ہے کہ وصیت نہیں ہے اگر وصیت حتمی ہو اور اس بات میں شک ہو کہ مرنے والا اپنی وصیت سے پھر گیا تھا یا نہیں، اور اس کے پھر جانے پر کوئی دلیل نہ ہو تو، اس کے نہ پھرنے پر بنا رکھیں گے۔

مسئلہ ۲۸۳۹۔ وصیت خواہ تملیکی ہو یا پیمانی وہ چند طریقوں سے ثابت ہوتی ہے:

۱۔ یقینی اطلاع ہو۔

۲۔ وصیت کرنے والے کا اقرار۔

۳۔ دو عادل گواہوں کی گواہی۔

۴۔ وارثوں کا اقرار اگرچہ وہ عادل نہ ہوں۔

مسئلہ ۲۸۴۰۔ مال سے متعلق وصیت وارثوں کے اعتراف سے ثابت ہوتی ہے لیکن بچوں کی سرپرستی سے متعلق وصیت بچوں کے اقرار سے ثابت نہیں ہوتی ہے۔

مسئلہ ۲۸۴۱۔ وصیت تملیکی ایک عادل مرد اور دو عادل عورتوں کی گواہی سے بھی ثابت ہوتی ہے۔

مسئلہ ۲۸۴۲۔ وصیت تملیکی صرف ایک عادل مرد کی گواہی سے یا دو عورتوں کی گواہی سے، نیز حاکم شرع کے سامنے حقدار کے قسم کھانے سے ثابت ہوتی ہے۔

مسئلہ ۲۸۴۳۔ وصیتِ تملیکی چار عادل عورتوں کی گواہی سے اور اس کا ۳/۴ حصہ تین عادل عورتوں کی گواہی سے اور اس کا نصف دو عادل عورتوں کی گواہی سے اور اس کا ایک چوتھائی ایک عادل عورت کی گواہی سے ثابت ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲۸۴۴۔ وصیت عہدی بھی اگر قابل تقسیم ہو تو اس کی بھی وہی صورت ہوگی جو مذکورہ مسئلہ کی ہے۔

مسئلہ ۲۸۴۵۔ کمسن بچوں کی سرپرستی مذکورہ صورتوں سے ثابت نہیں ہوتی ہے۔

مسئلہ ۲۸۴۶۔ وصیت سے پھرنا بھی درجِ ذیل طریقوں سے ثابت ہوتا ہے:

۱۔ یقینی اطلاع

۲۔ وصیت کرنے والے کا اقرار

۳۔ دو عادل گواہوں کی گواہی

مسئلہ ۲۸۴۷۔ پہلی وصیت سے انصراف کے بارے میں دو عادل گواہوں کی گواہی سے بعد والی وصیت بھی ثابت ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۲۸۴۸۔ بعد والی وصیت کے لئے تمام یا بعض وارثوں کے اعتراف سے اگر وہ عادل نہ ہوں تو، پہلی وصیت سے انصراف ثابت نہیں ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲۸۴۹۔ اگر مرنے والے نے کسی کو کچھ مال دیدیا ہو کہ اس کو اس کے مرنے کے بعد کسی

خاص مصرف میں خرچ کرے تو اسے چاہئے کہ اس مال کو اسی معین راہ میں خرچ کرے بشرطیکہ درج ذیل طریقوں میں سے کسی ایک کے ذریعہ وصیت کے صحیح ہونے کا احتمال ہو۔

۱۔اس بات کا احتمال ہو کہ ایک تہائی سے کم ہے۔

۲۔اس بات کا احتمال ہو کہ یہ واجبات مالی میں سے ہے۔

۳۔اس بات کا احتمال ہو کہ وہ مال میت کا نہیں ہے بلکہ ایسا مال ہے کہ جس کا تعلق مذکورہ موارد سے ہے۔

مسئلہ ۲۸۵۰۔ مذکورہ مسئلہ میں اگر انسان یہ جانتا ہو کہ مذکورہ وصیت صحیح نہیں ہے، اگر اس بات کا احتمال دیتا ہو کہ وہ مال میت کا ہے تو اس کے وارثوں سے رجوع کرے لیکن اگر یہ جانتا ہو کہ اس کا مال نہیں ہے تو اس کا وہی حکم ہے جو مجہول المالک کا ہے۔

تکملہ

قطعی تصرفات کے احکام

مسئلہ ۲۸۵۱۔ جب تک انسان زندہ ہے وہ اپنے اموال میں ہر طرح کا قطعی تصرف کرسکتا ہے، مثلاً وہ کوئی چیز مفت میں کسی کو دے سکتا ہے یا کسی مقروض کو بری الذمہ کرسکتا ہے یا کسی معاملہ کو بخشش کی بنیاد پر انجام دے سکتا ہے، چاہے اس کے اس اقدام سے وارثوں کا نقصان ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ ۲۸۵۲۔ مذکورہ مسئلہ میں اس بات میں کوئی فرق نہیں ہے کہ وہ بالکل صحیح وسالم ہو یا بیمار ہو یا بستر مرگ پر ہو۔

مسئلہ ۲۸۵۳۔ تصرفاتِ قطعی میں یہ کافی نہیں ہے کہ عدالت میں لکھوا دیا جائے بلکہ اپنے تمام شرائط کے ساتھ تملیک ثابت ہو یعنی اگر کوئی جنس کسی کی ملکیت بن گئی تو وہ اس میں تصرف کرے اور اس کا مالک اس سے بے دخل ہو جائے، اس پر ظلم نہ کیا ہو، خواہ اس کو مفت میں دیا ہو یا کسی چیز کے عوض اس کی ملکیت میں دیا ہو۔

مسئلہ ۲۸۵۴۔ اگر یہ معلوم نہ ہو کہ عدالت میں لکھوانا بھی شرعی تملیک کے آثار میں سے ہے یا اس سے متصل ہے یا یہ کہ ایک صوری اور ظاہری تملیک ہے، تو ظاہر یہ ہے کہ عدالت میں لکھوانے کے بعد حقیقی تملیک کے تحقق پر بنا رکھیں گے۔ لیکن حکمِ واقعی تملیک حقیقی کے حصول کے تابع ہے جو اس

کے اور خدا کے درمیان ہے۔

مسئلہ ۲۸۵۵۔ اگر یہ معلوم ہو کہ عدالت میں دستخط کرتے وقت تملیک حقیقی نہیں تھی، لیکن یہ احتمال دے کہ بعد میں ملکیت میں دے دیا تو یہاں ملکیت میں نہ دینے پر بنا رکھیں گے جب تک کہ شرعی لحاظ سے ثابت نہ ہو جائے۔

مسئلہ ۲۸۵۶۔ اگر کوئی شخص یہ اقرار کرے کہ وہ اتنے پیسے کا فلاں شخص کا مقروض ہے تو اس کا اقرار اس کی زندگی میں نافذ ہے اور وہ شخص حق رکھتا ہے کہ اپنا قرض طلب کرے۔

مسئلہ ۲۸۵۷۔ اگر کوئی اقرار کرے کہ فلاں مال فلاں کا ہے تو یہ اعتراف بھی اس کی زندگی میں نافذ ہے خواہ وہ شخص اس کا وارث ہو یا بیگانہ ہو۔

مسئلہ ۲۸۵۸۔ اگر کوئی شخص احتضار کی حالت میں اپنے وارث کے لئے کسی چیز کا اقرار کرے اور یہ کہے کہ فلاں مال اس کا ہے، اگر مرنے والا قابل اعتماد اور امانتدار تھا تو اس کا یہ اقرار اس وارث کے حق میں نافذ ہے لیکن اگر امانتدار نہیں تھا تو ایک تہائی ترکہ میں یہ وصیت نافذ ہوگی اور اس کی دوسری وصیتوں پر مقدم ہوگی۔

مسئلہ ۲۸۵۹۔ اگر کوئی شخص بقائمی ہوش وحواس کسی چیز کا اقرار کرے مثلاً یہ کہے: یہ گھر میرے فلاں بیٹے کا ہے اور وہ ناگہانی طور پر اسی وقت مر جائے تو یہاں اس کا یہ اقرار مطلقاً نافذ ہے خواہ وہ قابل اعتماد وامانتدار نہ ہو۔

مسئلہ ۲۸۶۰۔ انسان اپنے مرنے سے دو قسم کے تصرف کو مشروط کر سکتا ہے:

۱۔ وصیت

۲۔ عتق یعنی غلام کا آزاد ہونا اس کو تدبیر کہتے ہیں:

مسئلہ ۲۸۶۱۔ وصیت اور عتق کے علاوہ اور کوئی تصرف نہیں کر سکتا جیسے وقف، صدقہ، اور مقروض کو قرض سے بری الذمہ کرنا وغیرہ کو اپنی موت سے مشروط نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۸۶۲۔ ان تمام تصرفات کو یا تو منّجز ہونا چاہئے یعنی اس کی زندگی ہی میں ان کو نافذ اور عملی ہو جانا چاہیئے یا وصیت عہدی کی صورت میں ہو تو اس صورت میں شرائط کی بنیاد پر وصیت صحیح ہوگی۔

مسئلہ ۲۸۶۳۔ اگر ان میں سے کسی ایک کو مشروط کرے مثلاً یہ کہے: یہ گھر میرے مرنے کے بعد وقف ہوگا تو یہ باطل ہے یہاں تک کہ یہ وصیت ایک تہائی میں بھی نافذ نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۲۸۶۴۔ اگر کوئی شخص کہے: فلاں مقروض میرے مرنے کے بعد بری الذمہ ہوگا اس سے اس کی مراد یہ ہو کہ وارث اس کو بری الذمہ کریں اور وہ بھی اسے بری الذمہ کر دیں تو وصیت نافذ ہوگی لیکن اگر اس کی مراد یہ ہو کہ میں اسے مرنے کے بعد بری الذمہ کروں گا صرف تم میری بات کی تائید کرو اور وہ تائید کر دیں تو بھی ان کی اس تائید کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۲۸۶۵۔ اگر مقروض اپنا قرض ادا کر دے اور اس وقت وارث اس کو بری الذمہ کر دیں تو بھی اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا کیونکہ اب اس کے اوپر کوئی قرض نہیں ہے کہ جس سے بری الذمہ کریں۔

شادی بیاہ کے احکام

یہ ایک ایسا پاکیزہ رابطہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اپنے بندوں کے لئے مقرر کیا ہے، تا کہ اس کے ذریعہ سے انسانیت کا سلسلہ جاری رہے اور انسان کے اندر فطری طور پر جو خواہشات ودیت کی گئی ہیں ان میں تعادل برقرار رہے اور انسان کی پاک دامنی محفوظ رہے اور اس کے ذریعہ وہ وحشت وتنہائی سے نجات حاصل کرے اور اس کی زندگی میں یکسوئی اور اعتدال پیدا ہو جائے، جیسا کہ ارشاد پروردگار ہے:

"واللّٰه جعل لكم من انفسكم ازواجاًوجعل لكم من ازواجكم بنين وحفدةًورزقكم من الطيبات أفبالباطل يؤمنون وبنعمت اللّٰه هم يكفرون". (سورہ نحل آیت۔۷۲)

'اور اللہ تعالیٰ نے تمہاری ہی جنس سے تمہارے لئے بیویاں بنائیں اور تمہاری بیویوں سے تمہارے لئے بیٹے اور پوتے قرار دیئے اور تمہیں پاک چیزوں سے رزق دیا پھر کیا وہ باطل پر ایمان لائے ہیں اور خدا کی نعمت کا انکار کرتے ہیں؟'

دوسرے مقام پر فرماتا ہے:

"ومن آياته ان خلق لكم من انفسكم ازواجاً لتسكنوا اليها وجعل بينكم مودّةً و رحمةً،انّ فى ذالک لآياتٍ لقومٍ يتفكرون". (سورہ روم آیت۔۲۱)

'اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کر دیں تا کہ تمہیں ان سے سکون حاصل ہو اور تمہارے درمیان مودت و رحمت قرار دی، بیشک اس میں غور وفکر کرنے والوں کے لئے یقیناً نشانیاں ہیں'۔

بہت سی احادیث میں شادی کی فضیلت واہمیت اور اس کے مستحب ہونے کی تاکید کی گئی ہے اور شادی نہ کرنے کی مذمت کی گئی ہے اور اس کو مکروہ جانا ہے۔

یہاں نبی اکرمؐ کی چند احادیث کا ترجمہ پیش خدمت کیا جاتا ہے:

۱۔"جس نے شادی کر لی اس نے اپنا نصف دین بچا لیا اور نصف کے لئے اسے تقوا اختیار کرنا چاہیئے"۔

۲۔"اسلام میں کوئی ایسی بنیاد نہیں رکھی گئی جو اللہ کے نزدیک شادی سے زیادہ پسندیدہ ہو"۔

۳۔"جو سنت کے مطابق عمل کرنا چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ میری سنت کی پیروی کرے اور نکاح میری سنت ہے"۔

۴۔"جو خدا سے پاک و پاکیزہ حالت میں ملاقات کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیئے کہ شادی کر کے اپنی بیوی سے ملاقات کرے"۔

۵۔"شادی شدہ کی دو رکعت نماز غیر شادی شدہ کی رات بھر کی عبادت اور دن کے روزہ سے بہتر ہے"۔

۶۔"تمہارے بدترین مردہ وہ ہیں جو کنوارے مر گئے"۔

نیز امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

''کسی بھی بندے نے دنیا میں نیک بیوی سے بہتر فائدہ کسی دوسری چیز سے حاصل نہیں کیا کہ وہ اسے جب بھی دیکھتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور جب اس سے دور رہتا ہے تو وہ اپنی عفت و پاکدامنی کو محفوظ رکھتے ہوئے اپنے شوہر کے مال کی حفاظت کرتی ہے''۔

شادی کی اہمیت وتشویق اور شادی نہ کرنے کی مذمت کے بارے میں ائمہ معصومینؑ سے بے شمار حدیثیں وارد ہوئی ہیں،بعض حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ جس نے فقر وتنگدستی کے ڈر سے شادی نہ کی اس نے خدا کے بارے میں سوء ظن کیا۔

بعض دوسری حدیثوں میں ملتا ہے: شادی سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے اور رزق بیوی اور اولاد کے ساتھ آتا ہے۔

مومنین کے لئے ضروری ہے کہ شادی بیاہ کی آسانی کے لئے کوشش کریں،اس کے شرائط واخراجات کم کریں،سنت پیغمبرؐ کو قائم اور فتنہ وفساد کو ختم کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔

جو شادی نہیں کرسکتا اسے تقویٰ اختیار کرنا چاہیئے،اپنے کردار کو آلودہ نہ کرے،اور خود کو فتنہ وگناہ سے دور رکھے،شیطان کے فریب سے بچے،خواہشات نفسانی سے غافل نہ رہے جو ہمیشہ انسان کو برائیوں کی طرف لے جاتے ہیں،اپنے کو فضیلتوں اور پاکدامنی سے آراستہ کرے اور کثافت و پلیدگیوں سے دور رکھے اور خدا کے احکام کو ہمیشہ یاد رکھے۔

''ویستعفف الذین لا یجدون نکاحاً حتیٰ یغنیهم الله من فضله''. (سورہ نور آیت ۳۳)

'وہ لوگ جن کے لئے نکاح کے اسباب فراہم نہیں ہیں انہیں چاہیئے کے پاکدامنی

اختیار کریں یہاں تک کہ خدا انہیں اپنے فضل سے بے نیاز کردے'۔

ائمہ معصومینؑ نے غیر شادی شدہ افراد کے لئے جو نصیحتیں کی ہیں ان میں سے ایک روزہ رکھنا دوسرے لمبے بال رکھنا ہے کیوں کہ ان کے ذریعہ نکاح کی ضرورت کی شدت کم ہوجاتی ہے۔

خدا کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ وہ مومن جوانوں کی اس سخت امتحان میں مدد کرے،انہیں پاک وپاکیزہ رکھے اور انکے ایمان وتسلیم میں اضافہ کرے،جیسا کہ وہ ارشاد فرماتا ہے۔

''ومن یتّق الله یجعل له مخرجاً ویرزقه من حیث لا یحتسب ومن یتوکّل علی الله فهو حسبه،انّ الله بالغ امره قد جعل الله لکلّ شيٍ قدرًا''. (سورہ طلاق آیت ۳)

'جوشخص اللہ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے وہ اس کے لئے راہ نجات پیدا کردیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے وہ اس کے لئے کافی ہے،بیشک خدا اپنے امر کو پہنچانے والا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے لئے ایک معین مقدار قرار دی ہے''۔

مناسب ہے کہ یہاں پر تمہیدی طور پر شادی سے قطع نظر لڑکے لڑکی یا لڑکے لڑکے یا لڑکی لڑکی کے درمیان رابطہ کے بارے میں کچھ مسائل بیان کروں پھر اس کے بعد نکاح کے احکام، آداب،ارکان،اقسام اور شرائط کو چند فصلوں کے ذیل میں بیان کروں گا۔

مقدمہ

مرد وعورت اور عورت عورت اور مرد مرد کے درمیان تعلقات کے بارے میں:

مسئلہ ۲۸۶۶۔میاں بیوی اور آقا و کنیز کے علاوہ مرد کا مرد سے یا عورت سے اور اسی طرح عورت کا عورت سے یا غیر مرد سے جنسی لذت حاصل کرنا حرام ہے یہی نہیں بلکہ فلموں اور کیسٹ وغیرہ کے ذریعہ لذت حاصل کرنا حرام ہے یہ لذت اندوزی چاہے چھونے، بوسہ لینے، دیکھنے یا آواز سننے سے ہو۔

مسئلہ۲۸۶۷۔مرد وعورت دونوں کے لئے اپنے اعضائے تناسل سے لذت حاصل کرنا حرام ہے چاہے منی خارج نہ بھی ہو۔

مسئلہ۲۸۶۸۔احتیاط واجب کی بنا پر اپنے عضو تناسل کی طرف لذت کی غرض سے دیکھنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ۲۸۶۹۔اپنی بیوی سے لذت حاصل کرنے کے لئے آمادہ ہونے کی غرض سے اپنے عضو تناسل کو سہلانے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ منی کے خارج ہونے کا سبب نہ بنے۔

مسئلہ۲۸۷۰۔عورت کے لئے محرم اور نامحرم سے ہاتھ اور چہرے کا چھپانا واجب نہیں ہے لیکن نامحرم سے سر کے بال اور بدن کے دوسرے حصوں کا چھپانا واجب ہے بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر

پیروں کو بھی چھپائے۔

مسئلہ۲۸۷۱۔وہ عورت جو شادی اور جماع کے قابل نہیں رہی اس کے لئے سر اور بازوؤں کا چھپانا ضروری نہیں ہے اگرچہ چھپانا بہتر ہے۔

مسئلہ۲۸۷۲۔وہ عورت جو شادی اور جماع کے قابل نہیں رہی اس کے لئے بدن کے جس حصہ کا کھلا رکھنا جائز ہے وہ اس حصہ کا سنگار صرف سرمہ، انگوٹھی اور چوڑیوں سے کر سکتی ہے اس کے علاوہ سے نہیں۔

مسئلہ۲۸۷۳۔وہ عورت جو شادی اور جماع کے قابل نہیں رہی اس کے لئے زینت والے رنگ برنگے، بیل بوٹے دار اور زرق و برق لباس پہننا جائز تو ہے لیکن مکروہ ہے۔

مسئلہ۲۸۷۴۔احتیاط واجب کی بنا پر وہ عورت جو جماع کے قابل نہیں رہی اسے عطر نہیں لگانا چاہیئے کہ جس کی خوشبو نامحرم تک پہنچے اور شہوت انگیز لباس بھی نہ پہنے۔

مسئلہ۲۸۷۵۔اچھے اور برے کی تمیز نہ رکھنے والے بچے یا اس احمق آدمی سے پردہ کرنا واجب نہیں ہے جس میں کوتاہ فہمی کی وجہ سے عورت سے کوئی دلچسپی نہ ہو۔

مسئلہ۲۸۷۶۔احتیاط واجب کی بنا پر عورتیں اس نامحرم سے پردہ کریں جو بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے عورتوں سے رغبت نہ رکھتا ہو۔

مسئلہ۲۸۷۷۔اگر حرام میں مبتلا ہونے اور شہوت کے ابھارنے کا باعث نہ ہو تو عورت کے لئے شرمگاہ کے علاوہ بدن کے دوسرے حصوں کا محرم سے چھپانا واجب نہیں ہے، اور اگر ایسا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر چھپانا ضروری ہے۔

مسئلہ۲۸۷۸۔مرد شہوت کے بغیر شرمگاہ کے علاوہ اپنی محرم عورتوں کے تمام بدن کو دیکھ

سکتا ہے۔

مسئلہ۲۸۷۹۔عورت کے محرم افراد یہ ہیں:

۱)باپ،دادا،نانا اور ماں باپ کے دادا اور اس کے اوپر کی نسلیں۔

۲)بیٹا،پوتا،نواسہ اوران کے پوتے نواسے اوراس کے بعد والی تمام نسلیں۔

۳)بھائی۔

۴)بھتیجے اوراس کے نیچے جتنا سلسلہ جائے۔

۵)بھانجے اوراس کے نیچے جتنا سلسلہ جائے۔

۶)چچا،ماں باپ اور دادا دادی اور نانا نانی کے چچا اوراس کے اوپر جتنا سلسلہ جائے۔

۷)ماموں،ماں باپ،دادا دادی اور نانا نانی کے ماموں اوراس کے اوپر جتنا سلسلہ جائے۔

۸)شوہر کے بیٹے،پوتے اور نواسے،اگر چہ وہ عورت جماع سے پہلے شوہر سے جدا ہوگئی ہو۔

۹)شوہر کے باپ،دادا اور نانا اگر چہ وہ عورت جماع سے پہلے شوہر سے جدا ہوگئی ہو۔

۱۰)داماد اور بیٹوں کے داماد اور جتنا نیچے سلسلہ جائے اگر چہ جماع سے پہلے جدا ہو جائیں۔

۱۱)ماں اور دادی کے شوہر یعنی سوتیلے باپ اور سوتیلے دادا بشرطیکہ ہمبستری کی ہو۔

مسئلہ۲۸۸۰۔سوتیلے باپ اور سوتیلے دادا کے محرم ہونے کے لئے فرق نہیں ہے کہ سوتیلے باپ اور سوتیلے دادا نے اس کی ماں اور دادی سے اس کے باپ اور دادا سے پہلے شادی کی ہو یا بعد میں،فقط شرط یہ ہے کہ اس کی ماں اور دادی سے ہمبستری کی ہو،لیکن اگر ہمبستری سے پہلے جدا ہو جائیں تو ان کی بیٹی اور پوتی محرم نہیں ہوں گی۔

مسئلہ۲۸۸۱۔گذشتہ مسئلہ میں مذکورہ گیارہ احکام رضاعی رشتہ داروں میں بھی جاری ہوں گے،یعنی ایک عورت کے لئے اس کا رضاعی باپ،رضاعی بھائی،رضائی بیٹے،رضاعی ماموں،رضائی چچا،رضاعی بھتیجے،رضائی بھانجے،رضاعی داماد،رضاعی سوتیلے باپ اور سوتیلے دادا محرم ہیں کہ جس کا ذکر وضاحت کے ساتھ اس کے مقام پر ہوگا۔

مسئلہ۲۸۸۲۔کنیزیں جیسا کہ فقہی کتابوں میں بیان ہوا ہے کچھ شرائط کے ساتھ مالک کے لئے محرم ہیں چوں کہ دور حاضر میں کنیزی کی رسم نہیں ہے لہذا اس کے تفصیلی احکام سے چشم پوشی کی ہے۔

مسئلہ۲۸۸۳۔مسئلہ۲۸۷۹ میں جو گیارہ مقامات بیان ہوئے ہیں کہ جن سے عورت کے لئے شرمگاہ کے علاوہ بدن کے دوسرے حصوں کا چھپانا ضروری نہیں ہے اسی طرح یہ افراد بھی اپنی محرم عورتوں کے سر،چہرے اور بدن کو شہوت کے بغیر دیکھ سکتے ہیں۔

مسئلہ۲۸۸۴۔ بیوی کی بہن بہنوئی پر اس وقت تک حرام ہے جب تک بہن اس کی بیوی ہے،لیکن محرم نہیں ہے یعنی وہ سالی کے بدن اور سر کے بال نہیں دیکھ سکتا،بلکہ اس پر واجب ہے کہ بہنوئی سے پردہ کرے۔

مسئلہ۲۸۸۵۔ان گیارہ مقامات کے علاوہ ہر وہ عورت جو کسی انسان کے لئے حرام ابدی ہے جیسے وہ عورت جسے نو بار طلاق دی گئی ہو تو وہ اس انسان کے لئے محرم نہیں ہے یعنی اس سے پردہ کرے اگر چہ اس سے شادی نہیں کر سکتی۔

مسئلہ۲۸۸۶۔نامحرم عورت کے سر کے بال اور بدن کا دیکھنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ بے پردہ ہو،یعنی روکنے کے باوجود لا پرواہی،سرکشی یا اس خیال سے پردہ نہیں کرتی کہ پردہ نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ۲۸۸۷۔ جوعورت پردہ کرتی ہے لیکن نامحرم سے غافل ہونے کی وجہ سے اگر وہ پردہ نہ کر سکے تو اس پر نظر ڈالنا حرام ہے یہاں تک کہ احتیاط واجب کی بنا پر کافر عورت پر بھی نظر نہ ڈالے۔

مسئلہ۲۸۸۸۔عورت کا نامحرم مرد کو دیکھنا جائز ہے لیکن احتیاط واجب کی بنا پر آنکھ بھر کر اور ٹکٹکی باندھ کر نہ دیکھے۔

مسئلہ۲۸۸۹۔ نامحرم مرد وعورت ایک دوسرے کے بدن کو مس نہیں کر سکتے چاہے اس حصہ کا دیکھنا جائز ہی کیوں نہ ہو مثلاً ایک دوسرے سے مصافحہ نہیں کر سکتے اگر چہ بعض جگہوں پر یہ تہذیب شمار ہوتی ہے۔

مسئلہ۲۸۹۰۔ وہ مقامات جہاں مرد وعورت کا آپس میں مصافحہ نہ کرنا بد اخلاقی اور تہذیب سے دور سمجھا جاتا ہے پھر بھی نامحرم مرد وعورت کا مصافحہ کرنا ناجائز ہے اور ان کی تہذیب اختیار کرنا گویا دینی احکام اور معنوی اقدار کو پامال کرنا ہے اور دنیائے کفر کی اندھی تقلید ہے۔

مسئلہ۲۸۹۱۔ ہر مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسلام کے بلند اقدار کی پابندی کرے اور فخر و سر بلندی کے ساتھ دینی احکام پر عمل کرے اور اپنی شخصیت وعظمت کو لوگوں پر آشکار کرے کیوں کہ لاپرواہی اسکی شخصیت کی کمزوری کی نشانی ہے۔

مسئلہ۲۸۹۲۔ اگر علاج وغیرہ کی غرض سے مرد نامحرم عورت کے بدن کو دیکھنے پر مجبور ہو تو ممکنہ صورت میں اس کو آیئنہ میں دیکھنے پر اکتفا کرے لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو تو فقط اس مقام کو اتنی ہی دیر دیکھ سکتا ہے جتنی ضرورت ہے۔

مسئلہ۲۸۹۳۔ اگر ڈاکٹر نامحرم عورت کے بدن کو مس کرنے پر مجبور ہو تو اتنا ہی مس کرے جتنی ضرورت ہے۔

مسئلہ۲۸۹۴۔ایک گھر میں ایک ہی خاندان کے افراد کی مشترک زندگی اس چیز کا باعث نہیں ہوتی کہ نامحرم افراد کا ایک دوسرے کو دیکھنا جایز ہو جائے جیسا کہ دور حاضر میں یہ رائج ہو گیا ہے کہ چچازاد بھائی، چچازاد بہن، ماموں زاد بھائی، پھوپھی زاد بہن، بہنوئی، بیوی کی بہن ایک دوسرے سے پردے کی رعایت نہیں کرتے اس کا کوئی شرعی جواز نہیں ہے، افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ بعض دیندار گھرانوں میں بھی اسکی رعایت نہیں کی جاتی۔

مسئلہ۲۸۹۵۔افسوس ناک صورت حال تو یہ ہے کہ شادی بیاہ وغیرہ کی رسموں میں غیرت اور دینی حمیت کو بھول بیٹھتے ہیں، وہ جوان جو شہوت میں غرق ہیں وہ ان کمروں میں آتے جاتے ہیں جن میں خواتین میک اپ کر کے شہوت انگیز لباس زیب تن کئے ہوتی ہیں، یہ چال چلن غیرت ومروت کے خلاف، الٰہی اقدار اور مذہبی احکام کی پامالی، دینی حدود سے تجاوز، کفران نعمت، طغیان وسرکشی اور گناہ میں مبتلا ہونا ہے۔

مسئلہ۲۸۹۶۔شادی بیاہ الٰہی الطاف کی ایک علامت ہے لہذا اس موقع پر لڑکے اور لڑکی کے گھر والوں کو چاہیئے کہ وہ لمحہ بھر کے لئے بھی خدا کی یاد سے غافل نہ ہوں، خدا کے بے پناہ لطف وعنایات کا شکریہ ادا کریں، کفران نعمت سے پرہیز کریں، حدود الٰہی کی پابندی کریں اور جو چیزیں غضب خدا کا باعث ہوتی ہیں ان سے بچیں اور جو چیزیں خدا کی نظر کرم کا سبب ہوتی ہیں انہیں انجام دیں، جیسا کہ قرآن میں ہے۔

"لئن شکرتم لازید نّکم، ولئن کفرتم انّ عذابی لشدید".

(سورہ ابراہیم آیت ۷)

' اگر میرا شکریہ ادا کروگے تو میں تمہارے لئے اپنی نعمتوں میں ضرور اضافہ کروں گا اور اگر تم کفران نعمت کروگے تو میرا عذاب بہت شدید ہے'۔

مسئلہ ۲۸۹۷۔ مرد نامحرم عورت اور عورت نامحرم مرد کی آواز سن سکتی ہے بشرطیکہ جنسی لذت لے کے لئے نہ سنے۔

مسئلہ ۲۸۹۸۔ نامحرم مردوں اور عورتوں کا آپس میں خلط ملط ہونا مکروہ ہے، جیسا کہ سیدۂ نساء عالمین حضرت فاطمہ زہرؑا کا ارشاد ہے:

"عورتوں کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ مردوں کو نہ دیکھیں اور مرد بھی انھیں نہ دیکھیں"۔

مسئلہ ۲۸۹۹۔ اگر مرد و عورت کا اکٹھا ہونا برائی اور حرام میں مبتلا ہونے کا باعث ہے تو اکٹھا ہونا حرام ہے خصوصاً ان مقامات پر جہاں بے پناہ بھیڑ ہو۔

پہلی فصل

شادی کے آداب و رسوم

مسئلہ ۲۹۰۰۔ جب انسان شادی کا ارادہ کرے تو اس کے لئے دو رکعت نماز اور اس دعا کا پڑھنا مستحب ہے:

"اللّٰهم انّی ارید ان اتزوّج، اللّٰهم فقدّر لی من النساء اعفّهن فرجاً وأحفظهنّ لی فی نفسها و فی مالی، و اوسعهنّ رزقاً وأعظمهنّ برکةً، وقدّر لی منها ولداً طیباً تجعله خلفاً صالحاً فی حیاتی و بعد موتی".

مسئلہ ۲۹۰۱۔ مرد اس عورت کو دیکھ سکتا ہے جس سے شادی کرنا چاہتا ہے، لیکن احتیاط واجب کی بنا پر فقط انہیں اعضاء کو دیکھ سکتا ہے جو گھریلو کپڑے پہننے کی صورت میں معمولاً کھلے ہوتے ہیں جیسے بازو، پیر، سر اور سینہ کا ایک حصہ، نہ یہ کہ وہ اعضاء جو چھپائے جاتے ہیں۔

مسئلہ ۲۹۰۲۔ مذکورہ بالا مسئلہ میں اگر عورت کا لباس اتنا باریک ہو جس سے بدن نظر آتا ہو تو بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن فقط اتنا جائز ہے کہ جس سے جسم کی ساخت کا اندازہ ہو سکے اس سے آگے نہ بڑھے۔

مسئلہ ۲۹۰۳۔ عورت کے مال و جمال کی وجہ سے اس سے شادی کرنا مکروہ ہے، جیسا کہ رسول

اکرمؐ کا ارشاد ہے:

''جو شخص کسی عورت سے اس کے مال کی وجہ سے شادی کریگا خدا اس کو اسی کے حوالے کر دیگا اور جو اس سے اس کے جمال کی خاطر شادی کریگا تو وہ اس میں اپنی پسند کی کوئی چیز نہیں دیکھ سکے گا اور جو اس سے اس کے دین کی بنا پر شادی کریگا تو خدا اس کے لئے ان تمام چیزوں کو اکٹھا کر دیگا''۔

مسئلہ ۲۹۰۴۔ بے حسب اور غلط ماحول کی پلی بڑھی خوبصورت لڑکیوں سے شادی کرنا مکروہ ہے، رسول اللہؐ نے ایسی لڑکیوں کی تشبیہ مزبلہ پر اُگی ہوئی ہریالی سے دی ہے۔

مسئلہ ۲۹۰۵۔ احمق لڑکی سے شادی کرنا مکروہ ہے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے ممکن ہے کہ احمق مرد سے لائق بچہ پیدا ہو جائے لیکن احمق عورت سے لائق بچہ کا پیدا ہونا ہرگز ممکن نہیں۔

مسئلہ ۲۹۰۶۔ اسلام نے نسلی فرق کو دور کرنے پر کافی زور دیا ہے، مومن عورت کو مومن مرد کا کفو قرار دیا ہے۔

مسئلہ ۲۹۰۷: شادی کے وقت مناسب ہے کہ دینداری، اخلاق، پاکدامنی اور امانت وغیرہ کو مدّ نظر رکھا جائے، جیسا کہ ائمہ معصومینؑ کی بہت سی احادیث میں وارد ہوا ہے:

''اگر تمہارے پاس ایسا شخص رشتہ لیکر آئے کہ جسکے دین و اخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو اس کے ساتھ شادی کر دو، ورنہ زمین پر بہت بڑا فتنہ و فساد برپا ہوگا''۔

مسئلہ ۲۹۰۸: دیندار اور خوش اخلاق شخص کے رشتہ کا ٹھکرانا مناسب نہیں ہے خاص طور پر اس وقت جبکہ اس کے اسباب و وسائل مہیا ہوں اور وہ اپنا اور اپنی شریک حیات کے اخراجات کو پورا کرسکتا ہو۔

مسئلہ ۲۹۰۹۔ جیسا کہ بعض قبیلوں اور خاندانوں میں رائج ہے کہ اپنی لڑکیوں کی شادی دوسرے قبیلوں میں نہیں کرتے، چوں کہ اپنی نسل کو دوسروں کی نسلوں سے بلند و بہتر سمجھتے ہیں یا اپنی بیٹیوں کو زیادہ اہمیت کا حامل جانتے ہیں ایسے لوگ شیطان اور زمانہ جاہلیت کی رسموں پر چلتے ہیں۔

مسئلہ ۲۹۱۰۔ شادی کے سلسلہ میں عورتوں کو محدود کرنا ان پر ظلم ہے اور انہیں ان کے اہم ترین حق سے محروم کرنا ہے کہ اگر وہ صبر کرتی ہیں تو ظلم و ستم کا نشانہ بنتی ہیں اور کوئی ان کی فریاد کو نہیں سنتا اور اگر خاندانی رسومات کی پابندی نہیں کرتیں تو خاندان والوں کی لعنت و ملامت اور ڈانٹ پھٹکار سنتی ہیں اور حقارت کی نظر سے دیکھی جاتی ہیں، خداوند عالم اس فکر کی تردید میں فرماتا ہے:

''أفحکم الجاهلیه یبغون ، و من احسن من اللّه حکماً لقومٍ یوقنون''. (سورہ مائدہ آیت۔۵۰)

'کیا یہ جاہلیت کا حکم پسند کرتے ہیں؟ اور یقین رکھنے والوں کے لئے خدا سے بہتر فیصلہ کرنے والا کون ہے'۔

مسئلہ ۲۹۱۱: بہت سے خاندانوں میں رائج ہے کہ لڑکی یا لڑکا دیکھنے اور پسند کرنے کے بعد بات استخارہ پر ڈال دی جاتی ہے جس کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی یہ مذکورہ روایات کے موافق ہے۔

مسئلہ ۲۹۱۲۔ شادی اور ہر نیک کام کے لئے مناسب ہے کہ استخارہ کرے یعنی خدا سے طلب کرے کہ جو بھی اس کے حق میں خیر ہے وہ میسر ہو اور جس کے انجام میں بھلائی نہیں ہے اس سے روک دے، اس کو میں مسئلہ ۱۲۷۷ میں بنان کر چکا ہوں۔

مسئلہ ۲۹۱۳۔ شرابی، بداخلاق، گنہگار اور احکام الٰہی کی پابندی نہ کرنے والے سے لڑکی کی شادی

کرنا مکروہ ہے، رسول اکرمؐ فرماتے ہیں:

''شادی ایک طرح کی کنیزی ہے لہذا جو اپنی بیٹی کی شادی کر رہا ہے اسے اچھی طرح غور کر لینا چاہیئے کہ وہ اپنی نازوں کی پلی کو کس کی کنیزی میں دے رہا ہے''۔

مسئلہ ۲۹۱۴۔ مستحب ہے کہ انسان بیٹی کی شادی کرنے میں جلدی کرے، امام جعفر صادقؑ کا ارشاد ہے:

''انسان کی خوش قسمتی یہ ہے کہ اس کی بیٹی اس کے گھر حیض کا خون نہ دیکھے اگر اس کے گھر حیض کا خون دیکھ لیا تو شادی میں تاخیر کرنا مکروہ ہے''۔

مسئلہ ۲۹۱۵۔ شوہر اور بیوی کے لئے ایک دوسرے کے جسم سے ہر طرح کی جنسی لذت حاصل کرنا جائز ہے، جیسے دیکھنا، بوسہ لینا اور مس کرنا وغیرہ، اگرچہ ان چیزوں کے نتیجہ میں منی خارج ہو جائے۔

مسئلہ ۲۹۱۶۔ بیوی کے پیچھے سے جماع کرنا مکروہ ہے اور اگر وہ راضی نہ ہو تو جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۹۱۷۔ جماع کے وقت عضو تناسل کو باہر نکال کر منی کو باہر گرانا جائز ہے، البتہ شرط کے بغیر یہ عمل آزاد عورت کے ساتھ مکروہ ہے بالخصوص اس وقت جبکہ بیوی راضی نہ ہو اور حاملہ ہونے کی توقع اور اپنے بچہ کو دودھ پلانے کی آرزو رکھتی ہو بشرطیکہ وہ زبان دراز، تندمزاج اور تندخو نہ ہو۔

مسئلہ ۲۹۱۸۔ وقتی طور پر حاملہ ہونے سے روکنا جائز ہے، لیکن اگر یہ چیز دونوں میں سے کسی کے عقیم ہونے کی وجہ سے ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر یہ اس وقت جائز ہے جبکہ پے در پے حاملہ ہونا بدن کے لئے مضر ہو۔

مسئلہ ۲۹۱۹۔ اگر حمل کا روکنا ڈاکٹر کے سامنے شرمگاہ کے کھولنے کا باعث ہو تو یہ اسی وقت جائز ہے جبکہ حاملہ ہونا حرج وضرر کا باعث ہو یا حاملہ ہونے کی صورت میں نامحرم ڈاکٹر کی طرف رجوع اور

اس کے سامنے شرمگاہ کا کھولنا ناگزیر ہو۔

مسئلہ ۲۹۲۰۔ گذشتہ مسئلہ میں حمل روکنے سے مراد یہ ہے کہ ایسا کام کرنا جس میں نطفہ ٹھہر نہ سکے، لیکن نطفہ ٹھہر جانے کے بعد اس کا ساقط کرنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے چاہے بہت کم ہی مدت کا ہو۔

مسئلہ ۲۹۲۱۔ شکم میں بچہ کا ناقص اور عیب دار ہونا، ماں کی بیماری اور اس کے لئے مشقت کا باعث ہونا اور اقتصادی مشکلات وغیرہ بچہ کے ساقط کرنے کا جواز نہیں پیدا کرتے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے:

'' ولا تقتلوا اولادکم خشیة املاقٍ نحن نرزقهم و ایاّکم'' .

(سورہ اسراء آیت۔۳۱)

'اپنی اولاد کو بھوک اور تنگدستی کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم انہیں بھی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی'۔

مسئلہ ۲۹۲۲۔ اگر یقین ہو جائے کہ بچہ کے ساقط نہ کرنے سے ماں مر جائے گی یعنی اگر تنہا بچہ کے مرنے یا ماں اور بچہ دونوں کے مرنے کا اندیشہ ہو تو بچہ کا ساقط کرنا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ اس کے بارے میں اچھی طرح تحقیق کر لی گئی ہو کہ اگر بچہ ساقط نہ ہوا تو ماں یقیناً مر جائے گی۔

مسئلہ ۲۹۲۳۔ شوہر جب بھی بیوی سے جماع یا دوسری جنسی لذت حاصل کرنا چاہے تو بیوی پر واجب ہے کہ خود کو اس کے اختیار میں دے دے، ہاں اگر شوہر پیچھے سے آمیزش کرنا چاہتا ہے تو اس میں اس کی اطاعت واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۹۲۴۔ ناراضگی، کام میں مصروفیت، خستگی یا حاملہ ہونے کے خوف سے یا دوسرے وجوہات

کی بنا پر بیوی کا شوہر کو جماع سے روکنا حرام ہے۔

مسئلہ ۲۹۲۵۔ مستحب ہے کہ بیوی خود کو شوہر کے لئے بن سنور کر اور خوشبو میں معطر کر کے پیش کرے، بیوی کا شوہر کے لئے زینت کرنا، خوشبو لگانا اور آراستہ کرنا مستحب ہی نہیں بلکہ خود کو شوہر کے سامنے پیش کر دینا بھی مستحب ہے۔

❁❁❁❁❁

دوسری فصل

عقد نکاح اور عقد کے ولی کے احکام

مسئلہ ۲۹۲۶۔ عورت و مرد کے درمیان ہمبستری ان دو صورتوں میں سے کسی ایک کے ذریعہ ممکن ہے:

۱) نکاح

۲) کنیز کا مالک ہو

چونکہ دور حاضر میں کنیزی کی رسم ختم ہو چکی ہے لہذا مناسب ہے کہ یہاں فقط نکاح کے متعلق گفتگو کی جائے۔

مسئلہ ۲۹۲۷۔ نکاح ایسا عقد ہے جس کے ذریعہ مرد و عورت کے درمیان خاص رابطہ پیدا ہو جاتا ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں:

۱) عقد دائم

۲) عقد موقّت

مسئلہ ۲۹۲۸۔ عقد دائم میں صیغہ عقد پڑھنا لازمی ہے، صیغہ عقد کو زبان پر جاری کئے بغیر عقد

نہیں ہوسکتا، اگر چہ نکاح نامہ وغیرہ پر دستخط مضمون عقد کے قبول کرنے کو ثابت کرتی ہو بلکہ صیغہ کا تلفظ کرنا حتماً ضروری ہے چاہے جس زبان میں ہو اور اس کے ذریعہ عقد نکاح دوسرے عقد سے جدا ہوجاتا ہے۔

مسئلہ ۲۹۲۹۔ عقد عبارت ہے اس چیز سے کہ صیغہ ایجاب طرفین میں سے کوئی ایک خود یا اس کا وکیل یا ولی جاری کرتا ہے اور اسی طرح صیغہ قبول مدّ مقابل خود یا اس کا وکیل یا ولی پڑھتا ہے۔

مسئلہ ۲۹۳۰۔ صیغہ عقد درج ذیل دو صورتوں میں سے کسی ایک کے ذریعہ ممکن ہے:

۱) مثلاً عورت کہے (**زوجتک نفسی بمهر کذا**) اور مرد کہے (**قبلت هکذا**) وغیرہ۔

۲) مثلاً مرد کہے (**تزوّجتک بمهر کذا**) اور عورت کہے (**قبلت هکذا**) وغیرہ۔

مسئلہ ۲۹۳۱۔ عقد نکاح میں یہ لازم نہیں ہے کہ فقط اس میں وہی الفاظ استعمال کئے جائیں جو لفظ ''زواج'' سے مشتق ہیں بلکہ وہ الفاظ بھی استعمال ہو سکتے ہیں جو لفظ ''نکاح'' وغیرہ سے مشتق ہیں۔

مسئلہ ۲۹۳۲۔ نکاح کورٹ کچہری میں درج کر دینے اور طرفین کی دستخط سے ثابت نہیں ہوتا، اور اس پر عقد کے آثار بھی مترتب نہیں ہوں گے بلکہ صیغہ عقد کا جاری کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۲۹۳۳۔ کورٹ میں نکاح درج کراتے وقت اگر کوئی ایسا شخص موجود ہو جو صیغہ نکاح جاری کرسکتا ہو تو وہ طرفین سے وکالت لے کر صیغہ عقد جاری کردے یا ان سے یہ کہے کہ درج کرانے سے پہلے صیغہ جاری کروالیں۔

مسئلہ ۲۹۳۴۔ باپ دادا اور اس کے اوپر کے تمام اجداد نابالغ لڑکے اور لڑکی کے ولی ہیں یعنی ان کی شادیاں کرسکتے ہیں لہذا انکی کی ہوئی شادیاں نافذ ہیں اور بالغ ہونے کے بعد انہیں انکار کا حق نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۹۳۵۔ باپ دادا اور اس کے اوپر کے تمام اجداد ان بالغ لڑکے اور لڑکیوں کے ولی ہیں جو بچپنے میں دیوانے تھے اور اب بھی دیوانے ہیں یہ بھی عاقل ہونے کے بعد انکار کا حق نہیں رکھتے ہیں۔

مسئلہ ۲۹۳۶۔ باپ دادا نابالغ اور مجنون کے براہ راست ولی ہیں لہذا ان دونوں میں سے جو بھی نابالغ یا مجنون کا عقد پڑھ دے گا وہی عقد نافذ ہے۔

مسئلہ ۲۹۳۷۔ اگر نابالغ بچہ یا دیوانے کا عقد باپ اور دادا کی طرف سے ایک ہی وقت میں پڑھا جائے یا اس سلسلہ میں دونوں میں اختلاف ہوجائے تو دادا باپ پر مقدّم ہے۔

مسئلہ ۲۹۳۸۔ باپ دادا کی طرف سے کی گئی شادی کے جائز ہونے کے لئے مصلحت و فائدہ کا ہونا شرط نہیں ہے بس مفسدہ و نقصان نہ ہو، لیکن مناسب ترین رشتہ کے انتخاب میں کوتاہی نہ کرے جیسا کہ مسئلہ ۲۵۱۶ میں بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۲۹۳۹۔ وہ بالغ لڑکے اور لڑکیاں جو عاقل ہیں وہ اپنی شادی خود کرسکتے ہیں باپ دادا ان کے ولی نہیں ہیں، فقط باکرہ لڑکی کے لئے باپ کی اجازت شرط ہے اگر باپ دادا دونوں موجود ہوں تو ایک کی اجازت کافی ہے لیکن اگر دونوں میں اختلاف ہو تو دادا کی رائے مقدّم ہے۔

مسئلہ ۲۹۴۰۔ باکرہ سے مراد وہ کنواری لڑکی ہے جس کی شادی نہ ہوئی ہو یا شادی ہوئی ہو لیکن رخصتی نہ ہوئی ہو۔

مسئلہ ۲۹۴۱۔ وہ لڑکی جس کی بکارت اچھلنے کودنے یا کسی دوسری وجہ سے زائل ہوجائے چاہے یہ

گناہ میں مبتلا ہونے یا وطی بالشبہ کی وجہ سے ہو اس پر بھی باکرہ کا حکم جاری ہوگا لہذا شادی کے سلسلہ میں باپ کی اجازت شرط ہے۔

مسئلہ۲۹۴۲۔ باکرہ لڑکی باپ دادا کے ہاتھ میں اسیر اور کھلونا نہیں ہے کہ یہ لوگ اپنی مرضی سے یا خاندانی رسم کی بنیاد پر اس کی شادی کریں بلکہ ضروری ہے کہ اس کی مصلحت اور فطری تقاضوں کو مدّ نظر رکھیں۔

مسئلہ۲۹۴۳۔ اگر باپ اور دادا باکرہ لڑکی کی شادی میں رکاوٹ بنیں اور سماج کے نقطہ نظر سے یہ چیز اس کے لئے نقصاندہ ہو تو باپ دادا کا ولی ہونا ساقط ہو جائے گا اور لڑکی اپنے سلسلہ میں خود مختار ہے۔

مسئلہ۲۹۴۴۔ اگر باپ اور دادا سے بیماری یا لمبی مسافرت کی بنا پر اجازت لینا ممکن نہ ہو تو ان سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے اور یہاں لڑکی خود مختار ہو جائے گی، اور اس صورت میں بھائی اور حاکم شرع کی اجازت ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ۲۹۴۵۔ ایسی لڑکی جس کے باپ اور دادا نہیں ہیں وہ اپنے سلسلہ میں خود مختار ہے اس کی شادی کے متعلق کسی کو دخالت کا حق نہیں ہے نہ خاندان والوں کو اور نہ ہی دوسروں کو، لہذا بعض خاندانوں میں بالغ اور عاقل لڑکی کے امور میں یا اس کے ولی کے فیصلہ میں جو لوگ مداخلت کرتے ہیں یہ کھلا ظلم ہے، دین وشریعت کے خلاف زمانہ جاہلیت کی فکر ہے اور فتنہ وفساد کا باعث ہے، بسا اوقات اس کا انجام برا ہوتا ہے۔

مسئلہ۲۹۴۶۔ جو مالی مسائل میں سفیہہ ہے لیکن دوسرے امور میں ہوشیار ہو تو شادی کے سلسلہ میں وہ خود اور نہ اس کا ولی جداگانہ طور پر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے بلکہ یہ دونوں ایک دوسرے سے اذن و موافقت حاصل کرنے کے بعد ہی شادی کے متعلق فیصلہ کر سکتے ہیں۔

مسئلہ۲۹۴۷۔ جو شخص کسی لڑکے یا لڑکی کے نکاح کے لئے نہ ولی ہے اور نہ ہی وکیل ہے اگر وہ اس کا نکاح کرے تو یہ نکاح فضولی ہوگا، لہذا خود اس لڑکے یا لڑکی کی یا اس کے ولی یا وکیل کی اجازت ضروری ہے چنانچہ اگر وہ اجازت دے دیں تو نکاح صحیح ہے ورنہ باطل ہے۔

❁❁❁❁❁

تیسری فصل

نکاح کے حرام ہونے کے اسباب

مسئلہ ۲۹۴۸۔ نکاح کے حرام ہونے کے چھ اسباب ہیں:

پہلا: نسب (محرمات نسبی)

مسئلہ ۲۹۴۹۔ وہ عورتیں جو نسب کی بنا پر مرد کے لئے محرم ہیں اور ان سے شادی نہیں ہو سکتی درج ذیل ہیں:

۱) ماں، دادی، نانی، ماں باپ کی دادی نانی اور جتنا سلسلہ اوپر چلا جائے۔

۲) بیٹیاں، پوتیاں، نواسیاں نیز ان دونوں کی اولاد کی بیٹیاں اور جتنا سلسلہ نیچے چلا جائے۔

۳) بہنیں۔

۴) بھتیجیاں، بھانجیاں، نیز ان کی اولاد کی بیٹیاں اور جتنا سلسلہ نیچے چلا جائے۔

۵) پھوپھی، ماں باپ کی پھوپھی نیز ان کی پھوپھیاں اور یہ رشتہ جتنا اوپر چلا جائے۔

۶) خالہ، ماں باپ کی خالہ نیز ان کی خالائیں اور یہ رشتہ جتنا اوپر چلا جائے۔

دوسرا: نکاح (محرمات سببی)

مسئلہ ۲۹۵۰۔ وہ عورتیں جو نکاح کے سبب مرد کے لئے محرم ہیں اور ان سے شادی کرنا ہمیشہ کے لئے حرام ہے، درج ذیل ہیں:

۱) باپ کی بیوی، دادا کی بیوی، باپ کے دادا کی بیوی اور جتنا سلسلہ اوپر چلا جائے۔

۲) بہو، بیٹے کی بہو نیز پوتوں کی بہو اور جتنا سلسلہ نیچے چلا جائے۔

۳) بیوی کی ماں اور دادیاں اور جتنا سلسلہ اوپر چلا جائے۔

مسئلہ ۲۹۵۱۔ خوش دامن، بہو اور سوتیلی ماں محض عقد سے محرم ہو جاتی ہیں اور ان سے شادی کرنا حرام ہے اگرچہ رخصتی سے قبل طلاق ہو جائے۔

۴) ربیبہ یعنی بیوی کی بیٹی چاہے پہلے والے شوہر سے ہو یا بعد والے شوہر سے، بشرطیکہ اس کی ماں سے ہمبستری کی ہو، یہی حکم بیوی کی پوتیوں اور نواسیوں کا بھی ہے۔

مسئلہ ۲۹۵۲۔ اگر کسی شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا ہو لیکن ہمبستری نہ کی ہو تو وہ اسے طلاق دیئے بغیر اس کی بیٹی سے شادی نہیں کر سکتا ہے لیکن اگر ہمبستری سے قبل طلاق دے دے تو اس کی بیٹی سے شادی کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۹۵۳۔ بیوی کی بیٹی فقط اس کے شوہر پر حرام ہے لیکن شوہر کے باپ اور بیٹے پر حرام نہیں ہے لہذا انسان باپ کی ربیبہ یا بیٹے کی ربیبہ سے شادی کر سکتا ہے، اگرچہ اس لڑکی کی ماں، باپ یا بیٹے کے حبالہ نکاح میں ہو۔

مسئلہ ۲۹۵۴۔ ایک وقت میں دو بہنوں کے ساتھ شادی کرنا ناجائز ہے لہذا جب تک کوئی عورت

اس کی زوجیت میں ہے اس کی بہن سے شادی نہیں ہوسکتی۔

مسئلہ ۲۹۵۵۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق رجعی دے تو وہ اس کی عدت طلاق تمام نہ ہونے سے پہلے اس کی بہن سے شادی نہیں کرسکتا۔

مسئلہ ۲۹۵۶۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے اور اس کی عدۃ تمام ہو جائے تو وہ اس کی بہن سے شادی کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۲۹۵۷۔ اگر کوئی شخص بیوی کی بھتیجی یا بھانجی سے شادی کرنا چاہتا ہے تو بیوی سے اجازت لینا ضروری ہے لہذا اجازت کے ساتھ شادی صحیح ہے اور اجازت کے بغیر باطل ہے۔

مسئلہ ۲۹۵۸۔ اگر کوئی شخص بیوی کی اجازت کے بغیر اس کی بھتیجی یا بھانجی سے شادی کرے اور بعد میں بیوی اجازت دے دے تو عقد صحیح ہے لیکن دوبارہ صیغہ عقد کا جاری کرنا بہتر ہے۔

مسئلہ ۲۹۵۹۔ زنا باعث حرمت نہیں ہے لہذا اگر کسی شخص نے کسی عورت سے زنا کیا ہو تو اس کی بیٹی اور ماں اس پر حرام نہیں ہوں گی اگر چہ بہتر یہ ہے کہ ان سے شادی نہ کرے، چنانچہ وہ عورت زنا کار کے باپ اور بیٹے پر حرام نہیں ہوگی جب کہ ان کا اس عورت سے شادی نہ کرنا بہتر ہے۔

مسئلہ ۲۹۶۰۔ اگر نعوذ باللہ کوئی اپنی پھوپھی یا خالہ سے زنا کرے تو احتیاط واجب کی بنا پر ان کی بیٹی سے شادی نہیں کرسکتا لیکن اگر پہلے ان کی بیٹی سے شادی ہو چکی ہو اور زنا بعد میں کرے تو زنا کے اس عمل سے اس کی بیوی اس پر حرام نہیں ہوگی، بالخصوص اگر یہ برا عمل ہمبستری کے بعد انجام پایا ہو۔

مسئلہ ۲۹۶۱۔ اگر کوئی شخص کسی لڑکے سے لواط کرے تو اس کی ماں، بہن اور بیٹی لواط کرنے والے پر حرام ہیں۔

مسئلہ ۲۹۶۲۔ اگر انسان سسر، سالے یا بیوی کے بیٹے سے لواط کرے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس

کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی اور اگر اس عمل سے بیوی کے حقوق پامال ہوتے ہوں تو اسے طلاق دے دے۔

مسئلہ ۲۹۶۳۔ اگر لواط کرنے والا بچہ ہو تو حرمت کا موجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۹۶۴۔ اگر کوئی انسان شادی شدہ عورت سے جان بوجھ کر نکاح کرے تو اسکی یہ شادی صحیح نہیں ہے اور یہ عورت اس مرد پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی۔

مسئلہ ۲۹۶۵۔ اگر کسی انسان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ شادی شدہ عورت سے شادی کرنا حرام ہے لہذا اس سے شادی کر لی تو احتیاط واجب کی بنا پر پھر بھی وہ اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی۔

مسئلہ ۲۹۶۶۔ اگر انسان یہ نہیں جانتا کہ یہ عورت شادی شدہ ہے اور وہ اس سے شادی کر لے لیکن ابھی اس سے ہمبستری نہ کی ہو تو یہ اس پر ہمیشہ کے لئے حرام نہیں ہوگی، چنانچہ اگر بعد میں اس کا شوہر مر جائے یا اسے طلاق دے دے تو اس کا عدۃ تمام ہونے کے بعد احتیاط واجب کی بنا پر دوبارہ عقد کر کے اسے اپنی بیوی بنا سکتا ہے چوں کہ یہ اس پر ہمیشہ کے لئے حرام نہیں تھی۔

مسئلہ ۲۹۶۷۔ اگر کوئی شخص کسی عورت سے عدۃ کے دوران شادی کرے تو وہ اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی، سوائے یہ کہ نہ جانتا ہو اور ایام عدۃ کے تمام ہونے تک جماع نہ کیا ہو تو اس صورت میں حرام نہیں ہوگی، لہذا دوبارہ عقد پڑھ کر اس سے شادی کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۲۹۶۸۔ مذکورہ بالا مسئلہ میں اگر طرفین میں سے ایک واقف ہو اور دوسرا ناواقف ہو اور ہمبستری بھی نہ کی ہو تو جو آگاہ تھا اس کے لئے حرمت ابدی ثابت ہے اور جو ناواقف ہے اس کے لئے حرمت کا ثابت ہونا محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۹۶۹۔ لاعلمی جو کہ حرمت ابدی کے لئے مانع ہے اس میں فرق نہیں ہے کہ وہ موضوع سے

ناواقف ہو یا حکم سے یعنی یہ نہ جانتا ہو کہ عورت عدۃ میں ہے یا یہ نہ جانتا ہو کہ عدۃ کے دوران عورت سے شادی کرنا حرام ہے، ان دونوں صورتوں میں اگر ہمبستری نہ کی ہو تو ہمیشہ کے لئے حرام نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۲۹۷۰۔ اس زنا کار عورت سے شادی کرنا جو زنا میں مشہور ہو کوئی حرج نہیں ہے لیکن وہ زنا کار عورت جس کے متعلق نہیں معلوم کہ اس نے زنا سے توبہ کیا ہے یا نہیں اس سے شادی کرنا مکروہ ہے، اس کی توبہ سے آگاہی کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اسے گناہ کے لئے بلایا جائے اور وہ انکار کردے۔

مسئلہ ۲۹۷۱۔ اگر کوئی شخص شادی شدہ عورت سے یا اس عورت سے زنا کرے جو طلاق رجعی کے عدۃ میں ہے تو احتیاط واجب کی بنا پر وہ عورت اس مرد پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی چاہے اسے اس کے شادی شدہ ہونے یا حالت عدۃ میں ہونے کا علم نہ بھی ہو۔

مسئلہ ۲۹۷۲۔ عورت کے شادی شدہ ہونے میں شوہر کا دائمی یا موقت ہونا فرق نہیں کرتا۔

مسئلہ ۲۹۷۳۔ اگر شادی شدہ عورت زنا کرے تو وہ اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۲۹۷۴۔ احرام کی حالت میں مرد اور عورت کا شادی کرنا حرام ہے لہذا اگر کوئی مرد احرام کی حالت میں کسی عورت سے شادی کرے اور یہ جانتا ہو کہ حالت احرام میں شادی کرنا حرام ہے اور جان بوجھ کر اس نے شادی کرلی ہو تو عقد باطل ہے اور وہ عورت اس پر ہمیشہ کیلئے حرام ہو جائے گی اور اگر مسئلہ سے ناواقف ہو تو عقد باطل ہے لیکن ہمیشہ کے لئے حرام نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۲۹۷۵۔ گذشتہ مسئلہ میں ہمبستری کرنے یا نہ کرنے کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۹۷۶۔ عورت بھی اگر حالت احرام میں شادی کرے اور اس کے حرام ہونے سے واقف ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر وہ مرد اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گا لیکن اگر مسئلہ سے ناواقف ہو تو

عقد باطل ہے لیکن ہمیشہ کے لئے حرام نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۲۹۷۷۔ آزاد شخص دائمی چار بیویوں سے زیادہ نہیں رکھ سکتا ہے لیکن کنیز اور موقت بیوی کے سلسلہ میں کوئی قید نہیں ہے۔

تیسرا: رضاعت (دودھ پلانا)

نکاح کے حرام ہونے کے اسباب میں سے تیسرا سبب دودھ پلانا ہے۔

مسئلہ ۲۹۷۸۔ درج ذیل شرائط کے ساتھ دودھ پلانا محرم ہونے اور نکاح کے حرام ہونے کا باعث ہوتا ہے۔

۱) دودھ براہ راست عورت کے پستان سے پیا جائے نہ کہ شیشی وغیرہ کے ذریعہ۔

۲) ہر بار بچہ شکم سیر ہو کر دودھ پیئے، تھوڑا تھوڑا پینا حرمت کا باعث نہیں ہوتا، چاہے پینے کی تعداد زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۲۹۷۹۔ ہر بار دودھ پلانے کے دوران مختصر فاصلہ ہونا جیسے بچہ تھوڑا سا کھیلنے لگے یا ایک پستان سے دوسرے پستان کے پکڑانے میں یا ایسے ہی تھوڑا سا وقفہ حرمت کے لئے مانع نہیں ہوتا۔

۳) دودھ کا پلانا معین مقدار میں ہو اور وہ مقدار درج ذیل ہے:

۱) پے در پے پندرہ بار دودھ پلانا یعنی اس کے درمیان کوئی دوسری عورت دودھ نہ پلائے۔

مسئلہ ۲۹۸۰۔ پندرہ بار دودھ پینے کے دوران دوسری غذا کا کھانا حرمت کے لئے مانع ہے یا نہیں؟ یہ محل اشکال ہے۔

۲) پورے ایک رات دن دودھ پیئے اس طرح سے کہ چوبیس گھنٹے میں جتنی بار بھوکا ہو اس کے

پستان سے دودھ پیئے کسی اور کے پستان سے دودھ نہ پیئے اور نہ ہی کوئی دوسری غذا کھائے۔

۳) بچہ ایک عورت کے پستان سے اتنی مقدار میں دودھ پیئے کہ اس کا گوشت بڑھ جائے اور ہڈی مضبوط ہو جائے اور دودھ کے پینے سے اس کے رشد اور بڑھنے کا احساس ہو اگر چہ اس کے درمیان دوسری غذا بھی کھاتا ہو یا دوسری عورت کے پستان سے دودھ بھی پیتا ہو مگر یہ کہ اتنا فاصلہ ہو جائے کہ اس بچہ کا رشد کرنا اور بڑھنا عرف میں اس عورت کے دودھ پینے سے نہ کہا جائے۔

۴) دودھ کا پینا ایک عورت کے پستان سے ہو، لہذا اگر کوئی بچہ لازم مقدار میں دو عورت کے پستان سے دودھ پیئے تو یہ حرمت کا باعث نہیں ہے، اگر چہ دونوں عورتوں کا شوہر ایک ہو اور دونوں کا دودھ ایک ہی شوہر کا ہو یہاں تک کہ وہ مرد بھی محرم نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۲۹۸۱۔ حرمت کے لئے شرط ہے کہ دودھ ایک ہی شوہر کا ہو لہذا اگر دودھ پلانے والی عورت بالفرض پہلے والے شوہر سے جدا ہو جائے اور دوسری شادی کرے اور اس سے حاملہ ہو جائے اور دودھ پلانے کے دوران ولادت ہو جائے تو اس صورت میں اس نے کچھ دودھ اس بچہ کو پہلے والے شوہر سے پلایا ہو اور کچھ دودھ دوسرے والے شوہر سے پلایا ہو اور ان میں سے کوئی ایک دودھ نصاب کی حد کو نہ پہنچے تو باعث حرمت نہیں ہے یہاں تک کہ اس عورت کے لئے بھی محرم نہیں ہوگا اور نہ ہی اس کا بیٹا شمار ہوگا۔

۵) ضروری ہے کہ دودھ کا تعلق ولادت سے ہو، لہذا اگر کسی عورت کے پستان میں دودھ ولادت کے بغیر جاری ہو جائے تو یہ حرمت کا باعث نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۲۹۸۲۔ اگر پستان میں دودھ ایسی ولادت سے جاری ہو کہ جس کا نطفہ ناجائز طریقہ سے ٹھہرا ہو تو حرمت کے ثابت ہونے میں اشکال ہے۔

۶) دودھ کا پینا بچے کے دو سال مکمل ہونے سے پہلے ہو۔

مسئلہ ۲۹۸۳۔ احتیاط واجب کی بنا پر اس عورت کی ولادت کو دو سال نہ ہوئے ہوں اور بچہ کا دودھ پہلے نہ چھڑوایا گیا ہو۔

مسئلہ ۲۹۸۴۔ اگر مذکورہ شرائط کے مطابق بچہ کسی عورت کے پستان سے دودھ پیئے تو وہ اس عورت اور اس کے اسی شوہر کا بیٹا شمار ہوگا کہ جس کا دودھ تھا، اور اس پر حقیقی ماں باپ کے تمام احکام جاری ہوں گے۔

مسئلہ ۲۹۸۵۔ دودھ پلانے والی عورت کے بچے اور اس کے شوہر کے بچے رضاعی بھائی اور بہنیں ہیں، رضاعی والدین کے ماں باپ، رضائی بچوں کے دادا دادی اور نانا نانی ہیں نیز انکے بھائی اور بہن بچوں کے چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ ہیں، اور اسی طرح دوسرے رشتے بھی ہیں۔

مسئلہ ۲۹۸۶۔ نسبی اور سببی رشتہ داروں کے تمام احکام رضاعی رشتہ داروں میں بھی جاری ہوتے ہیں لہذا رضاعی بہن، رضاعی ماں، رضاعی بیٹی، رضاعی بھانجی، رضاعی بھتیجی، رضاعی ساس، رضاعی بہو، رضاعی پھوپھی اور رضاعی خالہ محرم ہیں اور ان سے شادی کرنا حرام ہے۔

مسئلہ ۲۹۸۷۔ انسان دو رضاعی بہنوں سے ایک وقت میں شادی نہیں کرسکتا۔

مسئلہ ۲۹۸۸۔ بیوی کی رضاعی بھتیجی اور رضاعی بھانجی سے شادی کرنا بیوی کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہے جیسا کہ مسئلہ ۲۹۵۷ میں گذر چکا ہے۔

مسئلہ ۲۹۸۹۔ جس طرح دودھ پلانے والی عورت اور اس کے شوہر کے نسبی اور سببی رشتہ دار دودھ پینے والے کے لئے محرم ہو جاتے ہیں اسی طرح ان کے رضاعی رشتہ دار بھی دودھ پینے والے کے لئے محرم ہیں اور ان سے شادی کرنا حرام ہے، جیسے دودھ پلانے والی عورت کی رضاعی بہن اس

کے رضاعی بیٹے کے لئے محرم ہے اور اس پر حرام ہے۔

مسئلہ ۲۹۹۰۔ اگر کوئی عورت دو شوہروں کا دودھ دو بچوں کو پلائے تو یہ دونوں بچے ایک دوسرے کے لئے محرم نہیں ہوں گے اور آپس میں شادی کر سکتے ہیں لیکن ان میں سے ہر ایک کے لئے رضاعی ماں باپ اور ان دونوں کے تمام نسبی، سببی اور رضاعی رشتہ دار محرم ہوں گے اور ان پر حرام ہیں۔

مسئلہ ۲۹۹۱۔ رضاعی بچہ کے باپ دادا اس شخص کی بیٹیوں، پوتیوں اور نواسیوں سے شادی نہیں کر سکتے کہ جس کا دودھ اس رضاعی بچہ نے پیا ہے، چاہے یہ اس شخص کی حقیقی اولاد ہوں یا رضاعی۔

مسئلہ ۲۹۹۲۔ رضاعی بچہ کے باپ دادا دودھ پلانے والی عورت کی حقیقی بیٹیوں، پوتیوں اور نواسیوں سے شادی نہیں کر سکتے ہاں اگر اس عورت کی کوئی رضاعی بیٹی ہو اور اسے دوسرے شوہر کا دودھ پلایا ہو تو رضاعی بچہ کے باپ دادا اس سے شادی کر سکتے ہیں اور وہ بچہ بھی اس سے شادی کر سکتا ہے جیسا کہ مسئلہ ۲۹۹۰ میں گذر چکا ہے۔

مسئلہ ۲۹۹۳۔ نانی اور پرنانی اپنے نواسوں اور نواسیوں کو دودھ پلانے سے پرہیز کریں ورنہ ان کی ماں ان کے باپ پر حرام ہو جائے گی اور عقد باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۹۹۴۔ اگر دادی یا پردادی اپنے پوتوں اور پوتیوں کو دودھ پلائے تو کوئی حرج نہیں ہے اور ان کے ماں باپ کا عقد باطل نہیں ہوگا فقط وہ بچہ جس نے دودھ پیا ہے چچازاد اور پھوپھی زاد بہنوں پر حرام ہوگا کیوں کہ دودھ پینے کے ذریعہ باپ کا رضاعی بھائی اور چچازاد بھائی بہنوں کا رضاعی چچا اور پھوپھی زاد بھائی بہنوں کا رضاعی ماموں ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۹۹۵۔ دودھ پلانے والی عورت کی اولاد اور جس شخص کا دودھ ہے اس کی اولاد، دودھ پینے والے بچہ کے بھائی بہن کے لئے محرم نہیں ہیں۔

مسئلہ ۲۹۹۶۔ دودھ پلانا جو کہ حرمت کا باعث ہے علم و یقین اور دو عادل گواہوں کی گواہی سے ثابت ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲۹۹۷۔ اگر کوئی عورت کہے کہ میں نے فلاں بچہ کو دودھ پلایا ہے فقط اس کے دعویٰ سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی ہے جب تک کہ علم نہ ہو۔

مسئلہ ۲۹۹۸۔ اگر کچھ عورتیں گواہی دیں کہ فلاں عورت نے فلاں بچے کو دودھ پلایا ہے تو ان کی گواہی سے رضاعت ثابت نہیں ہوگی اگر چہ ان کی تعداد چار ہو مگر یہ کہ ان کی گواہی سے علم ہو جائے۔

چوتھا: لعان

مرد اور عورت کے حرام ہونے کے اسباب میں سے چوتھا سبب لعان ہے اس کے خاص شرائط باب لعان میں بیان ہو چکے ہیں۔

مسئلہ ۲۹۹۹۔ اگر بیوی گونگی ہو یا گویائی پر قادر نہ ہو اور اس کا شوہر اس کی طرف زنا کی نسبت دے تو وہ بیوی شرائط لعان کے ساتھ شوہر پر حرام ہو جائے گی، اگر چہ دونوں کے درمیان لعان واقع نہ ہو۔

مسئلہ ۳۰۰۰۔ مذکورہ مسئلہ میں اگر شرائط لعان موجود نہ بھی ہوں تو بھی احتیاط واجب کی بنا پر وہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی۔

پانچواں: طلاق

جیسا کہ طلاق کے فصل میں بیان ہوگا اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو نو بار طلاق دے تو یہ ایک دوسرے پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائیں گے۔

چھٹا: کفر

مسئلہ ۳۰۰۱۔ مسلمان عورت کافر مرد سے شادی نہیں کرسکتی چاہے وہ اہل کتاب ہی کیوں نہ ہو، اسی طرح مسلمان مرد بھی اہل کتاب کے علاوہ کافر عورت سے شادی نہیں کرسکتا چاہے شادی دائمی ہو یا موقّت (متعہ)۔

مسئلہ ۳۰۰۲۔ مسلمان مرد یہودی اور عیسائی عورت سے دائمی یا موقت شادی کرسکتا ہے، فقط دائمی شادی کرنا مکروہ ہے، خصوصاً اس وقت جب کہ مسلمان عورت موجود ہو اور اس سے شادی کرنا ممکن ہو۔

مسئلہ ۳۰۰۳۔: اگر مسلمان مرد مسلمان بیوی کے ہوتے ہوئے یہودی یا نصرانی عورت سے دائمی عقد کرنا چاہتا ہو تو چاہیئے کہ پہلے اپنی بیوی سے اجازت لے اور اگر اجازت نہ لی ہو اور وہ عقد کے بعد اجازت دے دے تو بھی کافی ہے۔

مسئلہ ۳۰۰۴۔ اگر کوئی یہودی یا عیسائی عورت سے متعہ کرنا چاہتا ہو تو بیوی کی اجازت شرط نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۰۰۵۔ مجوسی عورت سے متعہ کرنا یہودی اور عیسائی عورت سے متعہ کرنے سے زیادہ مکروہ ہے، لیکن مجوسی عورت سے شادی کرنا اشکال سے خالی نہیں ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر لازم ہے کہ شادی نہ کرے۔

مسئلہ ۳۰۰۶۔ اسلام سے مرتد ہونے کی دو قسمیں ہیں:

۱) مرتد فطری

۲) مرتد ملّی

مسئلہ ۳۰۰۷۔ وہ شخص کہ جس کے ماں باپ یا فقط باپ مسلمان ہو اور فطرت اسلام پر پیدا ہوا ہو

اگر اسلام کے آئین سے پھر جائے تو اسے مرتد فطری کہتے ہیں۔

مسئلہ ۳۰۰۸۔ جو کافر باپ اور مسلمان ماں سے پیدا ہوا ہے اگر وہ اسلام سے خارج ہو جائے تو اسے مرتد فطری کہا جائیگا یا نہیں؟ محل اشکال ہے، چوں کہ ایسا مورد پیش ہی نہیں آسکتا اس لئے کہ مسلمان عورت کا کافر مرد سے شادی کرنا حرام ہے مگر یہ کہ شبہ کی بنا پر جماع واقع ہو جائے یا اسے شاذ ونادر فرض کرلیا جائے۔

مسئلہ ۳۰۰۹۔ جو کافر پیدا ہوا اور بالغ ہونے کے بعد مسلمان ہو جائے اور پھر اسلام سے پھر جائے تو اسے مرتد ملی کہتے ہیں۔

مسئلہ ۳۰۱۰۔ اگر کوئی مرتد فطری ہو جائے تو چاہیئے کہ اس کی زوجہ اس سے جدا ہو جائے اور وفات کی عدۃ گذارے، چاہے ہمبستری ہوئی ہو یا فقط عقد ہوا ہو۔

مسئلہ ۳۰۱۱۔ اگر کوئی مرتد ملی ہو جائے تو اس کی زوجہ کا اس سے جدا ہو جانا محل اشکال ہے، خصوصاً ہمبستری کے بعد، لیکن چاہیئے کہ زوجہ اس سے دور رہے اور جنسی لذت حاصل کرنے کی اجازت نہ دے۔

مسئلہ ۳۰۱۲۔ مرتد ملی کی زوجہ جب بھی شوہر سے جدا ہو چاہیئے کہ طلاق کی عدۃ گذارے لہذا ایام عدۃ کے تمام ہونے کے بعد اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں رہے گا، لیکن اگر عدۃ کے دوران اس کا شوہر مر جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس عدۃ کو چھوڑ دے گی اور وفات کی عدۃ گذارے گی۔

مسئلہ ۳۰۱۴۔ اگر چہ مرتد ہونا عقد نکاح کے باطل ہونے کا سبب ہے لیکن حرمت ابدی کا باعث نہیں ہوتا اور نہ ہی دوسرے نکاح کے لئے مانع ہے یہ حکم دونوں کے لئے ہے، لہذا اگر مرتد شخص اپنے ارتداد پر باقی رہے تو اس نے جو دین اختیار کیا ہے اس کا حکم اس پر جاری ہوگا اور اگر

اسلام کی طرف پلٹ آئے تو جدید عقد کے ذریعہ اپنی پہلی بیوی سے نکاح کر سکتا ہے چاہے مرتد ہونا فطری رہا ہو یا ملی۔

مسئلہ ۳۰۱۵۔ اگر شوہر و زوجہ ایک ساتھ مسلمان ہوں تو وہ اپنے نکاح پر باقی رہیں گے۔

مسئلہ ۳۰۱۶: کافر شوہر و زوجہ نے عقد کیا ہے لیکن اب تک ہمبستری نہیں کی ہے اگر ان میں سے ایک مسلمان ہو جائے تو ان کا عقد باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۳۰۱۷۔ کافر شوہر و زوجہ جو ہمبستری کر چکے ہیں اگر ان میں سے کوئی ایک مسلمان ہو جائے تو وہ عدۃ طلاق کی مدت کے برابر انتظار کرے گا اور اگر دوسرا بھی مسلمان ہو جائے تو یہ اپنے نکاح پر باقی رہیں گے اور اگر عدۃ کے تمام ہونے تک مسلمان نہ ہو تو ان کا عقد باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۳۰۱۸۔ اوپر کے فرض سے یہ صورت مستثنیٰ ہے کہ مرد مسلمان ہو جائے اور زوجہ یہودی یا عیسائی رہے تو یہاں عقد نکاح باطل نہیں ہوگا خواہ ہمبستری کی ہو یا نہ کی ہو، خواہ زوجہ عدۃ طلاق میں مسلمان ہو جائے یا کفر پر باقی رہے۔

مسئلہ ۳۰۱۹۔ مناسب ہے کہ مومن مرد مومنہ عورت سے شادی کرے اور اس عورت سے شادی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جس تک حق کا پیغام نہیں پہنچ سکا ہے۔

مسئلہ ۳۰۲۰۔ شیعہ کے لئے غیر شیعہ لڑکی سے شادی کرنا مکروہ ہے مگر یہ کہ اس لڑکی سے شادی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جس تک حق کا پیغام نہ پہنچا ہو۔

مسئلہ ۳۰۲۱۔ مومنہ عورت کا اہل خلاف (سنّی) میں سے اس شخص سے شادی کرنا زیادہ کراہت رکھتا ہے کہ جس تک حق کا پیغام پہنچ چکا ہے۔

مسئلہ ۳۰۲۲۔ شیعہ مرد و عورت کا اہل خلاف کے یہاں شادی کرنے میں اگر گمراہی کا خوف ہو

تو شادی کرنا حرام ہے، لیکن ان کا عقد باطل نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۰۲۳۔ احتیاط واجب کی بنا پر ناصبی مرد اور عورت سے شادی کرنے سے پرہیز کیا جائے۔

چوتھی فصل

عقدِ موقّت (متعہ)

مسئلہ ۳۰۲۴۔ وہ شادی جو ایک معین وقت تک کے لئے کی جاتی ہے اور جس میں طلاق کی ضرورت نہیں ہوتی اور وقت کے پورا ہوتے ہی خود بخود ختم ہو جاتی ہے اس کو متعہ یا عقد موقّت کہتے ہیں۔

مسئلہ ۳۰۲۵: عقد موقّت کا جائز ہونا تمام اسلامی فرقوں کے اجماع سے ثابت ہو چکا ہے اور اہلبیت علیہم السلام اور ان کے شیعوں کا اجماع ہے کہ یہ عقد منسوخ نہیں ہوا ہے جیسا کہ اس پر فریقین کی متعدد روایات دلالت کرتی ہیں۔

مسئلہ ۳۰۲۶۔ عقد موقّت میں بھی عقد دائم کی طرح لفظی ایجاب و قبول ضروری ہے اور اس کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ:

عورت کہے (**زوّجتک نفسی الی وقتٍ کذابمهر قدره کذا**) اور مرد کہے (**قبلت**) یا مرد کہے (**اتزوّجک الی وقتٍ کذابمهر قدره کذا**) اور عورت کہے (**قبلت**) یا ہر وہ لفظ جو ان کے معنیٰ کو سمجھائے۔

مسئلہ ۳۰۲۷۔ عقد موقّت میں مہر کا ذکر کرنا لازم ہے ورنہ عقد باطل ہے۔

مسئلہ ۳۰۲۸۔ عقد موقّت میں مدت کا ذکر کرنا لازم ہے، لہٰذا اگر مدت واضح طور پر ذکر نہ ہو،

چاہے فراموشی کی بنا پر یا شرمندگی کی وجہ سے یا اس خیال سے کہ فقط قصد کافی ہے تو عقد موقّت عقد دائم میں تبدیل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۳۰۲۹۔ اگر عقد موقّت میں مدت مقرر کرنے کے بجائے ہمبستری کی تعداد پر اکتفا کریں مثلاً کہیں: ایک بار یا متعدد بار، تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ مدت کو ہبہ کر دیں اور عقد کو دوبارہ جاری کریں۔

مسئلہ ۳۰۳۰۔ عقد موقّت میں مدت کا صریح طور پر معین کرنا ضروری ہے، لہٰذا اگر کہے فلاں شخص کے سفر سے آنے تک اور اس کے آنے کی قطعی تاریخ معین نہ ہو تو عقد باطل ہے۔

مسئلہ ۳۰۳۱۔ عقد موقّت میں مدت کا معین و معلوم ہونا ضروری ہے، لہٰذا اگر اس کی مدت ایک مہینہ ہو لیکن اس مہینے کی ابتداء اور انتہاء معلوم نہ ہو تو عقد باطل ہے۔

مسئلہ ۳۰۳۲۔ احتیاط واجب کی بنا پر عقد موقّت کی مدت صیغہ عقد کے جاری ہونے سے شروع ہونا چاہیئے، لہٰذا اگر اس کی ابتدا آئندہ مہینہ کے شروع سے معین کی ہو تو چاہیئے کہ عقد دوبارہ پڑھیں اور ان تینوں مقامات میں عقد موقّت عقد دائم میں تبدیل نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۳۰۳۳۔ عقد موقّت میں طلاق کی ضرورت نہیں ہے بلکہ درج ذیل دو صورتوں میں سے کسی ایک کے ذریعہ ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں۔

۱) معین مدت ختم ہو جائے۔

۲) بقیہ مدت ہبہ کر دے۔

مسئلہ ۳۰۳۴۔ دو چھوٹے بچوں کا ولی مختصر مدت کے لئے کچھ مقاصد کے تحت ان کا عقد کر سکتا ہے اگرچہ بچے اس مدت میں جنسی لذت حاصل کرنے کے قابل نہ ہوں، جیسے محرم ہونے کے لئے ہو تو یہ عقد صحیح ہے بشرطیکہ کسی خرابی و اختلاف کا اندیشہ نہ ہو اور بچوں کے حق میں لاپروائی نہ سمجھا

جائے، جیسا کہ مسئلہ ۲۹۳۸ میں بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۳۰۳۵۔عقد کے جاری ہونے کے بعد چھوٹے بچے کا ولی اس کی مدت ہبہ کر سکتا ہے، بشرطیکہ اس میں بچہ کا فائدہ ہو۔

❁❁❁❁❁

پانچویں فصل

وہ عیوب جن کی وجہ سے عقد کو فسخ کیا جا سکتا ہے

مسئلہ ۳۰۳۶۔نکاح عقد لازم ہے، لیکن دوسرے عقد لازم کے برخلاف طرفین کے اقالہ سے باطل نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۳۰۳۷۔عقد نکاح میں نہ شرط خیار کی جا سکتی ہے اور نہ ہی خیار تخلف شرط، فقط کچھ خاص موارد میں فسخ کا اختیار ہے جیسا کہ آئندہ مسائل میں بیان کیا جائے گا اور ان موارد سے تجاوز نہیں کیا جا سکتا۔

مسئلہ ۳۰۳۸۔عورت چار موارد میں فسخ کا اختیار رکھتی ہے۔

۱) مرد دیوانہ ہو جائے، چاہے عقد سے قبل ہو یا عقد کے بعد، اگر چہ ہمبستری ہو چکی ہو۔

۲) مرد ہمبستری پر قادر نہ ہو اس شرط کے ساتھ کہ ایک بار بھی ہمبستری نہ کی ہو اور دوسری عورتوں سے بھی ہمبستری پر قادر نہ ہو، چاہے پہلے سے قادر نہ ہو یا بعد میں اس سے عاجز ہو جائے۔

مسئلہ ۳۰۳۹۔اگر کوئی مرد اپنی زوجہ سے ہمبستری کرنے پر قادر نہیں ہے اور ہرگز اس پر قادر نہ ہو سکے اور دوسری عورتوں سے بھی ہمبستری پر قادر نہ ہو تو عورت کو فسخ کا اختیار ہے لیکن براہ راست خود فسخ نہ کرے بلکہ چاہیئے کہ حاکم شرع کے پاس جائے، حاکم شرع اس کی گذارش کے

بعد شوہر کو ایک سال کی مہلت دے گا اور اگر وہ اس مدت کے دوران قادر نہ ہو سکا تو اس کو فسخ کا حق حاصل ہے۔

۳) مرد عقد کے وقت نامرد ہو۔

۴) مرد کا نسب برخلاف نکلے۔

مسئلہ ۳۰۴۰۔ اگر کوئی عورت کسی مرد سے شادی کرے اور مرد خود کو کسی خاص قبیلہ سے بتائے بعد میں معلوم ہو کہ وہ اس قبیلہ سے نہیں ہے تو ایسی صورت میں عورت کو فسخ کا حق ہے چاہے ہمبستری سے قبل معلوم ہو یا اس کے بعد۔

مسئلہ ۳۰۴۱۔ مرد بھی آٹھ موارد میں فسخ کا اختیار رکھتا ہے۔

۱) عورت دیوانی ہو۔

۲) عورت جذام (کوڑھ) میں مبتلا ہو

۳) عورت کے سفید داغ ہو۔

۴) عورت میں ایسا عیب ہو جو مباشرت سے مانع یا دشواری کا موجب ہو جیسے جماع کا مقام کشادہ ہو یا شرمگاہ میں گوشت، ہڈی یا غدود ہو یا اتنا تنگ ہو جو عیب شمار کیا جائے۔

۵) عورت افضا میں مبتلا ہو یعنی حیض اور پاخانہ کے مقام کے درمیان کا پردہ زائل ہو جائے اور دونوں مقام ایک ہو جائیں۔

۶) عورت نابینا ہو اگرچہ دیکھنے میں آنکھیں سالم ہوں۔

۷) عورت لنگڑی ہو۔

۸) عورت زنا کی مرتکب ہو چکی ہو۔

مسئلہ ۳۰۴۲۔ ان آٹھ موارد میں اس وقت فسخ کا اختیار ہے جبکہ یہ چیزیں عقد سے پہلے ہوں، لہذا اگر عقد کے بعد پیدا ہوتی ہیں تو فسخ کا موجب نہیں ہوں گی چاہے ہمبستری سے پہلے ہوں یا اس کے بعد۔

مسئلہ ۳۰۴۳۔ وہ عیوب جو مرد و عورت کے لئے خیار فسخ کا باعث ہیں ان میں عقد دائم اور عقد موقّت کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۰۴۴۔ مذکورہ عیوب میں خیار فسخ کا حق فوری نہیں ہے بلکہ تاخیر سے بھی فسخ کر سکتا ہے اور معلوم ہونے کے کچھ دنوں کے بعد بھی خیار فسخ کے حق سے استفادہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۳۰۴۵۔ صاحب خیار کا حق فسخ ساقط نہیں ہوتا ہے مگر یہ کہ خود ساقط کر دے یا عیب کے پتہ چل جانے کے بعد بھی شادی سے راضی رہے۔

مسئلہ ۳۰۴۶۔ اگر مرد عورت کے اندر عیب کے پتہ چل جانے کے بعد بھی مباشرت کرتا ہے تو یہ عمل راضی ہونے کی علامت ہے۔

مسئلہ ۳۰۴۷۔ مرد میں عیب معلوم ہو جانے کے باوجود اگر عورت اس سے ہمبستری پر راضی ہے تو یہ بھی احتیاط واجب کی بنا پر رضایت کی نشانی ہے۔

مسئلہ ۳۰۴۸۔ اگر جماع سے پہلے عقد فسخ ہو جائے تو مہر ساقط ہو جائے گا اور اگر پہلے ادا کر چکا ہو تو اسے واپس لے لیگا لیکن جنسی کمزوری (نامردی) کی صورت میں نصف مہر دے گا۔

مسئلہ ۳۰۴۹۔ جس کے فوطے نکال لئے گئے ہوں وہ بھی فسخ کے وقت احتیاط کی بنا پر نصف مہر دے گا۔

مسئلہ۳۰۵۰۔اگر ہمبستری کے بعد فسخ کرتے ہیں تو پورا مہر دینا ہوگا اگر بناؤ سنگار کر کے فریب دیا ہے تو بناؤ سینگار کرنے والے سے رجوع کرے گا اور اسی سے لے گا اور اگر عورت نے خود ہی سینگار کر کے دھوکہ دیا ہو تو اسی سے مہر واپس لے لیگا اور اگر دھوکہ نہیں دیا ہے تو پھر کسی سے شکایت و مطالبہ نہیں کرے گا۔

مسئلہ۳۰۵۱۔اگر کسی لڑکی سے اس عنوان کے ساتھ شادی کرے کہ وہ باکرہ ہے اور بعد میں معلوم ہو کہ باکرہ نہیں ہے تو اسے فسخ کا حق نہیں ہے بلکہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ بکارت ہمبستری کے سبب زائل ہوئی ہے تو باکرہ اور غیر باکرہ کے مہر سے موازنہ کر کے مہر کم کر دیا جائے گا۔

مسئلہ۳۰۵۲۔اگر کسی لڑکی سے باکرہ کے عنوان سے شادی کرے اور بعد میں معلوم ہو کہ کھیل کود کی وجہ سے بکارت زائل ہو چکی ہے تو فسخ کا حق نہیں رکھتا ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر مہر سے کچھ کم نہیں ہوگا۔

مسئلہ۳۰۵۳۔ازالہ بکارت کے سوا کسی اور عیوب کی بنا پر مہر کم نہیں ہوتا۔

مسئلہ۳۰۵۴۔اگر شوہر و زوجہ میں سے کوئی ایک چھوت کی بیماری میں مبتلا ہو تو دوسرے کو خیار فسخ کا حق نہیں ہے چاہے شادی سے پہلے ہو یا شادی کے بعد، فقط اتنے دنوں تک بیوی سے دور رہ سکتا ہے کہ جس سے بیماری کے لگنے سے محفوظ رہے۔

مسئلہ۳۰۵۵۔اگر شوہر چھوت کی بیماری میں مبتلا ہو اور بیوی اس بیماری سے بچنے کے لئے شوہر سے دوری اختیار کرتی ہو تو اس کا نان ونفقہ ساقط نہیں ہوگا اور اگر بیوی ایسی بیماری میں مبتلا ہو کہ شوہر اس سے دوری اختیار کر رہا ہو تو اس کی زوجیت کے حقوق کی حفاظت کی خاطر شوہر پر طلاق دینا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ۳۰۵۶۔اگر مذکورہ فرض میں شوہر بیوی کے حقوق کی رعایت نہیں کر پا رہا ہے اور زوجہ کو نقصان لاحق ہو رہا ہے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے طلاق دے دینا چاہیئے۔

مسئلہ۳۰۵۷۔اگر دونوں میں سے کوئی ایک چھوت کی بیماری میں عقد سے پہلے مبتلا ہو اور طرف مقابل نے علم و آگاہی کے باوجود اس سے شادی کی ہو تو اسے چاہیئے کہ اپنی شریک حیات کے حقوق کو ادا کرے اگرچہ نقصان کا باعث ہی کیوں نہ ہو، لیکن اگر یقینی طور پر ایسا شدید نقصان اور خطرہ ہو کہ جس کے پیش نظر اقدام کرنا شرعاً جائز نہ ہو اپنی جان کی حفاظت کے لئے اس سے کنارہ کشی اختیار کرے۔

مسئلہ۳۰۵۸۔بیمار عورت سے شادی کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اگرچہ جماع بالکل ممکن نہ ہو تو بھی عقد صحیح ہے اور اس پر زوجیت کے آثار بھی مترتب ہوں گے لیکن مریض مرد سے شادی فقط جماع سے ہی ثابت ہوگی۔

مسئلہ۳۰۵۹۔اگر کوئی مریض مرد سے شادی کرے اور وہ ہمبستری سے پہلے انتقال کر جائے تو اس کا عقد باطل ہے مہر اور میراث کی حقدار نہ ہوگی اور نہ ہی عدہ ضروری ہوگا۔

مسئلہ۳۰۶۰۔مذکورہ مسئلہ میں بیماری سے مراد آشکار بیماری ہے جسے عرف میں بیمار کہا جائے نہ یہ کہ مخفی بیماری ہو کہ جس کے آثار نمایاں نہ ہوں بلکہ طبّی معائنہ کے بعد اس کے بارے میں علم ہو۔

چھٹی فصل

مہر کے احکام

مسئلہ۳۰۶۱۔ ہر وہ چیز جو مالیت رکھتی ہو اور شرعاً اس کا کسب کرنا جائز ہو تو اسے مہر قرار دیا جا سکتا ہے اگرچہ نہایت ہی کم ہو خواہ وہ مال ہو یا منفعت، نقد ہو یا ادھار چنانچہ اگر لباس کی سلائی یا قرآن کی تعلیم کو مہر قرار دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ۳۰۶۲۔ وہ چیز جس کی تجارت جائز نہیں ہے اسے مہر قرار نہیں دیا جا سکتا ہے جیسے شراب ،سور اور جوا وغیرہ کے اسباب و آلات۔

مسئلہ۳۰۶۳۔ عقد میں مہر کو زوجہ کی ملکیت قرار دینا چاہیئے لہذا اگر زوجہ کے ماں باپ یا بھائی کی ملکیت قرار دی جائے تو عقد باطل ہے۔

مسئلہ۳۰۶۴۔ اگر ولی شرط کرے کہ کچھ مہر اس کی ملکیت قرار دی جائے تو عقد باطل ہو جائے گا، ہاں وہ یہ شرط کر سکتا ہے کہ مہر کے علاوہ اسے بھی کوئی چیز دی جائے اور عورت اس شرط کو ساقط کر سکتی ہے۔

مسئلہ۳۰۶۵۔ نکاح میں مہر کا ہونا لازمی ہے لہذا اگر عقد عدم مہر پر موقوف ہو تو عقد باطل ہے۔

مسئلہ۳۰۶۶۔ اگر صیغہ عقد کے جاری کرتے وقت مہر کا تذکرہ نہ کیا جائے اور عقد موقّت ہو تو عقد باطل ہو جائے گا، لیکن اگر عقد دائمی ہو تو عقد باطل نہیں ہو گا فقط ہمبستری کی صورت میں مہر المثل دینا ہو گا۔

مسئلہ۳۰۶۷۔ جس عقد میں مہر معین نہ ہو اگر جماع سے پہلے طلاق دے تو اسے چاہیئے کہ اپنی مالی حیثیت کے مطابق اسے کچھ دے دے اور بہتر ہے کہ عورت کی حیثیت کو ملحوظ رکھے اور اسے اس کی شان سے کم نہ دے، مگر یہ کہ طلاق خلع ہو کیوں کہ اس صورت میں وہ کسی چیز کی حقدار نہیں ہے اور طلاق مبارات میں اشکال ہے۔

مسئلہ۳۰۶۸۔ جس عقد میں مہر معین نہ ہو، اگر مباشرت سے قبل دونوں میں سے کوئی ایک مر جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر مرد کی شان اور مالی حیثیت کے مطابق عورت کو کچھ دیا جائے۔

مسئلہ۳۰۶۹۔ اگر عقد میں مہر کی مقدار معین نہ ہو بلکہ شوہر و زوجہ میں سے کسی ایک کی صواب دید پر چھوڑ دیا جائے، اگر عقد موقّت ہو تو باطل ہو جائے گا اور اگر عقد دائمی ہو تو صحیح ہے، لہذا اگر شوہر کی صواب دید پر چھوڑ دیا جائے تو وہ جتنا بھی مقرر کرے تو عورت کو قبول کرنا چاہیئے، اور اگر عورت کی صواب دید پر چھوڑ دیا جائے تو وہ مہر سنت سے تجاوز نہیں کر سکتی ہے۔

مسئلہ۳۰۷۰۔ مذکورہ فرض میں اگر اظہار نظر سے قبل دونوں میں سے کوئی ایک مر جائے اور جماع نہ ہوا ہو تو اظہار نظر کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ مرد کی شان و شوکت اور مالی حیثیت کے مطابق اسے کچھ دیا جائے گا۔

مسئلہ۳۰۷۱۔ اگر مذکورہ فرض میں جماع کے بعد اور اظہار نظر سے قبل کوئی ایک مر جائے، پھر اگر نظر کا حق اسے تھا جو مر گیا تو زوجہ کو مہر المثل دیا جائے گا اور اگر نظر کا حق اسے تھا جو زندہ ہے تو مسئلہ ۳۰۶۹ کی بنیاد پر وہ اظہار نظر کرے گا اور اسی کی بات مانی جائے گی۔

مسئلہ۳۰۷۲۔محض صیغہ عقد کے جاری ہونے سے بیوی مہر کی مالک ہوجاتی ہے اور تمام کے مطالبہ کا حق رکھتی ہے، اور عقد کے مطلق ہونے سے یہ بات لازم آتی ہے کہ مہر نقد ہو خواہ شوہر کی مالی حیثیت ٹھیک ہو یا تنگدست ہو، اور عورت کو پورا حق ہے کہ وہ پورا مہر وصول لینے سے پہلے شوہر کے لئے تسلیم نہ ہو۔

مسئلہ۳۰۷۳۔اگر شوہر مہر ادا کرنے سے قبل مباشرت کرلے تو اب زوجہ کو حق نہیں ہے کہ مہر لینے کے لئے شوہر کے لئے تسلیم نہ ہو، اگر وہ ایسا کرتی ہے تو نافرمان ہوگی، لیکن اگر مہر کا مطالبہ کرتی ہے اور شوہر استطاعت رکھتا ہو تو دوسرے قرضوں کی طرح اس کا بھی ادا کرنا واجب ہے۔

مسئلہ۳۰۷۴۔شوہر کے اوپر جو مہر ہے کہ جس کا دور حاضر میں جلد ادا کرنا ضروری نہیں ہے زوجہ اس کی وصولی کے لئے یہ حق نہیں رکھتی کہ شوہر کے لئے تسلیم نہ ہو۔

مسئلہ۳۰۷۵۔اگر عقد میں یہ شرط کرے کہ اگر وہ مہر تاخیر سے ادا کرے گا تو اسی لحاظ سے تسلیم میں بھی تاخیر کی جائے گی، تو اس صورت میں شرط کے مطابق مہر وصول ہونے تک تسلیم ہونے سے گریز کرسکتی ہے۔

مسئلہ۳۰۷۶۔اگر کچھ مہر یا پورا مہر شوہر کے ذمہ ہو اور اس کی کوئی معین مدت نہ ہو تو مدت کے معین نہ ہونے کا اقتضاء یہ ہے کہ زوجہ طلاق اور موت سے قبل مہر کا مطالبہ نہیں کرسکتی ، البتہ شوہر جب بھی چاہے ادا کرسکتا ہے۔

مسئلہ۳۰۷۷۔اگر مہر کی ادائیگی کا وقت مقرر ہو تو شرط کے مطابق عمل کرنا چاہیئے، مگر یہ کہ مقرر وقت سے مراد یہ ہو کہ وہ مہر میں تاخیر اس وقت تک کرے گا جب تک کہ وہ اس کی زوجیت میں ہے، جیسا کہ یہ دور حاضر میں بعید نہیں ہے۔

مسئلہ۳۰۷۸۔اگر مہر کی ادائیگی کا وقت مقرر ہو اور اس کا وقت آنے سے پہلے طلاق دے دے تو اس کا مہر فوراً ادا کرنا ہوگا، جیسا کہ مہر مرنے سے بھی نقد میں تبدیل ہوجاتا ہے۔

مسئلہ۳۰۷۹۔عقد دائمی میں اگر ہمبستری سے پہلے طلاق دے دے یا دونوں میں سے کوئی ایک مرجائے تو نصف مہر ساقط ہوجائے گا، لیکن محض جماع کے سبب چاہے دبر (پیچھے) ہی سے کیوں نہ ہو پورا مہر دینا ہوگا۔

مسئلہ۳۰۸۰۔اگر عقد کے بعد ہمبستری سے قبل کسی دوسرے وسیلہ سے اس کی بکارت زائل کردے تو اس پر پورا مہر عائد نہیں ہوگا، لیکن اگر یہ کام لڑکی کی اجازت کے بغیر ہو تو مہر المثل اسے دینا ہوگا اور اگر بعد میں ہمبستری بھی کرے تو مقرر شدہ مہر بھی اس کے ذمہ ہوگا۔

مسئلہ۳۰۸۱۔اگر شوہر کے علاوہ کوئی دوسرا کسی لڑکی کی بکارت اس کی اجازت کے بغیر زائل کردے تو اسے مہر المثل دینا ہوگا۔

مسئلہ۳۰۸۲۔عقد موقّت میں اگر مباشرت سے پہلے مدت تمام ہوجائے یا کوئی ایک مرجائے تو مہر میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

مسئلہ۳۰۸۳۔اگر عقد موقّت میں ہمبستری سے قبل مدت بخش دے تو نصف مہر کا ساقط ہونا محل اشکال ہے۔

مسئلہ۳۰۸۴۔اگر عقد موقّت میں مقررہ مدت میں سے کچھ وقت باقی ہو اور شوہر کے مطالبہ کے باوجود عورت تسلیم نہ ہو تو باقی ماندہ وقت کے مطابق مہر کم ہوجائے گا۔

مسئلہ۳۰۸۵۔حالت حیض میں دوسری جنسی لذت حرام نہیں ہے اور عورت اس سے منع نہیں کرسکتی اور اگر منع کرتی ہے تو اتنا ہی مہر کم ہوجائے گا۔

مسئلہ ۳۰۸۶۔ مدت کے اعتبار سے مہر کی تقسیم کا معیار عورت کا جنسی لذت کے لئے آمادہ ہونے کے لحاظ سے ہے، نہ کہ جنسی لذت کی قسم کے مطابق۔

مسئلہ ۳۰۸۷۔ اگر کوئی اپنی زوجہ کو اس کی مرضی کے مطابق مہر کی جگہ کوئی دوسری چیز دے، اگر جماع سے قبل اس کو طلاق دے دے یا دونوں میں سے کوئی ایک مرجائے تو معین شدہ مہر میں سے نصف مہر واپس لے لیا جائے گا، نہ یہ کہ اس چیز کا نصف لیا جائے گا جو اسے مہر کے عوض دی گئی ہے۔

مسئلہ ۳۰۸۸۔ اگر بیوی کچھ مہر یا پورا مہر اپنے شوہر کو بخش دے اور مرد جماع سے قبل اسے طلاق دے یا کوئی ایک جماع سے پہلے مرجائے تو بیوی پر لازم ہے کہ نصف مہر شوہر کو ادا کرے۔

مسئلہ ۳۰۸۹۔ اگر کوئی شخص کسی عورت سے غلط عقد کی وجہ سے شبہ کی بنیاد پر جماع کرے اور مہر بھی مقرر ہو تو مہر کا ادا کرنا ضروری ہے اور اگر مہر مقرر نہ ہوا ہو تو مہر المثل ادا کرے گا۔

مسئلہ ۳۰۹۰۔ اگر کوئی شخص کسی عورت سے عقد کے بغیر شبہ کی بنا پر ہمبستری کرے تو اسے مہر المثل دینا ہوگا اور اگر اس کو کسی نے اشتباہ میں ڈالا ہو تو اس سے مہر کا مطالبہ کیا جائے گا۔

مسئلہ ۳۰۹۱۔ اگر کوئی مرد کسی عورت کو زنا پر مجبور کرے تو اسے مہر المثل دینا ہوگا اور اگر اس کی رضامندی سے اس سے زنا کیا ہو تو مہر کی حقدار نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۰۹۲۔ زیادہ مہر رکھنا مکروہ ہے جیسا کہ ائمہ معصومین علیہم السلام کی احادیث میں وارد ہوا ہے کہ مہر کا کم ہونا عورت کے بابرکت ہونے کی علامت ہے اور زیادہ مہر بدبخت ہونے کی نشانی ہے اسی طرح مہر سنت سے زیادہ مہر رکھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۳۰۹۳۔ مہر سنت ۵۰۰ درھم ہے جو تقریباً ۱۴۸۵/۵ گرام چاندی کے معادل ہے۔

ساتویں فصل

تقسیم اور عورت کے نافرمان ہونے کے احکام

مسئلہ ۳۰۹۴۔ دائمی زوجہ کے حقوق میں سے ایک یہ ہے کہ اس کا شوہر چار راتوں میں سے ایک رات اس کے پاس رہے، چاہے دوسری زوجہ ہو یا نہ ہو لیکن عقد موقّت میں شوہر پر ایسا حق نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۰۹۵۔ یہ ایک رات رہنا زوجہ کا حق ہے اس میں محبت، الفت اور حسن اخلاق کا مظاہرہ کرے، لیکن اگر غیظ وغضب اور بداخلاقی سے پیش آتا ہے تو پھر یہ ایک رات گذارنا کافی نہ ہوگا۔

مسئلہ ۳۰۹۶۔ یہ حق اس وقت ہے جب کہ شوہر وطن میں ہو، لہٰذا اگر وہ سفر میں ہو اور اس کی بیوی اس کے ہمراہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے، مگر یہ کہ اتنا سفر نہ کرے کہ عرف میں زوجہ کے حق میں بے توجّہی اور حسن معاشرت کے خلاف شمار ہو۔

مسئلہ ۳۰۹۷۔ جس شخص کے ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو احتیاط واجب کی بنا پر سفر سے واپسی پر اس سے شروع کرے کہ جس کی نوبت سفر پر روانہ ہوتے وقت تھی۔

مسئلہ ۳۰۹۸۔ جو زیادہ سفر کرتا ہے تو اسے احتیاط واجب کی بنا پر بیوی یا بیویوں سے اجازت لینا چاہیئے۔

مسئلہ ۳۰۹۹۔ اگر انسان کی زوجہ کنیز یا اہل کتاب میں سے ہو تو آٹھ راتوں میں سے ایک رات

کی حقدار ہے کہ شوہر اس کے پاس رہے۔

مسئلہ ۳۱۰۰۔ جو شخص دوسری شادی کر رہا ہے وہ زفاف کے دنوں میں اس زوجہ کو زیادہ وقت دے سکتا ہے اور اگر نئی بیوی باکرہ ہو تو سات راتوں تک اس کے پاس رہ سکتا ہے۔

مسئلہ ۳۱۰۱۔ زوجہ خستگی اور پرانی ہونے کی وجہ سے اپنے حق سے چشم پوشی کر سکتی ہے، یا نا مطلوب فعل جیسے طلاق سے بچنے کے لئے اپنے حق کو نظر انداز کرے یا شوہر کی توجہ کسی چیز کے ذریعہ اپنی طرف مبذول کرنے کے لئے اپنے حق سے چشم پوشی کرے، جیسے نان ونفقہ کے اضافہ کا مطالبہ نہ کرے اور گھر سے باہر نکلنے کی اجازت نہ مانگے۔

مسئلہ ۳۱۰۲۔ بیوی اپنی رات سے چشم پوشی کرنے کے بعد پلٹ سکتی ہے اور اپنے حق کا مطالبہ بھی کر سکتی ہے مگر یہ کہ شرط لازم یا عقد لازم کے ضمن میں اپنے حق سے دستبردار ہوئی ہو تو اس صورت میں مطالبہ کا حق نہیں رکھتی ہے۔

مسئلہ ۳۱۰۳۔ دائمی زوجہ خواہ جوان ہو یا نہ ہو، اس کا حق شوہر کی گردن پر یہ ہے کہ چار مہینہ میں ایک بار اس سے آگے سے ہمبستری کرے کہ جس سے اس کی شہوت کی پیاس بجھ جائے۔

مسئلہ ۳۱۰۴۔ احتیاط واجب کی بنا پر عقد موقّت میں بھی یہ حق ثابت ہے مگر یہ کہ عقد کا دار ومدار جنسی لذت کے حصول پر نہ ہو۔

مسئلہ ۳۱۰۵۔ اگر کوئی مرد ناراضگی کی بنا پر اپنی زوجہ سے چار مہینہ تک جماع نہ کرے تو زوجہ حاکم شرع کی خدمت میں شکایت پیش کرے گی، حاکم شرع اسے ہمبستری یا طلاق دینے پر مجبور کرے گا، لیکن اگر جماع نہ کرنا ناتوانی یا سفر وغیرہ کی بنا پر ہو تو بیوی کو شکایت کا حق نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۱۰۶۔ زوجہ کو چاہیئے کہ شوہر کی تمام جنسی لذتوں کے لئے تسلیم ہو جائے، سوائے پیچھے سے

دخول کے، کیوں کہ وہ اس سے انکار کر سکتی ہے اور اسے چاہیئے کہ نفرت کے تمام اسباب کو دور کرے، خوشبو اور سینگار کے وہ تمام اسباب جو اس کے شوہر نے اس کے لئے فراہم کئے ہیں ان سے خود کو آراستہ وپیراستہ کرے اور شوہر کی خواہشات کے لئے زمین ہموار کرے۔

مسئلہ ۳۱۰۷۔ بیوی کا شوہر کی اجازت یا اس کی رضامندی پر اطمینان کے بغیر گھر سے باہر قدم نکالنا جائز نہیں ہے، مگر یہ کہ علاج وغیرہ کی بنا پر مجبور ہو جائے کہ اگر اسے ترک کرے گی تو نقصان اٹھائے گی یا واجب کی ادائیگی کے لئے ہو جیسے واجب حج۔

مسئلہ ۳۱۰۸۔ اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کو گھر سے نکال دے اور وہ دوسرے کے گھر میں پناہ لے تو ظاہر یہ ہے کہ وہ گھر سے شوہر کی اجازت کے بغیر نکل سکتی ہے۔

مسئلہ ۳۱۰۹۔ اگر کوئی زوجہ نافرمان ہو جائے اور اپنے شوہر کے حقوق ادا نہ کرے تو شوہر اسے نصیحت کر سکتا ہے اور اگر نصیحت مفید نہ ہو تو سوتے وقت بستر پر اس کی طرف سے منھ پھیر لے اور اگر یہ بھی موثر نہ ہو تو اسے ادب سکھانے کے لئے اتنا مارے کہ نہ خون نکلے اور نہ ہڈی ٹوٹے۔

مسئلہ ۳۱۱۰۔ اگر شوہر زوجہ کے حقوق نہ ادا کرتا ہو تو بیوی نافرمان نہیں بن سکتی ہے اور نہ ہی اس کے حقوق پامال کر سکتی ہے، بلکہ وہ درج ذیل دو راستوں میں سے کسی ایک راستہ کو اختیار کر سکتی ہے:

۱) حاکم شرع کی خدمت میں شکایت پیش کرے تاکہ وہ اسے زوجہ کے حقوق ادا کرنے پر مجبور کرے اور اگر وہ گریز کرتا ہے تو اسے سزا دے، اور اگر زوجہ طلاق کا مطالبہ کرتی ہے تو اسے طلاق پر آمادہ کرے اور اگر اس سے انکار کرتا ہے تو خود ہی طلاق دے دیگا۔

۲) اپنے کچھ حقوق جیسے رات کے حق سے چشم پوشی کرے تاکہ حالات پرسکون ہو جائیں اور طلاق کی نوبت نہ آئے۔

مسئلہ ۳۱۱۱۔ اس چیز کو مدّنظر رکھتے ہوئے کہ خداوند عالم نے اہل وعیال کی سرپرستی اور ان کی

باگ ڈور شوہر کے ہاتھ میں دی ہے لہذا اس چیز کی امید کی جاتی ہے کہ وہ عقلمندی ،سوجھ بوجھ ،ہوشیاری، حکمت ،فراخ دلی اور خندہ پیشانی کے ساتھ مشکلات کو حل کرنے کی کوشش کرے، حیرانی و پریشانی اور بحرانی حالات میں صبر وتحمل سے کام لے،لغزشوں اور خطاؤں کو درگذر کرے،غصہ اور غیظ و غضب ،حرص وطمع اور ہر طرح کی لجاجت وخوش آمد سے پرہیز کرے اور خداوند منّان سے مدد طلب کرتے ہوئے شیطان کے چنگل سے خود کو آزاد کرے۔

مسئلہ۳۱۱۲۔مناسب ہے کہ زوجہ بھی اپنی حیثیت کو سمجھے اور اپنی عظیم ذمہ داریوں کو اچھی طرح پورا کرے اور اس چیز کو فراموش نہ کرے کہ اس کا جہاد شوہر کی بہترین خدمت کرنا، اس کی رضایت و خوشنودی حاصل کرنا، اس کے نقش قدم پر چلنا اور اس کی مرضی وخواہشات کے مطابق عمل کرنا ہے، اور شوہر کا حق اس کی گردن پر ہر شخص کے حق سے بڑھ کر ہے۔

رسول اکرمؐ سے روایت ہے کہ:

”اگر یہ جائز ہوتا کہ میں کسی کو کسی کے سجدہ کا حکم دوں تو میں بیوی کو شوہر کے سجدہ کا حکم دیتا“۔

مسئلہ۳۱۱۳۔خداوند منّان نے شوہر و بیوی کے لئے جو آئین واحکام مقرر کئے ہیں اور انہیں جن چیزوں سے نوازا ہے وہ سب خاندان اور اہل وعیال اور ان کی کامیابی وسعادت کے اسباب فراہم کرنے کے لئے ہیں، نیز انہیں شیطان کے دام فریب اور خواہشات نفس کا اسیر ہونے سے باخبر وہوشیار کرنے کے لئے ہیں اور باایمان شوہر و بیوی پر واجب ہے کہ غیظ وغضب کی آگ کے شعلہ ور ہونے کے وقت صبر و بردباری اور عقلمندی کی عنان ہاتھ سے چھوٹنے نہ دیں اور فیصلہ کرنے میں جلد بازی سے کام نہ لیں تاکہ وہ خدانخواستہ ناقابل جبران حادثات کا شکار نہ ہوں کہ جن کا انجام برا ہو۔

آٹھویں فصل

اولاد کے احکام

مسئلہ۳۱۱۴۔بچہ اسی سے ملحق ہوگا جس کا وہ نطفہ ہوگا خواہ انعقاد نطفہ جنسی آمیزش کے ذریعہ ہو یا مرد کی منی بہہ کر زوجہ کے رحم تک پہنچ جائے ، یا کسی آلہ کے وسیلہ سے اس کے رحم میں منتقل کی جائے یا مرد کے اسپرم کو باہر عورت کے مادہ تولید سے ملایا جائے اور پھر عورت کے رحم میں رکھا جائے۔

مسئلہ۳۱۱۵۔ان تمام مذکورہ فرض میں اولاد اور ماں باپ کے تمام آثار مترتب ہوں گے جیسے نکاح کا حرام ہونا،نظر ڈالنے کا جائز ہونا،نفقہ کا لازم اور میراث وغیرہ کا ثابت ہونا ہے۔

مسئلہ۳۱۱۶:اگر یہ فعل ناجائز طریقہ سے انجام پائے تو دونوں ایک دوسرے کی میراث نہیں پائیں گے لیکن نطفہ کا ساقط کرنا محل اشکال ہے۔

مسئلہ۳۱۱۷۔اگر دونوں میں سے ایک کا قصد زنا کا ہو لیکن دوسرا شبہہ میں ہو تو اس صورت میں جو شبہہ میں تھا اس کے اور بچہ کے درمیان میراث ثابت ہے لیکن زناکار اور بچہ کے درمیان میراث ثابت نہیں ہے۔

مسئلہ۳۱۱۸۔اگر ناجائز طور پر نطفہ منعقد ہونے کے بعد مرد وعورت ایک دوسرے سے شادی کریں تو زنا کا حکم ساقط نہیں ہوگا اور بچہ اور اسکے درمیان میراث کا حکم جاری نہیں ہوگا۔

مسئلہ۳۱۱۹۔ اگر شادی شدہ عورت حاملہ ہوجائے اور یہ معلوم ہو کہ بچہ شوہر کے اسپرم سے وجود میں آیا ہے تو کوئی مشکل نہیں ہے لیکن اگر معلوم نہ ہو سکے تو عقد دائم اور موقّت میں ان تین شرطوں کے ساتھ بچہ اس عورت کے شوہر کا کہا جائے گا:

۱) دونوں نے ہمبستری کی ہو یا کم سے کم ایسا کام کیا ہو کہ نطفہ کا منعقد ہونا شوہر کے اسپرم سے ممکن ہو جیسے مرد کی منی بہہ کر اس کے شرمگاہ کے اندر چلی گئی ہو۔

۲) کم سے کم ہمبستری کو چھ مہینہ گذر چکے ہوں لہذا اگر بچہ چھ مہینہ کے اندر پیدا ہو جائے اور زندہ ہو تو اسکے شوہر کا بچہ نہیں کہا جائے گا۔

۳) اس کی ہمبستری کی تاریخ سے ایک سال نہ گذرے ورنہ وہ بچہ اس کا نہیں کہا جائے گا۔

مسئلہ۳۱۲۰۔ اگر کوئی مرد کسی عورت سے شبہہ کی بنا پر ہمبستری کرے اور مذکورہ تینوں شرطیں پائی جاتی ہوں تو بچہ اسی مرد کا کہا جائے گا مگر یہ کہ عورت شادی شدہ یا طلاق رجعی کے عدہ میں ہو، پس اگر معلوم ہو جائے کہ بچہ اسی کے شوہر اور یا اس شخص کا ہے جس نے شبہہ کی بنا پر مباشرت کی تھی تو پھر اسی کے مطابق عمل کیا جائے گا اور اگر معلوم نہ ہو سکے تو قرعہ ڈالا جائے گا جس کے نام قرعہ نکلے بچہ اسی کا ہوگا۔

مسئلہ۳۱۲۱۔ اگر شادی شدہ عورت عدۂ رجعی کی حالت میں زنا کرے اور اس کے بچہ ہو جائے تو بچہ اس کے شوہر سے ملحق ہوگا مگر یہ کہ معلوم ہو جائے کہ بچہ زنا کار کا ہے۔

مسئلہ۳۱۲۲۔ عورت و مرد پر حرام ہے کہ وہ بچہ جو ان سے پیدا نہیں ہوا اور شرعاً ان سے ملحق نہیں ہے اسے اپنا بچہ بنالیں اور اولاد کے آثار اس پر جاری کریں۔

مسئلہ۳۱۲۳۔ منھ بولے بچہ پر کوئی شرعی اثر مترتب نہیں ہوگا اور وہ بچہ اس عورت و مرد کے لئے

محرم نہیں ہوگا اور اس کا نفقہ ان پر واجب نہیں ہے اس کا ان کے ساتھ نکاح کرنا حرام نہیں ہے اور میراث کا حقدار نہ ہوگا اور ان کی میراث نہیں پائے گا بلکہ کوئی بھی شرعی اثر مترتب نہیں ہوگا۔

مسئلہ۳۱۲۴۔ بیٹا بنانے کو جو کہ زمانہ جاہلیت میں رائج تھا قرآن کریم نے لغو قرار دیا ہے، ارشاد پروردگار ہے:

السبیل ،اُدعوھم لآبائھم ھو اقسطُ عنداللہ فان لم تعلموا آبائَھم فاخوانکم فی الدین و موالیکم"۔ (سورہ احزاب آیت۔۴)

''اور خدا نے تمہاری منھ بولی اولاد کو اولاد نہیں قرار دیا ہے یہ سب تمہاری زبانی باتیں ہیں اور اللہ تو صرف حق کی بات کہتا ہے اور سیدھے راستہ کی ہدایت کرتا ہے ان بچوں کو ان کے نام سے پکارو کہ یہی خدا کی نظر میں انصاف سے قریب تر ہے اور اگر ان کے باپ کو نہیں جانتے ہو تو یہ دین میں تمہارے بھائی اور دوست ہیں''۔

مسئلہ۳۱۲۵۔ حرام ہے کہ انسان اپنے نسب سے بیزاری اختیار کرے اور خود کو اپنے باپ کے علاوہ کی طرف نسبت دے، جیسا کہ صحیح روایت میں ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

''جو اپنے نسب سے بیزار ہو گیا گویا اس نے خدا کا انکار کر دیا خواہ وہ غلام ہی ہو''

نہایت افسوس کا مقام ہے کہ زمانہ جاہلیت کے آداب و رسومات دوبارہ ہمارے درمیان زندہ ہو گئے ایک طبقہ غفلت کی بنا پر اسلام کے صریح اور واضح احکام کے خلاف زمانہ جاہلیت کی راہ و روش پر گامزن ہے۔

مسئلہ۳۱۲۶۔ جن بچوں کے باپ معلوم نہ ہوں اپنی اولاد بنائے بغیر ان کی پرورش و تربیت اور کفالت کرنا بے حد مناسب، نہایت اچھا اور بہت ہی ثواب کا کام ہے لیکن اس چیز کو ملحوظ رکھے کہ

وہ بچہ اپنے نسب کو بھول نہ بیٹھے۔

مسئلہ ۳۱۲۷۔ بے سرپرست بچوں کا نام کارخیر کرنے والے افراد کے راشن کارڈ اور شناختی کارڈ وغیرہ میں درج کرانا کوئی برا کام نہیں ہے خصوصاً جب قانونی مشکل کا حل اسی پر منحصر ہو لیکن اس چیز کا پورا خیال رکھا جائے کہ اس کا نسب غلط نہ ہو اور خلاف شرع احکام اس پر جاری نہ ہوں جیسے میراث اور محرم وغیرہ کے احکام، کیوں کہ اس صورت میں حرام ہو جائے گا۔

مسئلہ ۳۱۲۸۔ اسلام کے احکام اور شرع مبین کے قوانین کی مخالفت کرنے سے بچیں، کیوں کہ خداوند عالم نے حق کو آشکار اور اس کی نشانیوں کو برملا کر دیا ہے اور ہر ایک کے لئے عذر و معذرت کی راہیں بند کر دی ہیں، اور بیشک یہ گستاخی اور اس کے مقدس احکام کی خلاف ورزی دنیا و آخرت میں اس کے غضب کا باعث ہوگی۔

مسئلہ ۳۱۲۹۔ مرد کا قابلہ و دایہ کے فرائض انجام دینا حرام ہے خصوصاً اس وقت جب کہ شرمگاہ دیکھنا پڑے مگر یہ کہ ضرورت کے وقت بقدر ضرورت دیکھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۳۱۳۰: مناسب ہے کہ جب کسی مومن کو نوزاد بچہ کی ولادت کی خبر دی جائے تو وہ لڑکا یا لڑکی کے بارے میں دریافت نہ کرے بلکہ جب اسے یہ معلوم ہو جائے کہ بچہ خلقت کے اعتبار سے صحیح و سالم ہے تو خدا کا شکر بجالائے اور کہے:

"الحمد للہ ا لّذی لم یخلق منّی خلقاً مشوھا".

پھر اگر بیٹا ہے تو خدا کا شکر ادا کرے اور اگر بیٹی ہے تو خدا کے انتخاب میں ناراضگی کا اظہار نہ کرے جیسا کہ حدیث میں ہے:

"بیٹا نعمت اور بیٹی نیکی ہے نعمت کے بارے میں سوال ہوگا لیکن نیکی کے عوض جزا دی

جائے گی۔"

مسئلہ ۳۱۳۱۔ مستحب ہے کہ مولود کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے اور اس کے منھ میں فرات کا پانی، خاک شفا، خرمہ اور شہد دی جائے۔

مسئلہ ۳۱۳۲۔ احتیاط واجب کی بنا پر مستحب ہے کہ نوزاد کے منھ میں آب فرات اور خاک شفا دی جائے۔

مسئلہ ۳۱۳۳۔ مستحب ہے کہ نوزاد بچہ کو سات دن تک محمد کہا جائے اور سات روز بعد چاہیں تو نام بدل دیں یا باقی رکھیں۔

مسئلہ ۳۱۳۴۔ اولاد کا باپ کے اوپر ایک حق یہ بھی ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور بہترین نام وہ ہیں جن میں عبودیّت و بندگی کے معنیٰ پنہاں ہوں جیسے عبداللہ، عبدالرحیم وغیرہ۔

مسئلہ ۳۱۳۵۔ بہترین نام پیغمبروں کے نام ہیں اور ان میں سب سے افضل محمد ہے۔

مسئلہ ۳۱۳۶۔ روایات میں علی نام رکھنے کی بھی تاکید کی گئی ہے جیسا کہ ملتا ہے:

۱) جب کسی کو محمد یا علی نام سے پکارا جاتا ہے تو اسے سن کر شیطان اس طرح پانی پانی ہو جاتا ہے جسطرح دھات پانی ہو جاتی ہے۔

۲) فقیری اس گھر میں نہیں آتی ہے کہ جس گھر میں محمد، احمد، علی، حسن، حسین، جعفر، طالب، عبداللہ یا فاطمہ نام کے بچے ہوں۔

مسئلہ ۳۱۳۷۔ دشمنان اہلبیتؑ کے ناموں پر بچوں کا نام رکھنا مکروہ ہے جیسا کہ حدیثوں میں ہے:

"جب کسی کو دشمنان اہلبیتؑ میں سے کسی ایک کے نام سے پکارا جاتا ہے اور شیطان

سنتا ہے تو وہ ناز کرتا ہے اور بہت خوش ہوتا ہے''۔

مسئلہ ۳۱۳۸۔ دشمنان اہلبیتؑ کے ناموں سے مراد وہ نام ہیں کہ جو مرورِ ایام کے ساتھ ان کے نام ان کے لئے باقی ہوں کہ جب مطلق کہا جائے تو انہیں کا تصور ذہن میں پیدا ہو لیکن ان کے لئے مشہور ہونے سے پہلے ان ناموں کا رکھنا منع نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۱۳۹۔ مستحب ہے کہ لڑکے کا ساتویں روز ختنہ کر دیا جائے اور اس سے تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۳۱۴۰۔ ختنہ میں وہ پورا چمڑا جو حشفہ کو چھپائے رہتا ہے اسے کاٹ دیا جائے، اگر ختنہ کے بعد دوبارہ چمڑا آ جائے تو دوبارہ ختنہ کرایا جائے۔

مسئلہ ۳۱۴۱۔ بچہ جو ختنہ شدہ پیدا ہوا ہے مستحب ہے کہ ختنہ گاہ پر استرا چھوا دیا جائے۔

مسئلہ ۳۱۴۲۔ جس کا ختنہ نہیں ہوا ہے وہ بالغ ہو جائے تو اس پر خود ختنہ کرانا واجب ہے۔

مسئلہ ۳۱۴۳۔ مستحب موکّد ہے کہ ساتویں روز بچہ کا عقیقہ کریں اور اگر ساتویں روز نہ کر سکیں تو بعد میں کرا دیں اور جو بالغ ہو گیا ہے اور نہ جانتا ہو کہ اس کے عقیقہ میں کوئی جانور ذبح ہوا ہے یا نہیں تو مستحب ہے کہ اپنا عقیقہ خود کرے۔

مسئلہ ۳۱۴۴۔ بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مستحب ہے کہ انسان اپنا عقیقہ خود کرے چاہے اس کو یہ علم ہو کہ بچپن میں اس کا عقیقہ ہوا ہے۔

مسئلہ ۳۱۴۵۔ وہ بچہ جو ساتویں روز مر جائے تو مستحب ہے کہ اس کا عقیقہ قضا کے عنوان سے کرے۔

مسئلہ ۳۱۴۶۔ اگر عقیقہ کے بجائے پیسے صدقہ دیں تو کافی نہیں ہوگا لیکن اس کی جگہ قربانی کریں تو کافی ہے۔

مسئلہ ۳۱۴۷۔ عقیقہ بھیڑ، گائے یا اونٹ کے ساتھ کیا جا سکتا ہے اور لڑکے کا مینڈھے کے ساتھ عقیقہ کرنا بہتر ہے، اور بہتر ہے کہ موٹا تازہ ہو۔

مسئلہ ۳۱۴۸۔ عقیقہ میں قربانی کے شرائط لازم نہیں ہیں۔ [1]

---

[1] مسئلہ ۱: قربانی حاجی کے علاوہ کے لئے اگر استطاعت رکھتا ہو تو مستحب موکّد ہے بلکہ وہ شخص جس کے پاس قربانی کا جانور خریدنے کے پیسے نہ ہوں تو وہ قربانی کے لئے قرض لے اور قربانی میں اشتراک، نیز زندہ و مردہ کی طرف سے ثواب کے لئے قربانی کرنا جائز ہے اسی طرح مرد و عورت، چھوٹے بڑے کی طرف سے قربانی کی جا سکتی ہے جو بچہ پیٹ میں ہے اس کی طرف سے قربانی نہیں کی جا سکتی۔

مسئلہ ۲: اگر قربانی کا جانور اونٹ ہو تو ضروری ہے کہ وہ چھٹے سال میں داخل ہو، اگر بکری ہو تو دوسرے سال میں داخل ہو، اگر بھیڑ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر وہ دس ماہ سے اوپر ہو اگرچہ بہتر یہ ہے کہ دوسرے سال میں داخل ہو لیکن اگر گائے ہو تو اس پر گائے کا اسم صدق آنا کافی ہے اور بعید نہیں ہے کہ گائے کا اسم صادق نہ آئے لیکن وہ دوسرے سال میں داخل ہو۔

مسئلہ ۳: قربانی کے جانور کے اندر آنکھوں اور کانوں کا صحیح و سالم ہونا معتبر ہے اس کے علاوہ کوئی دوسری چیز معتبر نہیں ہے، اس جانور کی قربانی کرنا جائز ہے جس کو خصی کر دیا گیا ہے لیکن جو اس کے علاوہ جانور ڈھونڈ سکتا ہے اس کے لئے ایسے جانور کی قربانی کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۴: تندرست، سخت سینگ والے سیاہ و سفید اور نر مینڈھے کی قربانی کرنا افضل ہے اور اگر گائے اور اونٹ کی قربانی کرنا چاہتا ہے تو بہتر ہے کہ مادہ ہو۔

مسئلہ ۵: قربانی کا افضل وقت عید کے روز طلوع آفتاب کے بعد ہے یا نماز عید کے برابر وقت گذرنے کے بعد ہے، منیٰ میں مستحب قربانی کا وقت چار روز ہے اور منیٰ کے علاوہ تین روز ہے، لیکن جو شخص سفر میں ہو اور بارہویں ذی الحجہ کو وارد ہو تو اس کے لئے تیرہویں ذی الحجہ کو قربانی کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۶: جب نہر یا قربانی کرے تو مستحب ہے کہ کہے:

''وجّهت وجهی لمن فطر السماوات والارض حنيفاً مسلماً وما انا من المشركين انّ صلاتی و نسكی و محیای ومماتی لله ربّ العلمين لا شريک له وبذالک امرت واَنا من ⟷

مسئلہ ۳۱۴۹۔ مستحب ہے کہ عقیقہ کا جانور ذبح کرتے وقت ماثور دعاؤں میں سے کوئی ایک دعا پڑھی جائے اور انہیں دعاؤں میں سے ایک یہ ہے :

بسم اللہ و باللہ، عقیقۃٌ عن فلانٍ لحمھا بلحمہ، و دمھا بدمہ، و عظمھا بعظمہ، اللھم اجعلہ وقاءً لآل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم.

مسئلہ ۳۱۵۰۔ بچے کے ماں باپ اور ان کے خاندان والوں کے لئے عقیقہ کا گوشت کھانا مکروہ ہے اور ماں کے لئے زیادہ کراہت ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ نہ کھائے۔

مسئلہ ۳۱۵۱۔ مستحب ہے کہ عقیقہ کے جانور کے اعضاء کو پورا پورا جدا کیا جائے اس کی ہڈیوں کا توڑنا مکروہ ہے لیکن عوام میں جو یہ رائج ہے کہ عقیقہ کی ہڈیوں کو کپڑے میں لپیٹ کر دفن کیا جاتا ہے تو ہمیں اس کے متعلق کوئی سند نہیں ملی۔

مسئلہ ۳۱۵۲۔ شیر خوار بچہ کی بہترین دایہ (دودھ پلانے والی) اس کی ماں ہے، امیر المومنینؑ فرماتے ہیں:

''شیر خوار بچہ کے لئے ماں کے دودھ سے زیادہ بابرکت کوئی دودھ نہیں ہے''۔

مسئلہ ۳۱۵۳۔ ماں کو دودھ پلانے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا ہے بلکہ وہ دودھ پلانے کی اجرت کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ لہذا اگر بچہ کے پاس مال ہو تو اس کے مال سے اور اگر مال نہ ہو تو اس کے باپ کے مال سے اور اگر وہ بھی مال نہ رکھتا ہو تو اس شخص کے مال سے دودھ پلانے کی اجرت ادا کی جائے

⟵⟶ المسلمین اللھمّ منک ولک اللھم تقبل منّی، بسم اللہ الّذی لا الہ الا ھو واللہ اکبر وصلی اللّٰہ علی محمدٍ وعلی اھل بیتہ''.

مسئلہ ۷: مستحب ہے کہ قربانی کی کھال صدقہ دی جائے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ کسی چیز کے عوض نہ دی جائے جیسا کہ قسائی کو کھال اجرت پر دی جاتی ہے لیکن جانماز وغیرہ کے لئے استعمال کرنا جائز ہے اور ہدیہ دینا بھی اشکال نہیں رکھتا ہے۔

گی کہ جس کے ذمہ بچہ کے اخراجات ہیں۔

مسئلہ ۳۱۵۴۔ اگر ماں اس اجرت پر راضی ہو جس اجرت پر دایہ راضی ہے تو ماں اولویت کا حق رکھتی ہے لیکن اگر دوسروں سے زیادہ مطالبہ کرے تو اسے قبول کرنا واجب نہیں ہے چاہے یہ مبلغ اجرت المثل سے زیادہ ہو یا نہ، اگر چہ افضل یہ ہے کہ اس صورت میں بھی بچہ کو ماں کے سپرد کیا جائے اور وہ اس کا دودھ پئے۔

مسئلہ ۳۱۵۵۔ شرع مقدس کی نظر میں دودھ پلانے کی کامل مدت دو سال ہے اس سے زیادہ دودھ پلانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور کم سے کم اس کی مدت ۲۱ ماہ ہے، اس سے کم پلانا جائز ہے لیکن مکروہ ہے۔

مسئلہ ۳۱۵۶۔ بچہ کا ولی باپ ہے لیکن ماں اس کی سرپرستی اور پرورش کا مطالبہ کر سکتی ہے، یعنی اس کی تربیت اور زندگی کے دوسرے امور کو اپنے ذمہ لے سکتی ہے یعنی باپ کی زیر نگرانی ماں کی آغوش میں پلے بڑھے۔

مسئلہ ۳۱۵۷۔ بچہ کو رکھنے اور اس کی سرپرستی کا حق ماں کو فقط دودھ پلانے کی مدت تک ہے، لہذا دودھ بڑھائی کے بعد اس کا حق ساقط ہو جاتا ہے اگر چہ دو سال بھی پورے نہ ہوئے ہوں، اب باپ کو اختیار ہے کہ جہاں مناسب سمجھے وہاں رکھے۔

مسئلہ ۳۱۵۸۔ شیر خوارگی کے دوران بچہ کی سرپرستی و پرورش کا حق درج ذیل موارد میں ماں سے سلب ہو جاتا ہے:

۱) دودھ پلانے کی اجرت دوسروں سے زیادہ طلب کرے۔

۲) مرض اور دیوانگی وغیرہ کے سبب سرپرستی و پرورش کرنے کے قابل نہ ہو۔

۳) بچہ کے باپ سے جدا ہونے کے بعد شادی کرلے۔

ان تینوں صورتوں میں اس سے پرورش وسرپرستی اور اپنے پاس رکھنے کا حق ساقط ہوجاتا ہے۔

مسئلہ ۳۱۵۹۔ اگر ماں دوسرے شوہر سے جدا ہوجائے تو اسے اس کی سرپرستی کا حق دوبارہ نہیں ملے گا۔

مسئلہ ۳۱۶۰۔ اگر ماں مرجائے تو اس کی سرپرستی کا حق اس کے وکیل، وصی یا وارث کی طرف منتقل نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۳۱۶۱۔ اگر باپ کا ولی ہونا موت یا دیوانگی کی وجہ سے ختم ہوجائے تو جب تک باپ شفایاب نہیں ہوجاتا اس وقت تک بچہ کی سرپرستی کا حق ماں کو ہے اگرچہ دوسری شادی کرچکی ہو، اور اس صورت میں بچہ کا دادا یا باپ کا وصی بچہ کو ماں سے نہیں لے سکتا۔

مسئلہ ۳۱۶۲۔ ماں اپنے پورے یا بعض سرپرستی کے حق سے دستبردار ہوسکتی ہے، لیکن باپ اپنے ولی ہونے اور سرپرستی کے حق سے دستبردار نہیں ہوسکتا۔

مسئلہ ۳۱۶۳۔ اگر بچہ کے ماں باپ دونوں انتقال کرجائیں تو کوئی بھی اس کی نگرانی کا حق نہیں رکھتا، بلکہ اس کا تعلق ولی سے ہے کہ جہاں مناسب سمجھے وہاں رکھے۔

مسئلہ ۳۱۶۴۔ عاقل و رشید بچہ جب بالغ ہوجائے تو نہ ماں باپ اس کے ولی ہیں اور نہ کوئی دوسرا، اسے اختیار ہے چاہے تو ماں باپ کے ساتھ رہے یا کسی اور کے ساتھ اور اگر الگ رہنا چاہتا ہے تو وہ آزاد ہے۔

مسئلہ ۳۱۶۵۔ باپ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے بیٹے کی تربیت دینی، اخلاقی اور جسمی نقطہ نظر سے بہترین تربیت کرے، اس کو عبادات جیسے نماز، روزہ، انفاق اور احسان کرنا سکھائے جیسا کہ

احادیث میں بیان ہوا ہے:

''باپ کے اوپر اولاد کا یہ بھی حق ہے کہ وہ اس کو بہترین ادب سکھائے''۔

اور دوسری حدیث میں آیا ہے:

''بچہ چھ یا سات سال تک کھیلنے کے لئے چھوڑ دیا جائے اور اس مدت میں باپ اسے خود سے جدا نہ کرے اور اچھا ادب سکھائے پھر سات سال کی عمر میں اسے لکھنا پڑھنا سکھائے پھر سات سال اسے حلال وحرام سکھائے''۔

مسئلہ ۳۱۶۶۔ باپ پر لازم ہے کہ اپنی اولاد کو تعلیم وتربیت اور پند ونصیحت اور اچھے موعظہ کے ذریعہ زمانہ جاہلیت اور کفر کے آداب ورسوم سے دور رکھے اور اسے اپنی نگرانی وقابو سے باہر نہ ہونے دے کہ وہ برائیوں اور بری عادتوں میں مبتلا ہوجائے۔

مسئلہ ۳۱۶۷۔ اولاد کی تربیت میں باپ کو سستی اور بے توجہی نہیں کرنا چاہیئے، کیوں کہ اولاد کی تربیت میں کوتاہی معاشرہ کی تباہی وبربادی کا پیش خیمہ ہے خداوند منّان اس سلسلہ میں فرماتا ہے:

''یا ایھا الذین آمنو اقوا انفسکم و اھلیکم ناراً''

(سورہ تحریم آیت ۶)

'اے ایمان والو! خود کو اور اپنے خاندان والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ'۔

مسئلہ ۳۱۶۸۔ بچہ کی تربیت کرنے والے کو چاہیئے کہ نرمی، شفقت ومحبت، نیک برتاؤ اور خوش اخلاقی سے پیش آئے تا کہ اس کی محبت وشفقت اسے اچھی طرح اپنی طرف مائل کرسکے اور اس کی باتیں اس پر اثر انداز ہوں اور اس کا کردار وعمل اس کے لئے درس ہو۔

جیسا کہ ارشاد پروردگار ہے:

”ادع الیٰ سبیل ربّک با لحکمة و الموعظة الحسنة “

(سورہ نحل آیت ۱۲۵)

’لوگوں کو حکمت وموعظہ کے ذریعہ اپنے پروردگار کی طرف بلاؤ‘۔

اس سلسلہ میں رسول خداؐ کا ارشاد ہے:

ا۔”جس کے اندر نرمی ومہربانی ہوگی اس کے حسن کو دوبالا کردے گی اور جہاں نہیں ہوگی اسے منفور بنادے گی“۔

۲۔”خداان ماں باپ پر رحمت نازل کرے کہ جنہوں نے اپنے اچھے اخلاق کے ذریعہ اپنی اولاد کے نیک ہونے میں مدد کی“۔

مسئلہ ۳۱۶۹۔ ولی اولاد کی تربیت کی خاطر بقدر ضرورت مار سکتا ہے لیکن زیادہ نہ مارے اور انتقام لینے کے لئے نہ ہو بلکہ فقط تربیت کی غرض سے سوچ سمجھ کر مارے، کیوں کہ بچے کمزور و ناتواں ہوتے ہیں۔

مسئلہ ۳۱۷۰۔ باپ اولاد کی تربیت میں اپنی پریشانیوں اور الجھنوں کو مدّ نظر نہ رکھے بلکہ فقط تربیت اولاد کی مصلحت کو مدّ نظر رکھے۔

مسئلہ ۳۱۷۱۔ احادیث میں آیا ہے کہ اولاد کی تربیت کے لئے فقط انہیں پانچ یا چھ بار مارا جاسکتا ہے اور بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے کہ یہ کام نرمی وشفقت کے ساتھ ہو اور ضرورت سے زیادہ نہ مارے۔

مسئلہ ۳۱۷۲۔ ولی کی اجازت کے بغیر بچہ کو مارنا جائز نہیں ہے اگر نقصان کا برطرف ہونا مارنے پر موقوف ہو اور ولی تک رسائی ممکن نہ ہو تو حاکم شرع سے رجوع کرے اگر حاکم شرع تک بھی رسائی ممکن نہ ہو تو کم سے کم اتنا مارا جائے کہ برائی دور ہو جائے اور اسے کوئی نقصان نہ پہنچے۔

مسئلہ ۳۱۷۳۔ اگر ولی بچہ کے معلم کو ادب سکھانے کی اجازت دے تو چاہیئے کہ وہ زیادتی نہ کرے اور ولی کی مدد کرے اور کم سے کم مارنے پر اکتفا کرے اور ضرورت کے وقت بھی تین بار سے زیادہ نہ مارے اور یہ اس وقت ہے جب کہ ولی کی اجازت ہمدردی کی بنیاد پر ہو نہ کہ انتقام میں ،ورنہ مارنا حرام ہے اور دیت بھی واجب ہے۔

نویں فصل

نان ونفقہ کے احکام

جن چیزوں کو بیان کرنا یہاں اہم معلوم ہوتا ہے ان کی دو قسمیں ہیں:

۱) زوجہ کا نان ونفقہ۔

۲) اہل وعیال کا نان ونفقہ۔

مسئلہ ۳۱۷۴۔ دائمی زوجہ کا نان ونفقہ اس کے شوہر پر واجب ہے اگر چہ کنیز یا ذمی (اہل کتاب) ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۳۱۷۵۔ موقّت نکاح والی زوجہ نان ونفقہ کی حقدار نہیں ہے مگر یہ کہ عقد کے ذیل میں نفقہ کی شرط کی ہو تو اس صورت میں شرط کی بنا پر نفقہ واجب ہو جائے گا۔

مسئلہ ۳۱۷۶۔ نافرمان زوجہ نفقہ کی حقدار نہیں ہے خواہ دائمی ہی ہو اور زوجہ درج ذیل دو صورتوں میں سے کسی ایک کے ذریعہ نافرمان ہوتی ہے:

۱) اپنے شوہر کو زوجیت کے حقوق سے محروم رکھے یعنی دبر (پیچھے) سے دخول کے علاوہ ہر طرح کی جنسی لذت سے منع کرتی ہو۔

مسئلہ ۳۱۷۷۔ شوہر جو بھی زینت اور بناؤ سینگار اپنی زوجہ سے چاہتا ہے زوجہ پر ضروری ہے کہ خود کو اس سے آراستہ کرے اور شوہر جن چیزوں کو ناپسند کرتا ہے اسے چاہیئے کہ انہیں برطرف کرے۔

مسئلہ ۳۱۷۸۔ شوہر کی خواہش کے مطابق جنسی لذت سے روکنا، اس کی پسند کے مطابق زینت نہ کرنا اور اس کی ناپسند چیزوں سے گریز نہ کرنا یہاں تک کہ گالی، برا برتاؤ اور شوہر سے روگردانی نافرمانی کا باعث ہوتی ہے، اگر چہ شوہر کے اموال اور آبرو کی امین ہو اور اس سلسلہ میں ہرگز خیانت نہ کرتی ہو۔

۲) شوہر کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر نکلنا جیسا کہ مسئلہ ۳۱۰۷ میں بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۳۱۷۹۔ اگر زوجہ کسی ضروری کام کی بنا پر جیسے ڈاکٹر کو دکھانے کے لئے گھر سے باہر نکلنے پر مجبور ہو جائے تو گھر سے باہر نکلنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور نفقہ بھی ساقط نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۳۱۸۰۔ اگر زوجہ شوہر کی اجازت سے باہر نکلے تو اس کا نفقہ ساقط نہیں ہوگا مگر یہ کہ اس کو اجازت اس بنیاد پر دی ہو کہ اسے نفقہ نہیں دے گا جیسے کچھ عرصہ کے لئے اپنے میکے باپ بھائی کے یہاں مہمان کی حیثیت سے جائے۔

مسئلہ ۳۱۸۱۔ وہ چیز جو آج کل رائج ہے کہ زوجہ عقد کے بعد رخصتی تک ماں باپ کے گھر رہتی ہے یہ بھی انہیں موارد میں سے ہے کہ جہاں شوہر اس کے رہنے پر اس لئے راضی ہے کہ اسے نفقہ نہیں دے گا۔

مسئلہ ۳۱۸۲۔ زوجہ جب تک طلاق رجعی کے عدۃ میں ہے اس وقت تک اس کا نفقہ اس کے شوہر کے ذمہ ہے۔

مسئلہ ۳۱۸۳۔ زوجہ طلاق باین کے عدۃ میں نفقہ کی حقدار نہیں ہے مگر یہ کہ اپنے شوہر سے

حاملہ ہو، لیکن اگر وہ پہلے شوہر سے حاملہ ہو اور اس کا دوسرا شوہر اسے طلاق باین دے تو نفقہ کی حقدار نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۱۸۴۔ وہ زوجہ جو کہ بغیر طلاق کے عدۃ میں ہو، جیسے عقد موقّت کی مدت کے بعد، تو نفقہ کا حق نہیں رکھتی۔

مسئلہ ۳۱۸۵۔ شوہر پر جو نفقہ واجب ہے وہ یہ ہے: کھانا پینا، کپڑا اور رہنے کے لئے ایسا مکان جس میں فرش اور روزمرہ کے استعمال کے برتن ہوں۔

مسئلہ ۳۱۸۶۔ اگر زوجہ شوہر کے ساتھ زندگی بسر کر رہی ہو تو توشک اور لحاف بھی اس کے لئے مہیّا کرے اور اگر اس سے جدا زندگی بسر کر رہی ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر بستر مہیّا کرے۔

مسئلہ ۳۱۸۷۔ اگر شوہر زینت اور نظافت وغیرہ کا مطالبہ کرتا ہے تو اس کا خرچ پورا کرنا شوہر ہی کے ذمہ ہے اور اگر مطالبہ نہیں کرتا ہے تو شوہر پر خرچ دینا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۱۸۸۔ غسل جنابت کہ جس کا تعلق شوہر سے ہے احتیاط واجب کی بنا پر اس کا خرچ شوہر کے اوپر ہے۔

مسئلہ ۳۱۸۹۔ حمل کے دوران بچہ کی حفاظت و ولادت کے جو اخراجات ہیں وہ شوہر کے ذمہ ہے کیوں کہ ان اخراجات کا تعلق بچہ سے ہے نہ کہ زوجہ سے۔

مسئلہ ۳۱۹۰۔ مذکورہ اخراجات کے علاوہ شوہر پر اور کوئی چیز واجب نہیں ہے، لیکن ایک دوسرے کی موافقت سے شوہر زوجہ کے تمام ضروریات زندگی کو پورا کرے اور اس کے آرام و آسائش کے لئے کوشاں رہے اور زوجہ بھی گھر کا کام اور بچہ کی پرورش اپنے ذمہ لے لے، اس طرح دونوں ایک دوسرے کے لئے شریک حیات بن کر آئندہ نسل اور خاندان کی سعادت و

کامیابی کا باعث ہوں گے۔

مسئلہ ۳۱۹۱۔ اگر زوجہ اپنی ایسی ضرورتوں کو برطرف کرنے کے لئے گھر سے باہر نکلنے پر مجبور ہو کہ جن سے چشم پوشی کرنا ضرر کا موجب ہو تو گھر سے باہر نکل سکتی ہے، لیکن اسے یہ کوشش کرنا چاہیئے کہ اس کا گھر سے نکلنا شوہر کے حقوق کے منافی نہ ہو اور شوہر بھی منع کرنے کا حق نہیں رکھتا، مگر یہ کہ وہ خود اسکی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے اقدام کرے تا کہ وہ گھر سے نکلنے پر مجبور نہ ہو۔

مسئلہ ۳۱۹۲۔ اگر شوہر مالی استطاعت رکھتا ہو تو اسے اپنی زوجہ کا نفقہ دینا چاہیئے اور اگر مالی استطاعت نہیں رکھتا ہے تو چاہیئے کہ کام اور تجارت کرے اور اگر تجارت اور کام نہیں کر سکتا اور جانتا ہے کہ بعد میں ادا کر لے گا تو احتیاط واجب کی بنا پر قرض لے اور اگر وہ نہیں جانتا کہ ادا کر پائے گا تو اس پر نفقہ واجب نہیں ہے اگر چہ وہ ہدیہ و بخشش مانگنے پر قادر ہو۔

دوم: عزیزوں کا نفقہ

مسئلہ ۳۱۹۳۔ اولاد، اولاد کی اولاد اور ماں باپ کا نفقہ اور احتیاط واجب کی بنا پر دادا دادی اور نانا نانی کا نفقہ واجب ہے لیکن دوسرے عزیزوں کا نفقہ واجب نہیں ہے، اگر چہ مستحب ہے۔

مسئلہ ۳۱۹۴۔ ماں باپ اور اولاد کا نفقہ دو شرطوں کے ساتھ واجب ہے:

۱) مالی استطاعت جو کام کرنے اور اس قرض کے لینے سے ہو کہ جس کو وہ ادا کر سکتا ہو۔

مسئلہ ۳۱۹۵۔ ماں باپ اور اولاد کے نفقہ کو پورا کرنے کے لئے ایسا قرض لینا واجب نہیں ہے کہ جس کی ادائیگی پر قادر نہ ہو اور اسی طرح صدقہ یا واجب حقوق لینا بھی واجب نہیں ہے۔

۲) نادار و ضرورتمند ہو، اگر چہ احتیاط واجب کی بنا پر وہ صدقات اور حقوق سے استفادہ کر سکتے ہوں۔

مسئلہ ۳۱۹۶۔ اولاد اور ماں باپ کا واجب نفقہ کھانا، کپڑا، مکان اور علاج وغیرہ ہے لیکن ان کے

قرضوں کوادا کرنا اوران کی شادی کے اخراجات پورا کرنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۱۹۷۔ اگر باپ مالی استطاعت رکھتا ہوتو چاہیئے کہ اولاد کے اخراجات پورا کرے اور مالدار باپ کے ہوتے ہوئے اولاد کا نفقہ ماں، دادادادی اور نانا نانی پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۱۹۸۔ اگر باپ نہ ہو یا مالی استطاعت نہ رکھتا ہو یا نفقہ دینے سے انکار کرتا ہو اور اس کے مال سے لینا بھی ممکن نہ ہوتو کیا ماں، دادادادی یا نانا نانی پر واجب ہے کہ واجب کفائی کی صورت میں بچہ کا خرچ پورا کریں یا ہرایک اپنا حصہ ادا کرے یا وہ باری باری اس کا خرچ پورا کریں؟ یہ محل اشکال ہے اوراحتیاط لازم کی بنا پر مناسب یہ ہے کہ احتیاط سے کام لیں۔

مسئلہ ۳۱۹۹۔ اگر کسی شخص کا باپ اور اولاد دونوں نفقہ کے محتاج ہوں تو کیا باپ مقدم ہے اور لازم ہے کہ اس کا خرچ پورا کرے یا واجب کفائی کی صورت میں دونوں کا خرچ پورا کرے یا جو اس کی استطاعت ہے اس کے لحاظ سے ان کے درمیان تقسیم کرے؟ یہ محل اشکال ہے احتیاط واجب کی بنا پر لازم ہے کہ احتیاط کو ترک نہ کرے۔

مسئلہ ۳۲۰۰۔ اگر کوئی شخص زوجہ، اولاد اور ماں باپ کا خرچ پورا نہ کرتا ہوتو یہ خود یا ان کے ولی ان کے خرچ کا مطالبہ کر سکتے ہیں، اگر وہ انکار کرے تو احتیاط واجب کی بنا پر حاکم شرع سے رجوع کریں ،حاکم شرع اسے نفقہ دینے پر مجبور کرے گا، اگر پھر بھی نہ دیا تو اس کے اموال سے لیکر انکا خرچ خود دے گا اوراگر یہ ممکن نہ ہوتو دوسرے مال سے ان کا خرچ اس قصد سے پورا کرے گا تا کہ بعد میں اس سے لے سکے، لہذا اس صورت میں یہ خرچ کیا جانے والا پیسہ اس کے اوپر قرض رہے گا۔

مسئلہ ۳۲۰۱۔ اگر مذکورہ فرض میں حاکم شرع تک رسائی ممکن نہ ہوتو جن پر نفقہ صرف ہوتا ہے انہیں خوداس کام کا اقدام کرنا چاہیئے یعنی اسے نفقہ دینے پر مجبور کریں، اگر یہ ممکن نہ ہوتو اس کے مال سے نکال لیں اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہوتو اس قصد سے دوسرے پیسے سے اپنا خرچ پورا کریں تا کہ بعد

میں اس سے لے سکیں۔

مسئلہ ۳۲۰۲۔ جس پر نفقہ دینا ضروری ہے اگر وہ سرکشی یا کوتاہی کی بنا پر خرچ پورا نہ کرے تو اس کی گردن پر قرض کے طور پر باقی نہیں رہے گا، مگر یہ کہ اس سے لینے کے قصد سے خرچ کیا گیا ہو، جیسا کہ گذشتہ دو مسئلوں میں بیان ہو چکا ہے اس مسئلہ میں اس کی زوجہ اور غیر زوجہ میں فرق نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۲۰۳۔ دوسرے عزیزوں پر خرچ کرنا مستحب ہے جیسا کہ امام جعفر صادقؑ سے حدیث میں آیا ہے:

''جو شخص دو بیٹیوں، دو بہنوں، دو پھوپھیوں اور دو خالاؤں کا خرچ پورا کرتا ہے تو یہ دونوں خداوند عالم کے اذن سے اس کے اور آتش جہنم کے درمیان حائل ہوں جائیں گی''۔

مسئلہ ۳۲۰۴: اہل وعیال کے نفقہ میں اضافہ کرنا مستحب ہے، جیسا کہ صحیح روایت میں ائمہ معصومین علیہم السلام نے اس کی تاکید کی ہے۔

ابوحمزہ ثمالی امام سجادؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

''خداوند تم میں سے اس شخص سے زیادہ خوش ہے جو دوسروں سے زیادہ اپنے اہل و عیال کو کشادگی وفراخی میں رکھتا ہے''۔

نیز اس سلسلہ میں مسعدہ نے اما موسیٰ کاظمؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

''ہر شخص کے اہل وعیال اس کے اسیر ہیں لہذا اگر خدا نے کسی کو نعمت سے نوازا ہے تو اسے چاہیئے کہ اپنے اسیروں کے لئے کشادگی و وسعت دے اگر وہ ایسا نہیں کرتا ہے تو اس سے نعمت چھن جانے کا اندیشہ ہے''۔

مسئلہ ۳۲۰۵۔ یہاں پر تین نکات کی رعایت کرنا مستحب ہے:

۱)اہل خانہ کے اخراجات کو حد سے زیادہ نہ بڑھائے کہ طغیان وسرکشی تک پہنچ جائے ،جیسا کہ امام سجادؑ فرماتے ہیں:

''انسان کو چاہیئے کہ اہل وعیال کے اخراجات میں اعتدال کو مدّ نظر رکھتے ہوئے ضرورت کے مطابق نفقہ دے (یعنی نہ کم ہو اور نہ زیادہ) اور باقی ماندہ مال سے آخرت کے لئے توشہ فراہم کرے اس لئے کہ اس صورت میں اس کی نعمت زیادہ پایدار، اللہ کی طرف سے برکت واضافہ سے قریب تر اور آخرت میں زیادہ نفع بخش ہوگی''۔

اس سے قطع نظر ،اخراجات میں اسراف خاندان کے افراد کے چال چلن اور ان کے اخلاق اور شخصیت کی ساخت کے لئے مضر ہوتا ہے۔

۲) مال وثروت کو حقیر سمجھ کر عبث وبیہودہ کاموں میں خرچ نہیں کرنا چاہیئے ،امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

''خداوند عالم میانہ روی کو پسند کرتا ہے اور اسراف کو ناپسند کرتا ہے یہاں تک کہ اس بیج اور گلاس کے بچے ہوئے پانی کا پھینکنا جو کسی کے لئے ضروری ہو''۔

اسحاق ابن عمار کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی:

''کیا ممکن ہے کہ مومن کے پاس دس ،بیس یا تیس لباس ہوں ،فرمایا: ہاں ، یہ چیز اسراف نہیں ہے، ہاں اسراف یہ ہے کہ اچھے اور قیمتی کپڑوں کو گھر میں کام کاج کے وقت پہنے''۔

۳) انسان کو چاہیئے کہ اپنی آمدنی اور اخراجات کے درمیان اعتدال کو مدنظر رکھے ، امام جعفر صادق علیہ السلام اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:

''بہت سے فقیر ایسے ہیں جو ثروتمندوں سے زیادہ اسراف کرتے ہیں کیوں کہ ثروتمند اس میں سے خرچ کرتا ہے جو اس کو عطا ہوا ہے لیکن فقیر اس میں سے خرچ کرتا ہے جو اسے نہیں دیا گیا ہے''۔

مومن کو چاہیئے کہ اپنی زندگی کے تمام امور میں اعتدال اور عقل وحکمت سے کام لے کیوں کہ زندگی کی بہترین روش حکیمانہ اور ناپا تلا عمل ہے۔

احکام طلاق اوراس کے ملحقات

طلاق خداوند عالم کی طرف سے بندوں کی آسانی اوران کی مشکلات کے حل کا ایک راستہ ہے لیکن خدا اسے ہرگز پسند نہیں کرتا ہے اور یہ اس کے غیظ وغضب کا باعث ہے کیوں کہ طلاق سے زندگی کی کڑیاں ٹوٹ جاتی ہیں اور نظام خانوادگی درہم وبرہم ہوجاتا ہے۔

ازدواجی زندگی اللہ تعالیٰ کو نہایت محبوب ہے جیسا کہ رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے:

''خدا کے نزدیک اس گھر سے زیادہ محبوب کوئی گھر نہیں ہے جو شادی بیاہ سے آباد ہو اور اس کے نزدیک اس گھر سے زیادہ ناپسند کوئی گھر نہیں جو جدائی وطلاق سے ویران ہوا ہے''۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

''خدا نے جو چیزیں حلال قرار دیں ہیں ان میں سے کوئی بھی چیز خدا کے نزدیک طلاق سے زیادہ مبغوض نہیں ہے''۔

اہل بیت علیہم السلام کے چاہنے والوں کے لئے مناسب ہے کہ صبر وتحمل، عقل ودرایت سے کام لیں مشکلات کو حل کرنے اوران کو گھٹانے کی کوشش کریں اور طلاق کی نوبت نہ آنے دیں اور بدبختی و شقاوت سے بچیں، مگر یہ کہ ایسے موارد پیش آجائیں کہ جہاں ایک ساتھ زندگی بسر کرنا ناممکن ہوجائے

اور الٰہی حدود سے تجاوز اور ایک دوسرے کے حقوق کی پامالی کا باعث ہو اور انسان کی زندگی جہنم ہو جائے اور ایسی پیچیدہ مشکلات میں گرفتار ہو جائیں کہ جن کا کوئی حل نہ ہو، تو ان مشکلات اور ناچاقیوں کو دور کرنے کے لئے مجبوراً خدا کی حلال کردہ چیزوں میں سے سب سے زیادہ منفور چیز طلاق کا سہارا لیں، جیسا کہ ارشاد پروردگار ہے:

''وان یّتفرقا یغن الله کلاً من سعته''. (سورہ نساء آیت۔۱۳۰)

'اور اگر دونوں الگ ہی ہونا چاہیں تو خدا دونوں کو اپنے خزانہ کی وسعت سے غنی و بے نیاز کردے گا'۔

پیغمبر اکرمؐ فرماتے ہیں:

(''خدا پانچ طرح کے افراد کی دعا قبول نہیں کرتا ہے، ان میں سے ایک وہ شخص ہے کہ جس کی زوجہ کا طلاق اس کے ہاتھ میں ہو اور اس کی زوجہ اس کو اذیت پہنچا رہی ہو اور اس کے پاس اتنا مال ہو کہ اس کا مہر ادا کرکے آزاد ہوجائے......'')

❁❁❁❁❁

پہلی فصل

حقیقت طلاق، صیغہ طلاق اور طلاق کا اختیار رکھنے والا

مسئلہ ۳۲۰۶۔ طلاق ایقاعات میں سے ایک ہے جو دائمی نکاح کے بعد جدائی کا باعث ہوتی ہے۔

مسئلہ ۳۲۰۷۔ طلاق کا اختیار شوہر کو ہے اور اس میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۲۰۸۔ طلاق میں قبول کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ شوہر کی طرف سے صیغہ طلاق جاری کرنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۳۲۰۹۔ شوہر جب بھی چاہے اپنی زوجہ کو طلاق دے سکتا ہے چاہے پوری طرح اس سے راضی و ہماہنگ ہی ہو لیکن یہ بے حد مکروہ ہے۔

مسئلہ ۳۲۱۰۔ چند موارد میں طلاق کا حق شوہر کے علاوہ دوسرے کو دے دیا جاتا ہے اور انہیں میں سے یہ ہیں:

۱) شوہر زوجہ کے اخراجات کو پورا کرنے سے انکار کرتا ہو جیسا کہ نکاح کے باب میں نفقہ کی فصل میں بیان ہو چکا ہے۔

۲) شوہر اپنی زوجہ سے ظہار کرے، جس کا ذکر باب ظہار میں آئے گا۔

۳) شوہر لاپتہ ہو جائے اور مال و دولت بھی نہ رکھتا ہو اور اس کا ولی بھی نفقہ نہ دے رہا ہو تو اس صورت میں زوجہ حاکم شرع سے شکایت کرے گی، حاکم شرع اسے ان علاقوں میں کہ جہاں وہ گیا تھا اور اس شہر میں کہ جہاں سے گم ہوا ہے تلاش کرائے گا، اگر اس کے گم ہونے کو چار سال گذر جائیں اور اس کے متعلق کچھ پتہ نہ چل سکے تو وہ اس کے ولی کو اس کی زوجہ کو طلاق دینے کا حکم دے گا، اگر ولی انکار کرے یا اس شخص کا کوئی ولی نہ ہو تو حاکم شرع شخصاً طلاق دے گا۔

مسئلہ ۳۲۱۱۔ شوہر کے گم ہونے کے سبب جس عورت کو حاکم شرع نے طلاق دی ہے وہ چار مہینے دس روز طلاق کا عدۃ گذارے گی، یہ عدۃ اگرچہ مدت کے اعتبار سے عدۃ وفات کی عدۃ کی مانند ہے لیکن یہ عدۃ رجعی ہے اور اس میں عدۃ وفات کے شرائط (زینت نہ کرنا) لازم نہیں ہیں۔

مسئلہ ۳۲۱۲۔ شوہر لاپتہ ہو اور مال رکھتا ہو تو اس کے مال سے اس کی زوجہ کو نفقہ دیا جائے گا اس کو طلاق نہیں دی جائے گی اور اگر اس کا ولی اس کی زوجہ کو نفقہ دیتا ہو تو بھی طلاق نہیں دی جائے گی۔

مسئلہ ۳۲۱۳۔ اگر معلوم ہو جائے کہ گم شدہ شوہر زندہ ہے اور اس کو تلاش کرنا ممکن نہ ہو تو زوجہ کو چاہیئے کہ انتظار کرے چاہے مدت طولانی ہی کیوں نہ ہو۔

۴) اگر شوہر دیوانہ یا ناقص العقل ہو اور ضرورت کے مطابق طلاق دینا لازمی ہو تو اس کا ولی اس کی زوجہ کو طلاق دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۳۲۱۴۔ اگر شوہر دیوانہ ہو لیکن اس کی دیوانگی دائمی نہ ہو بلکہ کبھی کبھار دیوانہ ہو جاتا ہو تو اس کا ولی اس کی زوجہ کو طلاق نہیں دے سکتا، بلکہ انتظار کیا جائے کہ اس کی دیوانگی ختم ہو جائے اور وہ خود فیصلہ کرے۔

مسئلہ ۳۲۱۵۔ بچہ کا ولی اس کی زوجہ کو طلاق نہیں دے سکتا بلکہ اس کو انتظار کرنا چاہیئے کہ وہ بالغ ہو

جائے اور خود فیصلہ کرے۔

مسئلہ ۳۲۱۶۔ ادواری دیوانہ اور بچہ کے سلسلہ میں اگر ضرورت کا اقتضاء ہو تو ان کے رشد و کمال کا انتظار نہیں کیا جائے گا بلکہ ان کی بیویوں کو طلاق دینے کے لئے اقدام کیا جائے گا اور شارع مقدس کے راضی ہونے کا یقین ہو تو ان کے ولی ان کی بیویوں کو طلاق دے سکتے ہیں، لیکن احتیاط واجب کی بنا پر حاکم شرع کی اجازت حاصل کریں۔

مسئلہ ۳۲۱۷۔ جس کو طلاق دینے کا اختیار ہے وہ کسی کو اجازت دے سکتا ہے یا کسی کو اپنا وکیل بنا سکتا ہے کہ وہ اس کی طرف سے صیغہ طلاق جاری کرے، اگرچہ خود بھی ان کے ہمراہ طلاق کے وقت وہاں موجود ہو۔

مسئلہ ۳۲۱۸۔ اگر کوئی شخص کسی کی بیوی کو اس کی اطلاع کے بغیر طلاق دیتا ہے تو طلاق باطل ہے خواہ وہ بعد میں اجازت دے دے۔

مسئلہ ۳۲۱۹۔ صیغہ طلاق میں ضروری ہے کہ لفظ (**طالق**) استعمال ہو:

مثلاً کہے (**فلانة طالقٌ**)، (**انتِ طالقٌ**) یا (**زوجتی طالقٌ**)

لہٰذا اگر کہے (**طلقّتکِ**)، (**انتِ مطلقةٌ**)، (**انتِ بائنةٌ**) یا (**انتِ حرامٌ**) ان میں سے کسی سے بھی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۳۲۲۰۔ اگر شوہر اپنی زوجہ سے کہے: (**اعتدّی**) یعنی عدة میں رہو، کیا اس تعبیر سے طلاق ہوگی یا نہیں؟ یہ محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۳۲۲۱۔ اگر کوئی اپنی زوجہ سے کہے کہ میں نے تمہیں تین طلاق دی یا دو طلاق دی تو مذکورہ عدد واقع نہیں ہوگی بلکہ ایک طلاق کے بھی واقع ہونے میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۳۲۲۲: صیغہ طلاق عربی کے بغیر واقع نہیں ہوسکتا مگر یہ کہ طلاق کے وقت طلاق دینے والا عربی نہ جانتا ہو تو دوسری زبان میں طلاق دے سکتا ہے اور وکیل بنانا لازم نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۲۲۳۔ جو عربی بول سکتا ہے اگر وہ لکھ کر یا اشارہ سے اپنی زوجہ کو طلاق دے تو کافی نہ ہوگا، لیکن جو گونگا ہونے کی وجہ سے یا اس کے علاوہ کسی عذر کی بنا پر نہ بول سکتا ہو اگر وہ قصد انشاء کے ساتھ لکھ کر اپنی زوجہ کو طلاق دے اور طلاق کی دوسری شرطیں جیسے گواہ وغیرہ مہیا ہوں تو کافی ہے، اور اگر لکھنا نہ جانتا ہو تو قصد انشاء کے ساتھ اشارہ سے سمجھائے اور گواہ بھی قرار دے تو کافی ہے، جیسے زوجہ کے سر پر چادر ڈالے کہ اب یہ نامحرم ہوگئی۔

دوسری فصل

شرائط طلاق

مسئلہ ۳۲۲۴۔شرائط طلاق درج ذیل ہیں:

۱)بلوغ، بچہ کی طلاق صحیح نہیں ہے۔

۲)عقل، دیوانہ کی طلاق صحیح نہیں ہے۔

۳)رشد، سفیہہ اور ناقص العقل کی طلاق صحیح نہیں ہے۔

۴)اختیار، اگر کسی شخص کو زوجہ کے طلاق دینے پر مجبور کیا جائے تو یہ طلاق باطل ہے اگر چہ وہ بعد میں راضی ہو جائے۔

مسئلہ ۳۲۲۵۔اگر کوئی اپنی زوجہ کو مثلاً ماں باپ اور یا دوسری بیوی کو خوش کرنے کے لئے طلاق دے تو یہ طلاق باطل ہے لیکن دوسری مشکلات سے بچنے کے لئے ہنسی خوشی طلاق دے تو اس کی طلاق صحیح ہے۔

۵)صیغہ طلاق کو قصد انشاء کے ساتھ جاری کرے، لہذا اگر صیغہ طلاق مذاق میں یا غلطی سے یا قصد کے بغیر جاری کرے تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔

۶)طلاق کسی چیز پر موقوف نہ ہو، چنانچہ اگر یہ کہے: (اگر میں فلاں سے نکاح کروں گا تو وہ مطلّقہ ہے) یا کہے: (اگر میری زوجہ گھر سے باہر گئی تو مطلّقہ ہے) ایسی طلاق باطل ہے۔

مسئلہ ۳۲۲۶۔اگر طلاق کو ایسی چیز پر موقوف کرے کہ جو طلاق کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہو مثلاً کہے (اگر فلاں میری زوجہ ہے تو وہ مطلّقہ ہے) یا کہے (اگر میری زوجہ حیض سے پاک ہوگئی ہو تو وہ مطلقہ ہے) تو احتیاط واجب کی بنا پر یہ طلاق صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۲۲۷۔طلاق خلع ومبارات کو ایسی چیز پر موقوف کرے کہ جو طلاق کے صحیح ہونے کے شرائط میں سے ہو تو طلاق صحیح ہے۔

۷)جس عورت کو طلاق دی جا رہی ہے اس کا معین ہونا ضروری ہے چاہے اجمالی طور پر ہی کیوں نہ ہو مثلاً کہے: (میری بڑی بیوی مطلّقہ ہے) لیکن اگر معین نہ ہو مثلاً کہے: (میری بیویوں میں سے ایک مطلّقہ ہے) تو یہ طلاق صحیح نہیں ہے۔

۸)عورت پاک ہو اور اس طہارت کے بعد ہمبستری نہ کی گئی ہو، چنانچہ حیض ونفاس کی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوگی اور اسی طرح اگر پاک ہونے کے بعد ہمبستری ہوئی ہو تو بھی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۳۲۲۸۔کبھی کبھار عورت ایام حیض کے دوران کچھ مدت کے لئے پاک ہو جاتی ہے لیکن پھر دوبارہ حیض آجاتا ہے اس صورت میں اگر چہ عورت پاک ہے لیکن اس زمانہ میں طلاق جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۲۲۹۔جس کو پاک ہونے کا یقین ہو اگر وہ شک کرے کہ حیض آیا ہے یا نہیں تو وہ پاک ہونے پر بنا رکھے گی، اور جس کو حیض کا یقین ہو اگر وہ شک کرے کہ پاک ہوئی ہے یا نہیں، تو

ظاہراً حیض پر بنا رکھے گی، لیکن اگر بعد میں اس کے برخلاف معلوم ہو تو حکم حقیقت کے تابع ہوگا۔

مسئلہ ۳۲۳۰۔ اگر عورت کہے کہ میں حیض کی حالت میں ہوں تو اس کی بات قبول کی جائے گی اور اگر کہے کہ پاک ہوگئی ہوں تو بھی قبول کیا جائے گا۔

مسئلہ ۳۲۳۱۔ اگر کوئی عورت کہے کہ میں پاک ہوگئی ہوں لہذا اس کو طلاق دے دی جائے پھر بعد میں وہ کہے کہ میں نے جھوٹ بولا تھا تو اس کی یہ بات قبول نہیں کی جائے گی اور طلاق صحیح ہے، مگر یہ کہ یقین حاصل ہوجائے یا بینہ قائم ہو کہ وہ اپنے دعویٰ میں سچی ہے۔

مسئلہ ۳۲۳۲۔ جو اپنی زوجہ سے دور ہو لیکن اس کی حالت سے آگاہ ہو، یا اس کی حالت سے آگاہی حاصل کرسکتا ہو تو وہ حاضر کی مانند ہے یعنی فقط پاک ہونے کی صورت میں طلاق دے سکتا ہے لیکن اگر اس کی حالت سے آگاہی کا کوئی ذریعہ نہ ہو تو جب چاہے طلاق دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۳۲۳۳۔ جو اپنی زوجہ کے ساتھ ایک ہی جگہ رہتا ہے لیکن اس کی حالت سے آگاہی کے لئے کوئی راستہ نہ ہو تو وہ بھی جب بھی چاہے طلاق دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۳۲۳۴۔ وہ عورت جو حیض آنے کی عمر میں ہے لیکن حیض نہ آیا ہو اسے ''مسترابہ'' کہتے ہیں، اگر اس عورت سے ہمبستری کی جائے تو ہمبستری کی تاریخ سے قمری تین مہینے گذرنے کے بعد طلاق دی جائے۔

مسئلہ ۳۲۳۵۔ عورتوں میں حیض شروع ہونے کی عمر قمری نو سال کامل ہونے کے بعد ہے اور حیض کے ختم ہونے کی عمر قریشی عورتوں میں ۶۰ سال اور غیر قریشی عورتوں میں ۵۰ سال ہے۔

مسئلہ ۳۲۳۶۔ مسترابہ عورت میں فرق نہیں ہے کہ اس کا شوہر اس کے ساتھ ایک جگہ رہتا ہو یا دور رہتا ہو دونوں صورتوں میں جماع کو تین ماہ گذرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۳۲۳۷۔ طلاق کے صحیح ہونے کے جو شرائط ہیں ان میں سے آٹھویں شرط چند جگہوں پر ساقط ہوجاتی ہے ان میں سے بعض درج ذیل ہیں:

۱) عورت حیض آنے کی عمر میں نہ ہو کہ جس کی تفصیل مسئلہ ۳۲۳۵ میں گذر چکی ہے۔

۲) ہمبستری نہ ہوئی ہو تو اس صورت میں طلاق دینا حتیٰ کہ حالت حیض میں بھی صحیح ہے۔

۳) عورت حاملہ ہو، اگرچہ حمل کے آثار ظاہر نہ ہوں۔

مسئلہ ۳۲۳۸۔ اگر کوئی اپنی زوجہ کو حالت حیض میں طلاق دے یا پاک ہونے کی حالت میں طلاق دے جبکہ ہمبستری کرچکا ہو اور بعد میں معلوم ہو کہ حاملہ تھی تو نتیجہ یہ لیا جائے گا کہ طلاق صحیح تھا۔

مسئلہ ۳۲۳۹۔ اگر کسی عورت کے بارے میں شک ہو کہ بالغ ہوئی ہے یا نہیں، یائسہ ہوئی ہے یا نہیں، حاملہ ہوئی ہے یا نہیں، ہمبستری ہوئی ہے یا نہیں، تو ان چاروں صورتوں میں نہ ہونے پر بنا رکھی جائے گی، مگر یہ کہ بعد میں اس کے برخلاف انکشاف ہو، کیوں کہ حکم واقع کے تابع ہوتا ہے۔

۹) دو عادل گواہ یعنی دو عادل مرد صیغہ طلاق کو سنیں اور اگر طلاق دینے والا گونگا یا اس کی مانند ہو تو اس کی تحریر یا اشارہ دیکھیں۔

مسئلہ ۳۲۴۰۔ نماز جماعت کے مسائل میں عدالت کے معنیٰ بیان ہو چکے ہیں اور عدالت کو جاننے کا راستہ بھی بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۳۲۴۱۔ صیغہ سننے کے وقت گواہوں میں عدالت معتبر ہے، لہذا اگر وہ بعد میں عادل نہ رہیں تو طلاق باطل نہیں ہوگی، چنانچہ اگر طلاق کے جاری ہونے کے وقت عادل نہ ہوں اور بعد میں عادل ہوجائیں تو کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۲۴۲۔ لازم نہیں ہے کہ گواہ طلاق دینے والے مرد اور طلاق دی جانے والی عورت کو

پہچانتے ہوں بلکہ مرد وعورت کا معین ہونا کافی ہے۔

مسئلہ ۳۲۴۳۔ گواہوں میں یہ شرط نہیں ہے کہ وہ صیغہ طلاق کے سننے کے لئے بلائے گئے ہوں، لہٰذا اگر طلاق کے دیئے جانے کے وقت اتفاقی طور پر وہاں پہنچ جائیں اور صیغہ طلاق کو سنیں تو کافی ہے۔

مسئلہ ۳۲۴۴۔ بیشک دو عادل گواہ گواہی دیں کہ ہم صیغہ طلاق کے جاری ہوتے وقت موجود تھے، لہٰذا اگر وہ یہ گواہی دیں کہ مرد نے ہمارے سامنے اعتراف کیا ہے کہ میں نے طلاق دے دی ہے، تو یہ کافی نہیں ہے پس اگر دو عادل گواہوں کی موجودگی کے بغیر طلاق دی ہو تو چاہیئے کہ دوبارہ دو عادل گواہوں کی موجودگی میں دوسرے شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے طلاق دے۔

مسئلہ ۳۲۴۵۔ اگر مرد کسی کو وکیل بنائے کہ وہ اس کی طرف سے صیغہ طلاق جاری کرے تو طلاق کے وقت وکیل کے علاوہ دو عادل گواہوں کا موجود ہونا ضروری ہے، اگر موکّل (شوہر) عادل ہو تو کیا وہ خود یا اس کے بجائے اس کا ولی دو عادل گواہوں میں سے ایک گواہ بن سکتا ہے یا نہیں؟ یہ محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۳۲۴۶۔ جس عورت کو طلاق دی جارہی ہے اس کا طلاق کے وقت موجود ہونا یا اسے اس کی اطلاع ہونا شرط نہیں ہے اسی طرح اس کی رضامندی واجازت بھی شرط نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۲۴۷۔ طلاق کا واقع ہونا چند چیزوں سے ثابت ہوتا ہے:

۱) یقینی اطلاع۔

۲) دو عادل گواہوں کی گواہی۔

۳) طرفین کا اتفاق۔

۴) شوہر، وکیل یا اس کے ولی کا اعتراف۔

مسئلہ ۳۲۴۸۔ اگر شوہر یا اس کا وکیل یا ولی کہے کہ میں نے فلاں تاریخ میں صیغہ طلاق جاری کر دیا ہے تو اس کی بات قبول کرلی جائے گی، اگرچہ اس تاریخ سے عدۃ کی مدت سے زیادہ وقت گذر چکا ہو۔

مسئلہ ۳۲۴۹۔ اگر اہل سنت میں سے کوئی اپنی زوجہ کو ان شرائط کے مطابق طلاق دے جو ان کے یہاں صحیح ہے لیکن ہمارے عقیدہ کے لحاظ سے صحیح نہیں ہے تو یہ طلاق واقع نہیں ہوگی، لہٰذا اگر وہ خود اس طلاق کو مؤثر نہ سمجھے تو اس کی زوجہ خود کو اس کے اختیار میں دے سکتی ہے، لیکن ہم اسے اس بات پر مجبور کر سکتے ہیں کہ وہ طلاق کو صحیح سمجھے۔

مسئلہ ۳۲۵۰۔ شیعہ عورت کو اس کا شوہر ان شرائط کے مطابق طلاق دے جو ان کے یہاں معتبر ہیں اور وہ اسے موثر سمجھے تو عورت عدۃ رکھے گی اور عدۃ کے تمام ہونے کے بعد دوسری شادی کرسکتی ہے۔

مسئلہ ۳۲۵۱۔ اہل سنت کی طلاق شدہ عورتوں سے ان کا عدۃ ختم ہونے کے بعد عقد کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۲۵۲۔ جو مومن (شیعہ) اپنی زوجہ کو پہلے طلاق دے چکا ہے اس سے دوبارہ شادی کرسکتا ہے چاہے عورت شیعہ ہو یا سنی۔

مسئلہ ۳۲۵۳۔ اگر اہل سنت میں سے کوئی شخص اپنی زوجہ کو ان شرائط کے مطابق طلاق دے جو ان کے یہاں معتبر ہیں اور وہ عورت عدۃ تمام ہونے کے بعد شادی کرلے اور بعد میں وہ شخص مذہب حق (شیعہ) کو قبول کرلے تو اس عورت سے دوبارہ رجوع نہیں کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۳۲۵۴۔ اگر اہل سنت میں سے کوئی شخص اپنی زوجہ کو طلاق دے اور اس عورت کے دوسری شادی کرنے سے پہلے وہ شخص شیعہ ہو جائے تو اس کا طلاق نافذ نہ ہوگا اور وہ عورت اس کی زوجیت

میں باقی رہے گی۔

مسئلہ ۳۲۵۵۔ اگر کوئی شیعہ اپنی زوجہ کو ان شرائط کے مطابق طلاق دے جو اہل سنت کے یہاں معتبر ہیں تو یہ طلاق نافذ نہیں ہوگی اور اسے اس بات پر مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ وہ اسے صحیح تسلیم کرے۔

مسئلہ ۳۲۵۶۔ وہ کافر جو اہل قبلہ سے نہ ہو، وہ اپنی زوجہ کو ان شرائط کے مطابق طلاق دے جو اس کے دین میں معتبر ہیں اور اسلام کے نقطہ نظر سے یہ طلاق باطل ہو تو اس کا طلاق نافذ ہے، چاہے بعد میں مسلمان ہو جائے یا اپنے دین پر باقی رہے، خواہ اس کی زوجہ نے شادی کی ہو یا نہ کی ہو۔

تیسری فصل

طلاق کے احکام

مسئلہ ۳۲۵۷۔ ہر وہ طلاق جس میں مذکورہ آٹھ شرطیں نہ ہوں باطل اور بدعت ہے۔

مسئلہ ۳۲۵۸۔ صحیح طلاق کی دو قسمیں ہیں:

۱) باین

۲) رجعی

مسئلہ ۳۲۵۹۔ طلاق باین اس طلاق کو کہتے ہیں جس میں شوہر رجوع کا حق نہیں رکھتا، چاہے عورت عدۃ رکھے یا نہ رکھے۔

مسئلہ ۳۲۶۰۔ طلاق باین کی چند قسمیں ہیں:

۱) اس لڑکی کی طلاق جس کے نو سال پورے نہ ہوئے ہوں۔

۲) اس عورت کی طلاق جو یائسہ ہو چکی ہو یعنی اگر قرشی ہو تو ساٹھ سال اور اگر غیر قرشی ہو تو پچاس سال پورے ہو چکے ہوں۔

۳) اس عورت کا طلاق جس سے کسی قسم کی ہمبستری (آگے اور پیچھے سے) نہ کی گئی ہو۔

۴)طلاق خلع ومبارات اس تفصیل کے ساتھ جو پانچویں فصل میں بیان ہوگی۔

۵)آزادعورتوں کی تیسری اور کنیزوں کی دوسری طلاق اس تفصیل کے ساتھ جو بیان ہوگی۔

مسئلہ ۳۲۶۱۔طلاق رجعی ،اس طلاق کو کہا جاتا ہے کہ جس میں مردعورت سے عدۃ کے دوران رجوع کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۳۲۶۲۔مسئلہ ۳۲۶۰ میں جو پانچ موارد بیان ہوئے ہیں،ان کے علاوہ تمام طلاق رجعی ہیں۔

مسئلہ ۳۲۶۳۔طلاق کے بعد رجوع کے بغیر طلاق دینا صحیح نہیں ہے،لہذا اگر کوئی زوجہ سے تین بار پے در پے کہے(**انتِ طالق**)اورطلاق کے صحیح ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہوں تو پہلی طلاق صحیح اور بقیہ لغو ہیں۔

مسئلہ ۳۲۶۴۔اگر کوئی اپنی زوجہ کو طلاق دے اور رجوع کرے اور پھر دوبارہ طلاق دے تو کوئی حرج نہیں ہے،اگر چہ ہمبستری نہ کی ہو۔

مسئلہ ۳۲۶۵۔ایک طہارت میں دوطلاق دینا مانع نہیں ہے اگر چہ بہتر یہ ہے کے رجوع کے بعد انتظار کرے کہ اسے حیض آجائے اور دوسری طلاق پاک ہونے کے بعد دے اور بہتر یہ ہے کہ رجوع کے بعد اس سے ہمبستری کرے پھر حیض آنے کا انتظار کرے اور دوسری طلاق پاک ہونے کے بعد دے اور یہی کیفیت تیسری طلاق کی بھی ہے۔

مسئلہ ۳۲۶۶۔وہ مرد جس نے اپنی زوجہ کو تین بار طلاق دی ہے پھر وہ اس سے رجوع نہیں کرسکتا جب تک کہ وہ عورت دوسرے مرد سے شادی نہ کرلے، پھر اگر دوسرا شوہر اسے طلاق دے دے تو ایاّم عدۃ کے تمام ہونے کے بعد پہلے شوہر پر حلال ہوجائے گی۔

مسئلہ ۳۲۶۷۔مذکورہ بالا مسئلہ میں فرق نہیں ہے کہ پہلی اور دوسری طلاق کے بعد عدۃ میں رجوع

کیا ہو یا عدۃ کے تمام ہونے کے بعد از سرنو نکاح کیا ہو۔

مسئلہ ۳۲۶۸۔کنیز تیسری طلاق کے بجائے دوسری طلاق کے بعد ہی اپنے شوہر پر حرام ہوجاتی ہے اور شوہر رجوع نہیں کرسکتا،مگر یہ کہ دوسرے مرد سے شادی کرلے،لیکن کنیز کے مسائل دور حاضر میں پیش نہیں آتے ہیں لہذا اس کی تفصیل سے گریز کیا ہے۔

مسئلہ ۳۲۶۹۔دوسرا مرد جو کہ محلِّل ہوتا ہے،یعنی تین بار طلاق شدہ عورت کو اس کے پہلے والے شوہر کے لئے حلال کرتا ہے،اس کے لئے تین شرطیں ہیں:

۱)اس سے دائمی عقد کرے۔

۲)بالغ ہو،اور احتیاط واجب کی بنا پر نامرد نہ ہو۔

۳)اس سے ہمبستری کرے اور احتیاط واجب کی بنا پر لازم ہے کہ ہمبستری فرج (آگے) سے ہو لیکن منی کا نکلنا شرط نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۲۷۰۔تین بار طلاق شدہ عورت یا دو بار طلاق شدہ کنیز دوسرے مرد سے شادی کرے،دوسرا شوہر اگر اسے طلاق دے دے یا مرجائے یا کسی طرح اس سے جدا ہوجائے تو ایاّم عدۃ کے تمام ہونے کے بعد پہلے شوہر سے شادی کرسکتی ہے۔

مسئلہ ۳۲۷۱۔جس طرح محلِّل تین طلاق کے اثر کو ختم کردیتا ہے اور تین بار طلاق شدہ عورت کو اس کے پہلے والے شوہر کے لئے حلال کردیتا ہے،اسی طرح ایک طلاق اور دوطلاق کے اثر کو بھی مٹا دیتا ہے،پس اگر کوئی مرد اپنی زوجہ کو ایک بار یا دو بار طلاق دے اور وہ دوسرے مرد سے شادی کرے اور پھر اس سے جدا ہوجائے تو وہ پہلے شوہر کے لئے حلال ہوجائے گی ،اور محلّل کے بعد جب تک اسے تین طلاق نہیں دے گا وہ اس پر حرام نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۳۲۷۲۔ اگر کوئی اپنی زوجہ کو تین بار طلاق رجعی دے اور وہ دوسرے مرد سے شادی کرے اور پھر اس سے جدا ہو جائے اب اگر پہلا شوہر دوبارہ اپنی زوجیت میں لے اور پھر اسے تین بار طلاق رجعی دے تو اس کے لئے پھر محلّل کی ضرورت ہے۔

مسئلہ ۳۲۷۳۔ اگر چھٹی طلاق کے بعد دوسرے مرد سے شادی کرے اور اس سے جدا ہو جائے اور پہلے شوہر کی زوجیت میں آجائے اور وہ اسے پھر تین بار طلاق رجعی دے تو نویں طلاق کے بعد ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی اور اس کے لئے کسی طرح بھی حلال نہیں ہو سکتی۔

مسئلہ ۳۲۷۴۔ احتیاط واجب کی بنا پر یہ حکم صرف طلاق رجعی سے مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر طلاق کے لئے ہے کہ نویں طلاق کے بعد ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی۔

مسئلہ ۳۲۷۵۔ ایّام عدۃ میں شوہر کا زوجہ سے رجوع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے طلاق کو نظر انداز کیا ہے اور دوبارہ اپنی مشترک زندگی کی طرف پلٹ آیا ہے اور اس کے لئے کوئی خاص لفظ شرط نہیں ہے، بلکہ شوہر یا اس کا وکیل یا اس کا ولی کوئی ایسا جملہ کہے کہ جس کا مفہوم مشترک زندگی کی طرف پلٹنے کا ہو، تو کافی ہے۔

مسئلہ ۳۲۷۶۔ اگر مرد طلاق رجعی کے عدۃ کے دوران کوئی ایسا فعل انجام دے کہ جس سے اس کا رجوع کرنا سمجھا جائے، تو یہ کافی ہے، مثلاً اس کے سر سے چادر ہٹا دے یا رجوع کی نیت سے اس کو ہاتھ لگائے یا اس سے ہمبستری کرے، تو یہ رجوع کے لئے کافی ہے اور نئے عقد کی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر یہ سارے کام رجوع کے قصد کے بغیر انجام دے تو رجوع ثابت نہیں ہوگا، مگر یہ کہ ہمبستری کے مورد میں کہ جس کا ذکر بعد والے مسئلہ میں آ رہا ہے۔

مسئلہ ۳۲۷۷۔ اگر انسان ایّام عدۃ میں اس عورت سے ہمبستری کرے جس کو طلاق رجعی دے چکا ہے، تو یہاں چند صورتیں ہیں:

۱) اگر یہ کام ارادہ و اختیار اور اس بات کو ملحوظ رکھتے ہوئے انجام دیا جائے کہ وہ عدۃ میں ہے، تو یہی رجوع ہے، اگرچہ اس نے اس فعل سے رجوع کا قصد نہ کیا ہو۔

۲) اگر اس کام کو وہ بغیر ارادہ کے انجام دے یا اسے اس کام پر مجبور کیا گیا ہو تو اس سے رجوع ثابت نہیں ہوگا، مگر یہ کہ وہ رجوع کا قصد کرے۔

۳) یہ کام ارادہ و اختیار کے ساتھ انجام دے لیکن اس کے طلاق رجعی کے عدۃ میں ہونے سے غافل ہو جائے تو یہاں پر رجوع کا ثابت ہونا محل اشکال ہے، اور احتیاط واجب یہ ہے کہ احتیاط کی رعایت کرے یعنی یا اسے طلاق دے یا رجوع کا قصد کرے۔

مسئلہ ۳۲۷۸۔ اگر شوہر اپنی زوجہ کو ان شرائط کے ساتھ طلاق رجعی دے جو طلاق میں معتبر ہیں اور عدۃ تمام ہونے سے قبل یہ کہے کہ میں نے اسے طلاق نہیں دی ہے تو طلاق سے انکار کرنا رجوع کے معنی میں ہے خواہ رجوع کی نیت نہ کی ہو۔

مسئلہ ۳۲۷۹۔ مستحب ہے کہ انسان رجوع کے وقت گواہ قرار دے اور اگر رجوع کے وقت گواہ قرار نہ دیا ہو تو بعد میں گواہ قرار دے یعنی دو عادل گواہوں کے سامنے اعتراف کرے کہ میں نے اپنی زوجہ سے رجوع کر لیا ہے۔

مسئلہ ۳۲۸۰۔ جب تک عورت عدۃ میں ہے اگر شوہر کہے میں نے رجوع کر لیا ہے تو اس کی بات قبول کی جائے گی لیکن اگر عدۃ کے تمام ہونے کے بعد دعویٰ کرے کہ میں نے عدۃ کے دوران رجوع کر لیا تھا تو اس کی بات نہیں مانی جائے گی، مگر یہ کہ یقین ہو جائے یا بیّنہ قائم ہو جائے یعنی دو عادل مرد اس کی گواہی دیں اور کوئی دوسری چیز بیّنہ کی جگہ نہیں لے سکتی۔

مسئلہ ۳۲۸۱۔ اگر کوئی شخص ایّام عدۃ میں اپنی زوجہ سے رجوع کرے لیکن اس سے پوشیدہ رکھے، اور

اس پر گواہ بھی قرار دے اور ان سے بھی مخفی رکھنے کا تقاضا کرے اور ایاّم عدۃ ختم ہونے تک زوجہ کو اس کی خبر نہ ہو سکے تو یہاں ایسے رجوع کا صحیح ہونا محل اشکال ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر چاہیئے کہ احتیاط کی مراعات کرے یعنی اسے طلاق دے اور نئے عقد کے ذریعہ اس کو اپنی زوجیت میں لے۔

مسئلہ ۳۲۸۲۔ جس شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دی ہے اگر اسے زوجہ کی ضرورت نہ ہو اور نہ ہی اس کو رکھنا چاہتا ہو، تو تجدید طلاق کے لئے اس سے رجوع کرنا مکروہ ہے، بلکہ مستحب ہے کہ اس کو آزاد کردے اور صبر و تحمل سے کام لے تاکہ رجوع کا حق دونوں کے لئے باقی رہے، ہوسکتا ہے اس کے لئے خداوند دوسرا راستہ نکالے، اور یہ مناسب نہیں ہے کہ خدا نے انسان کے لئے اپنے لطف و کرم سے جو راستہ کھولا ہے اسے بند کردے اور کبھی شیطان کے دام فریب میں آ کر جلد بازی میں ایسے فعل کا مرتکب ہو جائے کہ جس کی تلافی نہ ہو سکے۔

مسئلہ ۳۲۸۳۔ مریض شخص کے لئے مکروہ ہے کہ اپنی زوجہ کو اس کی رضامندی کے بغیر طلاق دے، لہٰذا اگر طلاق دے دے اور عدۃ رجعی کے دوران دونوں میں سے کوئی ایک مرجائے تو ایک دوسرے سے میراث پائیں گے، لیکن عدۃ کے ختم ہونے کے بعد مرد زوجہ سے میراث نہیں پائے گا لیکن عورت طلاق کے بعد ایک سال تک میراث پائے گی، اگرچہ طلاق باین ہی کیوں نہ ہو سوائے درج ذیل موارد کے:

۱) پورے سال مرد شفایاب رہے اور پھر مرے۔

۲) عدۃ ختم ہونے کے بعد اس نے دوسری شادی کرلی ہو۔

۳) طلاق زوجہ کی مرضی کے بغیر دی گئی ہو۔

۴) طلاق، خلع یا مبارات کی صورت میں ہو۔

چوتھی فصل

عدۃ کے احکام

تین موارد میں عورت کے لئے عدۃ میں رہنا ضروری ہے:

۱) شوہر کی وفات

مسئلہ ۳۲۸۴۔ شوہر کی موت پر زوجہ کے لئے عدۃ لازم ہونے میں کوئی شرط نہیں ہے، یعنی اس پر مطلقاً عدۃ رکھنا لازم ہے، چاہے دونوں بالغ ہوں یا دونوں نابالغ ہوں یا ایک بالغ ہو اور دوسرا نابالغ، ہمبستری ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو، دونوں مسلمان ہوں یا دونوں کافر ہوں یا ایک مسلمان ہو اور دوسرا کافر ہو۔

۲) رشتۂ زوجیت کا ٹوٹنا

مسئلہ ۳۲۸۵۔ اگر شوہر و زوجہ کی حیات میں رشتہ زوجیت ٹوٹ جائے تو زوجہ کو ان شرائط کے مطابق عدۃ گذارنا ہوگی جن کا ذکر مسئلہ ۳۲۸۷ میں آئے گا۔

مسئلہ ۳۲۸۶۔ رشتہ زوجیت کا ٹوٹنا درج ذیل اسباب میں سے کسی ایک کے ذریعہ ممکن ہے:

۱) دائمی عقد میں طلاق کے ذریعہ۔

۲) عقد موقّت میں مدت کے ختم ہونے کے سبب۔

۳) عقد موقّت میں مدت کے بخشنے کے باعث۔

۴) فسخ نکاح ان عیوب کی وجہ سے جن کا ذکر مسئلہ ۳۰۴۸ سے مسئلہ ۳۰۶۰ تک ہو چکا ہے۔

۵) نکاح کے باطل ہونے کے ذریعہ اور مرتد ہونے یا اس رضاعت کی وجہ سے جو نکاح کے باطل ہونے کا باعث ہے کہ جس کی تفصیل مسئلہ ۲۹۹۳ میں گذر چکی ہے اور یا ان کے علاوہ کوئی دوسرا سبب ہو۔

مسئلہ ۳۲۸۷۔ مذکورہ بالا پانچ موارد میں کہ جن سے رشتہ زوجیت ٹوٹ جاتا ہے عورت دو شرطوں کے ساتھ عدۃ گذارے گی:

۱) عورت حیض آنے کی عمر میں ہو، جس کی تفصیل مسئلہ ۳۲۳۵ میں گذر چکی ہے۔

۲) ہمبستری ہو چکی ہو۔

مسئلہ ۳۲۸۸۔ ہمبستری نہ ہونے کی صورت میں عدۃ نہیں ہے لیکن اگر مرد کی منی زوجہ کے رحم میں پہنچ گئی ہو تو احتیاط کرنا لازم ہے یعنی واجب کی بنا پر عدۃ کی مدت میں دوسرے مرد سے شادی نہ کرے اور پہلا شوہر بھی نئے عقد کے بغیر اس سے رجوع نہ کرے۔

۳) وطی بہ شبہ

مسئلہ ۳۲۸۹۔ اگر کوئی مرد کسی عورت سے غلطی سے ہمبستری کرے یعنی اپنی زوجہ سمجھ کر نامحرم عورت سے ہمبستری کرے تو اس کو وطی بہ شبہ کہتے ہیں، اگر عورت حیض آنے کی عمر میں ہو تو اس کو عدۃ گذارنا ہوگا۔

مسئلہ ۳۲۹۰۔ آزاد مسلمان عورت کہ جس کو حیض آتا ہو اگر اس نے اپنے شوہر سے طلاق لے لی

ہو تو اس کی عدۃ یہ ہے کہ وہ تین بار حیض دیکھے، یعنی جس پاکیزگی کے دوران طلاق لی ہے وہ پاکیزگی تمام ہو جائے پھر حیض آئے اور پاک ہو جائے اور پھر اس کے بعد حیض آئے اور پاک ہو جائے تو تیسرا حیض شروع ہونے سے عدۃ ختم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۳۲۹۱۔ اگر کوئی آزاد کافر عورت طلاق لے اور دوسری پاکیزگی کی مدت ختم ہونے سے پہلے مسلمان ہو جائے تو اس کا عدۃ تیسرے حیض کے شروع ہونے سے تمام ہو جاتا ہے، بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر اگر مسلمان نہ ہو تو بھی اس کا حکم یہی ہے۔

مسئلہ ۳۲۹۲۔ کنیز کا عدۃ دو حیض ہے یعنی جس پاکیزگی کے دوران طلاق لی ہے وہ ختم ہو جائے، پھر حیض آئے اور اس سے پاک ہو جائے تو پھر دوسرے حیض کے شروع ہونے سے اس کا عدۃ ختم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۳۲۹۳۔ عقد موقت والی عورت کہ جس کی مدت ختم ہو گئی یا بخشی جا چکی ہو تو اس کا بھی عدۃ دو حیض ہے، لہذا اگر پاکیزگی کی حالت میں اس کی مدت ختم ہو جائے تو اس کا عدۃ یہ ہے کہ خون آئے اور اس سے پاک ہو جائے، چنانچہ جب دوسری بار حیض آئے گا تو اس کا عدۃ ختم ہو جائے گا، لیکن اگر دوران حیض اس کی مدت ختم ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ پاک ہونے کا انتظار کرے اور دوبارہ حیض دیکھے اور پاک ہو جائے، تیسرے حیض کے شروع ہونے سے اس کا عدۃ ختم ہو جائے گا۔

مسئلہ ۳۲۹۴۔ وہ آزاد عورت جو حیض آنے کی عمر میں ہے، لیکن حیض نہیں آتا ہے اس کی طلاق کا عدۃ قمری تین مہینے ہیں چاہے ملا کر ہی ہو یعنی اس مہینے کی قمری دس تاریخ سے تیسرے مہینے کی دس تاریخ تک۔

مسئلہ ۳۲۹۵۔ کنیز اور عقد موقت والی عورت اگر حیض آنے کی عمر میں ہوں، لیکن حیض نہ آتا ہو تو ان کا عدۃ ڈیڑھ مہینے کا ہوگا۔

مسئلہ ۳۲۹۶۔ وہ عورت جسے حیض نہیں آرہا ہے اگر یہ احتمال ہو کہ حاملہ ہونے کے سبب وقتی طور پر حیض نہیں آرہا ہے، تو اس صورت میں ہمبستری کی آخری تاریخ سے ایک سال تک انتظار کرے گی، اگر حاملہ ہو تو حاملہ کے فریضہ پر عمل کرے گی اور اگر حاملہ نہ ہو تو اسکا بھی عدۃ تین یا ڈیڑھ ماہ ہے۔

مسئلہ ۳۲۹۷۔ وہ عورت جسے چند مہینے میں ایک بار حیض آتا ہے اگر طلاق کے بعد تین ماہ تک کسی قسم کا خون نہ آئے تو تین مہینے گذر جانے کے بعد اس کا عدۃ ختم ہو جائے گا اور اگر تین ماہ سے کم مدت میں تین بار خون آئے تو تیسرے حیض کے شروع ہونے سے عدۃ ختم ہو جائے گا لہذا اگر قمری تین مہینے جلد پورے ہو جائیں تو اس سے اس کا عدۃ ختم ہو جائے گا اور اگر تین حیض جلدی آجائیں تو اس سے بھی اس کا عدۃ ختم ہو جائے گا۔

مسئلہ ۳۲۹۸۔ وہ عورت جسے ہمیشہ وقت پر اور منظّم خون آتا ہے اگر طلاق کے بعد ایک بار خون آئے پھر نامعلوم علت کی وجہ سے خون بند ہو جائے اور تین مہینے کے آخر تک خون نہ آئے تو چاہیئے کہ طلاق کی تاریخ کے بعد قمری نو مہینے انتظار کرے، پھر تین مہینے عدۃ گذارے کہ جس کے نتیجہ میں اس کا عدۃ قمری ایک سال ہوگا۔

مسئلہ ۳۲۹۹۔ جس کا فریضہ دو بار حیض دیکھنا ہے، جیسے عقد موقّت والی عورت اور طلاق شدہ کنیز، اگر اسے کئی مہینے میں ایک بار حیض آتا ہو تو اس کا دو بار پاک ہونا ضروری ہے، دوسرے حیض کے شروع ہونے سے اس کا عدۃ ختم ہو جائے گا، اور ایسی عورت کا عدۃ ڈیڑھ ماہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

مسئلہ ۳۳۰۰۔ ایسی مستحاضہ عورت کہ جس کو خون پورے مہینے بند نہیں ہوتا وہ حیض کی مدت معین کرنے کے لئے ان مسائل پر عمل کرے گی جو مسئلہ ۲۶۲ سے مسئلہ ۲۶۹ تک بیان ہو چکے ہیں، ایسی عورت کو ان دنوں میں طلاق نہیں دی جا سکتی کہ جن کو اس نے حیض کی مدت قرار دیا ہے بلکہ ان دنوں میں طلاق دی جائے کہ جن میں وہ پاک سمجھی جاتی ہے۔

مسئلہ ۳۳۰۱۔ مذکورہ فرض میں احتیاط واجب کی بنا پر آزاد عورت کی طلاق کا عدۃ پورے تین مہینے ہیں لیکن کنیز اور موقت زوجہ کو چاہیئے کہ زیادہ مدت کو عدۃ قرار دے یعنی اگر دوسرا حیض ڈیڑھ مہینے کے اندر آجائے تو بھی اسے ڈیڑھ مہینے کا عدہ رکھنا ہوگا اور اگر دوسرا حیض ڈیڑھ مہینے بعد آئے تو اس کا عدہ دوسرے حیض کے آنے سے شروع ہوگا۔

مسئلہ ۳۳۰۲۔ وہ عورت جسے ایک مہینے میں دو بار حیض آتا ہے، احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیئے کہ تین مہینے اور ڈیڑھ ماہ کی بنیاد پر عدۃ گذارے۔

مسئلہ ۳۳۰۳۔ ایسی نوجوان لڑکی جو بالغ ہو چکی ہے لیکن ابھی تک اسے حیض نہیں آیا ہے، اگر وہ طلاق لے لے اور اس کے عدۃ سے ایک ماہ گذرنے کے بعد اسے حیض آئے تو وہ ایک ماہ اس کے عدۃ میں شمار نہیں ہوگا، بلکہ چاہیئے کہ تین بار حیض کے آنے تک عدۃ رکھے۔

مسئلہ ۳۳۰۴۔ وہ عورت جسے حیض نہیں آتا ہے اس کا فریضہ تین مہینے یا ڈیڑھ ماہ عدۃ رکھنا تھا اگر اسے عدۃ کے دوران اچانک حیض آجائے تو احتیاط واجب کی بنا پر لازم ہے کہ وہ اپنا عدۃ تین حیض یا دو حیض قرار دے۔

مسئلہ ۳۳۰۵۔ وہ عورت جسے حیض آگیا اور اس نے ماہانہ عادت کی بنیاد پر اپنا عدہ شروع کر دیا لیکن بعد میں خون بند ہو جائے تو ماہانہ عادت کی بنیاد پر جتنا عدہ گذارا ہے اسے چھوڑ دیگی اور مہینوں (تین مہینے یا ڈیڑھ مہینہ) کی بنیاد پر اپنا عدۃ پھر سے شروع کرے گی، مگر یہ کہ عمر زیادہ ہو اور خون کا بند ہونا سن رسیدہ ہونے کی بنا پر ہو تو اس صورت میں اس کا جو عدۃ گذر چکا ہے وہ باقی رہے گا، لہذا اگر ایک بار خون آیا ہو تو دو مہینہ اور عدۃ گذارے گی تا کہ تین مہینے کامل ہو جائیں اور اگر دو بار خون آیا ہو تو ایک ماہ اور عدۃ گذارے۔

مسئلہ ۳۳۰۶۔ اگر مذکورہ فرض عقد موقّت والی عورت یا کنیز کے اندر پایا جائے تو چاہیئے کہ جو عدۃ

گذار چکی ہے اس کو عدم قرار دے اور از سر نو ڈیڑھ ماہ عدۃ گذارے۔

مسئلہ ۳۳۰۷۔ اگر حاملہ عورت اس شوہر سے طلاق لے جس سے حاملہ تھی تو اسے چاہیئے کہ ولادت تک عدۃ گذارے، اگر چہ طلاق کے بعد ایک لحظہ ہی کے لئے ہو۔

مسئلہ ۳۳۰۸۔ ولادت جو کہ عدۃ ختم ہونے کا باعث ہوتی ہے اس میں فرق نہیں ہے کہ بچہ سالم پیدا ہو یا ساقط ہو جائے، بس ضروری یہ ہے کہ یہ معلوم ہو جائے کہ جو ساقط ہوا ہے وہ انسانی پیکر کا آغاز تھا۔

مسئلہ ۳۳۰۹۔ وہ حاملہ عورت کہ جس نے طلاق لے لی ہے اگر اس کے شکم میں ایک سے زیادہ بچہ ہو تو پہلی ولادت سے اس کا عدۃ ختم ہو جائے گا اور شوہر رجوع نہیں کر سکتا، لیکن جب تک دوسرا بچہ پیدا نہیں ہو جاتا اس وقت تک اسے دوسری شادی کرنے کا حق نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۳۱۰۔ جس عورت نے عقد موقت کیا ہے اور حاملہ ہے وہ اس کی مدت کے تمام ہونے کے بعد احتیاط واجب کی بنا پر عدۃ اور ولادت کے وقت میں جو زیادہ ہو اسی کو عدۃ کی مدت قرار دے۔

مسئلہ ۳۳۱۱۔ اگر کوئی عورت دائمی عقد میں طلاق کے بغیر اپنے شوہر سے جدا ہو جائے مثلاً عیوب کی بنا پر نکاح کو فسخ کر دے یا اسباب تحریم میں سے کسی ایک کی وجہ سے نکاح باطل ہو جائے تو اس کا عدۃ طلاق کا عدۃ ہے یعنی تین بار پاک ہو یا تین مہینے گذر جائیں یا ولادت ہو جائے۔

مسئلہ ۳۳۱۲۔ اگر عقد موقت میں فسخ اور نکاح کے باطل ہونے کے اسباب پائے جائیں تو اس کا عدۃ وہی ہے جو عقد موقت کا ہے یعنی دو بار پاک ہو یا ڈیڑھ ماہ گذر جائے۔

مسئلہ ۳۳۱۳۔ جس عورت کے شوہر کا انتقال ہو جائے اس کا عدۃ ہر حال میں چار مہینے دس روز ہے، لیکن حاملہ عورت کا عدۃ ولادت اور چار مہینے دس روز میں سے جو زیادہ ہو وہی ہے یعنی اگر کمترین

مدت میں ولادت ہو جائے تو چار مہینے دس روز عدۃ گذارے گی، لیکن اگر چار مہینے دس دن کے بعد پیدائش ہو تو اس کا عدۃ پیدائش تک رہے گا۔

مسئلہ ۳۳۱۴۔ وہ عورت جو طلاق باین کے عدۃ میں ہے، اگر اس کے شوہر کا انتقال ہو جائے تو وہ اپنے عدۃ کو پورا کرے گی اور وفات کا عدۃ نہیں گذارے گی، لیکن اگر طلاق رجعی کے عدۃ میں ہو تو اسے وفات کا عدۃ گذارنا ہوگا۔

مسئلہ ۳۳۱۵: جس عورت کے شوہر کا انتقال طلاق رجعی کے عدۃ میں ہو جائے تو وہ چار مہینے دس دن عدۃ گذارے گی، لیکن اگر اس کے طلاق کا عدۃ ختم نہ ہوا ہو، جیسے وہ عورت کہ جس کو چند مہینوں میں ایک بار حیض آتا ہے، تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیئے کہ عدۃ کو عدہ طلاق تک طول دے۔

مسئلہ ۳۳۱۶۔ وہ آزاد اور بالغ و عاقل عورت کہ جس کا شوہر انتقال کر گیا ہو اس پر واجب ہے کہ عدۂ وفات کے دوران زینت کو ترک کرے یعنی عطر کے استعمال اور بدن ولباس کی زینت سے پرہیز کرے۔

مسئلہ ۳۳۱۷۔ عدۃ کے دوران نہانے، لباس دھونے، بالوں کو کنگھی کرنے، ناخون کاٹنے اور ان حفظان صحت کے مسائل کی رعایت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ جن کو عرف عام میں زینت نہیں کہا جاتا۔

مسئلہ ۳۳۱۸۔ اگر زینت کے لئے سرمہ نہ لگائے بلکہ ضرورت کی بنا پر لگائے یا وہاں کی رسم کے مطابق لگائے اور عرف عام میں اس کو زینت شمار نہ کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۳۱۹۔ اگر عورت عدۃ وفات کے دوران زینت کرے تو گناہ ہے، لیکن اس کا عدۃ باطل نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۳۳۲۰۔ عورت عدہ وفات اپنے مکان یا کسی بھی مکان میں یہاں تک کہ متعدد مکانوں میں اس طرح گذار سکتی ہے کہ ہر مکان میں کچھ دن تک رہے۔

مسئلہ ۳۳۲۱۔ عدۂ وفات میں عورت کا گھر سے باہر جانا جائز تو ہے لیکن مکروہ ہے، لیکن ضرورت کے تحت یا فریضہ کی انجام دہی، ادائے حق اور کسی نیک کام کے لئے مکروہ بھی نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۳۲۲۔ عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ عورت عدۂ وفات کے دوران گوشۂ تنہائی میں بیٹھی رہے یہاں تک کہ زندگی کی جائز چیزوں سے بھی پرہیز کرے، تو اس کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۳۲۳۔ وطی بہ شبہ میں یعنی کسی عورت سے شبہ کی بنا پر ہمبستری کی ہو تو عدۃ لازم ہے اور اس کا عدۃ وہی ہے جو آزاد عورت کے طلاق کا ہے یعنی تین بار پاک ہو یا تین مہینے گذر جائیں جس کی تفصیل مسئلہ ۳۲۹۰ میں گذر چکی ہے۔

مسئلہ ۳۳۲۴۔ وطی بہ شبہ ہونے کا معیار یہ ہے کہ یہ عمل مرد کی غفلت اور اشتباہ سے انجام پائے اور جان بوجھ کر گناہ کا قصد نہ کیا ہو، لیکن اس سلسلہ میں عورت کے اشتباہ کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۳۳۲۵۔ وہ عورت جس سے شبہ کی بنا پر وطی کی گئی ہو اگر شادی شدہ ہو تو عدۃ کی مدت میں شوہر اس سے ہمبستری نہیں کرسکتا، بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر چاہیئے کہ شوہر اس سے دور رہے اور کسی بھی طرح کی جنسی لذت حاصل نہ کرے اور اگر شادی شدہ نہ ہو تو اس مدت میں نکاح نہیں کرسکتی۔

مسئلہ ۳۳۲۶۔ جس عورت نے زنا کیا ہے اس کے لئے نہ عدۃ ہے اور نہ ہی استبراء کی ضرورت ہے، اگرچہ بہتر یہ ہے کہ اس آب آلودہ سے استبراء کرے یعنی پاک ہوجائے خصوصاً اس وقت جبکہ زانی ہی سے نکاح کرنا چاہتی ہو۔

مسئلہ ۳۳۲۷۔ عدہ وفات کا آغاز اس وقت سے ہوتا ہے جب سے شوہر کے انتقال کی خبر ملی ہے

نہ کہ وفات کے وقت سے، چاہے اس کی وفات وطن میں ہوی ہو یا سفر میں۔

مسئلہ ۳۳۲۸۔ احتیاط واجب کی بنا پر ان عورتوں کا عدہ وفات، موت کے آگاہ ہونے کے بعد سے شروع ہوتا ہے کہ جن کے لئے زینت کا ترک کرنا واجب نہیں ہے جیسے کنیز اور کمسن بچی، اور اسی طرح اس عورت کا بھی عدۂ وفات موت کے آگاہ ہونے کے بعد سے شروع ہوتا ہے کہ جس کے شوہر کے انتقال اور اس عورت کے آگاہ ہونے کے درمیان فاصلہ بہت ہی کم ہو۔

مسئلہ ۳۳۲۹۔ وطی بہ شبہ کے عدہ کا آغاز اس وقت سے ہوتا ہے کہ جس وقت سے شبہ برطرف ہو جاتا ہے اور حقیقت حال معلوم ہوجاتی ہے نہ کہ ہمبستری کی آخری تاریخ سے۔

مسئلہ ۳۳۳۰۔ طلاق، فسخ نکاح اور اس عقد موقت کے عدہ کا آغاز کہ جس کی مدت ختم ہوگئی ہو یا بخش دی گئی ہو، اس وقت سے ہوتا ہے جب سے اس کا سبب واقع ہوتا ہے، چاہے عورت عدہ کے ختم ہونے کے بعد آگاہ ہو۔

مسئلہ ۳۳۳۱۔ طلاق رجعی (جس کی وضاحت مسئلہ ۳۲۶۱ میں کی جاچکی ہے) کے علاوہ تمام دوسرے عدے باین ہیں یعنی ان میں شوہر رجوع کا حق نہیں رکھتا ہے۔

مسئلہ ۳۳۳۲۔ طلاق رجعی میں جب تک عدہ طلاق ختم نہ ہوجائے اس وقت تک زوجیت کے تمام احکام اپنی جگہ پر باقی رہتے ہیں اور نتیجہ میں:

۱) شوہر اس مدت میں زوجہ کی بہن سے شادی نہیں کرسکتا۔

۲) اگر وہ اس کی چوتھی بیوی ہے تو اس مدت کے دوران پانچویں شادی نہیں کرسکتا۔

۳) اگر شوہر و زوجہ میں سے عدۃ کے دوران کسی ایک کا انتقال ہوجائے تو ایک دوسرے کی میراث پائیں گے۔

۴) شوہر زوجہ کی اجازت کے بغیر اس سے ہمبستری کرسکتا ہے۔

۵) اگر شوہر اس سے ہمبستری کرنا چاہتا ہے تو اس پر اطاعت کرنا واجب ہے۔

۶) زوجہ شوہر کے لئے زینت اور اس کا اظہار کرسکتی ہے، بلکہ مستحب بھی ہے۔

۷) اس مدت کے دوران اس کا نفقہ اور رہائش شوہر کے ذمہ ہے۔

۸) شوہر عدت کی مدت تمام ہونے سے قبل اسے اپنے گھر سے نہیں نکال سکتا اور نہ ہی اس بات پر مجبور کرسکتا ہے کہ وہ اس سے جدا رہ کر زندگی گذارے، مگر یہ کہ اس سے کوئی ناشائستہ عمل سرزد ہوا ہو، احتیاط واجب کی بنا پر ناشائستہ عمل سے مراد وہ باتیں اور وہ حرکتیں ہیں کہ جن کا تعلق جنسی مسائل سے ہے۔

مسئلہ ۳۳۳۳۔ طلاق باین میں زوجیت کا رشتہ بالکل ختم ہوجاتا ہے، لہذا وہ مرد اس عورت کے لئے اجنبی و نامحرم ہوجاتا ہے، فقط ایک چیز مستثنیٰ ہے وہ یہ کہ اگر کوئی مرد بیماری کی حالت میں اپنی زوجہ کو طلاق دے اور وہ ایک سال کے اندر مرجائے تو وہ اس کی میراث پائے گی، جس کی تفصیل مسئلہ ۳۲۸۳ میں گذر چکی ہے۔

مسئلہ ۳۳۳۴۔ اگر کوئی مرد کسی عورت سے عقد موقت کرے، تو احتیاط واجب کی بنا پر چاہیئے کہ اس کے عدہ کے دوران اس کی بہن سے شادی نہ کرے۔

مسئلہ ۳۳۳۵۔ اگر کوئی انسان غلطی سے اپنی ساس یا سالی سے ہمبستری کرے تو احتیاط واجب کی بنا پر لازم ہے کہ ان کے وطی بہ شبہ کے عدہ کے دوران اپنی زوجہ کے پاس نہ جائے۔

مسئلہ ۳۳۳۶۔ اگر کوئی مرد اپنی زوجہ کو طلاق رجعی دے اور پھر عدہ کے دوران اس سے رجوع کرے اور ہمبستری کرنے سے قبل اسے دوبارہ طلاق دے تو عورت پر واجب ہے کہ عدہ کو از سر نو

شروع کرے اور پہلے عدہ کا مکمل کرنا کافی نہیں ہے کیوں کہ دوسری طلاق کے لئے کامل عدہ کی ضرورت ہے۔

مسئلہ ۳۳۳۷۔ عورت جس شوہر کا عدة رکھ رہی ہے اس کے لئے عدة مشکل نہیں بنتا، لہذا شوہر عدہ باین میں اس سے شادی کرسکتا ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ دوسری وجہ سے حرام نہ ہو جیسے طلاق خلع، عقد موقت اور وطی بہ شبہ وغیرہ کا عدہ نہ ہو۔

مسئلہ ۳۳۳۸۔ اگر انسان اپنی پہلی بیوی سے عدہ کے دوران شادی کرے اور ہمبستری کرنے سے قبل اسے طلاق دے دے یا اس کی مدت بخش دے تو جب تک اس کا پہلا عدہ ختم نہیں ہوگا اس وقت تک وہ دوسرے مرد سے شادی نہیں کرسکتی، لہذا اگر کسی عورت کی مدت ماہ شوال کے شروع میں ختم ہوجائے اور اسے ڈیڑھ ماہ عدة رکھنا تھا، اگر اس کا پہلا شوہر اس سے شادی کرے اور ہمبستری سے قبل طلاق دے دے تو وہ ماہ ذیقعدہ کی ۱۵ تاریخ تک دوسرے فرد سے شادی نہیں کرسکتی، یعنی اسے چاہیئے کہ ڈیڑھ ماہ پورا کرے۔

پانچویں فصل

طلاق خلع ومبارات کے احکام

طلاق خلع اور طلاق مبارات طلاق ہی کی قسمیں ہیں جو کہ بیوی کے مانگنے اوراس کی طرف سے شوہر کو کچھ مال دیکر لی جاتی ہے، ان دونوں طلاق میں میاں بیوی کی جدائی زوجہ کی درخواست اوراس کی خواہش کی بناپر ہوتی ہے۔

مسئلہ ۳۳۳۹۔ طلاق خلع ومبارات میں طلاق کے ان تمام شرائط کا ہونا ضروری ہے جو مسئلہ ۳۲۲۴ سے ۳۲۴۰ تک بیان کئے گئے ہیں اوران کے علاوہ عورت کا بالغ وعاقل ہونا بھی لازم ہے اور یہ کہ اسے کسی نے طلاق لینے اوراس سلسلہ میں خرچ کرنے پر مجبور نہ کیا ہو۔

مسئلہ ۳۳۴۰۔ طلاق خلع میں یہ شرط ہے کہ عورت ازدواجی زندگی سے اس طرح ناخوش ہو کہ وہ اپنے شوہر کے حق کو پورا نہ کرسکتی ہو اوراس کے حق سے تجاوز کی بناپر گناہ میں مبتلا ہورہی ہو یا اس کے لئے خطرہ پیدا کردیا ہو اور ہمیشہ جنگ وجدال برپا ہو۔

مسئلہ ۳۳۴۱۔ اگر عورت ازدواجی زندگی سے خوش نہ ہو لیکن شریعت کی پابند یا شریف خاندان کی بیٹی ہونے کی وجہ سے شوہر کے حقوق کو پورا کررہی ہو، یا شوہر کے حقوق کو پورا کرنے میں کوتاہی کرتی ہو لیکن لڑائی جھگڑا نہ کرتی ہو تو اس کی ناراضگی طلاق خلع کا باعث نہیں ہوتی ہے۔

مسئلہ ۳۳۴۲۔ اگر کوئی شخص کسی عورت کواس بات پر ابھارے کہ وہ شوہر کے ساتھ ہماہنگی برقرار نہ رکھے، اور لڑائی جھگڑا کرتی رہے، لیکن یہ کام اس کی دلی خواہش کے مطابق نہ ہو تو اس سے طلاق خلع کا جواز پیدا نہیں ہوتا ہے۔

مسئلہ ۳۳۴۳۔ لیکن طلاق مبارات ایسے موارد میں ہے کہ جہاں زوجہ اور شوہر دونوں ایک دوسرے سے متنفّر ہوں اگرچہ حق تلفی نہ کرتے ہوں اور فریضہ کی ادائیگی میں بھی کوتاہی نہ کرتے ہوں۔

مسئلہ ۳۳۴۴۔ ازدواجی یا مشترک زندگی میں بعض ناچاقیوں کی تلافی کے لئے طلاق خلع و مبارات لینا جائز نہیں ہے جیسے بعض ازدواجی امور کا انجام دینا یا شوہر کے ساتھ سفر کرنا یا شوہر کے گھر والوں کے ساتھ زندگی بسر کرنا دشوار ہو تو یہ چیزیں طلاق کا باعث نہیں ہوتی ہیں، لیکن اگر وہ اصل ازدواجی زندگی ہی سے متنفّر ہوں تو جائز ہے۔

مسئلہ ۳۳۴۵۔ اصل ازدواجی زندگی کے علاوہ مشکلات جیسے عورت کے گھر والوں کے اصرار، عرف یا خاندانی رسم ورواج، ظالم کے خوف اور ایسی ہی دوسری چیزوں کے لئے طلاق خلع ومبارات جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۳۴۶۔ مرد پر حرام ہے کہ زوجہ کے حقوق پامال کرے اوراس کو اتنا پریشان کرے کہ وہ مال دیکر اس سے چھٹکارا حاصل کرنے پر مجبور ہو جائے، یہ طریقہ اختیار کرنا عورت کی کمزوری وناتوانی سے غلط فائدہ اٹھانا ہے جو کہ بدترین ظلم ہے، چنانچہ پیغمبر اکرمؐ کا ارشاد ہے:

’’جو اپنی زوجہ کواس لئے اذیت پہنچاتا ہے تاکہ وہ تاوان دیکر رہا ہو جائے تو خدا نے اس کی سزا آتش جہنم رکھی ہے، کیوں کہ خداوند عورت پر ہونے والے ظلم سے ایسے ہی غضبناک ہوتا ہے جیسے یتیم کے لئے غضبناک ہوتا ہے...‘‘۔

''آگاہ ہو جاؤ خدا اور اس کا رسول ایسے شخص سے بیزار ہے جو اپنی زوجہ کو اذیت پہنچاتا ہے تا کہ وہ اسے تاوان دیکر چھٹکارا حاصل کرے''۔

مسئلہ ۳۳۴۷۔ اگر کوئی تیسرا شوہر و زوجہ کے درمیان دخالت کرے اور زوجہ کو اکسائے اور ابھارے کہ شوہر کو مال دیکر اس سے طلاق لے لے تو وہ بھی مذکورہ بالا قول پیغمبر اکرمؐ کا مصداق ہے۔

مسئلہ ۳۳۴۸۔ اگر شوہر نفس اور شیطان کی فریب کاریوں اور دوسروں کے بہکانے سے زوجہ کو اتنا ستائے کہ وہ اسے کوئی چیز دیکر طلاق لینے پر مجبور ہو جائے تو یہ مال شوہر کے لئے حلال نہیں ہے اور طلاق خلع یا مبارات بھی ثابت نہیں ہوگی، مگر یہ کہ ان کی نا چاقی اس درجہ ہو کہ طلاق خلع و مبارات کے جائز ہونے کا باعث ہو جائے (جیسا کہ مسئلہ ۳۳۴۰ سے مسئلہ ۳۳۴۳ تک بیان ہو چکا ہے) بہر صورت جو بھی اس چیز کا سبب بنے گا وہ بہت بڑے گناہ کا مرتکب ہوگا۔

مسئلہ ۳۳۴۹۔ ان طلاقوں کے عوض دیئے جانے والے مال کو ایسی چیز ہونا چاہیئے جس کا معاملہ کرنا شرعاً جائز ہو جیسے عین مال، فائدہ یا حق ہو، نہ کہ شراب و سور جیسی چیز۔

مسئلہ ۳۳۵۰۔ طلاق کے عوض دیئے جانے والے مال کو معین ہونا چاہیئے، لہذا اگر یہ کہے: ان دو لباسوں میں سے ایک کو یا جس کو بھی شوہر بعد میں قبول کرے وہ میں نے اسے بخش دیا ہے، تو یہ کافی نہیں ہے، لیکن اگر درحقیقت معین ہو اور بیان نہ ہوا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، مثلاً ہاتھ میں روپے کی گڈی ہو اور اس کی مقدار معلوم نہ ہو اور کہے میں نے یہ پیسے بخش دیئے، تو کافی ہے۔

مسئلہ ۳۳۵۱۔ طلاق کے عوض دیئے جانے والے مال کی، کم و زیاد ہونے کے اعتبار سے، کوئی حد معین نہیں ہے، ہاں! طلاق مبارات میں یہ شرط ہے کہ یہ مال مہر کی مقدار سے کم نہ ہو۔

مسئلہ ۳۳۵۲۔ جو کچھ عورت بخش رہی ہے اسے اس کی ملکیت ہونا چاہیئے یا اسے اپنے ذمہ

لے، دوسرے کا مال نہیں دے سکتی خواہ وہ راضی ہی ہو، مگر یہ کہ پہلے وہ مال اس کی ملکیت میں آئے پھر وہ اسے دے۔

مسئلہ ۳۳۵۳۔ طلاق خلع و مبارات میں لازم ہے کہ طلاق کا تعلق بخشنے سے ہو اور اسی پر اس کا دارو مدار ہو جیسا کہ عقد میں قبول کا تعلق ایجاب سے ہوتا ہے اور اسی پر اس کا دارومدار ہوتا ہے، شوہر کا مطلع ہونا کہ زوجہ بخشش پر راضی ہے یا اسے یہ خبر دی جائے کہ عورت اتنا مال دینے پر آمادہ ہے، تو یہ کافی نہیں ہے، بلکہ بخشش کا واقع ہونا ضروری ہے تا کہ طلاق اس کی درخواست کی بنا پر انجام پذیر ہو۔

مسئلہ ۳۳۵۴۔ طلاق خلع و مبارات میں صیغہ طلاق کی دو قسمیں کی جا سکتی ہیں:

۱) لفظ طلاق کے استعمال کے ساتھ، جیسے **(أنتِ طالقٌ علیٰ ما بَذَلْتِ)** یا **(فلانةٌ طالقٌ علیٰ ما بَذَلَتْ)**۔

۲) لفظ طلاق کے استعمال کے بغیر، ہر اس عبارت کے ذریعہ کہ جو شوہر و زوجہ کے درمیان جدائی اور رشتہ ازدواج کے ٹوٹنے کی حکایت کرے بشرطیکہ فسخ نکاح کا عنوان نہ پایا جاتا ہو، جیسے:

۱) طلاق خلع میں کہے: **(خلعتُكِ علیٰ كذا)**، **(انتِ مختلعةٌ علیٰ كذا)** یا **(خلعتُ فلانةٌ علیٰ كذا)**

۲) طلاق مبارات میں کہے: **(بارئت فلانة علیٰ كذا)** یا **(بارأتك علیٰ كذا)**

۳) دونوں میں کہے: **(فارقتكِ علیٰ كذا)**، **(فارقت فلانة علیٰ كذا)** یا **(تركتكِ علیٰ كذا)**، **(تركتُ فلانة علیٰ كذا)**

۴) عورت مال بخشتے وقت کہے: **(اخلعنی علیٰ كذا)**، **(بارئنی علیٰ كذا)**، **(لك كذا واخلعنی)** **(لك كذا بارئنی)**، **(لك كذا فارقنی)** شوہر بھی اس کے مقابل میں طلاق خلع

یا مبارات کے لئے قصد انشاء کے ساتھ کہے: (**رضیت بذالك**)۔ اس بیان کے لحاظ سے یہ شرط نہیں ہے کہ جدائی کا اعلان پہلے شوہر کی طرف سے ہو اور لفظ طلاق کے استعمال کرنے کی ضرورت نہ ہو، اگرچہ بہتر ہے کہ مذکورہ بالا تمام صورتوں میں طلاق خلع ومبارات کے ثابت ہونے کے بعد صیغہ طلاق بھی جاری کرے اور کہے: (**انتِ طالق**) یا (**فلانةٌ طالقٌ**)۔

مسئلہ ۳۳۵۵۔ مذکورہ تمام صیغوں کے جاری کرتے وقت شرائط طلاق کا ہونا ضروری ہے، مثلاً دو عادل گواہ موجود ہوں، عورت پاک ہو اور اس پاکیزگی کے دوران ہمبستری نہ ہوئی ہو اس تفصیل کے مطابق کہ جو مسئلہ ۳۲۲۴ سے ۳۲۳۹ تک بیان ہو چکی ہے۔

مسئلہ ۳۳۵۶۔ طلاق خلع ومبارات میں یہ شرط نہیں ہے کہ خود زن وشوہر صیغہ جاری کریں بلکہ دونوں کے وکیل بھی یہ کام کر سکتے ہیں یعنی عورت کا وکیل اس کی جانب سے مال دے کر طلاق کی درخواست کرے اور مرد کا وکیل اس کی طرف سے صیغہ طلاق جاری کرے۔

مسئلہ ۳۳۵۷۔ طلاق خلع ومبارات میں عورت جب تک عدت میں ہے ان دو شرطوں کے ساتھ اپنی بخشش سے پھر سکتی ہے:

پہلی شرط: یہ کہ وہ مال شوہر کے ہاتھ میں باقی ہو لہذا اگر مال فروخت، ہبہ یا وقف وغیرہ کی وجہ سے اس کے ہاتھ سے نکل گیا ہو تو اب پلٹنے کا وقت ختم ہو گیا، یہ اس صورت میں ہے جب کہ بخشش عین مال ہو جیسے لباس، فرش اور معین برتن، لیکن اگر ایک کلی چیز ہو جیسے کچھ رقم کہ جسے شوہر نے خرچ کر دیا ہو تو کیا اس کا فریضہ یہ ہے کہ جتنی رقم اس نے خرچ کی ہے اسے ادا کرے؟ یہ محل اشکال ہے، اور احتیاط واجب کی بنا پر لازم ہے کہ احتیاط ترک نہ ہو۔

دوسری شرط: یہ کہ مرد کے لئے دوبارہ ازدواجی زندگی کی طرف پلٹنے کی گنجائش ہو اس کی دو شرطیں ہیں:

۱) عورت ایسی حالت میں ہو کہ اگر شوہر کو کچھ نہ دیا ہوتا تو اس کی طلاق رجعی ہوتی مثلاً تیسری طلاق نہ ہو۔

۲) مرد کے رجوع میں کوئی رکاوٹ نہ ہو جیسے اس عورت کی بہن سے یا کسی عورت سے چوتھی دائمی شادی نہ کی ہو اور اس عورت نے اس مرد کی نابالغ بیوی کو دودھ نہ پلایا ہو، ورنہ مطلقہ زوجہ اس کی ساس ہو جائے گی۔

مسئلہ ۳۳۵۸۔ عورت اپنی بخشش سے اسی وقت پھر سکتی ہے جبکہ تیسری شرط بھی پائی جاتی ہو اور وہ یہ کہ شوہر کے حقوق پامال کرنے سے گریز کرے اور جو کچھ بھی پہلے زیادتی کر چکی ہے بارگاہ احدیت میں اس سے توبہ کرے۔

۞۞۞۞۞

چھٹی فصل

احکام ظہار

ظہار یہ ہے کہ مرد اپنی زوجہ یا کنیز کو اپنے اوپر حرام کرنے کی غرض سے اسے اپنی کسی محرم سے تشبیہ دے، اس تفصیل کے مطابق جو بعد میں آئے گی۔

ظہار زمانہ جاہلیت کی بدعتوں میں سے ایک ہے چوں کہ یہ خدا کی حلال کردہ چیز کو حرام کر دیتا ہے، لہذا خدا کی نظر میں نہایت ہی ناپسند اور مذموم ہے جیسا کہ قرآن میں ہے:

"**الّذین یظاھرون منکم من نسائھم ما ھنّ امّھاتھم ،اِنْ امّھاتھم الاّ اللائی وَلَدْنَھم ،و انّھم لیقولون منکراً من ا لقول و زوراً**"۔

(سورہ مجادلہ آیت ۔۲)

"جو لوگ اپنی عورتوں سے ظہار کرتے ہیں ان کی عورتیں ان کی مائیں نہیں ہیں مائیں تو صرف وہ عورتیں ہیں جنہوں نے انہیں پیدا کیا ہے اور یہ لوگ یقیناً بہت بری اور چھوٹی بات کہتے ہیں"۔

خداوند منّان نے ان کے قول کی سزا میں انہیں اس چیز کا پابند بنا دیا کہ جب تک وہ کفارہ نہ دیں

اس وقت تک اپنی بیویوں کے پاس نہ جائیں۔

(کفارہ ظہار جیسا کہ فصل کفارات میں بیان ہوگا، ایک غلام کا آزاد کرنا یا دو مہینے روزہ رکھنا یا ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلانا ہے)۔

مناسب ہے کہ صاحبان ایمان قول و فعل میں نہایت احتیاط سے کام لیں، جاہلیت کے تمام آداب و رسوم سے ہر حال میں پرہیز کریں اور ہمیشہ الٰہی آداب اور اسلامی تہذیب و اخلاق سے آراستہ رہیں تا کہ جنجال اور مشکلات میں مبتلا نہ ہوں اور دوسروں کے حقوق پامال نہ کریں۔

مسئلہ ۳۳۵۹۔ ظہار فقط مرد کی طرف سے واقع ہو سکتا ہے، اگر عورت ایسی ناروا تشبیہ زبان پر جاری کرے تو اس کا شوہر اس پر حرام نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۳۳۶۰۔ صیغہ ظہار میں ضروری ہے کہ رشتہ زوجیت کو قائم رکھتے ہوئے ہمبستری کو حرام کرنے کی غرض سے اسے زبان پر جاری کرے، لہذا اگر کوئی طلاق کے لئے بعنوان کنایہ زبان پر جاری کرے تو نہ طلاق واقع ہوگی اور نہ ہی ظہار، اور اگر کوئی اپنی زوجہ کو حرام کرنے کی قصد سے نہیں بلکہ اسے دور کرنے کی دھمکی دینے کے لئے زبان پر جاری کرے تو اس کا کوئی اثر نہ ہوگا۔

مسئلہ ۳۳۶۱۔ ظہار یہ ہے کہ مرد اپنی زوجہ کو اپنے اوپر حرام کرنے کی غرض سے کہے: (**انتِ علیّ کظھرِ امّی**) یا ہر وہ لفظ جو اس تشبیہ کا مفہوم ادا کر دے مثلاً کہے: (**انتِ علیّ ظھر امّی**)، (**انتِ منّی کظھرِ امّی**)، (**انتِ حرام علیّ کظھری امّی**) یا اس کے علاوہ اور دوسرے الفاظ جو اس کے مفہوم کو ادا کرتے ہوں، یا (**انتِ**) کی جگہ پر (**ھی**) یا (**فلانۃ**) کہے۔

مسئلہ ۳۳۶۲۔ ظہار میں اگر ماں کے بجائے بہن، پھوپھی، خالہ یا دوسرے وہ عناوین، جیسے نسبی، سببی یا رضاعی، کہ جن کے سبب وہ سب اس پر حرام ہیں، زبان پر جاری کرے تو ظہار واقع ہوگا۔

مسئلہ ۳۳۶۳۔ظہار میں عنوان محرمیت کا زبان پر آنا ضروری ہے جیسے ماں، بہن اوران کے مانند افراد، اور اگر عنوان کی جگہ پر اپنی محارم میں سے کسی ایک کا نام زبان پر جاری کرے، مثلاً کہے: (**انت علیّ کظھر ھندٍ**) اور ہنداس کی ماں یا بہن کا نام ہوتو ظہار نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۳۳۶۴۔اگر ''**ظَھر**'' کی جگہ پر کوئی دوسرا عنوان زبان پر جاری کرے مثلاً وہ اسے ماں کے ہاتھ، پیر یا کسی دوسرے عضو سے تشبیہ دے یا اسے خود ماں سے تشبیہ دے مثلاً کہے (**انت علیّ کامّی**) تو ظہار واقع ہوگا۔

مسئلہ ۳۳۶۵۔اگر صیغہ ظہار تشبیہ کے بغیر جاری کرے مثلاً ظہار کے قصد سے کہے: (**انتِ علیّ حرام**) تو ظہار واقع نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۳۳۶۶۔ظہار کو مطلق ہونا چاہیئے، لہذا اگر کسی چیز سے مشروط یا کسی زمانہ سے مقید ہو تو ظہار واقع نہیں ہوگا جیسے مندرجہ ذیل الفاظ:

۱)**انتِ علیّ کظَھرِ امی الیٰ شھر** (میرے لئے تمہاری پشت میری ماں کی پشت کی طرح ہے، ایک مہینہ تک)

۲)**انتِ علیّ کظَھرِ امی من یوم الجمعة** (...جمعہ کے دن سے)

۳)**انتِ علیّ کظھرِ امی ان خرجت من الدار** (...اگر گھر سے باہر نکلیں)

۴)**انت علی کظھر امی ان امطرتُ السماء** (...اگر بارش ہوئی)

مسئلہ ۳۳۶۷۔ظہار کرنے والے کو بالغ وعاقل ہونا چاہیئے اور یہ کہ ظہار قصد واختیار کے ساتھ کرے، لہذا اگر زبردستی یا دوسروں (جیسے ماں یا دوسری بیوی) کی خوشنودی یا مشکلات سے فرار کے لئے ہوتو ظہار واقع نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۳۳۶۸۔ظہار اگر غصہ اور ناراضگی کی بنا پر سوچے سمجھے بغیر یا بیوی کو تکلیف اور ایذا رسانی کے قصد سے ہوتو ظہار واقع نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۳۳۶۹۔ظہار دائمی اور موقت زوجہ دونوں کے لئے ہوتا ہے، لیکن نامحرم عورت کے لئے واقع نہیں ہوگا، اگر چہ وہ اسے نکاح کے ذریعہ ظہار پر معلق کرے۔

مسئلہ ۳۳۷۰۔ظہار کی کچھ شرطیں ہیں ان میں چند یہ ہیں:

۱) دو عادل گواہوں کا موجود ہونا ضروری ہے۔

۲) عورت پاک ہو۔

۳) اس پاکیزگی میں ہمبستری نہ ہوئی ہو اور جس عورت کی عمر حیض آنے کی ہے لیکن اب تک حیض نہ آیا ہوتو وہ مسئلہ ۳۲۳۵ کے مطابق عمل کرے گی۔

۴) ظہار اس زوجہ سے واقع نہیں ہوگا جس سے ابھی فقط عقد ہوا ہے لیکن ہمبستری نہیں ہوئی ہے، چوں کہ ظہار میں ہمبستری کا ہونا ضروری ہے چاہے دبر (پیچھے) ہی سے ہو۔

مسئلہ ۳۳۷۱۔طلاق غائب کے احکام، جو کہ مسئلہ ۳۲۳۲ میں بیان ہو چکے ہیں، کیا ظہار میں بھی جاری ہوں گے یا نہیں؟ یہ محل اشکال ہے احتیاط واجب کی بنا پر احتیاط کی رعایت کی جائے۔

مسئلہ ۳۳۷۲۔جب ظہار بیان کردہ شرائط کے مطابق واقع ہو جائے تو شوہر اس وقت تک اپنی زوجہ سے ہمبستری نہیں کرسکتا جب تک کہ ظہار کا کفارہ نہ دے دے، لیکن دیگر جنسی لذت میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، پس کفارہ سے ظہار کا حکم ختم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۳۳۷۳۔اگر کفّارہ دینے سے قبل ہمبستری کرے تو گنہگار ہے، لہذا اس عمل کے لئے ایک دوسرا کفّارہ دینا ہوگا اور یہ عمل جتنی بار انجام پائے گا اتنا ہی کفّارہ دینا پڑے گا۔

مسئلہ۳۳۷۴۔جس عورت کا ظہار کیا گیا ہے اگر وہ ظہار کرنے والے شوہر کی زوجیت سے طلاق وغیرہ کے ذریعہ خارج ہو جائے تو ظہار کا حکم ختم ہو جائے گا اور کفّارہ بھی ساقط ہو جائے گا، اور اگر عدہ تمام ہونے کے بعد اس سے دوبارہ شادی کرے تو اس سے ہمبستری کرنا نا جائز ہے اور کفّارہ بھی نہیں ہے، لیکن دوران عدہ رجوع کرے تو ظہار کا حکم باقی ہے اور کفّارہ بھی ساقط نہ ہوگا۔

مسئلہ۳۳۷۵۔اگر ظہار کرنے والا کفّارہ دے دے تو مشکل برطرف ہو جائے گی، اور اگر کفّارہ نہ دے تو زوجہ کو اختیار ہے کہ وہ اسی حالت میں رہنا گوارا کرے اور اگر اس حالت میں رہنا گوارا نہیں کرتی تو وہ تین مہینے کی مہلت دے گی اور اگر اس نے تین مہینے کی مدت میں کفّارہ نہ دیا تو زوجہ کو حق ہے کہ حاکم شرع سے شکایت کرے، حاکم شرع اس کو کفّارہ یا طلاق دینے پر مجبور کرے گا۔

مسئلہ۳۳۷۶۔اگر ظہار کرنے والا کفّارہ یا طلاق دینے سے انکار کرتا ہے تو احتیاط واجب کی بنا پر امکانی صورت میں اس کو طلاق دینے پر حاکم شرع مجبور کرے گا اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو وہ خود اس کی طرف سے صیغہ طلاق جاری کر دے گا۔

مسئلہ۳۳۷۷۔حاکم شرع کی دی ہوئی طلاق کا رجعی یا باین ہونا میاں بیوی کی کیفیت کے اعتبار سے ہے، لہذا اگر رجعی ہے تو شوہر کے رجوع کا حق محفوظ ہے پھر اگر رجوع کرتا ہے تو کفّارہ قطعاً دینا ہوگا اور اگر کفّارہ نہیں دیتا ہے تو اسے دوبارہ طلاق دینے پر مجبور کیا جائے گا، یہاں تک کہ کفّارہ دیکر اپنی ازدواجی زندگی کو از سر نو آغاز کرے یا عورت اس کی زوجیت سے خارج ہو جائے۔

❁❁❁❁❁

ساتویں فصل

ایلاء کے احکام

ایلاء یہ ہے کہ شوہر خدا کی قسم کھائے کہ اپنی بیوی سے ہمبستری نہیں کرے گا۔

مسئلہ۳۳۷۸۔ایلاء کے ثابت ہونے کی چند شرطیں ہیں:

۱)مرد بالغ و عاقل ہو اور اپنے اختیار سے اس کام کو انجام دے، لہذا اگر اسے کوئی دوسرا اس پر مجبور کرے یا وہ دوسروں کی خوشنودی حاصل کرنے یا مشکلات کو برطرف کرنے کے لئے یہ کام کرے تو ایلاء واقع نہیں ہوگا۔

۲)ہمبستری کی توانائی رکھتا ہو، لہذا اگر ضعف باہ یا کسی دوسری رکاوٹ کی وجہ سے ہمبستری سے ناتواں ہو تو ایلاء واقع نہیں ہوگا۔

۳)یہ عمل زوجہ کو تکلیف و اذیت پہنچانے کی غرض سے، ناراضگی کی بنا پر اور اس سے دوری اختیار کرنے کے لئے ہو، نہ کہ دوسرے اسباب جیسے بیماری یا شیر خوار بچہ کی رعایت کی خاطر۔

۴)ہمبستری نہ کرنے کی جو مدت معین کی ہے وہ چار ماہ سے زیادہ نہ ہو۔

۵)اس کی زوجہ دائمی ہو اور ہمبستری ہو چکی ہو، چاہے دبر ہی سے ہو۔

مسئلہ ۳۳۷۹۔ جب قسم بیان کردہ شرائط کے مطابق کھائی جائے تو ایلاء واقع ہوگا اور کفّارہ دینے سے قبل ہمبستری کرنا حرام ہے لیکن کفّارہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۳۸۰۔ جس مرد نے ایلاء کیا ہے اگر وہ کفّارہ دینے سے قبل ہمبستری کرے تو گناہ کا مرتکب ہوگا، لیکن فقط کفّارۂ ایلاء کے عنوان سے ایک ہی کفّارہ کافی ہے۔

مسئلہ ۳۳۸۱۔ اگر ایلاء کے شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جاتی ہو تو حکم ایلاء جاری نہ ہوگا اور ایلاء کا کفّارہ بھی اس پر واجب نہیں ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ قسم کے مطابق عمل کرنا لازم ہے یا نہیں؟ قسم کا حکم جاری ہوگا اس تفصیل کے مطابق جو قسم کی فصل میں بیان ہو چکی ہے۔

مسئلہ ۳۳۸۲۔ ایلاء ظہار کے برخلاف، مطلق و مشروط دونوں صورتوں میں جاری ہوتا ہے، لہذا اگر کہے:

(اگر سورج نکلا یا تم گھر سے باہر نکلیں تو خدا کی قسم میں تجھ سے ہمبستری نہیں کروں گا) تو ایلاء واقع ہوگا۔

مسئلہ ۳۳۸۳۔ اگر کوئی مرد اپنی زوجہ کو ایلاء کرے تو عورت کو اختیار ہے چاہے تو اس پر صبر کرے یا حاکم شرع سے شکایت کرے، حاکم شرع اسے شکایت کی تاریخ سے چار مہینے کی مہلت دے گا تاکہ وہ اس مدت میں کفّارہ دیکر اپنی زندگی کا دوبارہ آغاز کرے یا طلاق دے۔

مسئلہ ۳۳۸۴۔ اگر چار مہینے کے آخر تک نہ کفّارہ دے اور نہ ہی طلاق دے، تو حاکم شرع اسے ان دونوں میں سے کسی ایک کے انتخاب کرنے پر مجبور کرے گا، لیکن اگر اسے مجبور کرنا ممکن نہ ہو یا اس کے قبول کرنے سے ناامید ہو جائے تو حاکم شرع خود صیغہ طلاق جاری کرے گا، اور دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کردے گا۔

مسئلہ ۳۳۸۵۔ حاکم شرع کے دیئے ہوئے طلاق کا رجعی یا باین ہونا میاں بیوی کی کیفیت و حالت کے اعتبار سے ہے۔

مسئلہ ۳۳۸۶۔ اگر عورت طلاق یا کسی بھی سبب کے تحت شوہر کی زوجیت سے خارج ہو جائے تو بھی حکم ایلاء ساقط نہیں ہوتا، لہذا اگر عدہ کے دوران رجوع کرے یا عدہ کے بعد اس سے نئے عقد کے ساتھ نکاح کرے تو جب تک کفّارہ نہیں دے گا اس وقت تک وہ اس پر حرام رہے گی۔

نذر، عہد اور قسم کے احکام

وہ چیز جس کا انجام دینا انسان پر شرعاً لازم نہیں ہے اگر وہ اسے نذر و عہد اور قسم کے ذریعہ خود پر لازم کرلے تو اس کا انجام دینا اس پر واجب ہے اور اس کی مخالفت کرنا حرام ہے اور کفّارہ کا باعث ہوتا ہے، اس کے احکام و شرائط تین فصلوں میں بیان کئے جائیں گے۔

پہلی فصل

نذر کرنے والے، عہد کرنے والے اور قسم کھانے والے کے احکام:

مسئلہ ۳۳۸۷۔ نذر و عہد کرنے والے اور قسم کھانے والے کو بالغ و عاقل ہونا چاہیئے اور ایسے پختہ ارادے کے ساتھ ہو کہ جو عقلاً قابل قبول ہو۔

مسئلہ ۳۳۸۸۔ نذر و قسم غیظ و غضب اور غصہ کی حالت میں صحیح نہیں ہے لیکن اگر غصہ کی حالت میں پختہ ارادہ کے ساتھ عہد کرے تو عہد صحیح ہے۔

مسئلہ ۳۳۸۹۔ جذبات میں اور کسی چیز سے متاثر ہو کر قسم کھائی جائے تو صحیح نہیں ہے، لیکن ان

حالات میں اگر پختہ عزم کے ساتھ نذر و عہد کرے تو صحیح ہے۔

مسئلہ ۳۳۹۰۔ نذر و عہد اور قسم کے واقع ہونے کے لئے کامل اختیار شرط ہے اور اجبار کی صورت میں صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۳۹۱۔ ماں باپ اور شریک حیات کہ جو انسان کی زندگی میں اثر انداز ہوتے ہیں اور جن کا خوش رکھنا انسان کے لئے اہمیت کا حامل ہے اگر یہ لوگ اسے کسی چیز کے بارے میں قسم کھانے کو کہیں اور وہ ان کی خوشنودی کے لئے قسم کھالے تو یہ قسم صحیح نہیں ہے، اگر چہ زبردستی کی حد تک نہ ہو، لیکن ان موارد میں نذر و عہد صحیح ہے۔

مسئلہ ۳۳۹۲۔ اولاد باپ کی اجازت کے بغیر، زوجہ شوہر کے اذن کے بغیر اور غلام آقا کی اجازت کے بغیر قسم کھائیں تو صحیح نہیں ہے، اگر چہ بہتر ہے کہ قسم کے مطابق عمل کریں، مگر یہ کہ یہ لوگ اپنی قسموں کو توڑ دیں، لیکن قسم توڑنے کی صورت میں بھی قسم کے مطابق عمل کرنا بہتر ہے مگر یہ کہ باپ، شوہر یا آقا منع کرے۔

مسئلہ ۳۳۹۳۔ اگر واجب عمل کے متعلق قسم کھائی ہو تو باپ، شوہر اور آقا کے منع کرنے سے نہ ساقط ہوگی اور نہ ہی اس کی قسم ٹوٹے گی۔

مسئلہ ۳۳۹۴۔ قسم کے برخلاف نذر و عہد میں باپ، شوہر اور آقا کی اجازت شرط نہیں ہے اور نہ ان کے توڑنے سے قسم ٹوٹتی ہے اور نہ ہی ان کے حکم سے اس کی مخالفت جائز ہے۔

مسئلہ ۳۳۹۵۔ اگر نذر و عہد باپ، شوہر اور آقا کے واجب العمل حقوق سے ٹکرا جائے اور وہ اپنے حقوق کا مطالبہ کریں تو اس صورت میں نذر و عہد نہیں ہے۔

دوسری فصل

نذر وعہد اور قسم کے صیغے

مسئلہ ۳۳۹۶۔ قسم خدا کے مقدس نام کے علاوہ کسی دوسری چیز سے صحیح نہیں ہے، قسم لفظ جلالہ ''اللہ'' یا خدا کے خاص ناموں میں سے کسی ایک کے ذریعہ کھائی جائے جیسے رحمان اور یا اس کے مشترک ناموں میں سے کسی ایک کے ذریعہ ہو جیسے خدا کے قصد کے ساتھ صانع کے ذریعہ قسم کھائے، اگر چہ وہ نام عربی نہ ہو تو بھی خدا کا قصد ضروری ہے۔

مسئلہ ۳۳۹۷۔ خدا کے نام کے علاوہ کسی دوسری چیز کی قسم کھانا، چاہے وہ نہایت باعظمت ہی کیوں نہ ہو صحیح نہیں ہے جیسے قرآن کریم، کعبہ معظّمہ، انبیاء، ائمہ اور اولیائے خدا، لیکن بہتر یہ ہے کہ ان کی حرمت کا پاس ولحاظ رکھا جائے، چنانچہ اگر انسان مذکورہ بالا چیزوں کے ذریعہ قسم کھائے اور انجام نہ دے تو ان کی ہتک حرمت کا باعث ہے اور ممکن ہے اس لحاظ سے حرام بھی ہو، اگر چہ کفّارہ کے واجب ہونے کا موجب نہ ہو۔

مسئلہ ۳۳۹۸۔ اگر کوئی خدا کی قدرت، عظمت، علم یا اس کے حق کی قسم کھائے تو یہ شرعی قسم نہیں ہے، مگر یہ کہ اس کا مقصد پروردگار کی ذات کی قسم ہو جیسا کہ اکثر موارد میں یہ احتمال بعید نہیں ہے، لیکن ''لعمر واللہ'' کے ذریعہ قسم صحیح ہے۔

مسئلہ ۳۳۹۹۔ خدا اور رسول اور ائمہ سے بیزاری کی قسم کھانا حرام ہے اگر چہ سچ ہو، لیکن پھر بھی کوئی خدا اور رسول سے بیزاری کی قسم کھالے تو قسم صحیح ہے، لہٰذا اگر وہ انجام نہ دے اور قسم کے دوسرے شرائط بھی پائے جاتے ہوں تو اس پر کفّارہ واجب ہے۔

مسئلہ ۳۴۰۰۔ احتیاط واجب کی بنا پر دین اسلام سے برائت کی قسم کھانا اور یہ کہنا کہ اگر ایسا ہو تو میں یہودی یا نصرانی ہو جاؤں گا یا اس کے مانند قسم کھانا حرام ہے۔

مسئلہ ۳۴۰۱۔ قسم کا کفّارہ دس فقیروں کو کھانا کھلانا ہے اور ایک فقیر کو ایک مد سے کم نہ دیا جائے۔

مسئلہ ۳۴۰۲۔ دین اسلام سے بیزاری کی قسم کھانا یا ہر اس چیز کی قسم کھانا کہ جس کا نتیجہ اسلام سے بیزاری ہو تو ایسی قسم صحیح نہیں ہے جیسے قطع رحم کی قسم کھانا، لیکن بہتر ہے کہ تین دن روزہ رکھے اور دس فقیروں کو صدقہ دے، لیکن یہ کہنا کہ میں یہودی یا نصرانی ہو جاؤں گا، کے ذریعہ قسم صحیح نہیں ہے اور کفّارہ بھی نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۴۰۳۔ نذر کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے کہ جس چیز کی نذر کرے وہ خدا کے لئے ہو مثلاً کہے: (**لِلّٰه تعالیٰ علیّ کذا**)، (**علیّ لِلّٰه کذا**)، (**لک یا رب علیّ کذا**)، (**نذرتُ لِلّٰه علیّ کذا**) اور اس کے مانند دوسرے الفاظ سے، مختصر یہ کہ خدا ہی کے لئے ہو لیکن یہ شرط نہیں ہے کہ لفظ جلالہ (اللہ) ہی ہو بلکہ ہر اس لفظ کے ذریعہ نذر صحیح ہے جو ذات الٰہی پر دلالت کرتا ہو۔

مسئلہ ۳۴۰۴۔ اگر انسان کوئی چیز اپنے اوپر واجب کرے چاہے خدا کا نام زبان پر جاری نہ کیا ہو تو بھی بہتر ہے کہ اسے انجام دے، خصوصاً اس وقت جب حاجت پوری ہو جائے، کیوں کہ حاجت پوری ہونے کے بعد اگر انجام نہیں دیتا ہے تو خوف یہ ہے کہ وہ اسی مشکل میں یا دوسری ایسی مشکل میں مبتلا ہو جائے کہ جسے وہ پسند نہیں کرتا ہے۔

مسئلہ ۳۴۰۵۔عہد میں ہر وہ لفظ جو خدا سے عہدو پیمان پر دلالت کرتا ہے کافی ہے مثلاً کہے:(عاهدتُ اللّه) ،(علیٰ عهدِاللهِ)،(عاهدتکَ یا ربِّ) اوراس کے مانند دوسرے الفاظ۔

مسئلہ ۳۴۰۶۔نذروقسم میں زبان سے اداکرنا شرط ہے،صرف دل میں سوچنا کافی نہیں ہے مگر یہ کہ وہ زبان سے ادانہ کرسکے جیسے گونگاوغیرہ،اس صورت میں احتیاط واجب کی بناپرایسا اشارہ کافی ہے جونذروقسم پردلالت کرتا ہے۔

مسئلہ ۳۴۰۷۔اگرانسان دل ہی دل میں خدا سے کسی چیز کے بارے میں عہد کرے چاہے زبان پرجاری نہ کرے تو بھی احتیاط واجب کی بناپراسے پورا کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ۳۴۰۸۔غیرخداجیسے انبیاء،ائمہ،اولیائے خدا،اماکن مقدسہ اورمشاہدمشرفہ کے لئے نذرو عہدکرناصحیح نہیں ہے اوران پرعمل کرنا بھی واجب نہیں ہے اگرچہ مناسب ہے کہ انسان ان پرعمل کرے،کیوں کہ ان کی عظمت ومنزلت کومدّنظر رکھتے ہوئے ان پرعمل نہ کرنا انکے احترام کے منافی ہے،خصوصاًایسے موقع پرجبکہ اپنی حاجت کے پوری ہونے کے لئے ان سے تقاضا کیا ہوکہ یہ خدا کی بارگاہ میں اس کے لئے دعا کریں یاان کے وسیلہ سے خدا سے دعا کی ہو،تواس صورت میں عہدکوپورانہ کرناعرف کی نظرمیں ان کے حق کوپامال کرنے کے مترادف ہےاورخوف ہے کہ اس کا انجام براہو۔

❁❁❁❁❁

تیسری فصل

نذروعہداورقسم کے احکام

مسئلہ ۳۴۰۹۔جس چیز کے متعلق نذروعہداورقسم کھائی جارہی ہے اس میں شرعی پہلو پایا جانا چاہیئے ،یعنی وہ چیزاطاعت پروردگارمیں شمار ہوتی ہوجیسے واجبات یامستحبّات کوانجام دینا،محرمات یا مکروہات کوترک کرنا،لہذاواجب ومستحب کوترک کرنے اورحرام ومکروہ کے انجام دینے کے لئے نذروعہدیاقسم کھاناصحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۴۱۰۔مباح چیزوں کے انجام اوران کے ترک کے لئے نذراورقسم کھاناصحیح نہیں ہے لیکن اگربعنوان ثانوی ان کے انجام پرشرعاًکوئی مطلوب یاان کے ترک پرشرعاًکوئی نامطلوب چیزمترتب ہوتی ہوتوصحیح ہے،اسی طرح عہدکی جانے والی چیزمیں بھی ہے،لیکن مذکورہ موارد میں احتیاط واجب کی بناپرعنوان ثانوی کومدّنظر رکھے بغیربھی عہدصحیح ہے۔

مسئلہ ۳۴۱۱۔اگرمذکورہ شرائط کے ساتھ نذر،عہدیاقسم پوری ہوجائے،لیکن بعد میں ایسی صورت حال پیش آجائے کہ جواس بات کا سبب ہوکہ نذروعہداورقسم وغیرہ کی مخالفت کرنے میں شرعی رجحان پایاجاتا ہوتواس صورت میں مخالفت جائز ہےاورکفّارہ بھی نہیں ہےاگرچہ درپیش ہونے والی صورت کاتعلق دنیوی کام سے ہوجیسے مال کی حفاظت یالوگوں کی جلب محبت یاان کے مانندایسی چیزہوجس

میں کوئی شرعی پہلو پایا جاتا ہو۔

مسئلہ ۳۴۱۲۔ جس چیز کے لئے نذر وعہد کیا ہے یا قسم کھائی ہے اس کو انجام دینے کے وقت انسان کا اس چیز پر قادر ہونا ضروری ہے، لیکن اگر وہ اس کی طاقت سے باہر ہو تو واقع نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۳۴۱۳۔ اگر انسان کے خیال میں یہ ہو کہ کسی چیز کو جب بھی انجام دینا چاہے گا انجام دے لے گا، لہٰذا اسے نذر، عہد یا قسم کے ذریعہ خود پر واجب کر لے لیکن بعد میں معلوم ہو کہ وہ اس کی طاقت سے باہر ہے تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ اس پر شروع ہی سے قادر نہیں تھا۔

مسئلہ ۳۴۱۴۔ اگر کوئی چیز انسان کی طاقت وقدرت میں تھی لیکن اسی دوران اتفاقی طور پر اس کی طاقت سے باہر ہو جائے مثلاً نذر کرے کہ رمضان المبارک میں حضرت امام حسینؑ کی زیارت سے مشرف ہوگا لیکن رمضان المبارک کے دوران راستہ بند ہو جائے تو یہاں دو صورتیں ہیں:

۱) اگر وقت آنے سے قبل کچھ ایسی نشانیاں ہوں جن سے یہ احتمال دیا جائے کہ وقت کے آنے تک قدرت سلب ہو جائیگی تو اسے چاہئیے کہ اول وقت انجام دے، لیکن اگر قدرت ہونے کے باوجود اس نے کوتاہی کی ہو تو نذر کی مخالفت کرنے والا شمار ہوگا اور کفّارہ بھی اس پر واجب ہے۔

۲) لیکن اگر وقت سے قبل کوئی علامت نہ ہو اور اس کا خیال ہو کہ مقررہ وقت پر نذر کو پورا کرلوں گا لیکن اچانک ایسی صورت حال پیش آجائے کہ وہ اسے انجام دینے پر قادر نہ ہو تو وہ عمداً مخالفت کرنے والا شمار نہیں ہوگا اور کفّارہ بھی اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۴۱۵۔ اگر انسان کسی چیز کی نذر کسی خاص خصوصیت کے ساتھ کرے اور بعد میں وہ اس خصوصیت پر قادر نہ ہو لیکن خود اس عمل کی انجام دہی پر قدرت رکھتا ہو تو یہاں دو صورتیں ہیں:

۱) اگر وہ خصوصیت اتنی اہم ہو کہ اس عمل کا انجام دینا اسی خصوصیت پر موقوف ہو تو اس صورت

میں اگر اس خصوصیت پر قادر نہ ہو تو گویا خود اس عمل پر قادر نہیں ہے، مثلاً کوئی نذر کرے کہ ماہ رجب میں عمرہ بجالاؤں گا یا روز عرفہ کربلا زیارت کے لئے جاؤں گا، لیکن وہ رجب کے مہینے میں عمرہ پر یا روز عرفہ زیارت پر قادر نہ ہو تو بعد میں ان کا بجالانا واجب نہیں ہے۔

۲) اگر وہ خصوصیت ایسی ہو کہ جس پر خود عمل کا دارومدار نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر چاہیئے کہ وہ اس عمل کو اس خصوصیت کے بغیر بجالائے مثلاً قسم کھائے کہ پا پیادہ خانہ کعبہ، کربلائے معلّا یا مشہد مقدس کی زیارت کو جاؤں گا یا باغسل یا مخصوص سواری یا مخصوص افراد کے ساتھ جاؤں گا۔

مسئلہ ۳۴۱۶۔ مذکورہ فرض میں اگر اس خصوصیت کے بعض حصہ کے بجالانے پر قادر ہو اور اس کا علاحدہ کرنا ممکن بھی ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر چاہیئے کہ اتنے ہی پر عمل کرے مثلاً کوئی قسم کھائے کہ میں پا پیادہ زیارت کو جاؤں گا لیکن پوری مسافت کے چلنے پر قادر نہ ہو تو جتنے پر قادر ہو اتنا ہی چل کر زیارت کو جائے۔

مسئلہ ۳۴۱۷۔ اگر کوئی شخص کسی معین دن روزہ رکھنے کی نذر کرے، لیکن اتّفاق سے اس دن سفر میں ہو یا وہ دن عید قربان کے دن سے یا ایام تشریق (اس شخص کے لئے جو منیٰ میں ہے) سے ٹکرا جائے تو اسے چاہیئے کہ اس روزہ کی قضا بجالائے، احتیاط واجب کی بنا پر اسی طرح بقیہ عذر بھی ہیں۔

مسئلہ ۳۴۱۸۔ اگر کسی نے نذر کی کہ ایک یا چند دن روزہ رکھوں گا لیکن روزہ رکھنے سے معذور ہو گیا تو قضا نہیں ہے چاہے معین یا غیر معین دنوں کی نذر کی ہو، احتیاط واجب کی بنا پر فقط ہر دن کے بدلہ ایک مد طعام صدقہ دیگا۔

مسئلہ ۳۴۱۹۔ اگر کوئی کہے: تمہیں خدا کی قسم یہ کام انجام دے دو، یا تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ یہ کام انجام دو تو یہ قسم مدّ مقابل پر لازم نہیں ہوگی، اور قسم دینے والے پر واجب نہیں ہے کہ وہ اسے اس کام کے انجام دینے پر مجبور کرے اور اگر وہ اس کام کو انجام نہیں دیتا ہے تو کوئی کفّارہ بھی نہیں

ہے، نذر اور عہد کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ۳۴۲۰۔ اگر نذر، عہد یا قسم کا تعلق کسی گناہ یا مکروہ کام سے ہو اور اگر یہ ان کے شکرانہ کے لئے ہو تو صحیح نہیں ہے، لیکن اگر نذر، عہد یا قسم کسی گناہ یا فعل مکروہ سے بچنے کے لئے ہو تو صحیح ہے، ان کی مثالیں درج ذیل ہیں:

مثال اول۔ نذر کرتا ہوں کہ اگر فلاں کو میں نے قتل کر دیا تو ایک دن روزہ رکھوں گا، یعنی اگر اس کے قتل پر قادر ہو گیا تو شکرانہ کے طور پر روزہ رکھوں گا، تو یہ نذر صحیح نہیں ہے۔

مثال دوم۔ نذر کرتا ہوں کہ اگر میں نے کسی مسلمان کی غیبت کی تو ایک دن روزہ رکھوں گا، اس کے ذریعہ وہ خود کو غیبت سے بچانا چاہتا ہے لہذا اس صورت میں اس کی نذر صحیح ہے۔

مسئلہ۳۴۲۱۔ اگر نذر، عہد یا قسم کو واجب یا مستحب فعل کے انجام دینے سے مشروط کرے تو یہاں بھی اگر شکرانہ کے طور پر ہو تو صحیح ہے لیکن اگر واجب یا مستحب فعل سے گریز کے لئے ہو تو صحیح نہیں ہے۔

مثال اول۔ اگر میں اس سال خانہ کعبہ یا کربلائے معلیٰ کی زیارت سے مشرّف ہو گیا تو ایک دن روزہ رکھوں گا تو یہ شکرانہ کے طور پر صحیح ہے۔

مثال دوم۔ اگر میں نے کسی فقیر کو کوئی بھی صدقہ دیا تو میں ایک دن روزہ رکھوں گا، اس سے اس کا مقصد صدقہ دینے سے خود کو روکنا ہو تو یہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ۳۴۲۲۔ ممکن ہے کے نذر، عہد اور قسم کسی چیز سے مشروط نہ ہو مثلاً کسی چیز کی شرط کئے بغیر کہے: خدا کی قسم میں فلاں دن روزہ رکھوں گا، یا خدا کے لئے میرے ذمہ ہے کہ میں ہر مہینہ کے شروع میں روزہ رکھوں گا یا خدا سے عہد کرتا ہوں کے ہر روز اتنی مقدار میں فقیر کو صدقہ دوں گا۔

مسئلہ۳۴۲۳۔ اگر انسان نذر، عہد یا قسم کو کسی ایسی چیز سے مشروط کرے کہ جو آئندہ حاصل ہو گی، لیکن بعد میں معلوم ہو کہ وہ چیز اسی وقت حاصل تھی تو یہ نذر، عہد یا قسم صحیح نہیں ہے، مثلاً کہے: اگر خدا مجھے بیٹا عنایت کرے گا تو میں ایسا کروں گا، بعد میں معلوم ہو کہ جس وقت وہ نذر، عہد یا قسم کھا رہا تھا اس وقت بیٹا ہو چکا تھا، اس صورت میں اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہو گی۔

مسئلہ۳۴۲۴۔ اگر نذر، عہد یا قسم کو مشیت پروردگار سے مشروط کرے مثلاً کہے: خدا کی قسم انشاء اللہ امام حسینؑ کی زیارت کو جاؤں گا، اگر اس صورت میں زیارت پر نہ جائے تو اس پر کفّارہ واجب نہیں ہے، لیکن اگر اس کا مقصد یہ ہو کہ حتماً زیارت کو جاؤں گا اور انشاء اللہ تبرکاً کہا ہو یا مراد یہ ہو کہ کوئی بھی کام مشیت پروردگار کے بغیر وجود پذیر نہیں ہو سکتا تو اس صورت میں اس پر زیارت واجب ہے اور اگر نہیں جاتا ہے تو کفّارہ واجب ہے۔

مسئلہ۳۴۲۵۔ قرآن کریم اور احادیث معصومینؑ میں اس چیز کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے کہ کوئی بھی چیز انشاء اللہ کے بغیر زبان سے نہ نکالیں، بعض احادیث میں یہاں تک آیا ہے کہ اگر کسی چیز کے بارے میں انشاء اللہ نہیں کہا ہے تو جب بھی یاد آ جائے انشاء اللہ کہے چاہے چالیس دن گذر چکے ہوں، البتہ یہ انشاء اللہ برکت کے لئے ہے اس سے نذر و عہد مخل نہیں ہو گا اور احتیاط واجب کی بنا پر قسم بھی اس سے باطل نہیں ہو گی۔

مسئلہ۳۴۲۶۔ اگر کوئی شخص فرش، برتن یا کوئی چراغ خانہ کعبہ یا مشاہد مقدسہ کے لئے نذر کرے اور اگر یہ چیزیں خود وہاں پر استعمال کی جا سکتی ہوں تو انہیں وہیں استعمال کرنا چاہیئے اور اگر وہاں استعمال نہ کی جا سکتی ہوں تو انہیں فروخت کر کے اس کی قیمت وہاں پر صرف کی جائے۔

مسئلہ۳۴۲۷۔ اگر کوئی چیز خانہ کعبہ یا روضوں میں سے کسی ایک روضہ کے لئے نذر کی ہو لیکن متولیوں اور نگہبانوں کی خیانت و لاپروائی کی وجہ سے وہاں قابل استعمال نہ ہو تو ضرورتمند حاجیوں

اور زائروں پر خرچ کی جائے۔

مسئلہ ۳۴۲۸۔ اگر کوئی چیز پیغمبر اکرمؐ یا ائمہ میں سے کسی امام یا اولیاء الٰہی میں سے کسی ایک کے لئے نذر کی ہو تو وہ چیز کار خیر میں خرچ کی جائے اور اس کا ثواب جس کے لئے نذر تھی اسے ہدیہ کر دیا جائے، لیکن اگر نذر کے وقت کسی خاص جگہ پر خرچ کرنے کی نیت کی ہو تو چاہیئے کہ اسی خاص جگہ پر خرچ کرے۔

مسئلہ ۳۴۲۹۔ جیسا کہ مسئلہ ۳۴۰۸ میں بیان کر چکا ہوں کہ فقط وہی نذر واجب الوفا ہے جو خدا کے لئے ہو، لہٰذا اوپر کے مسئلہ میں بھی نذر کے صحیح واقع ہونے کے لئے شرط ہے کہ اسے بھی خدا ہی کے لئے نذر کی ہو۔

مسئلہ ۳۴۳۰۔ اگر مریض معین مال کے عوض خود کو خدا سے خرید لے تو شفایابی کے بعد وہ مال سہم امامؑ کے حکم میں ہے اور چاہیئے کہ اسے حاکم شرع کو دے، اور حاکم شرع کو بھی چاہیئے کہ احتیاط واجب کی بنا پر اسے فقراء، مساکین اور ابن سبیل پر خرچ کرے۔

مسئلہ ۳۴۳۱۔ کفّارہ جان بوجھ کر مخالفت کرنے کی صورت میں واجب ہوگا، لہٰذا اگر جان بوجھ کر مخالفت نہیں کی ہے تو کفّارہ واجب نہیں ہے، کفّارہ فقط عہد، نذر اور قسم کے توڑنے کا موجب ہوتا ہے۔

مسئلہ ۳۴۳۲۔ نذر، عہد اور قسم کی مخالفت سے قبل کفّارہ دینا جائز نہیں ہے اور یہ ان کے باطل ہونے اور ان کی مخالفت کے جائز ہونے کا باعث نہیں ہوتا ہے۔

تکملہ

جو کچھ میں نے قسم کے متعلق بیان کیا ہے وہ اس قسم کے بارے میں ہے جو نذر و عہد کی فہرست میں ہے کہ جس کے ذریعہ کوئی شخص خود پر کوئی چیز واجب و لازم کر لیتا ہے یا جو چیز اس پر لازم ہے اس کا مزید خود کو پابند بنا لے، لیکن اکثر موارد میں جو فقط اپنی بات کو باوزن بنانے یا اپنی بات کو صحیح ثابت کرنے کے لئے قسم کھائی جاتی ہے وہ ہماری بحث سے خارج ہے، اسی طرح وہ قسمیں جو اختلاف اور تنازعہ کے موقع پر کسی حق کے ثابت کرنے کے لئے کھائی جاتی ہے وہ بھی ہماری بحث سے خارج ہے۔

مسئلہ ۳۴۳۳۔ سچی قسم کھانا جائز ہونے کے باوجود مکروہ ہے لیکن اگر شرعی طور پر کسی مشکل کا سبب بنتی ہے جیسے کسی مومن کے لئے ضرر کا باعث ہو تو حرام ہے۔

مسئلہ ۳۴۳۴۔ جھوٹی قسم کھانا حرام ہے لیکن اگر خود سے یا کسی مرد مومن سے ظلم و ستم کو دور کرنے یا کسی گناہ کے پرہیز کے لئے کھائے جیسے کوئی ظالم کسی شخص سے گانا گانے کو کہے اور وہ اس سے بچنے کے لئے قسم کھائے کہ میں گانا نہیں جانتا ہوں تو اس صورت میں جھوٹی قسم کھانا جائز ہے اور کفّارہ بھی واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۴۳۵۔ اگر کسی نے ایسی قسم کھائی ہو جو اس پر حرام تھی تو اسے توبہ اور خدا سے مغفرت طلب

کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ۲۴۳۶۔ خدا کو گواہ قرار دینا اور یہ کہنا کہ خدا گواہ ہے، (خدا جانتا ہے) تو یہ بھی قسم کے مانند ہے، یعنی اگر انسان حقیقت کے برخلاف خدا کو شاہد قرار دیتا ہے تو حرام ہے اور چاہیئے کہ توبہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۳۷۔ وہ قسم جس سے حق ثابت ہوتا ہے وہ ذات اقدس الٰہی کی قسم ہے، لیکن انبیاء، ائمہ، قرآن کریم اور کعبہ وغیرہ کی قسم کھانے سے حق ثابت نہیں ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۳۸۔ جو قسم ثبوت حق اور اختلاف و تنازعہ کے برطرف ہونے کا باعث ہوتی ہے وہ حاکم شرع کے حکم سے کھائی جاتی ہے۔

مسئلہ ۲۴۳۹۔ اگر طرفین تنازعہ میں طے کریں کہ قسم کے ساتھ کوئی ایک مدّ مقابل کے دعوٰی سے دست بردار ہو جائے تو قسم سے دعوٰی ساقط ہو جاتا ہے، چاہے یہ نہ ذات اقدس الٰہی کے لئے ہو اور نہ حاکم شرع کے حکم پر ہو۔

کفّارہ کے احکام

مناسک حج میں احرام کے جو کفّارہ ہیں ان کے علاوہ واجب کفّارہ چودہ ہیں:

۱) عمداً مسلمان کو قتل کرنے کا کفّارہ، کفّارہ جمع ہے یعنی:

۱۔ایک غلام کا آزاد کرنا۔

۲۔دو مہینے پے در پے روزہ رکھنا۔

۳۔ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلانا۔

مسئلہ۳۴۴۰۔اگر مقتول قاتل کا غلام ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کا بھی یہی کفّارہ ہے۔

مسئلہ۳۴۴۱: اگر مکہ معظّمہ (حرم) میں یا حرمت والے مہینوں میں سے کسی ایک مہینہ میں قتل واقع ہو جائے تو چاہیئے کہ حرمت والے مہینوں (رجب، ذیقعد، ذی الحجہ اور محرم) میں دو مہینے روزہ رکھے۔

مسئلہ۳۴۴۲۔کفّارہ اس وقت واجب ہوتا ہے جبکہ مقتول کے ولی قاتل سے قصاص کا مطالبہ نہ کریں۔

۲) غلطی سے مسلمان کو قتل کرنے کا کفّارہ، کفّارہ ترتیبی ہے، یعنی ایک غلام آزاد کرے، اگر یہ میسر نہ آئے تو دو مہینے روزہ رکھے اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلائے۔

مسئلہ۳۴۴۳۔اگر قتل حرم مکہ یا حرمت والے مہینوں میں واقع ہو تو چاہیئے کہ حرمت والے مہینوں میں سے دو مہینے روزہ رکھے، اگر روزہ نہ رکھ سکے تو ایک مومن غلام آزاد کرے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلائے۔

۳) ماہ رمضان میں کھانے کا کفّارہ، یہ ہے کہ تینوں کفّاروں میں سے کوئی ایک تخییری طور پر واجب ہے، یعنی ایک مومن غلام آزاد کرے یا دو مہینے روزہ رکھے یا ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلائے۔

مسئلہ۳۴۴۴۔اگر روزہ دار رمضان میں اپنا روزہ حرام چیز مثلاً شراب یا زنا سے توڑے تو اس پر تینوں کفّارے واجب ہیں۔

۴) رمضان کے روزوں کی قضا بجا لاتے وقت زوال کے بعد کھا لینے کا کفّارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے اور اگر نہ کھلا سکے تو تین روزے رکھے۔

۵) کفّارہ ظہار، اس کا کفّارہ رمضان کے تینوں کفّاروں میں سے حسب ترتیب ایک ہے یعنی غلام آزاد کرے، اگر یہ ممکن نہ ہو تو دو مہینے روزہ رکھے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلائے۔

۶) اعتکاف کی حالت میں بیوی سے ہمبستری کرنے کا کفّارہ یہ ہے کہ روزہ کے کفّاروں میں سے تخییری طور پر کوئی ایک کفّارہ دے۔

۷) عہد کے توڑنے کا کفّارہ، اس کا کفارہ تخییری طور پر تینوں کفّاروں میں سے کوئی ایک ہے۔

۸) عورت کا مصیبت کے وقت اپنے بالوں کے کاٹنے کا کفّارہ، اس کا کفارہ روزے کے تینوں کفّاروں میں سے کوئی ایک ہے، اگرچہ پورے بالوں کو نہ کاٹا ہو بلکہ زیادہ کو کاٹا یا تراشا ہو۔

۹) قسم کی مخالفت کا کفّارہ، اس کا کفارہ یہ ہے کہ ایک مومن غلام آزاد کرے یا دس مسکینوں کو کھانا

کھلائے یا دس مسکینوں کو کپڑے پہنائے، اگر ان تمام سے قاصر ہو تو چاہیئے کہ تین دن پے در پے روزہ رکھے۔

۱۰) نذر کی مخالفت کا کفّارہ، اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کی مخالفت کا ہے۔

۱۱) ایلاء کا کفّارہ، اس کی تفصیل مسئلہ ۳۳۷۸ میں بیان ہوچکی ہے، اس کا کفّارہ بھی وہی ہے جو قسم کی مخالفت کا ہے۔

۱۲) مصیبت کے وقت عورت کا اپنے بالوں کے اکھاڑنے کا کفّارہ، اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کی مخالفت کا ہے۔

۱۳) مصیبت کے وقت عورت کا اپنے چہرے پر اس طرح خراش لگانا کہ خون نکل آئے، تو اس کا کفّارہ بھی وہی ہے جو قسم کا کفّارہ ہے، لیکن چہرہ پر طمانچہ لگانے کی صورت میں کفّارہ نہیں ہے فقط مستحب ہے کہ توبہ و استغفار کرے۔

۱۴) زوجہ اور اولاد کے سوگ میں مرد کا اپنے لباس کو چاک کرنے کا کفّارہ، اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کی مخالفت کا ہے۔

مسئلہ ۳۴۴۵۔ مصیبتوں میں چہرے پر طمانچہ لگانے کا کفّارہ نہیں ہے، شوہر اور دوسرے اعزہ کے سوگ میں عورت کا اپنے لباس کو چاک کرنے کا کفّارہ نہیں ہے اسی طرح مرد اپنے باپ اور بھائی کے غم میں اپنا لباس چاک کرے تو بھی کفّارہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۴۴۶۔ اگر کوئی شادی شدہ عورت سے یا اس عورت سے شادی کرے جو عدہ کی حالت میں ہے (اس پر حرام ابدی ہونے کے علاوہ کہ جس کی تفصیل مسئلہ ۲۹۶۴ سے ۲۹۶۹ تک گذر چکی ہے) مستحب ہے کہ کفّارہ دے اور اس کا کفّارہ پانچ صاع آٹا ہے اور ایک صاع چار مد کا ہوتا ہے۔

مسئلہ ۳۴۴۷۔ اگر کوئی نماز عشاء پڑھے بغیر سو جائے یہاں تک کہ آدھی رات گذر جائے، تو مستحب ہے کہ اس کے کفّارہ کے طور پر اس شب کے اگلے دن ایک روزہ رکھے۔

مسئلہ ۳۴۴۸۔ بعض احادیث میں مستحبی کفّاروں کی تعداد اس طرح بیان ہوئی ہے:

۱) فال بد (بدشگونی) لینے کا کفّارہ، توکل کرنا ہے کیوں کہ اسلام میں فال بد جائز نہیں ہے۔

۲) ہنسی کا کفّارہ (**اللھمّ لا تمقتنی**) ہے یعنی معبود مجھ پر غضبناک نہ ہو۔

۳) نشست کا کفّارہ یہ ہے کہ جب اس نشست سے اٹھنے لگے تو کہے:

"سبحان ربک ربّ العزہ عمّا یصفون، و سلامٌ علی المرسلین، والحمد للہ ربّ العالمین".

(صافات آیات ۱۸۰ سے ۱۸۲ تک)

مسئلہ ۳۴۴۹۔ تمام موارد میں کفّارہ کے واجب ہونے کے لئے، تمام اسباب کے فراہم ہونے کے ساتھ، دو اہم شرطیں ہیں۔

۱) مکلّف ہو یعنی بالغ و عاقل ہو اور ایسا مجبور نہ ہو کہ اس سے شرعی ذمہ داری ساقط ہو جائے۔

۲) عمداً ہو، لہذا اگر کوئی شخص کفّارہ کے اسباب غلطی یا فراموشی یا مسائل سے ناواقفیت کی بنا پر انجام دے تو اس پر کفّارہ واجب نہیں ہوگا لیکن اگر کسی مسلمان کو غلطی سے قتل کردے تو کفّارہ ہے، کہ جس کی تفصیل اسی فصل میں بیان ہوچکی ہے۔

مسئلہ ۳۴۵۰۔ قتل خطا میں کفّاہ اس وقت واجب ہوتا ہے جبکہ عرف میں قتل کی نسبت اسی کی طرف دی جائے، ضمانت کے اسباب کے برخلاف کہ جس کا تذکرہ دیات کی فصل میں آئے گا، لہذا

اگر کوئی شخص لوگوں کی آمد و رفت کے راستہ میں کنواں کھودے اور اس کے انجام سے غافل ہو، اور کوئی راہگذر اس میں گر کر مر جائے تو اس کی دیت ہے، لیکن کفّارہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۴۵۱۔ قتل عمدی اور قتل خطا کا حکم اس بچہ کے سلسلہ میں بھی جاری ہوتا ہے جو ماں کے شکم میں ہے خواہ اس میں ابھی روح نہ پڑی ہو۔

مسئلہ ۳۴۵۲۔ کفّارہ ادا کرنے میں جلدی کرنا چاہیئے کیوں کہ یہ گناہ سے توبہ کی طرح ہے اور وہ واجب فوری ہے۔

مسئلہ ۳۴۵۳۔ بیان شدہ کفّارے عبادات کی قسم ہیں اور ان میں قصد قربت لازم ہے اور وہ مطالب جو وضوء کے باب میں نیت کے متعلق مسئلہ ۱۱۷ سے ۱۲۴ تک بیان ہو چکے ہیں، ان پر یہاں بھی عمل کیا جائے گا۔

مسئلہ ۳۴۵۴۔ جس زمانہ میں غلام دستیاب ہوں، لیکن اگر کوئی مالی طور پر اس کے خریدنے پر قادر نہ ہو اور کسب و تجارت کے ذریعہ اپنے اہل و عیال کے اخراجات سے زیادہ مال ذخیرہ نہ کر سکتا ہو تو اس کی گردن سے اس کے ساقط ہونے کے لئے یہی کافی ہے، چوں کہ دور حاضر میں غلام دستیاب نہیں ہیں، لہذا تفصیلی بحث کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۴۵۵۔ دو ماہ پے در پے روزے کے لئے ایک ماہ اور ایک دن مسلسل روزہ رکھنا کافی ہے، لیکن حرم مکہ یا حرمت والے مہینوں میں قتل کا کفّارہ، چاہے عمداً ہو یا خطا کی صورت میں یہ ہے کہ حتماً پورے دو ماہ پے در پے روزہ رکھے اگرچہ عید قربان کو بھی روزہ رکھنے کا باعث ہو۔

مسئلہ ۳۴۵۶۔ جس نے کفّارہ کا روزہ رکھنا شروع کیا، لیکن ایک ماہ اور ایک دن پورے ہونے سے قبل اسے حیض یا اچانک بیماری یا ضروری سفر وغیرہ کی وجہ سے روزہ چھوڑنا پڑ جائے تو عذر کے بر طرف ہوتے ہی بلا فاصلہ روزہ رکھنے کا سلسلہ شروع کرے گا۔

مسئلہ ۳۴۵۷۔ جسے دو مہینے روزہ رکھنا ہے اسے چاہیئے کہ اس طرح شروع کرے کہ ایک ماہ اور ایک دن کے دوران عید قربان نہ پڑے۔

مسئلہ ۳۴۵۸۔ جس مسکین کو کفّارہ دیا جا رہا ہے اس کے فقیر و مسکین ہونے کا معیار وہی ہے جو زکات کے مستحقین کے سلسلہ میں مسئلہ ۱۴۶۷ میں بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۳۴۵۹۔ انسان اپنا کفّارہ ان لوگوں کو نہیں دے سکتا جن کا نان و نفقہ اس پر واجب ہے کہ جس کی تفصیل ۱۴۸۴ میں گذر چکی ہے۔

مسئلہ ۳۴۶۰۔ قسم وغیرہ کی مخالفت کے کفّارہ کے سلسلہ میں جو لباس کا ذکر آیا ہے اس سے مراد پورا لباس ہے اور بہتر یہ ہے کہ ہر فقیر کو لباس کے دو ٹکڑے دیئے جائیں تا کہ لباس پہنانا صدق کرے۔

مسئلہ ۳۴۶۱۔ فقیر کو شکم سیر کرنا درج ذیل دو صورتوں میں سے کسی ایک کے ذریعہ ممکن ہے:

۱) ہر فقیر کو ایک مد خوراک دے، بہتر ہے کہ دو مد دے۔

مسئلہ ۳۴۶۲۔ ایک مد تقریباً ۸۷۰ گرام کا ہوتا ہے، لہذا اگر ۹۰۰ گرام دے تو احتیاط کے مطابق ہوگا۔

مسئلہ ۳۴۶۳۔ قسم اور اس کے ملحقات (۹ سے ۱۲ تک کے کفّارے) کی مخالفت کے کفّارہ میں احتیاط واجب کی بنا پر گیہوں، گیہوں کا آٹا یا گیہوں کی روٹی دینا کافی ہے، لیکن دوسرے کفّاروں میں کوئی بھی کھانا اور غلہ دینا کافی ہے جیسے چاول، کھجور اور گیہو وغیرہ۔

مسئلہ ۳۴۶۴: کفّاروں میں خوراک کا دینا ضروری ہے اور اس کی قیمت کفایت نہیں کرے گی۔

۲) فقیر کو شکم سیر کرے، اس صورت میں خوراک کی مقدار اور اس کی قسم شرط نہیں ہے لیکن اگر فقیر کمسن ہو تو چاہیئے کہ بڑے کی نسبت خوراک کے فرق کو مدنظر رکھے لیکن اگر اس کی رعایت ممکن نہ ہو تو چاہیئے کہ ایک بڑے کی جگہ پر دو کمسن کو کھانا کھلائے اور ہر حال میں چاہیئے کہ اس سلسلہ میں بچہ کے ولی سے گفتگو کرے۔

مسئلہ ۳۴۶۵۔ فقیر کو کھانا کھلانے کے سلسلہ میں حتماً ان کی تعداد کو مدنظر رکھا جائے لہذا اگر ایک فقیر کو کئی بار کھانا کھلایا جائے تو کافی نہ ہوگا، لیکن اگر کہیں فقیر کی مقررہ تعداد نہ مل سکے تو اس صورت میں متعدد دنوں میں انہیں فقراء کو کھانا کھلانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، لیکن ایک ہی دن میں متعدد بار نہ کھلائے۔

مسئلہ ۳۴۶۶۔ اگر کسی کے ذمہ کئی کفارے ہوں تو وہ ان کی تعداد کے مطابق ہر فقیر کو کفارہ دے سکتا ہے مثلاً اگر اس کے ذمہ دس کفارے ہوں تو وہ ساٹھ فقیروں میں سے ہر ایک کو دس مد گیہوں دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۳۴۶۷: ترتیبی کفّاروں میں یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ اگر ترتیب کے مطابق کوئی ایک کفّارہ دینے سے قاصر ہے تو اس کے بعد والا کفّارہ دے، اس کا معیار یہ ہے کہ کفّارہ ادا کرتے وقت عاجز ہو، اگر کسی کہ ذمہ دو مہینے کے روزے تھے اور وہ ان کے رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا، لہذا اس نے ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلایا لیکن اگر کھانا کھلانے کے بعد روزہ رکھنے پر قدرت حاصل ہو جائے تو یہ کھانا کھلانا ہی کافی ہے۔

مسئلہ ۳۴۶۸۔ اگر کوئی روزہ سے قاصر ہونے کی وجہ سے فقراء کو کھانا کھلانا شروع کر دے لیکن اسے پورا کرنے سے قبل روزہ رکھنے پر قادر ہو جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر چاہیئے کہ اس کفّارہ کو کافی نہ سمجھے بلکہ روزہ رکھے جو کہ پہلا کفّارہ ہے۔

مسئلہ ۳۴۶۹۔ اگر کوئی شخص کفّارہ ظہار میں غلام نہ ملنے کی وجہ سے روزہ رکھنا شروع کر دے اور دوسرے مہینے میں وارد ہونے کے بعد غلام دستیاب ہو جائے تو یہی روزہ کافی ہے اور لازم نہیں ہے کہ غلام خریدے اور اسے آزاد کرے۔

مسئلہ ۳۴۷۰۔ جس شخص کا فریضہ کفارۂ جمع ہے وہ ان میں سے جس پر قدرت نہیں رکھتا وہ اس سے ساقط ہو جائے گا اور بقیہ کو انجام دے گا لہذا جس پر قادر نہیں ہے اس کے عوض استغفار کرے اور بہتر یہ ہے کہ اس کی جگہ پر جتنا ممکن ہو صدقہ دے۔

مسئلہ ۳۴۷۱۔ جو کھانا کھلانے سے عاجز ہے احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیئے کہ اگر روزہ رکھنے پر قادر ہے تو اس کے بجائے ۱۸ روزہ رکھے۔

مسئلہ ۳۴۷۲۔ جس شخص پر ترتیبی کفّارہ واجب تھا اگر وہ آخری کفّارہ سے بھی عاجز ہو، جو کہ ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلانا ہے، تو اس کو چاہیئے کہ ۱۸ روزے رکھے یعنی کھانا کھلانے کے بجائے ہر دس افراد کے عوض تین روزے رکھے اگر اس پر بھی قادر نہ ہو تو چاہیئے کہ اس کی جگہ استغفار کرے اور بہتر یہ ہے کہ بقدر امکان صدقہ بھی دے۔

مسئلہ ۳۴۷۳۔ اگر کفّارہ ظہار میں ۱۸ روزے رکھنے پر قادر نہ ہو تو بھی استغفار کرنا کافی نہ ہوگا بلکہ کفّارہ نہ دینے والے کا حکم اس کی گردن پر ثابت رہے گا۔

مسئلہ ۳۴۷۴۔ جس کی گردن پر کئی کفّارے واجب ہیں اگر وہ سب پر قادر نہ ہو تو جتنی مقدار میں قدرت رکھتا ہے اتنا ہی انجام دے اور یہ پورے کے ساقط ہونے کا باعث نہیں ہوتا، سوائے اس شخص کے جو ان میں سے کسی پر بھی قادر نہ ہو۔

مسئلہ ۳۴۷۵۔ جو کفّارہ پر قدرت نہیں رکھتا اگر وہ اس کے بجائے اس کا عوض دے دے تو اس

سے استغفار وغیرہ ساقط ہو جائیں گے پھر اگر وہ بعد میں اس پر قادر ہو جائے تو اس کا جبران کرنا اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۴۷۶۔ جس شخص پر کفّارہ ہے اگر وہ اس کے انجام دینے پر قادر نہ ہو اور کوئی مخیّر شخص اس کی طرف سے انجام دینا چاہے تو وہ اس کی حیات میں فقط ان کفّاروں کو انجام دے سکتا ہے جن کا تعلق مال سے ہے جیسے کھانا کھلانا اور غلام آزاد کرنا لیکن اس کی طرف سے روزہ نہیں رکھ سکتا، ہاں مردہ شخص کی جانب سے جو بھی فریضہ اس کی گردن پر تھا اسے انجام دے سکتا ہے۔

اقرار کے احکام

اقرار کے معنی یہ ہیں کہ انسان دوسرے کے فائدہ کے لئے اپنے ذمہ کسی حق کا اعتراف کرے یا انسان یہ تسلیم کرے کہ میرا کوئی حق کسی شخص کی گردن پر نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۴۷۷۔ اگر انسان کسی چیز کے اقرار کے بعد اس کے برخلاف دعویٰ کرے تو اس کا دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا اس کا پہلا اقرار ثابت ومعتبر ہے۔

مسئلہ ۳۴۷۸۔ جس اقرار کے شرائط فراہم ہوں وہ تمام دلیلوں پر مقدم ہوگا یہاں تک کہ بیّنہ (دو عادل گواہ) پر بھی۔

مسئلہ ۳۴۷۹: اقرار کے ثابت ومعتبر ہونے کے لئے پانچ شرطیں لازم ہیں:

۱) اقرار کرنے والے کا بالغ ہونا۔

۲) اس کا عاقل ہونا۔

۳) اس کا اس چیز کے متعلق رشید ہونا جس کے بارے میں اقرار کر رہا ہے۔

مسئلہ ۳۴۸۰: اگر کوئی شخص مثلاً مالی مسائل میں رشید ہو لیکن شادی بیاہ کے مسائل میں رشید نہ ہو تو مالی مسائل میں اس کا اقرار ثابت ہوگا اور شادی کے مسائل میں ثابت نہ ہوگا۔

۴) اقرار قصد کے ساتھ ہو، لہذا اگر نیند اور مستی کی حالت میں یا اشتباہاً اور غلطی سے کسی چیز کا اقرار کرلے تو وہ اقرار نافذ نہ ہوگا۔

۵) اختیار کے ساتھ ہو، لہذا اگر اجبار واضطرار کی بنا پر کسی چیز کا اقرار کرے تو وہ نافذ نہ ہوگا۔

مسئلہ ۳۴۸۱: اگر کوئی شخص اس قدر پیاسہ ہو کہ اس کے ہلاک ہونے کا خوف ہو اور پانی کا مالک اسے اس شرط پر پانی دے کہ وہ اس کے حق میں کسی چیز کا اقرار کرے تو ایسا اقرار نافذ نہ ہوگا۔

مسئلہ ۳۴۸۲: اقرار میں مخصوص صیغہ شرط نہیں ہے بلکہ جس لفظ سے بھی اپنے ذمہ دوسرے کا حق ثابت کرے اور دوسرے کی گردن سے اپنے حق کی نفی کرے، تو یہ کفایت کرتا ہے۔

مسئلہ ۳۴۸۳: اگر کوئی شخص دعویٰ کرے کہ فلاں شخص کی گردن پر میرا اتنا مال ہے اور وہ شخص کہے کہ میں نے ادا کردیا ہے تو اس قول کا لازمہ یہ ہے کہ وہ اس مبلغ کا مقروض تھا، لہذا اگر وہ یہ ثابت نہ کرسکے کہ دے چکا ہے تو اسے اس مبلغ کے دینے پر مجبور کیا جائے گا۔

مسئلہ ۳۴۸۴: اقرار میں اس کا زبان پر جاری کرنا شرط نہیں ہے، بلکہ اشارہ اور تحریر وغیرہ سے بھی اقرار ہوتا ہے۔

مسئلہ ۳۴۸۵: اقرار میں لازم ہے کہ وہ جس چیز کا اپنے ذمہ دوسرے کے فائدہ میں اقرار کر رہا ہے وہ ایسا حق ہو کہ وہ شخص اس فائدہ کا اس سے مطالبہ کر سکے جیسے: پیسے، مال، منفعت (خارج میں یا اپنے ذمہ) حق جیسے حق خیار، نفقہ اور لذت اندوزی وغیرہ کا حق، لیکن ان کے علاوہ میں اقرار نافذ نہیں ہوتا جیسے کوئی شخص یہ اقرار کرے کہ اس نے یہ قسم کھائی ہے کہ وہ کسی شخص کو کوئی چیز دے گا، کیوں کہ اس فرض میں اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے وعدہ سے پھر جائے اور ادا نہ کرے۔

مسئلہ ۳۴۸۶: اگر کوئی شخص یہ اعتراف کرے کہ وہ کسی کا مقروض ہے کہ جس کی ادائیگی کا وقت

ابھی باقی ہے اس اعتراف سے اس کے ذمہ وہ مبلغ ثابت ہو جاتا ہے، اور قرض خواہ وقت سے قبل اس سے مطالبہ نہیں کرسکتا مگر یہ کہ قرض خواہ اس کے نقد ہونے کو ثابت کردے۔

مسئلہ ۳۴۸۷۔ اگر کوئی شخص یہ اعتراف کرے کہ وہ کسی کا مقروض ہے لیکن اس کی ادائیگی کا وقت مقرر نہیں ہے تو اگر وہ بعد میں دعویٰ کرے کہ ادائیگی کا وقت مقرر تھا تو مقروض ہونا ثابت ہے لیکن ادائیگی کا وقت ثابت نہیں ہے، کیوں کہ مطالبات میں اصل یہ ہے کہ وہ نقد ہوں، مگر یہ کہ ادائیگی کے وقت کو ثابت کردے۔

مسئلہ ۳۴۸۸۔ حق کی حدود کے معین ہونے کا معیار اقرار کرنے والے کے ظاہری الفاظ ہیں ، یعنی جو کچھ اس کے مطلق قول سے یا قرینہ حالیہ ومقالیہ سے سمجھ میں آتا ہے وہی ثابت ہے، اگر وہ اس کے برخلاف دعویٰ کرتا ہے تو وہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ مگر یہ کہ وہ یہ دعویٰ کرے کہ اقرار کے وقت الفاظ کے ظاہر کے خلاف کوئی قرینہ تھا تو اس صورت میں اس سے یہ کہا جائے گا کہ وہ اسے ثابت کرے۔

مسئلہ ۳۴۸۹۔ اگر کوئی شخص اقرار کے بعد دعویٰ کرے کہ میں نے حقیقت میں قصد نہیں کیا تھا ، بلکہ مذاق ،اجبار، اضطرار یا اشتباہ میں کیا تھا تو اس سے دلیل طلب کی جائے گی کہ وہ اسے ثابت کرے اور اگر وہ اسے ثابت نہ کرسکے تو اقرار نافذ ہو جائے گا۔

مسئلہ ۳۴۹۰۔ اگر کوئی اقرار کے بعد کہے کہ میں نے جھوٹ بولا ہے، جبکہ اقرار کے شرائط فراہم ہوں تو اس دعویٰ پر توجہ نہیں کی جائے گی مثلاً یہ اقرار کرے کہ اپنا گھر بیچا ہے اور اس کی قیمت لے لی ہے پھر بعد میں کہے کہ میں نے عدالت میں بیعنامہ کے مکمل ہونے کے لئے ایسا کیا تھا ورنہ میں نے اس سے پیسے نہیں لئے ہیں، اس کے اس دعویٰ کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

مسئلہ ۳۴۹۱۔ اقرار ایک ظاہری حجت ہے یہ فقط اس صورت میں نافذ ہے کہ جب سچ کا احتمال

ہو، لہذا اگر معلوم ہو کہ جھوٹ ہے تو نافذ نہیں ہوگا اور اس پر کوئی عمل نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۳۴۹۲۔ جیسا کہ مسئلہ ۳۴۷۸ میں بیان ہو چکا ہے کہ اقرار تمام ظاہری حجتوں پر مقدم ہے، اگر اقرار کرنے والا بعد میں اس کے برخلاف دعویٰ کرے تو دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا۔

مسئلہ ۳۴۹۳۔ اقرار کے ثابت ہونے کے لئے حاکم شرع کے حکم کی ضرورت نہیں ہے بلکہ جو بھی اس سے مطلع ہوگا اس پر حجت ہے۔

مسئلہ ۳۴۹۴۔ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے فائدہ کے لئے اقرار کرے، اور مد مقابل اس کی تائید کرے یا کہے کہ میں نہیں جانتا تو یہ اقرار اقرار کرنے والے کے حق میں ثابت و نافذ ہے، اور اگر مد مقابل اس کو جھٹلائے تو دو اقراروں میں ٹکراؤ کی وجہ سے اس کا اقرار نافذ نہیں ہوگا اور دوسری ترجیحات جیسے شہود، قاعدۂ ید اور قاعدۂ اصل وغیرہ کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

غصب کے احکام

دوسروں کے حق پر دست درازی کرنے اور زبردستی لوگوں کا مال ہڑپنے کو غصب کہتے ہیں، انسان اس عمل کے سبب انسانی فضیلت کی بلندی سے حیوانی رذائل کی پستیوں میں گر جاتا ہے، کیوں کہ یہ حیوان ہے کہ اپنے سے کمزور حیوان پر ظلم کرتا ہے اور کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتا اور نہ ہی اپنی حدود میں رہتا ہے۔ خداوند منّان نے انسانی معاشرہ کی اصلاح اور آپس میں معاشرہ کے افراد کے تعلقات برقرار رکھنے کے لئے غصب کو شدت کے ساتھ حرام قرار دیا ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے باب میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ انسانوں کو ان کے حق سے محروم کرنا بڑا گناہ ہے۔

بہت سی روایتوں میں دوسروں کے حقوق غصب کرنے کے بارے میں بیان ہوا ہے ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں۔

۱) پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

''جو شخص کسی زمین پر ناحق تصرّف کرتا ہے اسے مجبور کیا جائے گا کہ وہ اس زمین کی مٹی محشر تک اٹھا کر لے جائے''۔

۲) حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ناحق مسلمانوں کا مال لینا بہت بڑا گناہ ہے''۔

۳) رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے:

''مکان میں ایک غصبی اینٹ بھی اسکی ویرانی کا باعث ہے''۔

مسئلہ ۳۴۹۵۔ اگر کوئی شخص کسی مال میں غلطی سے اپنا حق سمجھ کر تصرّف کرے اور ظلم و زیادتی کا قصد نہ رکھتا ہو تو بھی وہ زیادہ تر احکام میں غصبی مال کی طرح ہے جیسے کوئی چیز باطل معاملہ کے ذریعہ حاصل ہو، ضمنی طور پر یہاں ہماری اس بحث کا تعلق ہر اس چیز سے ہے جس کو انسان غیر شرعی طریقہ سے حاصل کرتا ہے اگر چہ عمداً اور ظلم کے قصد کے ساتھ نہ ہو، رہے وہ موارد کہ جن میں اس کا حکم غصب کے حکم سے مختلف ہے تو ہم ان کو آئندہ بیان کریں گے۔

مسئلہ ۳۴۹۶۔ کسی چیز یا کسی مال کو غصب کرنا اس وقت کہا جائے گا جبکہ انسان اسے اپنے اختیار میں لے اور اس پر قبضہ کر لے، لیکن صرف تصرّف کرنے یا مالک کے تصرّف میں رکاوٹ بننے سے غصب ثابت نہیں ہوتا، اگر چہ یہ بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۳۴۹۷۔ غصب میں وکالت نہیں ہے لہذا اگر کوئی وکیل کی حیثیت سے دوسرے کی طرف سے کوئی چیز غصب کرے تو وہ خود ہی غاصب ہے اور ضامن بھی ہے نہ کہ موکّل، مگر یہ کہ موکّل بھی غصب میں بنفس نفیس شریک ہو۔

مسئلہ ۳۴۹۸۔ غاصب فقط غصبی چیز کو اپنے قبضہ میں لینے سے ہی ضامن ہو جاتا ہے چاہے زیادتی کا قصد ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ ۳۴۹۹۔ غصبی مال مالک کو پلٹانے کی کئی صورتیں ہیں:

۱) اگر غصبی مال موجود ہو تو غاصب پر واجب ہے کہ اسی کو مالک کو پلٹا دے خواہ اس کے پلٹانے میں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے اور پیسے بھی خرچ ہوں۔

۲)اگر غصبی مال دسترس میں نہ ہو مثلاً گم ہو گیا ہو اور مالک بھی انتظار کرنے پر تیار ہو تو وہ مال کے ملنے اور اس پر قبضہ پانے تک انتظار کرے گا، لیکن اگر انتظار کرنے پر راضی نہ ہو تو غاصب پر واجب ہے کہ اس کا عوض مالک کو دے، اور اس صورت میں غصبی مال کا تعلق غاصب سے ہوگا اور لازم نہیں ہے کہ مال کے ملنے کے بعد اسے مالک کو واپس کرے۔

۳)اگر غصبی مال تلف ہو جائے تو غاصب پر واجب ہے کہ مالک کو اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۳۵۰۰۔ اگر غاصب غصبی زمین میں کوئی چیز بوئے یا کوئی عمارت بنائے تو چاہیئے کہ جتنی مدت زمین پر کھیتی کی ہے یا جتنے دنوں تک زمین پر عمارت رہی ہے اتنے دنوں کی اجرت زمین کے مالک کو دے، زراعت اور زمین اسی کی ہے اور مالک اسے کھیتی کٹوانے یا عمارت گروانے کے لئے کہہ سکتا ہے، چاہے نقصاندہ ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۳۵۰۱۔ اگر زمین میں غاصب کے کھودنے اور ہل چلانے کی وجہ سے اس کی قیمت گھٹ جائے تو ضروری ہے کہ جتنا نقصان آیا ہے اتنا مالک کو دے۔

مسئلہ ۳۵۰۲: اگر غاصب کا زمین میں استعمال ظلم و زیادتی کی بنا پر نہ ہو بلکہ اپنی زمین سمجھ کر اس میں مکان بنائے یا زراعت کرے یا درخت لگائے تو اس صورت میں مالک کو اس بات پر راضی کر سکتا ہے کہ وہ اس زمین کی قیمت لے لے اور اس کا مکان نہ گرائے اور اس کی کھیتی برباد نہ کرے ،لیکن اگر زمین کے مالک کے لئے نقصاندہ ہو تو وہ انہیں برباد کر سکتا ہے یا کسی بھی طرح آپس میں مصالحت کر لیں۔

مسئلہ ۳۵۰۳۔ مسئلہ ۳۴۹۹ میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ اگر غصبی مال تلف ہو جائے تو چاہیئے کہ اس کا عوض مالک کو دے، اس کی دو صورتیں ہیں:

۱)اگر غصبی مال ''قیمی'' ہو یعنی قیمت اور خریدار کی رغبت کے لحاظ سے اس کے مساوی اجزاء میں فرق ہو جیسے حیوانات کہ جن کی قیمت وقت کے اعتبار سے گھٹتی بڑھتی رہتی ہے، اور قیمت میں یہ فرق اس کی فراوانی اور کمی کی وجہ سے ہوتا ہے، تو اس صورت میں چاہیئے کہ جس دن غصب کیا ہے اس دن کی قیمت ادا کرے ،لیکن اگر پیسے کی قیمت میں تبدیلی کی وجہ سے ہو تو چاہیئے کہ غصب کے دن کی قیمت مدّ نظر رکھی جائے اور اسے جو پیسہ دے وہ اس دن کی قیمت کے لحاظ سے ہو۔

مسئلہ ۳۵۰۴۔ اگر غصبی مال غاصب کے اختیار میں نہ ہو مثلاً گم ہو جائے ،تو کیا غاصب غصب کے دن کی قیمت ادا کرے گا یا جس دن ادا کر رہا ہے اس دن کی قیمت دے گا؟ یہ محل اشکال ہے ،لہٰذا احتیاط واجب کی بنا پر لازم ہے کہ مصالحت کے ذریعہ احتیاط کی رعایت کرے۔

۲)اگر غصبی مال ''مثلی'' ہو، یعنی قیمت اور خریدار کی رغبت کے اعتبار سے اس مال کے مانند چیز جیسے غلہ وغیرہ، تو تلف ہو جانے کی صورت میں اس کے مثل چیز دے، چاہے اس کے حاصل کرنے میں کئی گنا قیمت چکانا پڑے اور اگر اس کا حاصل کرنا دشوار ہو تو جس دن قیمت چکا رہا ہے اسی دن کی قیمت مالک کو ادا کرے۔

مسئلہ ۳۵۰۵۔ ''قیمی'' اس چیز کو کہتے ہیں کہ جس کی قیمت لگاتے وقت خاص چیزوں کو مدّ نظر رکھتے ہیں، اور کہتے ہیں: اس گھوڑے اور اس لباس کی قیمت یہ ہے، جیسے حیوانات ،استعمال شدہ اشیاء، ہاتھ کی بنی اور ہاتھ کی بنائی ہوئی چیزیں۔ لیکن قیمی میں قیمت اس کی قسم کے لحاظ سے معین کی جاتی ہے اور کوئی خاص چیز مدّ نظر نہیں ہوتی جیسے سونا، چاندی، روئی ،غلہ اور کسی خاص کارخانہ کی بنی ہوئی چیزیں۔

مسئلہ ۳۵۰۶۔ اگر غصبی مال میں عیب یا کوئی نقص پیدا ہو جائے تو غاصب ضامن ہے ،اسے چاہیئے کہ اصل مال بھی واپس کرے اور سالم و معیوب قیمت میں جتنا فرق ہے بازار کی قیمت کے لحاظ

سے اتنا واپس کرے، لیکن اگر بازار کی قیمت گھٹ جائے اور اصل مال میں کوئی عیب یا نقص پیدا نہ ہوا ہو تو اصل مال کا پلٹانا کافی ہے، قیمت گھٹ جانے کی بابت اسے کچھ دینا نہیں پڑے گا۔

مسئلہ ۳۵۰۷۔ اگر غاصب کے یہاں آ کر غصب شدہ مال میں اضافہ ہو جائے چاہے یہ اضافہ عین مال میں ہو جیسے موٹاپا یا مال سے جدا ہو جیسے دودھ یا انڈا وغیرہ تو اس صورت میں غاصب پر لازم ہے کہ اصل مال پلٹانے کے علاوہ اضافہ بھی مالک کو پلٹائے اور اگر اضافہ ممکن نہ ہو تو اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۳۵۰۸۔ اگر غصب شدہ چیز غاصب کے یہاں دوسری چیز میں تبدیل ہو جائے جیسے انڈا بچہ میں یا دانہ زراعت میں بدل جائے تو وہ بچہ اور زراعت مالک کی ملکیت ہے اور اگر اس تبدیلی سے اس کی قیمت گھٹ جائے تو غاصب پر لازم ہے کہ گھٹی ہوئی قیمت مالک کو دے۔

مسئلہ ۳۵۰۹۔ جس طرح غاصب غصبی مال کا ضامن ہے اسی طرح اس منافع کا بھی ضامن ہے جو اس نے حاصل کیا ہے، لہذا اگر غصبی مکان میں رہا ہے یا غصبی گاڑی پر سوار ہوا ہے یا غصبی لباس پہنا ہے تو چاہیئے کہ وہ ان سب کی اجرت مالک کو دے۔

مسئلہ ۳۵۱۰۔ غصبی مال کا منافع اگر حاصل نہیں کر سکا ہے جیسے غصبی مکان یا گاڑی کچھ عرصہ تک بغیر استفادہ کے رہے تو اس صورت میں اس پر کوئی کرایہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۵۱۱۔ اگر کوئی دوسرا شخص غصبی مال سے استفادہ کرے تو اس کی اجرت غاصب کے ذمہ نہیں ہے، بلکہ اس شخص کے ذمہ ہے کہ جس نے اس سے استفادہ کیا ہے۔

مسئلہ ۳۵۱۲۔ آزاد شخص کو غصب کرنا حرام ہے لیکن غاصب اس کا ضامن نہیں ہے، ہاں اگر غاصب کی بنا پر وہ تلف ہو جائے یا اس کے کسی عضو میں نقص پیدا ہو جائے تو اس صورت میں اس کی

دیت اس پر لازم ہے اور اگر اس مدت میں اس سے کام لیا ہے تو اس کی اجرت بھی ادا کرے۔

مسئلہ ۳۵۱۳۔ اگر غصبی مال کئی ایک کے ہاتھوں سے گذر چکا ہو جیسے غاصب اسے کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دے یا دوسرا اس سے غصب کر لے، تو اس صورت میں فرداً فرداً ہر ایک ضامن ہے اور مالک ہر ایک سے اپنے مال کا مطالبہ کر سکتا ہے اور اس شخص سے بھی مطالبہ کر سکتا ہے کہ جس کے ہاتھ سے مال تلف ہوا ہے اگر چہ وہ غاصب نہ ہو اور مال کو اس نے اپنے قبضہ میں نہ لیا ہو۔

مسئلہ ۳۵۱۴۔ جس شخص نے غاصب سے غصبی مال خریدا ہے یا مفت اس سے لیا ہے وہ دوبارہ اسے غاصب کو نہیں دے سکتا اور اگر اسے واپس کر دے گا تو بری الذمہ نہیں ہوگا بلکہ اسے چاہیئے کہ مال صاحب مال تک پہنچائے اور اگر صاحب مال کو نہ جانتا ہو تو اس مال پر مجہول المالک کا حکم جاری ہوگا۔

مسئلہ ۳۵۱۵۔ غاصب سے غصبی مال کا خریدنا اور اس کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے، لیکن اگر صاحب مال یا اس کا ولی یا اس کا وکیل اجازت دے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۵۱۶۔ غصبی جگہ پر جانا جائز نہیں ہے چاہے صلہ رحم، علاج یا اس چیز کو خریدنے کی غرض سے جائے جو دوسری جگہ دستیاب نہ ہو اور یہی حکم دوسری عرفی ضرورتوں کا بھی ہے لیکن اگر ضرورت اتنی شدید ہو کہ جو حرمت کے زائل ہونے کا باعث ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۵۱۷۔ ان زمینوں میں جانے میں کوئی اشکال نہیں ہے کہ جن کا احاطہ نہ ہو چاہے غصبی ہی کیوں نہ ہوں۔

مسئلہ ۳۵۱۸۔ مالک غصب شدہ مال کو غاصب کے چنگل سے نکال سکتا ہے اگر غاصب منع کرتا ہے تو حاکم شرع سے شکایت کر سکتا ہے اور اگر وہ مدد سے انکار کر دے تو حاکم جور سے شکایت کر سکتا

ہےاور طاقت کے ذریعہ اپنا مال اس سے لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۳۵۱۹۔اگر غصبی مال کا واپس لینا غاصب کے مال میں تصرّف یا اس کے مال کے تلف ہونے کا باعث ہو تو بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے، جیسے غاصب کے مکان میں داخل ہونا، تالا توڑنا، دیوار میں سوراخ کرنا، زراعت کا روندنا اور محافظ کتّے کا جان سے مارنا وغیرہ، لیکن کم سے کم نقصان کرنے پر اکتفا کرے، اور وہ اس کا ضامن نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۵۲۰۔اگر غصبی مال کے واپس لینے پر کچھ پیسے خرچ کرنا پڑیں تو غاصب سے مطالبہ نہیں کرسکتا۔

❁❁❁❁❁

بنجر زمینوں کو آباد کرنے کے احکام

مسئلہ۳۵۲۱۔ملکیت کے قصد سے ان بنجر زمینوں کو آباد کرنا جائز ہے جو کہ ابتداء سے بنجر تھیں، آباد کرنے کے بعد ہی اس پر ملکیت کا حکم جاری ہوگا، آباد کرنے والا چاہے مسلمان (مومن یا اہل خلاف) ہو یا کافر۔

مسئلہ۳۵۲۲۔بنجر زمین حکومت سے خریدنے یا کورٹ کچہری میں درج کرانے سے ملکیت میں نہیں آتی، بلکہ اپنے مباح ہونے پر باقی رہتی ہے اور جو بھی اسے آباد کرے گا وہی اس کا مالک ہوگا اور صاحب سند اس میں رکاوٹ نہیں بن سکتا، ہاں فقط سند اس کے نام منتقل کرنے سے پرہیز کرسکتا ہے یا اس کے عوض کسی چیز کا مطالبہ کرسکتا ہے۔

مسئلہ۳۵۲۳۔زمین کو براہ راست آباد کرنا شرط نہیں ہے بلکہ اس کام کے لئے وکیل بنا سکتا ہے یا مزدور کے ذریعہ کروا سکتا ہے، اگر وکیل اس کام کو موکّل کے لئے مفت یا اجرت کے عوض انجام دے تو زمین اس کی ملکیت میں آجائے گی اور جو ولی کی زیر سرپرستی ہے ولی اس کے لئے زمین کو آباد کرسکتا ہے۔

مسئلہ۳۵۲۴۔جو شخص نہ وکیل ہے اور نہ ہی ولی ہے اگر وہ ثواب کی غرض سے کسی کے لئے کسی زمین کو آباد کرے تا کہ وہ زمین کا مالک ہوجائے تو یہ کافی نہیں ہے۔

مسئلہ۳۵۲۵۔زمین آباد کرنے کے معنیٰ یہ ہیں کہ زمین میں کوئی ایسا کام انجام دے کہ جس سے عرف میں یہ کہا جائے کہ اس زمین کو آباد کیا گیا ہے جیسے کسی جگہ کو کھیتی، باغ، مکان، تجارت، گودام، جانوروں اور پرندوں کے رکھنے کے لئے بنا دیا جائے اور اگر ایسا کام انجام نہ دیا جائے تو ملکیت حاصل نہیں ہوگی۔

مسئلہ۳۵۲۶۔چہار دیواری و احاطہ کھینچنے کا حکم مسئلہ ۳۵۳۸ میں بیان ہوگا۔

مسئلہ۳۵۲۷۔جو شخص زمین کو آباد کرنے یا اس کے علاوہ کسی اور چیز کے ذریعہ زمین کا مالک بنتا ہے وہ اس زمین کی حدود کا بھی حقدار ہوجاتا ہے جیسے راستہ، کنواں، چراگاہ وغیرہ لہٰذا ان سے ان قوانین کے مطابق استفادہ کرسکتا ہے کہ جن کو ہم بیان کریں گے، اس بنا پر کوئی دوسرا شخص ان میں اس طرح تصرّف نہیں کرسکتا ہے کہ جس سے اس کے حقوق پہ حرف آئے۔

مسئلہ۳۵۲۸۔جدید اور نئے راستوں کی حدود توافق نہ ہونے کی صورت میں پانچ ہاتھ ہے یعنی تقریباً ڈھائی میٹر ہے، مستحب ہے کہ سات ہاتھ ہو یعنی تقریباً ساڑھے تین میٹر ہو۔

مسئلہ۳۵۲۹۔اگر کوئی شخص کسی کی زمین کے سامنے کی زمین کو آباد کرنا چاہتا ہے تو چاہیئے کہ اس کی زمین سے پانچ یا سات ہاتھ کا فاصلہ رکھے تا کہ آمد و رفت میں تکلیف نہ ہو۔

مسئلہ۳۵۳۰۔اگر کوئی شخص اصلی روڈ سے کچھ فاصلہ پر کوئی زمین آباد کرے تو وہ گھر سے روڈ تک کے فاصلہ میں راستہ بنانے کا حق رکھتا ہے، لیکن اگر اس سے کم و زیاد پر توافق ہوجائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ۳۵۳۱۔ایسا راستہ کہ جس کے دونوں طرف آباد کرنے سے پہلے کئی سال لوگوں کی آمد و رفت کی وجہ سے راستہ بن چکا ہے اسے آباد کرنے کے ذریعہ تنگ نہیں کیا جا سکتا خواہ وہ

بہت زیادہ وسیع ہو۔

مسئلہ ۳۵۳۲۔ جو کنواں بنجر زمین میں جانوروں کو پانی پلانے کے لئے کھودا گیا ہے اس کی حدود چاروں طرف سے بیس میٹر ہیں تاکہ جانور اچھی طرح وہاں اکٹھا ہوسکیں۔

مسئلہ ۳۵۳۳۔ جو کنواں بنجر زمین میں کھیتوں کی سینچائی کے لئے کھودا گیا ہے اس کی حدود چاروں طرف سے تیس میٹر ہیں، تاکہ پانی لے جانے والے وسائل کے ذریعہ وہاں سے پانی لے جایا جاسکے۔

مسئلہ ۳۵۳۴۔ پہلے سے موجود کنواں اور چشمہ کے برابر میں دوسرا کنواں کھودنا اور چشمہ جاری کرنا جائز نہیں ہے کہ جس سے پہلے موجود کنویں اور چشمہ کو خاص نقصان پہنچے۔

مسئلہ ۳۵۳۵۔ چھوٹی بڑی عام نہروں کا کنارہ اتنا ہونا چاہیئے کہ ان کے دونوں طرف آنے جانے والوں کے علاوہ ان میں اس مٹی کو بھی ڈالا جاسکے جو ان سے کھودی جاتی ہے۔

مسئلہ ۳۵۳۶۔ گھر کا حریم (گھر کے سامنے کی جگہ) وہ راستہ ہے جو گھر کے دروازہ کے سامنے اصلی روڈ کو جاتا ہے جس کی مساحت ڈھائی یا ساڑھے تین میٹر ہوتی ہے جو مسئلہ ۳۵۲۸ میں بیان ہوچکی ہے۔

مسئلہ ۳۵۳۷۔ اگر صاحب خانہ کو کوڑا کرکٹ ڈالنے کے لئے مذکورہ جگہ سے زیادہ جگہ کی ضرورت ہو تو ظاہر یہ ہے کہ مذکورہ جگہ سے زیادہ جگہ کو گھر کا حریم قرار نہیں دے سکتا، لیکن اگر کسی جگہ پر بہت دنوں سے کوڑا ڈالتا ہو اور وہ اس کے اختیار میں ہو تو کیا اس کے لئے رخنہ ڈالا جاسکتا ہے یا نہیں؟ یہ محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۳۵۳۸۔ جس طرح انسان زمین کو آباد کرنے کے ذریعہ زمین کا مالک اور اس کی حدود کا

حقدار ہوجاتا ہے، اسی طرح وہ ''تحجیر'' جو کہ زمین کو آباد کرنے کا مقدمہ ہے، کے ذریعہ زمین اور اس کی حدود کا بھی مالک وحقدار بن جاتا ہے۔

مسئلہ ۳۵۳۹۔ تحجیر مکان کی تعمیر کے ابتدائی کام کو کہتے ہیں جیسے حدود معین کرنا، بنیاد کھودنا اور دیگر ایسے کام انجام دینا جسے عرف میں آباد کرنا نہ کہا جائے لیکن آباد کرنے کا مقدمہ ہو۔

مسئلہ ۳۵۴۰۔ تحجیر کے ذریعہ زمین اور اس کی حدود میں اولویت کا حق حاصل ہوجاتا ہے، لیکن تحجیر اور آبادکاری میں اتنا فاصلہ ہو کہ جو عرف میں قابل قبول ہو، ہاں اگر معمول سے زیادہ فاصلہ ہوجائے تو اولویت کا حق ختم ہوجائے گا، اور اس کے آباد کرنے کے لئے دوسرے افراد اقدام کرسکتے ہیں۔

مسئلہ ۳۵۴۱۔ مذکورہ فرض میں اگر تحجیر کے وقت پتھر، اینٹ اور لوہا وغیرہ کا استعمال کیا ہو تو دوسرا آباد کرنے والا شخص اس وقت تک اس میں تصرف نہیں کرسکتا جب تک کہ یہ ثابت نہ ہوجائے کہ تحجیر کرنے والا اس سے دستبردار ہوگیا ہے یا اتنا زیادہ فاصلہ ہوجائے کہ عرف میں زمین کو عبث پڑی رہنے سے تعبیر کیا جائے، لہذا اس صورت میں احتیاط واجب کی بنا پر حاکم شرع کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

مسئلہ ۳۵۴۲۔ اگر مذکورہ فرض میں حاکم شرع کی طرف رجوع کئے بغیر تحجیر کی نشانیاں ختم کردے اور خود اس زمین کو آباد کرے تو وہ اس کا مالک ہوجائے گا اگرچہ احتیاط واجب کی بنا پر وہ دوسرے کے اس مال کا ضامن ہوگا جو تلف کیا ہے اور ممکن ہے بعض جگہوں میں گناہگار بھی ہو۔

مسئلہ ۳۵۴۳۔ جس نے کنواں کھودنا، چشمہ ڈھونڈنا یا نہر کے کنارے نالی کھودنا شروع کردی ہے اسے ان زمینوں میں تحجیر کا حق حاصل ہوجاتا ہے جو ان کے ذریعہ سینچی جاسکتی ہیں اور مدت کے اعتبار سے ان کے حدود معین ہیں جیسا کہ مسئلہ ۳۵۴۰ میں بیان ہوچکا ہے۔

مسئلہ ۳۵۴۴۔ تحجیر مالک ہونے کا باعث نہیں ہے لہذا جس زمین کی تحجیر کی گئی ہے اسے بیچا نہیں جا سکتا، لیکن اپنا اولویت کا حق کسی دوسرے کو دے سکتا ہے اور کسی چیز کے عوض مصالحت بھی کر سکتا ہے، بشرطیکہ مدت کے طولانی ہونے کے سبب اس کا حق ساقط نہ ہو گیا ہو۔

مسئلہ ۳۵۴۵۔ جو زمینیں قبیلوں کے آس پاس ہیں اور وہ ان ہی سے منسوب ہیں، اگر وہ آباد کرنے کے ذریعہ ان کی ملکیت میں نہ آئی ہوں، لیکن عرصہ دراز سے انہیں کے تصرف اور استعمال میں ہوں جیسے چراگاہ اور تفریح گاہ، تو یہ ان قبیلوں کی حدود قرار پائیں گی اور دوسرے افراد انہیں آباد کرنے کے ذریعہ اپنی ملکیت میں نہیں لے سکتے اور نہ ہی ان کے لئے رخنہ ڈال سکتے ہیں یہاں تک کہ انہیں میں سے بعض افراد دیگر بعض افراد کی اجازت کے بغیر ایسا کام نہیں کر سکتے۔

مسئلہ ۳۵۴۶۔ مذکورہ فرض میں اگر یہ زمینیں قبیلوں سے مخصوص نہ ہوں تو وہ ان میں کوئی حق نہیں رکھتے لہذا کوئی دوسرا شخص یا ان ہی میں سے کچھ لوگ ان زمینوں کو آباد کر کے اپنی ملکیت میں لے سکتے ہیں اور انہیں کوئی روک نہیں سکتا۔

مسئلہ ۳۵۴۷۔ جو زمینیں گاؤں والوں سے مخصوص ہیں اگر وہ انہیں آباد کرنے سے پہلے ایک دوسرے کی رضامندی سے آپس میں تقسیم کر لیں تو اس تقسیم کا کوئی اثر نہ ہوگا، لہذا جو بھی انہیں آباد کرے گا وہی ان کا مالک ہوگا، معمولاً شہر اور گاؤں اسی طرح بڑے اور وسیع ہوتے ہیں۔

مسئلہ ۳۵۴۸۔ انسان کا اپنی ملکیت میں کوئی ایسا کام کرنا حرام ہے کہ جس سے پڑوسی کی ملکیت کو ایسا نقصان پہنچے کہ جو پڑوسیوں میں معمول کے خلاف سمجھا جاتا ہے جیسے اپنے مکان میں اس طرح پانی ڈالے کہ اس کی نمی پڑوسی کی دیوار تک سرایت کرے اور اسے نقصان پہنچے، لہذا چاہیئے کہ انسان ایسے کام سے پرہیز کرے چاہے خود کو نقصان اٹھانا پڑے اور اگر اس سے پرہیز نہیں کرتا ہے تو جو بھی نقصان پڑوسی کو پہنچے گا اس کا ضامن ہے۔

مسئلہ ۳۵۴۹۔ اگر کوئی شخص اپنی ملکیت میں کوئی ایسا کام انجام دے کہ جس کا اثر پڑوسی کی ملکیت تک نہ پہنچے لیکن اسے نقصان لاحق ہو جیسے اپنی دیوار کو اونچی کرے کہ جس سے پڑوسی کے گھر میں روشنی اور ہوا کے پہنچنے سے مانع ہو تو ایسا کام جائز ہے، لیکن اگر پڑوسی کو بہت زیادہ نقصان پہنچ رہا ہو تو اس کا جائز ہونا محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۳۵۵۰۔ مسئلہ ۳۵۳۴ میں بیان کر چکا ہوں کہ انسان کے لئے جائز نہیں ہے کہ اپنی ملکیت میں کنواں کھودے یا چشمہ جاری کرے کہ جس سے پڑوسی کے کنویں اور چشمہ کو نقصان پہنچے۔

تکملہ

عام جگہیں اور عام اموال

مسئلہ ۳۵۵۱: عام اموال کہ جن سے تمام لوگ استفادہ کا حق رکھتے ہیں، درج ذیل ہیں:

۱۔ اوقاف

اوقاف سے عام فائدہ اٹھانا وقف کی نوعیت کے لحاظ سے ہے کہ جس کی تفصیل احکام وقف کے باب میں بیان ہو چکی ہے۔

۲۔ مشاہد مشرفہ

مسئلہ ۳۵۵۲۔ مساجد، مشاہد مشرفہ اور اماکن متبرکہ جو کہ مومنین اور زائرین کے استفادہ کے لئے ہیں اور جہاں مومنین ثواب کے لئے نزدیک اور دور دراز علاقوں سے اکٹھا ہوتے ہیں اگر کوئی ان

جگھوں میں سے کسی جگہ پہلے پہنچ جائے اور وہ اس کے اختیار میں ہو اور وہاں سے نہ ہٹے تو رات تک وہاں رہنے کا زیادہ حقدار ہے، اوراس کے لئے مزاحمت ایجاد کرنا حرام ہے جیسا کہ مسئلہ ۱۶۷ میں بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۳۵۵۳۔ ہر مسلمان مسجد کے کسی بھی حصہ میں نماز، دعا، درس اور قرآن کی تلاوت کر سکتا ہے یہاں تک کہ اس میں فیصلہ کرنے اور سونے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے مگر یہ کہ اس کام سے مسجد کا تقدس پامال ہو۔

مسئلہ ۳۵۵۴۔ مسجدوں میں نماز پڑھنا ظاہراً ہر کام پر مقدم ہے اور اس میں نماز جماعت کا مقدم ہونا مسلّم ہے اور نماز پنجگانہ کا ان کے اوقات میں با جماعت بجالانا مشہور ہے، کوئی بھی شخص اس سے روک نہیں سکتا، احتیاط واجب کی بنا پر اوّل وقت فرادیٰ نماز کے لئے بھی اس تقدس کا پاس ولحاظ رکھا جائے، لیکن ان کے علاوہ نماز ظاہراً اولویت نہیں رکھتی ہے بشرطیکہ مسجد کے دوسرے حصہ میں نماز پڑھنا ممکن ہو۔

مسئلہ ۳۵۵۵۔ جو کچھ مسئلہ ۳۵۵۳ میں بیان کیا جا چکا ہے وہ مشاہد مشرّفہ کے لئے بھی ثابت ہے۔

مسئلہ ۳۵۵۶۔ مشاہد مشرّفہ میں نماز، تلاوت قرآن، زیارت اور دیگر عبادات کا بجالانا دوسری جگھوں پر بجالانے سے بہتر ہے اور ان کے علاوہ دوسرے اعمال ان میں رکاوٹ نہیں ہو سکتے، اگر چہ زیارت دوسرے عبادی اعمال پر مقدم نہیں ہے لیکن دوسری عبادتوں میں اس طرح مشغول نہ ہو جائے کہ اچھی طرح زیارت نہ کر سکے۔

مسئلہ ۳۵۵۷۔ نماز کے وقت حرم مطہّر میں نماز کے لئے اکٹھا ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے چاہے اتنی دیر تک نمازیوں کے ازدحام کی وجہ سے زیارت نہ ہو سکے۔

۳۔ بازار

بازار سے کھلی اور وسیع جگہ مراد ہے جو کسی خاص فرد یا گروہ سے مخصوص نہیں ہے جہاں لوگ آکر دوکانیں لگاتے ہیں اور خرید وفروخت کرتے ہیں۔

مسئلہ ۳۵۵۸۔ بازاروں میں پہلے پہنچنے کا وہی حکم ہے جو مسجدوں اور حرموں میں پہلے پہنچنے کا ہے۔

۴۔ راستہ

راستہ کی دو قسمیں ہیں:

۱: بند گلی، کہ جس کے تینوں طرف مکانات ہوتے ہیں۔

مسئلہ ۳۵۵۹۔ بند گلی سے فقط وہی لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں کہ جن کے دروازے اس گلی کی طرف کھلتے ہوں اور ایسی گلی سے فائدہ اٹھانے کے لئے کسی دوسرے کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۵۶۰۔ جس شخص کا گھر بند گلی میں ہے، اگر وہ گھر کے دروازہ کو وسیع کرنا یا کوئی دریچہ بنانا چاہتا ہے تو دوسروں کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے، ہاں اگر بعض افراد کے لئے نقصان دہ ہو تو انہیں راضی کرے۔

مسئلہ ۳۵۶۱۔ اگر بند گلی کے داخل ہونے کے راستہ میں دروازہ وغیرہ کی بنا پر رکاوٹ ہو تو جو لوگ اس گلی میں نہیں رہتے ہیں وہ وہاں آمد ورفت اور آرام کرنے کا حق نہیں رکھتے، لیکن اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو تو دوسرے افراد بھی وہاں سے آ جا سکتے اور بیٹھ سکتے ہیں مگر گلی میں رہنے والوں کو تکلیف نہ پہنچے۔

مسئلہ ۳۵۶۲۔ ایسی بند گلی جو گلی بننے سے پہلے گلی میں رہنے والوں میں سے کسی ایک کی ملکیت ہو

تو اس گلی میں دوسرے رہنے والے اس کی رضامندی کے بغیر اس کی طرف نہ چھجّا نکال سکتے ہیں اور نہ ہی نالی، نہ گھر کے گندے پانی کے لئے کوئی کنواں بنا سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی تہ خانہ۔

مسئلہ ۳۵۶۳۔ اگر بند گلی، گلی میں رہنے والوں کی ملکیت نہ ہو بلکہ گذر گاہ ہونے کی بنا پر ان کی ملکیت میں آجائے تو گلی میں رہنے والوں میں سے کوئی بھی باقی دوسرے افراد کی رضامندی کے بغیر نالی، چھجّا، کنواں یا تہ خانہ اس شرط کے ساتھ بنا سکتا ہے کہ راستہ چلنے والوں کے لئے کسی طرح کی مزاحمت نہ ہو اور احتیاط واجب کی بنا پر گلی کو نقصان نہ پہنچے مثلاً گلی میں اندھیرا نہ ہو اور ہوا نہ رکے۔

۲: کھلی گلی، کہ جس کے دونوں طرف مکانات ہوتے ہیں اور اس کا خاتمہ کسی دوسری گذر گاہ پر ہوتا ہے۔

مسئلہ ۳۵۶۴۔ بازار اور گلیاں سب کے استفادہ کے لئے ہیں لہٰذا ان میں سب کو آنے جانے، بیٹھنے، سونے اور خرید و فروخت کرنے کا حق ہے کوئی ان کو منع نہیں کر سکتا، بشرطیکہ راستہ چلنے والوں کے لئے دقّت ہو ورنہ تجاوز کرنے والا شمار ہوگا اور راستہ چلنے والوں کو جو نقصان لاحق ہوگا وہ اس کا ضامن ہوگا۔

مسئلہ ۳۵۶۵۔ گذر گاہوں پر دروازہ اور کھڑکی لگانا، چھجّا بنانا، کنواں کھودنا اور تہ خانہ بنانا اس شرط کے ساتھ صحیح ہے کہ راستہ چلنے والوں کے لئے کوئی زحمت نہ ہو اور احتیاط واجب کی بنا پر گذر گاہوں کو بھی نقصان نہ پہنچے مثلاً اندھیرا نہ ہو اور ہوا نہ رکے۔

۵۔ دریاؤں اور نہروں کا پانی

مسئلہ ۳۵۶۶۔ دریاؤں، ندیوں، نہروں، جھرنوں اور چشموں کا پانی اور کنوؤں سے ابل کر نکلنے

والا پانی اور بنجر زمینوں میں تالاب اور گڑھوں کا پانی عام اموال میں سے شمار ہوتا ہے، اس سے تمام لوگ استفادہ کر سکتے ہیں کسی کو روکنے کا حق نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۵۶۷۔ دریا، نہر اور چشمہ وغیرہ کا پانی اپنے قبضہ میں لئے بغیر کوئی اسے بیچ نہیں سکتا۔

مسئلہ ۳۵۶۸۔ اگر کوئی نہر کا پانی نالی بنا کر اپنی یا بنجر زمین میں قبضہ کی نیت سے لے جائے تو وہ اس کا مالک ہے اور کوئی اس سے منع نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۳۵۶۹۔ اگر کوئی شخص بنجر زمین میں پانی پر قبضہ کی نیت سے کوئی چشمہ جاری کرے یا کنواں کھودے تو وہ اس پانی کا مالک ہے۔

مسئلہ ۳۵۷۰۔ اگر کسی کی ملکیت میں کوئی چشمہ یا کنواں خود بخود وجود میں آجائے تو وہ اس کا مالک ہے چاہے قبضہ کا قصد نہ بھی ہو۔

مسئلہ ۳۵۷۱۔ اگر کوئی شخص آسانی کے ساتھ پانی لینے کے لئے نہر کے کنارے کوئی حوض بناتا ہے تو وہ وہاں کے لئے اولویت رکھتا ہے کوئی اس کے لئے مزاحمت ایجاد نہیں کر سکتا، لیکن وہ اس حوض کے پانی کا مالک نہیں ہے مگر یہ کہ خود کے لئے بنایا ہو۔

مسئلہ ۳۵۷۲۔ جو پانی کسی خاص شخص کا ہے اگر وہ ایسی جگہ میں ہو کہ جس کی دیوار اور جالی وغیرہ کے ذریعہ حد بندی کی گئی ہو تو اس کی اجازت کے بغیر اس میں تصرّف نہیں کیا جا سکتا، لیکن اگر حد بندی کے بغیر کسی زمین میں ہو تو اس پانی کا پینا، اور اس سے دھونا معمولاً مالک کی اجازت کے بغیر جائز ہے بشرطیکہ پانی کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔

مسئلہ ۳۵۷۳۔ اگر کوئی گروہ ایک ساتھ دریا وغیرہ کے کنارے پہنچے اور اس کے پانی کو استعمال کرنا چاہتا ہو تو ان میں سے بعض لوگ اس پانی کو خود سے مخصوص نہیں کر سکتے اور نہ ہی دوسروں کو منع

کرسکتے ہیں اوراگروہ پانی سب کے لئے کافی ہوتو سب اس کے حقدار ہیں اوراگرسب کے لئے کافی نہ ہوتو اس کی دوصورتیں ہیں:

۱۔اگرسب ایک ساتھ پانی کے پاس پہنچیں تو اس صورت میں کسی کو برتری نہیں ہوگی بلکہ چاہیئے کہ اسے اپنے درمیان برابر سے تقسیم کریں اور ہرایک اپنے حصہ پرقناعت کرے۔

۲۔اگریکے بعددیگرے پانی کے پاس پہنچیں تو اس صورت میں جو پہلے پہنچا ہے وہ اولویت رکھتا ہے،لہذا جب تک پہلے پہنچنے والے کی ضرورت پوری نہیں ہوجاتی اس وقت تک دوسرے استعمال کرنے کا حق نہیں رکھتے۔

مسئلہ۳۵۷۴۔اگر کچھ لوگوں نے پانی کے کنارے مختلف اوقات میں کچھ زمینوں کو آباد کیا ہواور پانی سب کے لئے کفایت نہ کرتا ہوتو چاہیئے کہ زمین کو جس ترتیب کے ساتھ آباد کیا ہے اسی اعتبار سے اس پانی سے اپنی اپنی زمینوں کی سینچائی کریں،لہذا جب تک پہلے والے افراد اپنی زمین کی سینچائی نہیں کرلیتے اس وقت تک بعد والے اپنی زمین کی سینچائی نہیں کرسکتے۔

مسئلہ۳۵۷۵۔اگر پانی تمام آباد کی ہوئی زمینوں کے لئے فی الوقت کافی ہو۔لیکن بعد میں پانی کم ہوجائے اور تمام کے لئے کافی نہ ہو،تو کیا یہاں بھی پہلے آباد کرنے والے افراد مقدم ہیں یا نہیں؟ یہ محل اشکال ہے۔

۶۔ چراگاہ

مسئلہ۳۵۷۶۔ جو چراگاہیں صحرااوربنجرزمینوں میں ہیں اوران کا کوئی خاص مالک نہیں ہے وہ سب کے لئے ہیں،سب ان سے استفادہ کرسکتے ہیں اورکوئی اپنے قبضہ میں نہیں لے سکتا اورنہ ہی دوسروں کواستفادہ کرنے سے روک سکتا ہے۔

مسئلہ۳۵۷۷۔ جو چراگاہیں ذاتی زمینوں میں ہیں اگران کا مالک انہیں اپنے چوپایوں کے چرنے کے لئے مخصوص کیا ہوتو کوئی دوسرااس کی اجازت کے بغیراستفادہ نہیں کرسکتا۔

۷۔بنجرزمینوں میں موجود چیزیں

مسئلہ۳۵۷۸۔بنجرزمینوں میں بالو،ریت،پتھر،کنکریاں،لکڑی اورمعدنیات وغیرہ کا مالک وہی ہے جس نے ان پر پہلے قبضہ حاصل کیا ہے،لیکن جس نے یہاں صرف کوئی بند و بست کیا ہے وہ دوسروں کومنع نہیں کرسکتا۔

مسئلہ۳۵۷۹۔اگرکوئی شخص معدنیات پرتسلط حاصل کرلےتو لازم ہے کہ وہ ان شرائط کے مطابق ان میں خمس نکالے جو مسئلہ۱۵۳۹سے۱۵۴۲تک میں بیان ہوچکے ہیں۔

گمشدہ کے احکام

گمشدہ کی تین قسمیں ہیں:

۱۔گمشدہ انسان کہ جسے ''لقیط'' کہتے ہیں۔

۲۔گمشدہ حیوان کہ جسے ''ضالہ'' کہتے ہیں۔

۳۔گمشدہ چیز کہ جسے ''لقطہ'' کہتے ہیں۔

پہلی فصل

لقیط (پڑے ہوئے بچے) کے احکام

مسئلہ۳۵۸۰۔ پڑا ہوا بچہ کہ جس کا کوئی حسب ونسب نہ ہو وہ آزاد کے حکم میں ہے مگر یہ کہ اس کے غلام ہونے پر کوئی قطعی دلیل ہو۔

مسئلہ۳۵۸۱۔ پڑے ہوئے بچہ کے تلف ہونے کا خطرہ ہو تو اٹھا لینا چاہیئے اور اگر ایسی صورت حال نہ ہو تو اٹھانا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ۳۵۸۲۔ کافر کے علاقہ میں پڑا ہوا بچہ کہ جس کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ مسلمان کا بچہ ہے یا کافر ذمّی کا اگرچہ اس کے خون کے محترم ہونے کا علم نہ ہو تو بھی احتیاط واجب کی بنا پر اگر اس کے تلف ہونے کا خطرہ ہو تو اس کا اٹھا لینا واجب ہے۔

مسئلہ۳۵۸۳۔ اگر بالغ وعاقل شخص پڑے ہوئے بچہ کو اٹھالے تو وہ اس بچہ کا ولی ہوگا اور چاہیئے کہ اس کی تربیت و پرورش اور سرپرستی میں کوتاہی نہ کرے۔

مسئلہ۳۵۸۴۔ جس شخص نے پڑے ہوئے بچہ کو اٹھایا ہے اسے چاہیئے کہ معمول کے مطابق اس کے ولی کو اتنا ڈھونڈے کہ اس سے ناامید ہو جائے، مگر یہ کہ معلوم ہو جائے کہ خود اس کے ولی نے ڈالا ہے تو اس صورت میں اس کا ولی ہونا ساقط ہو جائے گا اور اس کے ولی کا ڈھونڈنا لازم نہیں ہے بشرطیکہ بچہ کا اٹھانے والا بالغ وعاقل ہو، لیکن اگر اٹھانے والا بچہ یا دیوانہ ہو تو کوئی اثر نہ ہوگا۔

مسئلہ۳۵۸۵۔ اگر پڑے ہوئے بچہ کے ساتھ کچھ مال ہو تو جب تک اس کے خلاف کوئی قرینہ نہ ہو تو وہ مال اسی بچہ کا سمجھا جائے گا کہ ولی نے اس کے ساتھ رکھ دیا ہے تاکہ جو بچہ کو اٹھائے وہ اس کو اس پر خرچ کرے، لہٰذا وہ اسے بچہ کے اخراجات میں خرچ کر سکتا ہے۔

مسئلہ۳۵۸۶۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ بچہ کو جان بوجھ کر نہیں ڈالا گیا ہے بلکہ گر گیا ہے یا گمشدہ ہے یا کسی نے اسے چھین کر پھینک دیا ہے تو اگر اس صورت میں اس کے ساتھ کچھ مال ہو تو وہ مجہول المالک کے حکم میں ہوگا۔

مسئلہ۳۵۸۷۔ اگر کہیں سے بچہ کے اخراجات پورے ہو سکتے ہوں، جیسے اس بچہ کے ساتھ کچھ مال ہو کہ جو اسی کا سمجھا جا رہا ہے یا کوئی شخص ثواب کے لئے اس کے اخراجات پورا کرے یا شرعی حقوق سے پورا کیا جائے یا کوئی ایسا کام کرے کہ جس سے اس کا گذر بسر ہو سکے، ان میں سے جو بھی میسّر ہو، تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، اور اگر ایسا نہ ہو تو جس نے اسے اٹھایا ہے وہ اس کے

اخراجات پورا کرے۔

مسئلہ ۳۵۸۸۔ اگر کوئی شخص پڑے ہوئے بچہ کا خرچ ثواب کے قصد سے پورا کر رہا ہو تو وہ بعد میں اس خرچ کا مطالبہ نہیں کرسکتا، لیکن اگر ثواب کا قصد نہ ہو تو بچہ کے بڑے ہونے کے بعد دو شرطوں کے ساتھ اس سے مطالبہ کرسکتا ہے، وہ دو شرطیں یہ ہیں:

۱۔ بچہ استطاعت رکھتا ہو

۲۔ اس بچہ کے ساتھ ولی ضامن ضریرہ کا معاملہ نہ کیا ہو کہ جس کا حکم مسئلہ ۳۸۷۹ سے ۳۸۸۲ تک میں بیان ہوگا، لہذا اگر بچہ فقیر ہو یا اس کے ساتھ ولی ضامن جریرہ کا معاملہ کیا ہو تو اس بچہ سے اخراجات کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔

مسئلہ ۳۵۸۹۔ جس شخص کو پڑا ہوا بچہ ملا ہے وہ اسے اپنا بچہ نہیں بنا سکتا اور اگر اسے اپنا بچہ بنا لیتا ہے تو اس پر کوئی شرعی اثر مترتب نہ ہوگا جیسا کہ مسئلہ ۳۱۲۳ میں بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۳۵۹۰۔ اگر گمشدہ شخص بڑا ہو لیکن اپنے اخراجات پورا کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو جیسے دیوانہ یا مفلوج، یہاں بھی اگر اس کے تلف ہونے کا خوف ہو تو چاہیئے کہ اس کی دیکھ ریکھ کریں اور اس کا خون محترم ہے، سوائے یہ کہ اس پر لقیط (پڑے ہوئے بچہ) کے احکام جاری نہ ہوں گے بلکہ اس دیوانہ کے حکم میں ہے کہ جس کا کوئی معین ولی نہ ہو اور اس کا حکم مسئلہ ۲۵۲۵ میں بیان ہو چکا ہے۔

دوسری فصل

ضالّہ (گمشدہ حیوان) کے احکام

مسئلہ ۳۵۹۱۔ کافر علاقہ میں (یعنی جہاں کے رہنے والوں کی اکثریت مسلم اور کافر ذمّی کے علاوہ ہو) اگر کسی انسان کا حیوان گم ہو جائے اور وہ کسی دوسرے شخص کو نظر آ جائے تو وہ اسے اپنے لئے پکڑ سکتا ہے اور اس کے مالک کو ڈھونڈنا ضروری نہیں ہے بشرطیکہ اس پر مسلمان کی ملکیت ہونے کی کوئی نشانی نہ ہو، ورنہ وہ اس صورت میں سرزمین اسلامی کے گمشدہ کے حکم میں ہوگا کہ جس کا حکم بعد میں بیان ہوگا۔

مسئلہ ۳۵۹۲۔ غیر مسلم ممالک میں، اگر قانونی یا عرفی نقطہ نظر سے ایسے مسائل ہوں کہ جہاں گمشدہ جانور کا پکڑنا مسلمانوں کے لئے تکلیف اور اسلام کے لئے بدنامی کا باعث ہو تو گمشدہ جانور کا پکڑنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۵۹۳۔ مذکورہ مسائل میں جانوروں کی قسم اور اس چیز میں کوئی فرق نہیں ہے کہ وہ شہر و آبادی میں ملیں یا جنگل وصحرا میں۔

مسئلہ ۳۵۹۴۔ اسلامی ممالک میں اگر انسان کوئی حیوان ایسی جگہ سے پکڑے کہ جہاں آبادی نہ ہو اور حیوان کے تلف ہونے کا بھی خطرہ نہ ہو، یعنی وہاں پانی اور گھاس وغیرہ ہو اور درندوں کا ڈر نہ ہو

یا اس وجہ سے تلف ہونے کا خطرہ نہ ہو کہ حیوان تندرست ہو اور وہاں درندے نہ ہوں، تو حیوان کا پکڑنا حرام ہے۔

مسئلہ ۳۵۹۵۔ مذکورہ فرض میں حیوان کو پکڑنے والا شخص حیوان اور اس کے منافع کا ضامن ہے، وہ منافع چاہے اسی سے متصل ہو جیسے موٹا ہونا یا اس سے جدا ہو جیسے دودھ اور بچہ، اور اس کو چاہیئے کہ اس کے مالک کو ڈھونڈے، لیکن اگر ڈھونڈنے کے بعد بھی پتہ نہ چل سکے تو اس کی طرف سے صدقہ دے دے اور احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ حاکم شرع سے بھی اجازت حاصل کرے۔

مسئلہ ۳۵۹۶۔ مذکورہ فرض میں حیوان کے مالک کے پتہ چلنے تک چاہیئے کہ پکڑنے والا اپنے مال سے اس کے چارہ کا بندوبست کرے اور حیوان کے مالک سے اس کا مطالبہ بھی نہیں کرسکتا۔

مسئلہ ۳۵۹۷۔ اگر انسان کوئی حیوان غیر آباد علاقہ میں دیکھے کہ جہاں پانی اور چارہ نہ ہونے یا درندوں کے ہونے کے سبب اس کے تلف ہونے کا خطرہ ہو تو وہ اسے پکڑ سکتا ہے، لیکن اگر آباد علاقہ ہو یا وہاں خانہ بدوش رہتے ہوں تو مالک کو ڈھونڈنا ضروری ہے لہذا اگر مالک کو ڈھونڈ لے تو چاہیئے کہ اس کو اس کے حوالے کر دے اور اگر مالک کو نہ ڈھونڈ سکے تو وہ اسے اپنی ملکیت قرار دے سکتا ہے اور اگر بعد میں مالک کا پتہ لگ جائے تو خود اس جانور کو دے یا اس کی قیمت۔

مسئلہ ۳۵۹۸۔ اگر انسان کسی جانور کو اس کی سرکشی، بیماری، اس کے بیکار ہو جانے یا اسے کھلا نہ پانے کی بنا پر بیابان میں چھوڑ دے، اور وہاں پانی اور چارہ ہو اور درندوں کا خطرہ نہ ہو تو اس حیوان کو کوئی پکڑ نہیں سکتا ہے، لیکن اگر اسے کسی نے پکڑ لیا تو اس پر وہ احکام جاری ہوں گے جو مسئلہ ۳۵۹۵ میں بیان ہو چکے ہیں، مگر یہ کہ کوئی علامت ہو کہ اس کا مالک اس سے دستبردار ہو گیا ہے اور وہ اس کے لینے کے لئے نہیں آئے گا، تو اس صورت میں اسے پکڑا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۳۵۹۹۔ اگر حیوان کو ایسی جگہ چھوڑا گیا ہو کہ جہاں پانی اور چارہ نہ ہو اور اس کے تلف ہونے کا خطرہ ہو، تو اس کا پانے والا اسے پکڑ سکتا ہے، مگر یہ کہ ایسی جگہ ہو کہ وہ یہ جانتا ہو کہ اس کے مالک کا قصد یہ ہے کہ حیوان تلف ہونے سے قبل اس کے گھر پلٹ جائے۔

مسئلہ ۳۶۰۰۔ اگر انسان کوئی جانور کسی شہر یا گھنی آبادی والے گاؤں میں پائے، اور اسے یہ احتمال ہو کہ گم نہیں ہوا ہے بلکہ چرنے کے لئے نکلا ہے اور پھر اپنے ٹھکانے کی طرف پلٹ جائے گا تو وہ اسے پکڑ نہیں سکتا اور اگر اسے پکڑ لیا تو وہ ضامن ہوگا جیسا کہ مسئلہ ۳۵۹۵ میں بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۳۶۰۱۔ اگر کوئی حیوان شہر یا بہت زیادہ رفت و آمد والے گاؤں میں پایا جائے اور یہ جانتا ہو کہ گم ہوا ہے تو وہ اسے پکڑ سکتا ہے اور اس پر لقطہ (گمشدہ) کا حکم جاری ہوگا اور وہ ایک سال تک اس کے مالک کو تلاش کرے گا، جیسا کہ تیسری فصل میں بیان ہوگا۔

مسئلہ ۳۶۰۲۔ جس حیوان کے مالک کو ایک سال تک ڈھونڈنا ضروری ہے اگر اس کام کے لئے پیسوں کی ضرورت ہو اور اس کے پاس موجود مال و دولت اس کے لئے کافی نہ ہو اور نہ ہی کوئی مخیّر شخص ثواب کے لئے اس خرچ کو برداشت کرے تو یہ اخراجات مالک کے ذمہ ہوگا، اور اگر حیوان کا منافع (دودھ وغیرہ) اس چیز کے لئے کفایت کرتا ہو تو اسی منافع سے یہ خرچ پورا کرے گا، اور اگر یہ کفایت نہ کرے اور مالک مل جائے تو اس سے مطالبہ کرے گا اور اگر مالک نہ مل سکے تو ایک سال کے بعد اس حیوان کو فروخت کر کے اپنا حق لے لیگا۔

مسئلہ ۳۶۰۳۔ اس سلسلہ میں بھیڑ کا حکم جدا ہے وہ یہ کہ اگر کوئی بھیڑ شہر یا گاؤں میں ملے تو تین دن تک اس کے مالک کو ڈھونڈے گا، لیکن اگر اس کا مالک نہ ملے تو اسے فروخت کر کے مالک کی طرف سے صدقہ دے دے گا، اور چاہے تو تین دن سے زیادہ انتظار کر سکتا ہے، مگر یہ کہ اس کے رکھنے کا خرچ خود برداشت کرے۔

مسئلہ ۳۶۰۴۔ اگر بعد میں بھیڑ کا مالک مل جائے اور اس کے صدقہ دینے پر راضی نہ ہو تو اس کا پیسا اسے دینا ہوگا۔

مسئلہ ۳۶۰۵۔ جو کچھ اس فصل میں بیان کر چکا ہوں اور جو کچھ تیسری فصل میں بیان کروں گا اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ پانے والا بالغ و عاقل ہو یا بچہ و دیوانہ، سوائے یہ کہ بچہ اور دیوانہ کے ولی حیوان اور گمشدہ چیز کے مالک کو تلاش کریں گے اور مالک کے پتہ نہ چلنے کی صورت میں اپنی ملکیت میں لیں گے اور صدقہ دیں گے۔

مسئلہ ۳۶۰۶۔ اگر کوئی حیوان کسی انسان کے گھر یا اس کے اس باغ وغیرہ میں آ کر پھنس جائے کہ جس میں چہار دیواری ہے تو یہاں حیوان کا پکڑنا صادق نہیں آتا اور وہ اس کا ضامن نہیں ہے یہاں تک کہ اسے اپنی ملکیت سے باہر نکال سکتا ہے۔ لیکن اگر یہ احتمال ہو کہ حیوان گم نہیں ہوا ہے تو چاہیئے کہ اسے باہر نکال دے اور اگر یہ جانتا ہو کہ گم ہوا ہے تو اسے پکڑ سکتا ہے اور گمشدہ کے حکم پر عمل کرے۔

مسئلہ ۳۶۰۷۔ اگر پر نکل آنے کے بعد پرندہ اڑ جائے اور مالک کے اختیار سے باہر ہو جائے تو ہر شخص کے لئے اس کا پکڑنا جائز ہے، لیکن اگر اس کے مالک کو پہچانتا ہے تو اسے دے دے یا اگر کوئی اس کی تلاش میں آئے اور کہے کہ یہ میرا پرندہ ہے اور وہ قابل اعتماد ہو اور جھوٹ نہ بولتا ہو تو اسے دے دے اور اگر ایسا نہ ہو تو اسے اپنی ملکیت قرار دے اور اعلان کی ضرورت نہیں ہے۔

تیسری فصل

لقطہ (گمشدہ اشیاء) کے احکام

لقطہ انسان اور حیوان کے علاوہ ہر اس گمشدہ چیز کو کہتے ہیں جو قابل نقل و انتقال ہوتی ہے اور اسلامی یا اہل ذمہ (وہ اہل کتاب جو اسلامی پرچم کے نیچے زندگی بسر کرتے ہیں) کی سرزمین پر پائی جاتی ہے، لیکن غیر منقول اشیاء جیسے زمین اور درخت پر لقطہ کا حکم جاری نہ ہوگا، بلکہ ان پر مجہول المالک کا حکم جاری ہوگا۔ گمشدہ انسان اور حیوان کے احکام گذشتہ دو فصلوں میں بیان ہو چکے ہیں۔

مسئلہ ۳۶۰۸۔ اگر کوئی شخص کوئی گمشدہ چیز پا جائے تو وہ اسے اٹھا سکتا ہے لیکن مکروہ ہے خصوصاً وہ چیز جو حرم مکہ میں پڑی مل جائے بالخصوص اس وقت جبکہ اسے یہ اطمینان نہ ہو کہ وہ ایک سال تک اس کے بارے میں اعلان کروا سکے گا چوں کہ بہت سے لوگ ایسے کام کے لئے آمادہ نہیں ہوتے۔ ممکن ہے کہ ایسے افراد کے لئے اٹھانا عقلاً حرام ہو۔

مسئلہ ۳۶۰۹۔ اگر گمشدہ چیز ایک درہم مال سے کم ہو تو وہ اسے اپنے لئے اٹھا سکتا ہے اور اعلان کی بھی ضرورت نہیں ہے، لیکن احتیاط واجب کی بنا پر چاہیئے کہ اس شخص سے دریافت کرے کہ جس کے مال ہونے کا احتمال ہے، مثلاً اس شخص سے پوچھے جو وہاں کھڑا ہے یا جو پہلے وہاں بیٹھا تھا، یا اس اہل خانہ سے دریافت کرے کہ جس کے دروازہ پر ملا ہے۔

مسئلہ ۳۶۱۰۔ اگر گمشدہ چیز کو اپنی ملکیت قرار دینے کے بعد اس کا مالک مل جائے اور وہ چیز باقی ہو تو چاہیئے کہ اسے اس کے مالک کو لوٹا دے چاہے کافی وقت گذر چکا ہو، لیکن اگر وہ چیز ختم ہوگئی یا اس کی ملکیت سے خارج ہوگئی اور اس پر دسترسی نہ ہو تو لازم نہیں ہے کہ وہ اس کا عوض دے، لیکن اگر وہ اس پر دسترسی رکھتا ہو تو اشکال سے خالی نہیں ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ مالک یا غلام یا جس شخص کی طرف وہ منتقل ہوئی ہے اس سے مصالحت کی جائے۔

مسئلہ ۳۶۱۱۔ ایک درہم عبارت ہے ۲ ۳/۴ (دوگرام اور تین چوتھائی) چاندی سے۔

مسئلہ ۳۶۱۲۔ اگر لقطہ کی قیمت ایک درہم یا اس سے زیادہ ہو تو جس نے اسے اٹھایا ہے اسے چاہیئے کہ ایک سال تک اس کا اعلان کرے، اگر اس کے رکھنے یا اعلان کرنے میں پیسے کی ضرورت ہو تو اس کا خرچ اسی کے ذمہ ہے جس نے اسے اٹھایا ہے۔

مسئلہ ۳۶۱۳۔ گمشدہ چیز کو اٹھانے والا شخص ایک سال تک اعلان کرنے کے بعد اس امید سے اسے اپنے پاس رکھ سکتا ہے کہ شائد اس کے مالک کا پتہ لگ جائے یا مالک کی طرف سے صدقہ دے سکتا ہے یا اپنی ملکیت قرار دے سکتا ہے، سوائے حرم میں پڑی ہوئی چیز کے، کیوں کہ اسے احتیاط واجب کی بنا پر اپنی ملکیت قرار نہیں دے سکتا۔

مسئلہ ۳۶۱۴۔ اگر ایک سال گذرنے کے بعد اس کے مالک کا پتہ چل جائے تو یہاں چند صورتیں ہیں:

۱۔ جو چیز ملی ہے وہ موجود ہو تو چاہیئے کہ اسے اس کے مالک کو دے دے۔

۲۔ اگر وہ لاپروائی کی بنا پر تلف ہوگئی ہو تو چاہیئے کہ وہ اس کا عوض دے۔

۳۔ اگر بغیر لاپروائی کے تلف ہوئی ہو تو اس کا ضامن ہونا مشکل ہے، احتیاط واجب کی بنا پر لازم

ہے کہ مصالحت کریں۔

۴۔ اگر اس کے مالک کی طرف سے صدقہ دے دیا ہو تو مالک کو اختیار ہے چاہے تو اس سے راضی ہو جائے اور اس صدقہ کا ثواب کا لے اور چاہے تو راضی نہ ہو، لہذا پانے والا اس کا عوض اس کے مالک کو دے گا اور صدقہ کے ثواب کا مستحق ہوگا۔

مسئلہ ۳۶۱۵۔ اعلان کرنا وہاں پر واجب ہے کہ جہاں مالک کے ملنے کا احتمال ہو، لیکن اگر اطمینان ہو کہ وہ نہیں مل سکے گا کیوں کہ اس چیز پر کوئی علامت نہیں ہے یا جانتا ہو کہ اس کا مالک دوسرے ملک سفر کر گیا ہے اور اس اعلان کی خبر اس تک نہیں پہنچے گی یا یہ جانتا ہو کہ وہ اس گمشدہ کے ڈھونڈنے پر توجہ نہیں دے رہا ہے چاہے اس وجہ سے ہو کہ وہ اس کے پانے سے ناامید ہو چکا ہے، تو اعلان کرنا شرط نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۶۱۶۔ مذکورہ بالا فرض میں ایک سال پورا ہونے سے پہلے اسے اختیار ہے کہ وہ اسے اپنی ملکیت قرار دے یا صاحب مال کی طرف سے صدقہ دے دے لیکن اگر قوی احتمال ہو کہ اتفاقی طور پر صاحب مال مل جائے گا تو چاہیئے کہ ایک سال تک انتظار کرے۔

مسئلہ ۳۶۱۷۔ گمشدہ چیز کے اعلان کے وقت اس چیز سے پرہیز کرے جو مالک کے لئے شک و شبہ کا باعث ہو، لہذا اگر کوئی ایک سوتی لباس پائے تو وہ یہ اعلان نہ کرے کہ کس کی روئی گم ہوئی ہے کیوں کہ روئی اور سوتی لباس میں فرق ہے، یا اسے کوئی چیز کچھ دنوں پہلے ملی ہو اور وہ اس طرح اعلان کرے کہ جس سے یہ خیال ہو کہ ابھی ملی ہے، ایسا نہ ہو۔

مسئلہ ۳۶۱۸۔ اگر گمشدہ چیز میں ایسی خصوصیت ہو کہ جس کے بیان کرنے سے مالک اس چیز کی طرف متوجہ ہو جائے گا تو اس خصوصیت کا بیان کرنا ضروری ہے، جیسے سونا، چاندی، گڑھا ہوا ہے یا کپڑا سلا ہوا ہے، لیکن تمام خصوصیت کو بیان نہ کرے تاکہ جو بعض خصوصیات بیان نہیں کی گئی ہیں ان کے ذریعہ حقیقی مالک اس چیز کی پہچان بتا سکے۔

مسئلہ ۳۶۱۹۔ گمشدہ چیز کا اعلان ایسی جگہ سے کیا جائے کہ جہاں سے صاحب مال تک خبر کا پہنچنا یا اس کا باز پرس کرنا یا وہاں تک پہنچنا ممکن ہو، تاکہ اس تک خبر پہنچ جائے، اور یہ چیز جگہ اور زمانے کے لحاظ سے بدلتی رہتی ہے۔

مسئلہ ۳۶۲۰۔ اس طرح مسلسل اعلان کرایا جائے کہ عرف میں یہ کہا جائے کہ اس نے پورے ایک سال تک اعلان کرایا ہے اور پورے سال اعلان کرانے میں کوتاہی نہیں کی ہے اور اعلان بھی عرف میں جگہ، کیفیت اور زمانہ کے اعتبار سے فرق کرتا ہے۔

مسئلہ ۳۶۲۱۔ اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ یہ گمشدہ چیز میری ہے اور ہمیں یقین ہو کہ سچ کہہ رہا ہے یا وہ قابل اعتماد ہو، یا جو نشانی بتا رہا ہے معمولاً مالک کے علاوہ اس سے کوئی مطلع نہیں ہوتا، یا دو عادل گواہی دیں کہ یہ چیز اس کی ہے تو ملی ہوئی چیز اسے دینا چاہیئے۔

مسئلہ ۳۶۲۲۔ اگر کوئی شخص گمشدہ چیز کی نشانی بتائے اور ہمیں یہ احتمال ہو کہ اس نے یہ نشانی مالک سے سن کر بتائی ہے اور ہمیں اطمینان نہ ہو کہ یہ اسی کا مال ہے تو ہم اسے وہ مال نہیں دے سکتے، اگرچہ سچ بولنے کا احتمال ہو، بلکہ اطمینان ہونا چاہیئے۔

مسئلہ ۳۶۲۳۔ اگر ہم یہ جانتے ہوں کہ گمشدہ چیز اس کی نہیں ہے جس سے گم ہوئی ہے بلکہ اس نے غصب کیا ہے تو اس صورت میں ہم اسے اس شخص کو نہیں دے سکتے بلکہ اس کے حقیقی مالک کو ڈھونڈیں اور اس ملی ہوئی چیز کو اس کے حقیقی مالک یا اس کے وکیل کے سپرد کریں۔

مسئلہ ۳۶۲۴۔ اگر گمشدہ چیز وقف کی ملکیت ہو تو چاہیئے کہ اس کے متولّی کو ڈھونڈ کر اس کے سپرد کریں۔

مسئلہ ۳۶۲۵۔ اگر مالک کا پتہ چل جائے لیکن گمشدہ چیز کا اس تک یا اس کے وکیل اور ولی

تک پہنچانا ممکن نہ ہو، اور گمشدہ ایسی چیزیں ہوں کہ جو خود استعمال ہوتی ہیں جیسے خوراک و پوشاک اور ہمیں اس کا علم ہو کہ مالک اس سے راضی ہے کہ انہیں ضرورتمند افراد کو کھانے اور پہننے کو دے دیا جائے تو ایسا ہی کرنا چاہیئے، کیوں کہ اس صورت میں انہیں فروخت کر کے ان کا پیسہ صدقہ نہیں دے سکتے۔

مسئلہ ۳۶۲۶۔ دیگر جگہوں میں اگر مالک سے دریافت کر کے اس کی مرضی کے مطابق عمل کر سکتے ہوں تو ضروری ہے کہ ایسا ہی کریں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو چاہیئے کہ مالک کے ہاتھ میں پہنچنے تک اس کی حفاظت کریں، چاہے کافی وقت لگ جائے، لیکن اگر اسے مالک یا اس کے ورثاء تک نہ پہنچا سکیں تو حاکم شرع سے رجوع کریں تاکہ وہ مالک کی طرف سے اس میں تصرف کی کیفیت کو بیان کرے۔

مسئلہ ۳۶۲۷۔ اگر گمشدہ ان چیزوں میں سے ہو کہ جو کچھ دنوں تک رکھنے سے خراب ہو جاتی ہیں، جیسے سبزی جات اور میوہ جات، تو چاہیئے کہ جس نے اسے اٹھایا ہے وہ اس کی قیمت لگائے اور قیمت کو اپنے ذمہ قرار دے تو کر اس صورت میں مذکورہ احکام میں یہ پیسہ گمشدہ شی کی جگہ پر قرار پائے گا۔

مسئلہ ۳۲۶۸۔ رہائشی مکانوں میں پائے جانے والے اموال کے سلسلہ میں مکان کے مالکوں سے پوچھا جائے گا اگر انہوں نے اپنا مال ہونے کا دعویٰ کیا یا کہا کہ فلاں کا مال ہے یا کہا کہ ہمارا مال نہیں ہے یا کہا کہ فلاں شخص کا مال نہیں ہے، تو ان کا یہ کہنا قابل قبول ہے، لیکن اگر کہیں کہ ہمیں اس کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں ہے تو اگر اس گھر میں ان کے علاوہ دوسروں کی آمد و رفت نہ ہو، تو وہ مال انہیں کا شمار کیا جائے گا، اور یہی حکم اس مال پر بھی جاری ہوگا جو گھر کے اس حصہ میں ملے جہاں گھر والوں کے علاوہ کسی دوسرے کی آمد و رفت نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۶۲۹۔ جس گھر میں مختلف افراد کی آمد و رفت ہوتی ہے اگر وہاں کوئی مال ملے اور اہل خانہ کو معلوم نہ ہو کہ یہ مال کس کا ہے؟ اگر آنے جانے والے متعدد افراد ہوں تو ان سے پوچھنا چاہیئے، اگر مالک کا پتہ چل جائے تو اسے دے دے اور اگر چند افراد اس کے دعویدار ہوں تو احتیاط واجب کی بنا پر چاہیئے کہ یہ سب آپس میں مصالحت کریں۔

مسئلہ ۳۶۳۰۔ ایسے گھر میں مال پایا جائے کہ جہاں بے شمار افراد کی آمد و رفت ہوتی ہے اور اس کا مالک معلوم نہ ہو تو اس پر بھی گمشدہ کا حکم جاری ہوگا۔

مسئلہ ۳۶۳۱۔ اگر مال کی حفاظت کے لئے کسی شخص کا کوئی خاص صندوق ہو اور وہ ہمیشہ بند رہتا ہے اور کوئی دوسرا اس میں کوئی چیز نہیں رکھتا مگر یہ کہ وہ جس کو وکیل بنائے، اگر وہ اس میں کوئی چیز پائے کہ جس کے متعلق یہ نہیں جانتا کہ وہ اس کی ہے یا نہیں؟ تو اس صورت میں وہ چیز اسی کی کہی جائے گی اور یہ گمان نہیں کیا جائے گا کہ وہ چیز کسی دوسرے شخص کی اس کے پاس امانت ہے۔

مسئلہ ۳۶۳۲۔ اگر کوئی صندوق دو افراد کے درمیان مشترک ہو اور ان میں سے کسی ایک کو کوئی چیز ملے تو اس کو دوسرے شخص سے پوچھنا چاہیئے اگر وہ اسے اپنا کہے تو وہ اس کی ہوگی اور اگر کہے کہ میری چیز نہیں ہے تو وہ اس کے دوسرے فریق کی ہوگی، لیکن اگر وہ شبہ میں مبتلا ہو جائے کہ یہ میرا مال ہے یا میرے فریق کا تو احتیاط واجب کی بنا پر وہ مصالحت کریں۔

مسئلہ ۳۶۳۳۔ اگر صندوق بند نہ ہو بلکہ مکان کی دوسری جگہوں کی طرح اس میں چیزیں رکھی جاتی ہوں تو اس صورت میں جو چیز اس میں ملے گی وہ اہل خانہ کی ہوگی۔

مسئلہ ۳۶۳۴۔ اگر کشتی غرق ہو جائے اور اس پر سوار مسافروں کا سامان پانی پر تیر رہا ہو یا امواج کے سبب ساحل پر آ گیا ہو تو یہ مال ان کے گھر والوں کے سپرد کیا جائے گا اور اگر صاحب مال کا علم نہ ہو تو ان پر لقطہ کا حکم جاری ہوگا، لیکن وہ اموال جو دریا کی تہ میں پہنچ گئے ہیں اگر ان کے مالک

انہیں تلاش کر رہے ہوں تو دوسروں کو حق نہیں ہے کہ ان پر سبقت کریں، لیکن اگر مال کے مالک نظر انداز کریں چاہے ناتوانی ہی کی بنا پر تو جو بھی غواصی وغیرہ کے ذریعہ نکالے گا اسی کا ہوگا۔

مسئلہ ۳۶۳۵۔ اگر کسی شخص کا مال دوسرے شخص کے مال سے بدل جائے جیسے بھیڑ بھاڑ میں لباس اور جوتے وغیرہ غلطی سے بدل جاتے ہیں اگر اس نے پہلے بدلا ہے تو وہ اسے استعمال نہیں کر سکتا اور اس پر مجہول المالک کا حکم جاری ہوگا لیکن اگر مد مقابل نے پہلے بدلا ہو تو یہاں پر چند صورتیں ہیں:

۱۔ اگر جانتا ہو کہ مد مقابل نے جان بوجھ کر یہ کام کیا ہے اور اس کا قصد اس کی حق تلفی ہو تو وہ از باب 'تقاص' اپنی چیز کے عوض میں چھوٹی ہوئی چیز کو استعمال کر سکتا ہے۔

۲۔ اگر چھوٹی ہوئی چیز کی قیمت اس کی چیز سے زیادہ ہو تو اضافی قیمت اس کے مالک کی ملکیت میں باقی رہے گی، اگر اس کے مالک کو پہچانتا ہو تو اسے اس تک پہنچا دے اور اگر نہیں پہچانتا تو اس پر مجہول المالک کا حکم جاری ہوگا۔

۳۔ اگر یہ جانتا ہو کہ مد مقابل نے اپنا مال جان بوجھ کر چھوڑا ہے تا کہ یہ شخص اپنے مال کی جگہ اس مال کو لے لے تو اس صورت میں وہ پورا مال لے سکتا ہے۔

۴۔ اگر یہ احتمال ہو کہ مد مقابل نے جان بوجھ کر نہیں بدلا ہے بلکہ غلطی سے اپنے مال کی جگہ پر اس کا مال اٹھا لیا ہے تو یہاں چھوٹے ہوئے مال پر مجہول المالک کا حکم جاری ہوگا اور اسے استعمال نہیں کر سکتا، مگر یہ کہ جانتا ہو کہ مد مقابل جانے گا تو اس کے استعمال سے راضی ہوگا۔

۵۔ مذکورہ صورت میں چاہیئے کہ اس کے مالک کو تلاش کرے، اگر وہ اسے نہ پہچان سکے اور نہ ہی اس تک رسائی حاصل کر سکے تو حاکم شرع سے اجازت لے تا کہ اس کے چھوٹے ہوئے مال سے اپنا حق لے سکے، اور اگر کچھ باقی بچے تو اس کو اس کی طرف سے صدقہ دے دے۔

تکملہ

مسئلہ ۳۶۳۶۔ لقطہ کے احکام فقط اس چیز سے مخصوص ہیں جو مالک سے گم ہوگئی ہے، لیکن جن جگہوں پر کسی چیز کا مالک معلوم نہیں ہے اسے لقطہ شمار نہیں کیا جائے گا، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱۔ کوئی چیز اس کے پاس امانت کے طور پر رکھی گئی ہو اور امانت رکھنے والا بھول جائے۔

۲۔ وہ چیز جو باطل معاملہ سے حاصل ہوئی ہو اور اس کے مالک کو نہ جانتا ہو۔

۳۔ غصبی چیز، کہ جس کے مالک کو نہ جانتا ہو۔

۴۔ وہ چیز جو غلطی سے اٹھالی ہو اور اس کے مالک کو نہ جانتا ہو۔

۵۔ جس سے چیز خرید رہا ہے اس نے غلطی سے جنس زیادہ دی ہو۔

۶۔ جس سے چیز فروخت کر رہا ہے اس نے غلطی سے پیسا زیادہ دیا ہو۔

۷۔ ہر وہ مال جو جان بوجھ کر یا غلطی سے مالک کے علاوہ شخص کے ہاتھ میں آجائے۔

ان تمام جگہوں میں یہ احتمال ہو کہ مالک کا پتہ لگ جائے گا تو اسے ڈھونڈنا چاہیئے اور یہ ڈھونڈنا فقط ایک سال تک نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۶۳۷۔ احتیاط واجب کی بنا پر چور کے ہاتھ سے حاصل کئے ہوئے مال پر بھی مذکورہ بالا حکم جاری ہوگا۔

مسئلہ ۳۶۳۸: مذکورہ فرض میں اگر یہ احتمال ہو کہ مالک کبھی اپنے مال کی تلاش میں نکلے گا تو چاہیئے کہ انتظار کرے۔

مسئلہ ۳۶۳۹۔ مذکورہ فرض میں اگر مالک کو ڈھونڈ نہ سکتا ہو تو بھی اسے اپنی ملکیت نہیں قرار دے سکتا چاہے خود فقیر ہی ہو، بلکہ اسے مالک کی طرف سے دوسرے فقیر کو صدقہ دے یا مالک کے لئے محفوظ رکھے اگرچہ کافی وقت گذر جائے۔

مسئلہ ۳۶۴۰۔ اگر صدقہ دینے کے بعد مالک کا پتہ چل جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر چاہیئے کہ مالک کو اس کی اطلاع دے اگر وہ راضی ہو جاتا ہے تو وہ صدقہ کا ثواب پائے گا اور اگر راضی نہیں ہوتا تو ضامن ہونے یا ضامن نہ ہونے میں آپس میں مصالحت کریں۔

مسئلہ ۳۶۴۱۔ مجہول المالک کے مال کو صدقہ دینے کے لئے حاکم شرع کی اجازت ضروری نہیں ہے مگر یہ کہ مال غاصب کے ہاتھ میں ہو، کیوں کہ اس صورت میں احتیاط واجب کی بنا پر اجازت لینا لازم ہے۔

مسئلہ ۳۶۴۲۔ مجہول المالک کے مال کو حاکم شرع کو دے دینا کافی نہ ہوگا مگر یہ کہ جس شخص کا مال اس کے پاس ہے اس کی طرف سے حاکم شرع کو صدقہ دینے کے لئے وکیل کے عنوان سے دے، کیوں کہ حاکم شرع صدقہ کے موارد سے زیادہ آگاہ ہوتا ہے۔

مسئلہ ۳۶۴۳۔ صدقہ اسی مال کو دے یا اسے فروخت کر کے اس کی قیمت دے یا اسے اپنے لئے رکھ لے اور اس کی قیمت دے۔

مسئلہ ۳۶۴۴۔صدقہ دیتے وقت جنس کو پیسے میں اسی وقت بدلا جا سکتا ہے جبکہ کوئی سبب موجود ہو جیسے فقیر اس جنس سے فائدہ نہ اٹھا سکے، لیکن احتیاط واجب کی بنا پر چاہیئے کہ حاکم شرع سے اجازت لے۔

مسئلہ ۳۶۴۵۔مذکورہ فرض میں بہتر یہ ہے کہ امکانی صورت میں اسی جنس کو صدقہ دے، پھر اس کو فقیر سے قیمت طے کر کے خرید لے۔

مسئلہ ۳۶۴۶۔اگر مجہول المالک کی جنس چند افراد کے پاس ہو تو اس میں سب برابر کے ذمہ دار ہیں، لہذا ان میں سے اگر کسی نے صدقہ دے دیا تو دوسروں سے یہ ذمہ داری ساقط ہو جائے گی۔

مسئلہ ۳۶۴۷۔مذکورہ فرض میں اگر مالک بعد میں مل جائے اور صدقہ سے راضی نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر سب ضامن ہیں اور چاہیئے کہ سب مالک کے پاس جائیں اور اس سے مصالحت کریں۔

مسئلہ ۳۶۴۸۔مذکورہ مسئلہ میں اگر ان تمام لوگوں میں سے کوئی ایک اس شخص کی طرف سے وکیل کی حیثیت سے صدقہ دے کہ جس کے پاس مجہول المالک کی جنس پہلے تھی تو اس صورت میں وہ ضامن نہ ہوگا بلکہ اس کا موکّل ضامن ہوگا۔

مسئلہ ۳۶۴۹۔اگر انسان مقروض ہو اور قرض خواہ تک رسائی نہ ہو تو یہاں مجہول الماک کا حکم جاری نہیں ہوگا، بلکہ اس کا حکم جدا ہے جو مسئلہ ۲۳۷۷ میں بیان ہو چکا ہے۔

شکار کرنے اور حیوانات کے ذبح کرنے کے احکام

مسئلہ ۵۳۴ میں بیان ہو چکا ہے کہ ہر وہ حیوان جس کا خون وقت ذبح اچھل کر نکلتا ہے اگر اسے شریعت کے حکم کے مطابق ذبح نہ کیا گیا ہو تو اس کا مردہ نجس ہے اور اس کا کھانا حرام ہے۔

حیوان کے پاک ہونے کے دو طریقہ ہیں:

۱۔ شکار

۲۔ ذبح کرنا

پہلا باب

شکار کے احکام

اس باب میں دو فصلیں ہیں:

پہلی فصل

اس حیوان کا شکار کرنا جس کا خون وقت ذبح اچھل کر نکلتا ہے۔

مسئلہ ۳۶۵۰۔ شکار کرنا جنگلی جانور سے مخصوص ہے جیسے اکثر پرندے، ہرن، بارہ سنگا، نیل گائے اور جنگلی خچر۔

مسئلہ ۳۶۵۱۔ پالتو جانور جیسے گائے، اونٹ، گوسفند، مرغی وغیرہ شکار کرنے سے حلال نہیں ہوتے مگر یہ کہ جنگلی ہو جائیں اور پالتو نہ کہے جائیں۔

مسئلہ ۳۶۵۲۔ اگر جنگلی جانور پالتو ہو جائے تو شکار کرنے سے حلال نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۳۶۵۳۔ اگر انسان نے کسی جنگلی جانور کو پکڑ رکھا ہو تو وہ بھی شکار کرنے سے حلال نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۳۶۵۴۔ جنگلی جانور کا وہ بچہ جو ابھی بھاگ جانے کے قابل نہیں ہے شکار کرنے سے حلال نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۳۶۵۵۔ شکار کرنے کا وسیلہ دو چیز ہے:

۱۔ کتّا

۲۔ ہتھیار

مسئلہ ۳۶۵۶۔ کتّے کے علاوہ کوئی دوسرا حیوان جیسے تیندوا اور شکرا کسی چیز کا شکار کریں تو وہ حلال نہیں ہوگی، مگر یہ کہ اس کے مرنے سے پہلے اسے شرعی طور پر ذبح کر لیا جائے، لیکن کتّے میں فرق نہیں ہے کہ تازی ہو یا کوئی دوسرا کتّا، ہاں احتیاط واجب کی بنا پر صرف وہ کتّا نہ ہو جو پورا کالا ہو۔

مسئلہ ۳۶۵۷۔ جس کتّے سے شکار کیا جائے اس کے لئے دو شرطیں ہیں:

۱۔ سدھایا ہوا ہو، یعنی مالک کے لئے شکار کرنے کے لئے سکھایا گیا ہو اور تجربہ کار ہو، یہ معنیٰ ما

ہرین کے لئے پوری طرح واضح ہے، اوراس کے سلسلہ میں ایک ضابطہ کے عنوان سے یہ کہا گیا ہے کہ سدھایا ہوا کتّا وہ ہے کہ جب بھی اسے شکار پکڑنے کے لئے بھیجا جائے چلا جائے اور جب بھی اسے روکا جائے رک جائے۔

۲۔ کتّا پوری طرح شکاری کے اختیار میں ہو، جب بھی اسے شکار پکڑنے کے لئے بھیجا جائے اور لہکارا جائے چلا جائے اور شکار کرے اس طرح کہ شکار کرنا کتّے کے ذریعہ کہا جائے اور کتّا ایک وسیلہ شمار ہو۔

مسئلہ ۳۶۵۸۔ اگر کتّا شکار کو دیکھ کر بے چین ہو جائے اور مالک کے ہاتھ سے چھڑا کر شکار پر ٹوٹ پڑے اور مالک کے روکنے پر نہ رکے اور شکار پکڑے تو یہ شکار حلال نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۳۶۵۹۔ اگر حیوان کا شکار ہتھیار سے کیا جائے تو اس ہتھیار کو کاٹنے والا ہونا چاہیئے جیسے تلوار اور چاقو وغیرہ یا پھاڑنے والا ہو جیسے تیر، نیزہ اور نیزہ کی نوک۔

مسئلہ ۳۶۶۰۔ اگر کسی حیوان کو ایسے چوڑے بیلچہ سے مارا جائے کہ جو نہ کاٹنے والا ہو اور نہ پھاڑنے والا تو وہ حیوان حلال نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۳۶۶۱۔ وہ کاٹنے اور پھاڑنے والے ابزار جو ہتھیار شمار نہیں ہوتے جیسے درانتی، آری، موٹی سوئی (سوجا) اور گرز، اگر ان کے ذریعہ شکار کیا جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر شکار حلال نہ ہوگا مگر یہ کہ ہتھیار کے طور پر استعمال ہو اور ہتھیار شمار کیا جائے۔

مسئلہ ۳۶۶۲۔ اگر کسی حیوان کا شکار دور حاضر کے ہتھیار سے کیا جائے تو وہ شکار حلال ہے مگر شرط یہ ہے کہ ہتھیار کے ایک طرف کاٹنے والا یا پھاڑنے والا ہو۔

مسئلہ ۳۶۶۳۔ ایسی بندوق سے شکار کرنا کہ جس کی گولی حیوان کے بدن میں نہ گھسے، تو احتیاط

واجب کی بنا پر وہ حلال ہونے کا باعث نہ ہوگی۔

مسئلہ ۳۶۶۴۔ ہتھیار کے ذریعہ شکار کے حلال ہونے کی شرط یہ ہے کہ شکار کرنے والا تیر چلاتے وقت شکار کا قصد رکھتا ہو، لہذا اگر وہ تیر اندازی میں مشغول ہو اور اتّفاقاً کسی حیوان پر لگ جائے اور وہ مر جائے تو وہ حیوان حلال نہیں ہوگا اگرچہ بعد میں بسم اللہ بھی کہہ دے۔

مسئلہ ۳۶۶۵۔ اگر شکار کرنے والا شکار کے قصد سے کسی حیوان کی طرف تیر چلائے لیکن تیر خطا کر جائے اور دوسرے حیوان کو جا لگے اور وہ حیوان مر جائے تو وہ حلال ہے۔

مسئلہ ۳۶۶۶۔ کتّے اور ہتھیاروں کے ذریعہ شکار کئے گئے حیوان کے حلال ہونے کے لئے چند شرطیں ہیں، جن میں سے بعض درج ذیل ہیں:

۱۔ شکار کرنے والا مسلمان ہو، چاہے سنّی، حرام زادہ، عورت یا بچہ ہی ہو بشرطیکہ اچھے برے کو سمجھتا ہو اور شکار کا قصد کر سکتا ہو، لہذا کافر کا شکار حرام ہے اگرچہ خدا کا نام زبان پر جاری ہی کیا ہو۔

۲۔ تیر چلاتے وقت اور کتّے کو بھیجتے وقت خدا کا نام زبان پر جاری کرنا۔

مسئلہ ۳۶۶۷۔ اگر تیر چلانے اور کتّے کے بھیجنے کے بعد کتّے کے شکار تک پہنچنے یا تیر کے لگنے سے پہلے بسم اللہ کہہ دے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۳۶۶۸۔ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر بسم اللہ نہ کہے تو شکار حرام ہوگا اگرچہ مسئلہ سے ناواقف ہو۔

مسئلہ ۳۶۶۹۔ جو شخص ہمیشہ شکار کرتے وقت بسم اللہ کہتا ہے لیکن کبھی بھول جائے اور نہ کہے تو شکار حلال ہے۔

مسئلہ ۳۶۷۰۔ شکار کرتے وقت چاہیئے کہ لفظ جلالہ (اللہ) زبان پر جاری کرے اور اس کو ایسے

لفظ سے مرکب کرے جس میں خدا کی تعریف ہو جیسے بسم اللہ، اللہ اکبر، الحمدللہ اور احتیاط واجب کی بنا پر ان کا ترجمہ کفایت نہیں کرے گا۔

مسئلہ ۳۶۷۱۔ اگر شکار کرنے والا گونگا ہو، لیکن وہ اپنی زبان کو ہلائے یا انگلی سے اشارہ کرے اور اس کا مقصد خدا کا نام لینا ہو، تو یہ کفایت کرے گا۔

۳۔ حیوان کا مرنا شکار کی وجہ سے ہو یعنی بندوق کی گولی سے زخمی ہونے یا کتّے کے حملہ کرنے سے مرا ہو، لہذا اگر بلندی سے گر کر مر جائے یا پانی میں غرق ہو جائے تو حلال نہ ہوگا۔

مسئلہ ۳۶۷۲۔ اگر حیوان کے مرنے کا سبب شکار اور کوئی دوسری چیز بھی ہو جیسے ہتھیار لگے اور وہ بلندی سے گر پڑے اور دونوں کے اثر سے مر جائے تو وہ مردہ ہے اور حلال نہیں ہے۔

۴۔ شکار کرنے والا حالت احرام میں نہ ہو۔

۵۔ شکار حرم مکہ میں نہ ہو، جیسا کہ مناسک حج میں بیان ہو چکا ہے۔

۶۔ شکار کرنے والے کے پاس ذبح کرنے کا وقت نہ ہو یعنی شکاری کے پہنچنے سے پہلے شکار مر چکا ہو یا زندہ ہو لیکن ذبح کرنے کا وقت نہ ہو۔

مسئلہ ۳۶۷۳۔ اگر شکار کرنے والا شکار کے پاس اس وقت پہنچے جبکہ ذبح کرنے کا وقت ہو لیکن وہ ذبح نہ کرے تو یہ حرام ہوگا چاہے چھری نہ ہونے کی وجہ ہی سے ہو۔

مسئلہ ۳۶۷۴۔ اگر شکار کرنے والا اس وقت پہنچے جبکہ شکار زندہ ہو لیکن اس کے پاس چھری نہ ہو تو اگر کتّے کو دوسری بار حملہ کرنے کے لئے بھیجے اور وہ اسے مار ڈالے تو یہ حلال ہوگا۔

مسئلہ ۳۶۷۵۔ اگر شکار میں مذکورہ شرائط میں سے کوئی ایک شرط نہ ہو تو وہ شکار حرام ہوگا مگر یہ کہ شکار کرنے والے اسے زندہ پائیں اور ذبح کر دیں لیکن اگر حرم مکہ میں ہو یا حالت احرام میں ہو تو ذبح

کرنے سے بھی حلال نہ ہوگا۔

مسئلہ ۳۶۷۶۔ مذکورہ دو مسئلوں میں اگر اس وقت پہنچے جبکہ اس کے بدن کا کوئی بھی حصہ جیسے پیر، کان، آنکھ یا دم ہل رہی ہو اور وہ اسے ذبح کر دے تو یہ کافی ہوگا۔

مسئلہ ۳۶۷۷۔ ہر پاک ہونے والا حیوان اگر ہتھیار کے ذریعہ شکار کیا جائے تو وہ حلال ہو جاتا ہے اگر چہ حرام گوشت ہو، کیوں کہ اس کی کھال پاک ہو جاتی ہے اور استعمال کی جاتی ہے۔

مسئلہ ۳۶۷۸۔ کتّے کے ذریعہ سے صرف حلال گوشت حیوان حلال ہو سکتا ہے لیکن اگر حرام گوشت حیوان کتّے کے ذریعہ شکار کیا جائے تو حلال نہیں ہوگا۔

دوسری فصل

اس حیوان کا شکار جس کا خون ذبح کرتے وقت اچھل کر نہیں نکلتا۔

مسئلہ ۳۶۷۹۔ مچھلی شکار کرنے سے پاک ہو جاتی ہے اور اس کا شکار یہ ہے کہ پانی سے زندہ نکالی جائے۔

مسئلہ ۳۶۸۰۔ مچھلی پانی میں مرجائے تو اس کا کھانا حرام ہے اگر پانی خشک ہو جائے اور مچھلی مرجائے یا پانی سے خود باہر آ کے مرجائے یا موج کے ساتھ باہر آجائے اور مرجائے تو بھی اس کا کھانا حرام ہے مگر یہ کہ کسی نے مرنے سے پہلے اسے ہاتھ سے یا کسی دوسرے وسیلہ سے پکڑ لیا ہو تو حلال ہے۔

مسئلہ ۳۶۸۱۔ اگر کوئی شخص مچھلی کے شکار کی غرض سے جال پھیلائے، یا ایسا جال ڈالے یا ایسی رکاوٹ پیدا کردے کہ جب پانی اوپر آئے تو مچھلیاں اس میں پھنس جائیں اور جب پانی کم ہو جائے تو اس سے نکل نہ سکیں اور پانی سے باہر مریں تو ان مچھلیوں کا کھانا حلال ہے اگر چہ جال ہی میں مریں، لیکن اگر پانی کے کم ہونے سے پہلے مرجائیں یا پانی کے کم ہونے سے پہلے مرنے میں شک ہو تو حرام ہو جائیں گی۔

مسئلہ ۳۶۸۲۔ اگر مچھلی جال میں مرجائے لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ پانی کے کم ہونے سے پہلے مری ہے یا بعد میں تو اگر پانی کے کم ہونے کی تاریخ معلوم ہو اور مچھلی کے مرنے کی تاریخ معلوم نہ ہو تو اس

مچھلی کا کھانا حلال ہے۔

مسئلہ ۳۶۸۳۔ اگر مچھلی پانی سے باہر نکال لی جائے اور دوبارہ پانی میں گر کر مرجائے تو حرام ہوگی۔

مسئلہ ۳۶۸۴۔ اگر مچھلی پکڑنے والا پانی میں زہر ڈالے یا بم پھوڑے کہ جس کی وجہ سے مچھلیاں پانی کے باہر آجائیں تو ان کا کھانا حلال نہیں ہے مگر یہ کہ ان کو پانی کے باہر زندہ پکڑا جائے، اور ان کا مالک وہ شخص ہوگا کہ جس نے انہیں پانی کے باہر پکڑا ہے نہ کہ زہر ڈالنے والا یا بم پھوڑنے والا۔

مسئلہ ۳۶۸۵۔ اگر ایک مچھلی دوسری مچھلی کو نگل لے اور اس کا شکار کیا جائے اور وہ پانی سے باہر آ کر مرے تو دونوں حلال ہیں۔

مسئلہ ۳۶۸۶۔ مچھلی کے پاک ہونے کا طریقہ وہی ہے جو بیان کیا جا چکا ہے چاہے حلال گوشت (چھلکے دار) ہو یا حرام گوشت (بغیر چھلکے کی) ہو، لیکن دوسرے دریائی حیوانات اس طرح پاک نہیں ہوں گے۔

مسئلہ ۳۶۸۷۔ اگر ٹڈی کو زندہ پکڑا جائے تو اس کا کھانا حلال ہے اور اگر پکڑنے سے پہلے مرجائے تو حرام ہے۔

مسئلہ ۳۶۸۸۔ مچھلی اور ٹڈی کے شکار میں بسم اللہ کہنا، مسلمان ہونا یہاں تک کہ بالغ و عاقل ہونا بھی شرط نہیں ہے، بلکہ صرف اتنا شعور ہونا کافی ہے کہ وہ انہیں پکڑنے کی غرض سے شکار کرے۔

مسئلہ ۳۶۸۹۔ مچھلی اور ٹڈی اگر کافر کے ہاتھ میں ہوں اور وہ یہ دعویٰ کرے کہ انہیں زندہ پکڑا ہے تو یہ ان کے پاک ہونے کے لئے کافی نہیں ہے اگر چہ وہ جھوٹا نہ ہو، مگر یہ کہ انسان خود واقف ہو یا اس کی بات سے اسے یقین ہو جائے۔

مسئلہ ۳۶۹۰۔ اگر مچھلی، ٹڈی یا ہر وہ حیوان کہ جس کا پاک ہونا ضروری ہے کافر کے ہاتھ میں ہو اور وہ یہ دعویٰ کرے کہ اسے مسلمان سے لیا ہے اگر جھوٹا نہ ہو تو اس کی بات کو قبول کیا جائے گا اور پاک ہونے کا حکم لگایا جائے گا کیوں کہ اس نے مسلمان سے ہے۔

دوسرا باب

ذبح کرنے کے احکام

نجس العین حیوانات جیسے کتا، سور پاک نہیں ہو سکتے، دوسرے حرام گوشت حیوانات پاک ہو سکتے ہیں لیکن ان کا گوشت نہیں کھایا جاسکتا اور تمام حلال گوشت حیوانات پاک ہو سکتے ہیں اور ان کے پاک ہونے کی مختلف شکلیں ہیں:

۱۔ اونٹ صرف نحر کرنے سے حلال ہوتا ہے۔

۲۔ مچھلی اور ٹڈی صرف شکار سے حلال ہوتی ہیں۔

۳۔ جنگلی حیوانات شکار اور ذبح کرنے سے حلال ہوتے ہیں۔

۴۔ پالتو جانور صرف ذبح کرنے سے حلال ہوتے ہیں۔

شکار کرنے کے احکام بیان ہو چکے، اب یہاں اونٹ کے نحر کرنے اور پالتو جانوروں کے ذبح کرنے کے احکام دو فصلوں میں بیان کریں گے۔

پہلی فصل

ذبح کرنے اور نحر کرنے کا طریقہ

مسئلہ۲۶۹۱۔ حیوانات کو ذبح کرتے وقت ان کی چار رگوں کا کاٹنا ضروری ہے۔

۱۔ حلق، سانس لینے کی نلی۔

۲۔ مری، کھانے اور پینے کی نلی۔

۳۔ وہ رگ کہ جس سے خون جاتا ہے۔

۴۔ وہ رگ کہ جس سے خون آتا ہے۔

مسئلہ۲۶۹۲۔ مذکورہ چار رگوں کا پھاڑنا کافی نہیں ہے بلکہ کاٹنا ضروری ہے۔

مسئلہ۲۶۹۳۔ چار رگوں کے کاٹنے کی شرط یہ ہے کہ انہیں اس طرح کاٹا جائے کہ سر گلے کے اوپری حصہ پر باقی رہے لیکن اگر ان میں سے کوئی رگ نہ کٹے تو یہ مکمل طور پر ذبح نہیں کہا جائے گا اور پاک نہیں ہوگا، مگر یہ کہ حیوان کے مرنے سے پہلے اسے دوبارہ کاٹ دیا جائے۔

مسئلہ۲۶۹۴۔ پشت گردن سے حیوان کا ذبح کرنا کافی نہیں ہے اگر چہ چار رگیں کٹ

بھی جائیں۔

مسئلہ ۳۶۹۵۔احتیاط واجب کی بنا پر لازم ہے کہ چھری کو گلے کے اوپر رکھ کر اندر کی طرف کاٹے نہ یہ کہ چھری کو گلے کے بغل سے رکھے اور باہر کی طرف کھینچے اور رگوں کو کاٹ دے۔

مسئلہ ۳۶۹۶۔حیوان کی پوری طرح جان نکلنے سے پہلے اس کا سر جدا نہ کرے اور نہ ہی اس کے حرام مغز تک چھری اتارے۔

مسئلہ ۳۶۹۷۔اگر حیوان کے مرنے سے پہلے اس کا سر بدن سے جدا کر دیا جائے یا اس کے حرام مغز تک چھری اتار دی جائے تو اس کا گوشت حرام نہیں ہوگا چاہے عمداً ہی ہو، لیکن بہتر یہ ہے کہ اگر جان بوجھ کر ایسا کیا گیا ہے تو اس کے گوشت سے پرہیز کیا جائے۔

مسئلہ ۳۶۹۸۔حیوانات میں صرف اونٹ ہے جو کہ نحر کے ذریعہ پاک ہوتا ہے۔

مسئلہ ۳۶۹۹۔نحر اس چیز سے عبارت ہے کہ چھری، نیزہ، نیزہ کی نوک اور درانتی وغیرہ کو گلے کے نیچے چبھا دیتے ہیں۔

مسئلہ ۳۷۰۰۔اونٹ صرف نحر کرنے سے اور دیگر حیوانات صرف ذبح کرنے سے پاک ہوتے ہیں، لہذا اونٹ ذبح کرنے اور دیگر حیوانات نحر کرنے سے حلال نہیں ہوں گے یہاں تک کہ احتیاط واجب کی بنا پر گھوڑا بھی نہر کرنے سے حلال نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۳۷۰۱۔اگر حیوان سرکشی کرے اور اس کا ذبح معین شدہ شکل کے مطابق نہ ہو سکے یا مثلاً کنویں میں گر جائے یا ملبے میں پھنس جائے کہ جس سے معین شدہ جگہ سے ذبح کرنا ممکن نہ ہو تو جس شکل میں بھی ممکن ہو اسے ذبح کرے یا نحر کرے تو اس کا گوشت حلال ہے بشرطیکہ روبقبلہ کے علاوہ دیگر ذبح کے شرائط مہیا ہوں۔

مسئلہ ۳۷۰۲۔مذکورہ فرض میں اگر حیوان مرنے سے پہلے انسان کے اختیار میں آجائے تو چاہیئے کہ اسے معمول کے مطابق ذبح کرے یا نحر۔

مسئلہ ۳۷۰۳۔اگر حاملہ حیوان مرجائے اور اس کے شکم سے بچہ زندہ باہر نکال لیا جائے تو وہ ذبح کئے بغیر حلال نہیں ہوسکتا۔

مسئلہ ۳۷۰۴۔اگر حاملہ حیوان کو نحر، ذبح یا شکار کرنے کے ذریعہ پاک کیا جائے تو اس کے بچہ کے لئے چند صورتیں ہیں:

۱۔اگر زندہ باہر نکالا جائے اور پاک کئے بغیر مر جائے تو وہ حرام ہے، چاہے وقت کی تنگی ہی کی وجہ سے ہو۔

۲۔اگر زندہ باہر نکالا جائے اور پاک کر لیا جائے تو وہ حلال ہے۔

۳۔اگر اس میں روح نہ آئی ہو تو وہ پاک اور حلال ہے۔

۴۔اگر مردہ باہر نکالا جائے تو وہ پاک اور حلال ہے، لیکن اگر یہ ہو کہ تاخیر سے کھال اتارنے یا تاخیر سے اس کی ماں کا پیٹ چاک کرنے کی وجہ سے مرا ہے تو وہ حرام ہے۔

مسئلہ ۳۷۰۵۔پاک کرنے (ذبح) کے ذریعہ پیٹ کے بچہ کا گوشت کھانا اس وقت حلال ہوگا جبکہ خلقت مکمل ہو چکی ہو اور جسم پر بال آچکا ہو۔

دوسری فصل

ذبح اور نحر کرنے کے شرائط

مسئلہ ۳۷۰۶۔ ذبیحہ کے گوشت کے حلال ہونے کے لئے چند شرائط ہیں کہ جو درج ذیل ہیں:

۱۔ ذبح یا نحر کرنے والے کو مسلمان ہونا چاہیئے کہ جس کی وضاحت مسئلہ ۳۶۶۶ میں گذر چکی ہے۔

۲۔ ذبح کرنے یا نحر کرنے کا قصد رکھتا ہو، لہذا اگر بچہ، دیوانہ، بیہوش یا غافل شخص جو کہ ذبح کا قصد نہیں رکھتے ہیں کسی حیوان کو ذبح کریں یا کسی اونٹ کے گلے میں چاقو بھونکے تو وہ پاک نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۳۷۰۷۔ اگر لوہا موجود نہ ہو تو کسی بھی چیز سے چار ورگوں کو کاٹ دیا جائے تو ذبح کہا جائیگا یہاں تک کہ پتھر، ہڈی یا کسی بھی دھار دار لکڑی سے، اور لوہے کے ملنے تک ذبح اور نحر میں تاخیر کرنا لازم نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۷۰۸۔ بعض ماہرین کا کہنا ہے کہ اسٹیل بھی تصفیہ شدہ لوہا ہوتا ہے یا اس میں دوسری دھات مخلوط ہوتی ہے، جیسا کہ معمولی لوہا دیگر دھات میں ملاتے ہیں، لہذا اگر اسٹیل میں لوہے کی آمیزش اسٹیل کے برابر ہو تو وہ اس کے ذریعہ ذبح کرسکتا ہے اور بظاہر بازار میں موجود اسٹیل اسی قسم کے ہیں۔

مسئلہ ۳۷۰۹۔ اونٹ کو نحر کرتے وقت چاہیئے کہ اس کا سینہ قبلہ کی طرف ہو اسی طرح اس حیوان کا بھی رخ قبلہ کی طرف ہونا چاہیئے جسے بٹھا کر یا کھڑا کر کے ذبح کر رہے ہیں۔

مسئلہ ۳۷۱۰۔ اگر مرغی وغیرہ سر یا پیر کے بل لٹکائی گئی ہو تو ذبح کرتے وقت اس کے سینہ اور پیٹ کو قبلہ کی طرف ہونا چاہیئے۔

مسئلہ ۳۷۱۱۔ اگر قبلہ کا رخ معلوم نہ ہو اور اس مختصر وقت میں قبلہ کا معلوم کرنا بھی ممکن نہ ہو یا حیوان کی سرکشی کی وجہ سے اسے روبقبلہ نہ کیا جا سکتا ہو یا اس کے مرنے کا خوف ہو تو قبلہ کی شرط ساقط ہو جائے گی۔

مسئلہ ۳۷۱۲۔ ذبح یا نحر کرتے وقت لازم نہیں ہے کہ ذبح یا نحر کرنے والا روبقبلہ ہو اگرچہ روبقبلہ ہونا بہتر ہے۔

مسئلہ ۳۷۱۳۔ اگر ممکن ہونے کے باوجود عمداً حیوان کو روبقبلہ نہ کرے تو پاک نہیں ہوگا اور اس کا کھانا حرام ہے، لیکن اگر بھول جائے یا روبقبلہ کے واجب ہونے کا علم نہ ہو یا قبلہ کے رخ میں اشتباہ کر جائے تو وہ پاک ہے اور اس کا کھانا بھی جائز ہے۔

۵۔ جو شخص ذبح یا نحر کر رہا ہے اسے چاہیئے کہ گلے پر چھری پھیرتے وقت یا گلے میں خنجر گھونپتے وقت خدا کا نام لے، کہ جس کی تفصیل مسئلہ ۳۶۷۰ میں بیان ہو چکی ہے۔

۶۔ حیوان زندہ ہو، اس طرح کہ جب اسے ذبح کیا جائے تو وہ تڑپے۔

۷۔ اتنا خون نکلے کہ جو معمولاً حیوانات کو ذبح کرتے وقت نکلتا ہے۔

۸۔ ذبح کرنے کے بعد حیوان ہلے چاہے تھوڑا ہی۔

مسئلہ ۳۷۱۴۔ ذبیحہ کے حلال ہونے کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ وہ با قائدہ زندہ ہو یعنی اگر

اسے ذبح نہ کیا جاتا تو وہ ایک یا چند دنوں تک زندہ رہتا، لہٰذا اگر کوئی حیوان زخمی ہو جائے اور مرنے کے قریب ہو تو اسے مذکورہ شرائط کے مطابق اس کے مرنے سے قبل ذبح کر دیا جائے تو وہ پاک اور حلال ہے۔

مسئلہ۳۷۱۵۔ اگر کسی حیوان کا پیٹ پھٹ جائے اور اس کی انتڑیاں باہر آجائیں اور اس کے مرنے سے پہلے اسے ذبح کر دیا جائے تو وہ پاک اور حلال ہے۔

مسئلہ۳۷۱۶۔ حیوان کے مرنے سے پہلے جو بھی اس کے بدن کا حصہ جدا ہو جائے گا وہ حرام اور مردار ہے۔

مسئلہ۳۷۱۷۔ اگر حیوان کو گلے کی گرہ کے اوپر سے ذبح کیا جائے اور سر کے جدا ہونے کے بعد گرہ کے نیچے سے چار ورگوں کو کاٹا جائے تو سر کے علاوہ جسم بھی حرام اور مردار ہے اگرچہ ابھی نہ مرا ہو۔

مسئلہ۳۷۱۸۔ اگر کوئی حیوان آگ یا پانی میں یا کسی بلندی سے گر جائے یا کوئی ایسا حادثہ پیش آجائے کہ جس کی وجہ سے وہ تھوڑی دیر بعد مر جائے گا تو اگر اس کے مرنے سے پہلے اسے ذبح کر دیا جائے تو وہ حلال ہو جائے گا، مگر یہ کہ اس کا گوشت کھانا مکروہ ہے اور بہتر یہ ہے کہ نہ کھایا جائے، یہ چیز شکار کے برخلاف ہے کہ جو مسئلہ۳۶۷۲ میں بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ۳۷۱۹۔ حیوان کو ذبح کرنے کے بعد اور اس کی جان نکلنے سے پہلے اگر اس کے بدن کا کوئی حصہ جدا کر لیا جائے تو اس کا کھانا حرام نہیں ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ ایسا کام نہ کریں کیوں کہ ہوسکتا ہے کہ اس سے حیوان کو تکلیف پہنچے۔

مسئلہ۳۷۲۰۔ حیوان کی جان نکلنے سے پہلے اس کی کھال اتارنا مکروہ ہے، لیکن اس کے ذریعہ وہ حرام نہیں ہوگا۔

مسئلہ۳۷۲۱۔ حیوان کو ذبح کرنے کے کچھ آداب ہیں کہ جن کی رعایت کرنا مستحب ہے وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ مذبح (ذبح کرنے کی جگہ) کی طرف حیوان کو نرمی و محبت کے ساتھ لے جانا۔

۲۔ ذبح کرنے سے پہلے حیوان کے سامنے پانی رکھنا۔

۳: چھری کو تیز کرنا۔

۴۔ ذبح کرنے میں جلدی کرنا تاکہ آسانی کے ساتھ سر کٹ جائے۔

رسول اکرمؐ فرماتے ہیں:

''خداوند عالم نے تم سے ہر چیز کو حسن سلوک کے ساتھ چاہا ہے، لہٰذا اگر کسی کو (میدان جنگ میں) قتل کرو تو حسن سلوک کے ساتھ ہو، اگر حیوان کو ذبح کرو تو نرمی برتو، اپنی چھری کو تیز کرو تاکہ حیوان کو آسانی کے ساتھ ذبح کر سکو''۔

❁❁❁❁❁

کھانے پینے کی چیزوں کے احکام

اس میں چار فصلیں ہیں:

پہلی فصل

حرام گوشت حیوانات

مسئلہ۳۷۲۲۔ دریائی حیوانات میں سے صرف چھلکے دار حیوان حلال ہیں اور بقیہ حرام۔

مسئلہ۳۷۲۳۔ چھلکے سے مراد وہ کھال ہے جو آسانی سے نکل جاتی ہے جیسے جھینگے اور چھلکے دار مچھلیوں کا چھلکا۔

مسئلہ۳۷۲۴۔ وہ سخت کھالیں جو حیوان کے گوشت سے متصل ہوتی ہیں جیسے کچھوا، کیکڑا اور صدف کی کھال، یہ ان کے حلال ہونے پر دلالت نہیں کرتی ہیں۔

مسئلہ۳۷۲۵۔ اگر کسی مچھلی کے بارے میں شک ہو کہ چھلکے دار ہے یا بغیر چھلکے کی، تو وہ حرام ہے

،البتہ بہت سی مچھلیاں ایسی بھی ہیں جو چھلکے دار ہیں لیکن پتھروں وغیرہ سے ٹکرانے کے سبب ان کے چھلکے گر جاتے ہیں اگر ان مچھلیوں کو غور سے دیکھا جائے تو چھلکے کے نشانات پائے جاتے ہیں، یہ حلال ہیں۔

مسئلہ۳۷۲۶۔ اگر مچھلی بیچنے والا یہ کہے کہ یہ مچھلی چھلکے دار ہے اور وہ جھوٹا نہ ہو تو اس کی بات پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ۳۷۲۷۔ اگر سانپ کسی مچھلی کو نگل لے اور پھر اگل دے، اگر اس کی کھال نہ نکلی ہو اور اسے شکار کے ذریعہ پاک کر لیا جائے تو وہ حلال ہے، لیکن اگر اس کی کھال نکل گئی ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر حلال نہیں ہے۔

مسئلہ۳۷۲۸۔ خشکی میں رہنے والے حیوانات میں سے تیز اور نکیلے دانت والے حیوان حرام ہیں اور وہ درندہ حیوان جو دیگر حیوانات کو پھاڑ ڈالتے ہیں اور کھا جاتے ہیں حرام ہیں، اگرچہ ان کے دانت تیز اور نکیلے نہ بھی ہوں خواہ طاقتور ہوں جیسے شیر اور چیتا یا کمزور ہوں جیسے بلّی اور لومڑی۔

مسئلہ۳۷۲۹۔ گذشتہ امتوں میں انسان جن حیوانات کی شکل اختیار کر چکا ہے وہ حرام ہیں، جیسا کہ قرآن کریم اور اہلبیت علیہم السلام کی احادیث میں بیان ہوا ہے کہ خداوند عالم نے بعض سرکشوں اور ظالموں کو بعض حیوانات کی شکل میں مسخ کر دیا تھا اور روایات میں خاص اہمیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ سارے مسخ شدہ ہلاک ہو گئے اور ان کی نسل آگے نہ بڑھی، لہٰذا مسخ شدہ حیوانات سے مراد وہ حیوانات ہیں کہ انسان جن کی شکل میں مسخ کیا جا چکا ہے اور وہ سور، بندر، ہاتھی، بھالو، خرگوش، گوہ، چوہا، کچھوا اور چھپکلی ہیں۔

مسئلہ۳۷۳۰۔ وہ حیوانات جو زمین کے اندر رہتے ہیں جیسے نیولا، چوہا، اور جنگلی چوہا اور سانپ وغیرہ، حرام ہیں۔

مسئلہ ۳۷۳۱۔ تین قسم کے پالتو جانور حلال ہیں:

۱۔ اونٹ، چاہے ایک کوہان ہو یا دو کوہان۔

۲۔ گائے اور بھینس۔

۳۔ بھیڑ اور بکری وغیرہ۔

مسئلہ ۳۷۳۲۔ گھوڑا، گدھا اور خچر حلال گوشت ہیں لیکن ان کا کھانا مکروہ ہے خصوصاً گدھا اور خچر کے لئے کراہت شدید ہے۔

مسئلہ ۳۷۳۳۔ جنگلی گائے، پہاڑی مینڈھا، جنگلی گدھا، بارہ سینگا، ہرن، ساری پہاڑی بکریاں اور وہ تمام جنگلی حیوانات جو ان کی قسم شمار ہوتے ہیں حلال گوشت ہیں، لیکن حلال گوشت صرف مذکورہ حیوانات ہی ہوں، یہ محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۳۷۳۴۔ گوشت خوار اور پھاڑنے والے پرندے جیسے باز، شکرا، عقاب، شاہین، قرقی (ایک چھوٹا شکاری پرندہ)، گدھ اور چیل وغیرہ حرام گوشت ہیں، لیکن بگلا جو کہ مچھلی کھاتا ہے ان میں سے نہیں ہے یعنی حلال گوشت ہے۔

مسئلہ ۳۷۳۵۔ جو پرندے اڑتے وقت سارس کی طرح اپنے پروں کو پھیلا دیتے ہیں وہ حرام گوشت ہیں لیکن جو پرندے پر مارتے ہیں وہ حلال گوشت ہیں۔

مسئلہ ۳۷۳۶۔ جن پرندوں کے پوٹا، سنگدانہ اور پیر میں کانٹا نہیں ہوتا وہ حرام گوشت ہے اور اگر کسی پرندہ کے ان میں سے کوئی ایک ہو تو وہ حلال گوشت ہے۔

مسئلہ ۳۷۳۷۔ مور، چمگادڑ اور ہر قسم کے کوّے حرام ہیں اور ٹڈی کے علاوہ تمام اڑنے والے حشرات جیسے شہد کی مکھی، مکھی وغیرہ، حرام ہیں، البتہ چھوٹی ٹڈی بھی حلال نہیں ہے۔

دوسری فصل

حلال گوشت حیوانات کچھ وجوہ کے سبب حرام ہو جاتے ہیں۔

وہ حیوانات جو اصل میں حلال گوشت تھے لیکن کچھ وجوہ کے سبب حرام ہو جاتے ہیں درج ذیل ہیں:

۱۔ نجاست خوار حیوان

مسئلہ ۳۷۳۸۔ وہ حلال گوشت حیوان کہ جس کی غذا ایک مدت سے انسان کا فضلہ ہو اور دوسری چیز بہت کم کھاتا ہو اور فضلہ ہی اس کی غذا شمار ہوتی ہو تو اس کا گوشت کھانا حرام ہے لیکن اگر فضلہ کے ساتھ خاصی مقدار میں دوسری بھی چیزیں کھاتا ہو تو اس کا گوشت حرام نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۳۷۳۹۔ فضلہ خوار حیوان کو فضلہ کی نجاست سے پاک کرنے اور اس کے گوشت کو حلال کرنے کے لئے لازم ہے کہ اسے چند دنوں تک ایسی جگہ رکھا جائے کہ جہاں انسان کا فضلہ نہ کھا سکے اور اتنی مدت گذر جائے کہ پھر اسے نجاست خوار نہ کہا جائے، اس عمل کو استبراء کہتے ہیں۔

مسئلہ ۳۷۴۰۔ فضلہ کھانے والے حیوانات کا شرعاً استبراء یہ ہے کہ اونٹ کو چالیس دن تک، گائے کو بیس دن تک، بھیڑ کو دس دن تک، مرغابی کو پانچ دن تک اور مچھلی کو ایک رات دن فضلہ

کھانے سے باز رکھا جائے، لیکن بہتر یہ ہے کہ مرغابی کو سات دن تک، بھیڑ کو چودہ دن تک اور گائے کو تیس دن اور اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ چالیس دن تک فضلہ کھانے نہ دیا جائے۔

مسئلہ ۳۷۴۱۔ دیگر حیوانات کا استبرا ان کے بدن کی ضخامت کے اعتبار سے مذکورہ استبراء میں سے کوئی ایک مدنظر رکھا جائے گا اور احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ مدت جو عرف کی نظر میں دیگر نجاست خوار حیوان کی شمار نہیں ہوتی اور مذکورہ عدد میں سے بیشتریں مدت کو مدنظر رکھا جائے۔

۲۔ بکری کا بچہ سور کا دودھ پئے

مسئلہ ۳۷۴۲۔ بکری کا بچہ، بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر ہر وہ حیوان جو ایک مدت تک سور کے پستان سے دودھ پئے تو وہ حرام گوشت ہو جاتا ہے اور اس کا استبراء ضروری ہے۔

مسئلہ ۳۷۴۳۔ اگر سور کا دودھ دوہ کر بکری کے بچہ کو پلایا جائے تو بھی احتیاط واجب کی بنا پر استبراء کی ضرورت ہے۔

مسئلہ ۳۷۴۴۔ یہ حکم صرف سور کے دودھ سے مخصوص ہے لہذا اگر دیگر حیوانات کا دودھ پئے تو یہ حکم جاری نہ ہوگا۔

مسئلہ ۳۷۴۵۔ جس حیوان نے سور کا دودھ پیا ہے اس کا استبراء یہ ہے کہ اسے سات دن تک ایسی جگہ رکھا جائے کہ جہاں وہ سور کا دودھ نہ پی سکے اور اس مدت میں اسے حلال گوشت حیوان کا دودھ پلایا جائے، اور اگر اس کو دودھ کی ضرورت نہ ہو تو اسے سات دن تک پاک چارہ دیا جائے۔

مسئلہ ۳۷۴۶۔ اگر مذکورہ حیوان کا استبراء نہ کیا جائے تو جو بھی حیوان اس کے نطفہ سے پیدا ہوگا وہ بھی حرام گوشت ہوگا اور استبراء کے ذریعہ حلال نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۳۷۴۷۔ اگر نجاست کھانے والے حیوان کا بھی استبراء نہ کیا جائے تو جو بچہ اس کے نطفے

سے پیدا ہوگا احتیاط واجب کی بنا پر وہ بھی حرام گوشت ہوگا۔

مسئلہ ۳۷۴۸۔ نجاست کھانے والے اور سور کا دودھ پینے والے مادہ حیوانات کا اگر استبراء نہ کیا جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر ان کی نسل کے حیوان حرام گوشت ہوں گے۔

مسئلہ ۳۷۴۹۔ نجاست کھانے والی مرغی کا اگر استبراء نہیں کیا گیا ہے تو جو بھی انڈے اس حالت میں اس کے اندر بنیں گے وہ حرام ہیں۔

۳۔ وہ حیوان جس سے بدفعلی کی گئی ہے

مسئلہ ۳۷۵۰۔ جس چوپائے کے ساتھ بالغ مرد نے یا احتیاط واجب کی بنا پر کسی لڑکے نے بدفعلی کی ہے اس کا گوشت حرام ہے اور اس کے استبراء کا کوئی راستہ نہیں ہے، یہاں تک کہ احتیاط واجب کی بنا پر اس کی نسل بھی حرام گوشت ہو جائے گی اور اگر پرندوں کے ساتھ بدفعلی کی جائے تو ان کے انڈے حرام ہو جائیں گے لیکن مردہ حیوان سے بدفعلی کا کوئی اثر نہ ہوگا اگرچہ شرعی طور پر ذبح کیا گیا ہو۔

مسئلہ ۳۷۵۱۔ جس حیوان کے ساتھ بدفعلی کی گئی ہے اگر وہ ایسے حیوانات میں سے ہو کہ جن کا گوشت کھایا جاتا ہے تو اس کی گردن ماردی جائے گی اور اگر خود سے مر جائے تو اس کے مردار کو جلا دیا جائے گا۔

مسئلہ ۳۷۵۲۔ جس شخص نے حیوان سے بدفعلی کی ہے اگر وہ اس کا مالک نہ ہو تو اسے چاہیئے کہ اس کی قیمت اس کے مالک کو دے۔

مسئلہ ۳۷۵۳۔ اگر مذکورہ حیوان ان حیوانات میں سے ہو جنہیں سواری کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جیسے گدھا اور خچر تو اسے دوسرے شہر میں لے جا کر فروخت کر دیا جائے، یہاں بھی اگر بدفعلی

کرنے والا مالک نہ ہو تو چاہیئے کہ وہ مالک کو اس کی قیمت دے اور دوسرے شہر لے جانے کا خرچ بھی وہی برداشت کرے تا کہ اسے فروخت کرنے کے بعد اس کی قیمت خود لے سکے۔

مسئلہ ۳۷۵۴۔ جس حیوان کے ساتھ بدفعلی کی گئی ہے اگر وہ ان حیوانات میں سے ہو کہ جن کا گوشت کھایا جاتا ہے اور وہ دوسرے حیوان سے مشتبہ ہو جائے تو قرعہ کشی کے ذریعہ اسے معین کیا جائے گا۔

مسئلہ ۳۷۵۵۔ اگر حلال گوشت حیوان شراب پی لے تو اس کا گوشت حرام نہیں ہوگا، لیکن اگر اسے مستی کی حالت میں ذبح کیا جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر چاہیئے کہ اس کی اوجھڑی، دل اور جگر سے پرہیز کیا جائے۔

مسئلہ ۳۷۵۶۔ اگر حلال گوشت حیوان پیشاب یا بہنے والی نجس چیز پیئے یا نجس چیز کھائے اور اسے ذبح کر دیا جائے تو اس کا کھانا حرام نہیں ہے، لیکن اگر عین نجس ہضم نہ ہوئی ہو تو چاہیئے کہ اس کا باطن دھو لیا جائے اور اس کے پاک کرنے کے بعد اس کا کھانا حرام نہیں ہے۔

تیسری فصل

حیوان کے جامد اور سیال اجزاء

مسئلہ ۳۷۵۷۔ دودھ، بکری کے بچہ کے معدہ کا پنیر اور خصیے یہاں تک کہ مچھلی کے انڈے کا حکم وہی ہے جو اس حیوان کا ہے کہ جس سے یہ چیزیں دستیاب ہوئی ہیں، لہٰذا اگر حیوان حلال گوشت ہو گا تو یہ سب چیزیں کھائی جائیں گی لیکن اگر حیوان حرام گوشت ہوگا تو یہ چیزیں کھائی نہیں جائیں گی، سوائے انسان کے دودھ کے کہ یہ پیا جاتا ہے۔

مسئلہ ۳۷۵۸۔ اگر دودھ اور بکری کے بچہ کے معدہ کے پنیر کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ یہ حلال گوشت جانور کا ہے یا حرام گوشت جانور کا، تو اس کی بنا حلال ہونے پر رکھی جائے گی۔

مسئلہ ۳۷۵۹۔ اگر انڈا مشتبہ ہو جائے اور اس کے دونوں طرف میں فرق ہو تو کھایا جا سکتا ہے لیکن اگر دونوں طرف یکساں ہوں تو کھایا نہیں جائے گا یہ کلیہ اس وقت ہے جبکہ یہ احتمال ہو کہ یہ انڈا حرام گوشت کا ہے لیکن اگر یہ احتمال ہو کہ نجاست کھانے کی وجہ سے حرام ہوا ہے تو اس صورت میں حلال ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔

مسئلہ ۳۷۶۰۔ حلال گوشت حیوان کی درج ذیل چیزیں حرام ہیں:

۱۔ خون

۲۔گوبر

۳۔عضوتناسل

۴۔خصیتین

۵۔غدود جنہیں فارسی میں دشمول کہتے ہیں

۶۔تلّی بنابراحتیاط واجب

۷۔رحم یعنی بچہ دانی

۸۔شرم گاہ یعنی فرج

۹۔حرام مغز جوریڑھ کی ہڈی میں ہوتا ہے

۱۰۔وہ چربی جوریڑھ کی ہڈی کے دونوں طرف ہوتی ہے

۱۱۔مثانہ

۱۲۔پتّہ

مسئلہ ۳۷۶۱۔بہتر یہ ہے کہ آنکھوں کا ڈھیلا اور وہ چیز جو بھیجے میں چنے کے دانے کی شکل کی ہوتی ہے، کے کھانے سے پرہیز کیا جائے۔

مسئلہ ۳۷۶۲۔گردوں اور کلیجی کا کھانا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۳۷۶۳۔ جو کچھ بھی حرام اور مکروہ کے عنوان سے بیان کیا گیا ہے وہ چھوٹے بڑے تمام حیوانات میں جاری ہے، مگر یہ کہ اگر حیوان اتنا چھوٹا ہو کہ اس کے اعضاء کا تشخیص دینا ممکن نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۷۶۴۔حیوانات میں جو کچھ حرام اعضاء کے عنوان سے بیان کیا گیا ہے وہ مچھلی اور جھینگا میں جاری نہیں ہوگا، لیکن اگر مچھلی میں خاصی مقدار میں خون ہو تو بنا براحتیاط واجب اس کے کھانے سے پرہیز کیا جائے۔

مسئلہ ۳۷۶۵۔حرام گوشت حیوان کے خون سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ۳۷۶۶۔حیوان کی نازک رگوں میں جو معمولی سا خون باقی رہ جاتا ہے اور عرف میں گوشت کا جز شمار ہوتا ہے اور قابل تشخیص نہیں ہوتا اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۷۶۷۔عین نجاست اور ہر وہ چیز جو نجس ہوگئی اور پاک نہیں کی گئی ہے اس کا کھانا حرام ہے، اور بنا براحتیاط واجب ان چیزوں کا کھانا حرام ہے جن سے انسان کی طبیعت نفرت کرتی ہے جیسے ناک کا پانی اگر چہ پاک اور حلال گوشت حیوان کا ہو۔

مسئلہ ۳۷۶۸۔حلال گوشت حیوان کا پاک پیشاب بعض بیماریوں کے لئے پینا جائز ہے چاہے ضرورت کی حد تک نہ بھی ہو۔

مسئلہ ۳۷۶۹۔انسان اپنے لعاب دہن کو نگل سکتا ہے اسی طرح دوسرے انسان اور حلال گوشت حیوانات کے تھوک کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، لیکن اگر حرام گوشت حیوانات کا تھوک اتنا زیادہ ہو کہ اس کے لعاب دہن سے مل کر ختم نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر چاہیئے کہ اس سے پرہیز کرے۔

مسئلہ ۳۷۷۰۔مٹی کا کھانا اور احتیاط واجب کی بنا پر خاک، بالو اور ہر اس چیز کا کھانا جس کا شمار زمین میں ہوتا ہے، حرام ہے، لیکن دوسرے معدنیات کا کھانا حرام نہیں ہے، مگر یہ کہ یہ ایسے ضرر کا باعث ہو کہ جس ضرر میں انسان کا خود کو ڈالنا حرام ہے۔

مسئلہ ۳۷۷۱۔ شفا کی غرض سے ایک چنے کے برابر تربت امام حسین علیہ السلام یعنی خاک شفا کا کھانا جائز ہے، تمام مٹیوں سے خاک شفا کو مستثنیٰ کیا گیا ہے اور یہ حکم صرف خاک شفا یعنی تربت امام حسین علیہ السلام سے مخصوص ہے، دیگر معصومینؑ کے مزار کی مٹی کے لئے نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۷۷۲۔ شراب اور ہر مست کرنے والی چیز حرام ہے، چاہے جامد ہی ہو، لیکن صرف اس صورت میں نجس ہے جبکہ بالاصالہ سیال ہو۔

مسئلہ ۳۷۷۳۔ اگر شراب سرکہ میں بدل جائے تو پاک اور حلال ہے۔

مسئلہ ۳۷۷۴۔ جیسا کہ مسئلہ ۵۴۹ میں بیان ہو چکا ہے کہ آبِ جو بھی شراب کے حکم میں ہے۔

مسئلہ ۳۷۷۵۔ آبِ انگور یا آبِ کشمش کو اگر آگ کے ذریعہ کھولا دیا جائے تو حرام ہو جاتا ہے اور اگر اتنا کھولا دیا جائے کہ دو تہائی جل جائے اور ایک تہائی باقی بچے تو وہ حلال ہو جائے گا، اور اس کی تفصیل ۵۵۲ سے ۵۵۴ تک مسائل میں بیان ہو چکی ہے۔

مسئلہ ۳۷۷۶۔ آب انگور اور آب کشمش کے علاوہ دیگر آب میوہ اور تمام انواع و اقسام کے مربّے کو اگر کھولا دیا جائے تو وہ حرام نہیں ہوتے، اگرچہ ان میں شراب کی بدبو ہی ہو مگر یہ کہ مست کرنے والے ہوں۔

چوتھی فصل

بعض عام احکام

مسئلہ ۳۷۷۷۔ ہر اس چیز کا کھانا پینا اور استعمال کرنا حرام ہے جس سے، انسان کی جان اور صحت و سلامتی کا خطرہ ہو، یا اس کی عزت و آبرو پر حرف آئے۔

مسئلہ ۳۷۷۸۔ ہر اس چیز کا کھانا پینا احتیاط واجب کی بنا پر حرام ہے کہ جس سے انسان کی خداداد قوٰی بیکار ہو جائیں، مگر یہ کہ کسی ایسے خطرہ کے دور کرنے کے لئے کھائے پئے کہ جس کا نقصان اس کے برابر ہو یا اس سے زیادہ ہو۔

مسئلہ ۳۷۷۹۔ اگر علاج کا دارومدار ایسی چیز کے کھانے پر ہو کہ جس کا کھانا شرعاً حرام ہے تو بقدر ضرورت اس کا کھانا جائز ہے اگرچہ جان کا خطرہ نہ ہو۔

مسئلہ ۳۷۸۰۔ اگر علاج شراب پینے، سور کا گوشت، یا اس کا تیل یا اس کے دیگر اعضاء کے کھانے پر موقوف ہو تو بھی ان کا کھانا پینا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ انسان کا زندہ رہنا یقینی طور پر انہیں پر موقوف ہو۔

مسئلہ ۳۷۸۱۔ احتیاط واجب کی بنا پر نشہ آور اشیاء کے ذریعہ سرمہ لگانا جائز نہیں ہے، مگر یہ کہ آنکھ کا ٹھیک ہونا اسی پر موقوف ہو۔

مسئلہ۳۷۸۲۔جس شخص کے لئے بھوک سے مرنے کا خطرہ ہو وہ حرام غذا (مردار) اتنی مقدار میں کھا سکتا ہے کہ جس سے مرنے کا خطرہ دور ہو جائے۔

مسئلہ۳۷۸۳۔''باغی'' اور''عادی'' کہ جس کی وضاحت بعد والے مسئلہ میں آئے گی ،اگر بھوک سے مرنے کے قریب ہو جائیں تو بھی وہ حرام مال سے اپنی بھوک کو مٹا نہیں سکتے ،مگر یہ کہ وہ توبہ کریں اور یہ عہد کریں کہ دوبارہ بغاوت اور تعدّی نہیں کریں گے۔

مسئلہ۳۷۸۴۔''باغی'' اس شخص کو کہا جاتا ہے کہ جس نے امام برحق کے خلاف خروج کیا ہے یا سیر و سیاحت اور تفریح کے لئے بغیر ضرورت کے شکار کرنے کے لئے نکلا ہے۔

مسئلہ۳۷۸۵۔''عادی'' ان راہزنوں کو کہا جاتا ہے جو چوری کے لئے نکلتے ہیں اور لوگوں کے اموال کو لوٹتے ہیں۔

مسئلہ۳۷۸۶۔جو حکم مسئلہ۳۷۸۳ میں بیان ہو چکا ہے، کیا یہ ناحق خون بہانے والے اور مومن کی آبرو پامال کرنے والے ظالم وجابر اور سرکشوں کو بھی شامل ہے یا نہیں؟ یہ محل اشکال ہے۔

مسئلہ۳۷۸۷۔جس شخص کا مال محترم ہے اس کی اجازت اور رضامندی کے بغیر اس کے اموال کا کھانا پینا اور استعمال کرنا جائز نہیں ہے، سوائے ان افراد کے کہ جن کا ذکر سورہ مبارکہ نور آیت ۶۱ میں ہوا ہے، اور وہ باپ ، ماں ، بھائی ، بہنیں ، پھوپھیاں ، چچا ، ماموں ، خالائیں ، دوست اور وہ افراد ہیں کہ جن کو انسان اپنے گھر کی کنجی دے دیتا ہے، شریک حیات اور اولاد بھی انہیں سے ملحق ہیں۔

مسئلہ۳۷۸۸۔مذکورہ گھروں کے مالکوں سے اجازت لئے بغیر ان کے اموال کو استعمال کیا جا سکتا ہے، لیکن احتیاط واجب کی بنا پر چند مقامات پر پرہیز کرنا چاہیئے :

۱۔اگر انسان کو قوی احتمال ہو کہ راضی نہیں ہیں، چہ برسد کہ یقین ہو۔

۲۔اگر انسان نے ان کے گھروں میں داخل ہونے کی بالکل اجازت نہ لی ہو۔

مسئلہ۳۷۸۹۔جو ہم نے اوپر یہ بیان کیا ہے کہ صاحب خانہ کی اجازت و رضامندی حاصل کئے بغیر ان کے اموال کو کھایا اور استعمال کیا جا سکتا ہے یہ چیز روٹی ، سالن جیسے پکا ہوا گوشت اور خرما سے مخصوص ہے ، لیکن وہ چیزیں جیسے حلوا اور مربّا کہ جو تنہا کھائی جاتی ہیں اور سالن شمار نہیں ہوتیں اور ایسی چیز کہ جس کو پکانے کی ضرورت ہے تو جب تک ان کے بارے میں صاحب خانہ کی رضامندی کا اطمینان نہ ہو جائے اس وقت تک انہیں کھایا نہیں جا سکتا۔

مسئلہ۳۷۹۰۔جیسا کہ مسئلہ۱۹۸۲ سے۱۹۸۸ تک وضاحت کر چکے ہیں کہ راستہ چلنے والا اس باغ اور چمن سے استفادہ کر سکتا ہے جو اس کے راستہ میں ہے اور جس کی کوئی حد بندی نہیں ہوئی ہے۔

مسئلہ۳۷۹۱۔انسان کا اس غذا کا کھانا کہ جس کے کھانے کے لئے اسے دعوت نہیں دی گئی ہے حرام ہے، جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا ہے:

''جو شخص کھانے کے لئے مدعو نہیں کیا گیا ہے اگر وہ کھائے تو گویا اس نے آگ کا ٹکڑا کھایا ہے'' مگر یہ کہ صاحب خانہ کے راضی ہونے کے بارے میں اطمینان ہو۔

مسئلہ۳۷۹۲۔جس شخص کھانے کی کو تنہا دعوت دی گئی ہے اس کا اپنے ساتھ بچے کو لے جانا حرام ہے مگر یہ کہ صاحب خانہ کی رضامندی کا یقین ہو یا اس پر کوئی قرینہ ہو۔

مسئلہ۳۷۹۳۔جس دسترخوان پر شراب پی جا رہی ہے اس پر بیٹھنا اور کھانا کھانا حرام ہے اور یہ حرام ہونا اس وقت ہے جبکہ شراب پی جا رہی ہو نہ کہ پینے سے پہلے اور بعد، لیکن اگر ایسے دسترخوان پر بیٹھنا اس کی بے عزتی کا باعث ہو تو شراب کے پینے سے پہلے اور بعد میں بھی بیٹھنا حرام ہے، اور بعض جگہوں پر ممکن ہے کہ ایسے صاحب خانہ سے ہر طرح کا رابطہ رکھنا حرام ہو۔

مسئلہ۲۷۹۴: دسترخوان پر بعض آداب کی رعایت کرنا مستحب ہے کہ جو درج ذیل ہیں:

۱۔کھانے میں اعتدال، کہ کھانے سے پیٹ کا بھرنا مکروہ ہے۔

۲۔کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد دونوں ہاتھوں کا دھونا۔

۳۔کھانے سے پہلے بسم اللہ کہنا اور کھانے کے بعد الحمد للہ کہنا۔

۴۔کھانا شروع کرنے سے پہلے اور کھانے کے بعد نمک چکھنا۔

۵۔دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا سوائے انگور اور انار کے چوں کہ یہ دونوں ہاتھوں سے کھائے جاتے ہیں۔

۶۔پورا کھانا کھانا اور برتن میں کچھ نہ چھوڑنا خواہ کتنا ہی کم ہو۔

۷۔انگلیوں کا چاٹنا اور برتن کو صاف کر کے کھانا۔

۸۔پھل کا پورا کھانا یعنی اس طرح نہ ہو کہ چھلکے اور بیج کے ساتھ کچھ پھل پھیکا جائے۔

۹۔روٹی اور کھانے کے ٹکڑوں کو دسترخوان سے اکٹھا کرنا اور انہیں کھانا۔

۱۰۔دانتوں کو خلال کے ذریعہ صاف کرنا، تاکہ کھانے کے ریزے دانتوں میں نہ رہ جائیں۔

ان کے علاوہ اور دوسرے آداب بڑی کتابوں میں تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔

میراث کے احکام

وارث اور مورّث کے درمیان ارتباط کی بنا پر میراث ثابت ہوتی ہے، اور اس ارتباط کی دو قسمیں ہیں، نسبی اور سببی ۔

۱۔ نسبی

مسئلہ ۳۷۹۵۔ جو اشخاص 'نسب' کی بنا پر میراث پاتے ہیں، ان کے تین گروہ ہیں، اور جب تک پہلے گروہ سے کوئی ایک شخص بھی موجود ہے اس وقت تک بعد والے گروہ تک میراث نہیں پہنچے گی، اور وہ تین گروہ یہ ہیں:

پہلا گروہ: والدین اور اولاد

مسئلہ ۳۷۹۶: یہاں اولاد میں مرنے والے کی اولاد اور اولاد کی اولاد بھی شامل ہیں۔

دوسرا گروہ: اجداد اور بھائی بہن

مسئلہ ۳۷۹۷۔ یہاں اجداد میں دادا دادی اور ان کے ماں باپ بھی شامل ہیں۔

مسئلہ ۳۷۹۸۔ بہن بھائی کی اولاد اپنے ماں باپ کے جانشین ہیں۔

تیسرا گروہ: چچا، پھوپھی، ماموں اور خالائیں

مسئلہ ۳۷۹۹۔ چچا، پھوپھی، ماموں اور خالاؤں، ماں باپ کے چچا، پھوپھی، ماموں اور خالائیں بھی شامل ہیں یہاں تک کہ دادا دادی کے چچا، پھوپھی ماموں اور خالائیں بھی شامل ہیں۔

مسئلہ ۳۸۰۰۔ چچا کے بیٹے اور بیٹیاں، پھوپھی کے بیٹے اور بیٹیاں، ماموں کے بیٹے اور بیٹیاں، خالہ کے بیٹے اور بیٹیاں بھی اپنے باپ اور ماں کے جانشین ہیں۔

۲۔ سببی وارث

مسئلہ ۳۸۰۱۔ سببی وارث عبارت ہے زوجہ، شوہر اور ولایۃً بننے والے وارث سے۔

مسئلہ ۳۸۰۲۔ از روئے ولایت بننے والے وارث کے بھی تین گروہ ہیں، پہلے گروہ کے موجود ہونے کی صورت میں بعد والے گروہ تک میراث نہیں پہنچتی اور وہ ترتیب کے ساتھ درج ذیل ہیں:

۱۔ ولی عتق

۲۔ ولی ضامن جریرہ

۳۔ ولی امامت

مسئلہ ۳۸۰۳۔ سببی گروہ نسبی گروہ کے بعد ہے لہذا میراث کے کل چھ گروہ ہو گئے اور پہلے والے گروہ سے جب تک ایک شخص بھی موجود ہے اس وقت تک بعد والے گروہ کی نوبت نہیں آئے گی۔

مسئلہ ۳۸۰۴۔ اگر میاں بیوی کے درمیان زوجیت کا رشتہ عقد دائم کی صورت میں ہو تو تمام گروہ کے ساتھ یہ بھی ایک دوسرے سے میراث پائیں گے، لیکن اگر عقد موقّت ہو تو میراث نہیں پائیں گے، مگر یہ کے عقد کے ذیل میں آپس میں میراث کی شرط کی ہو، لیکن اس فرض کی صورت میں بھی بنابر احتیاط واجب صرف میاں بیوی ایک دوسرے سے میراث پائیں گے۔

مسئلہ ۳۸۰۵۔ان تمام گروہ کے میراث پانے کی شرط یہ ہے کہ میراث کے موانع میں سے کوئی نہ ہو،اب یہاں موانع میراث کا بیان کرنا ضروری ہوگیا۔

پہلی فصل

میراث کے موانع

مسئلہ ۳۸۰۶۔تین چیزیں میراث کے لئے مانع ہیں:

۱۔کفر

کافر مسلمان سے میراث نہیں پاتا لیکن مسلمان کافر سے میراث پاتا ہے۔

اس مسئلہ میں کافر کے اقسام میں کوئی فرق نہیں ہے اسی طرح مسلمانوں میں شیعہ اور سنی کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۸۰۷۔مسلمان کا وجود کافر کے میراث پانے کے لئے مانع ہے چاہے مسلمان بعد والے گروہ میں ہو اور کافر اس سے پہلے والے گروہ میں ہو،لہذا اگر ایک مسلمان یا ایک کافر مر جائے اور اس کے وارثوں میں مسلمان اور کافر دونوں ہوں تو مسلمان کی موجودگی میں کافر کو میراث نہیں ملے گی ،خواہ کافر بالکل قریبی ہی ہو جیسے مرنے والے کا بیٹا اور مسلمان بہت دور کا رشتہ دار ہو جیسے مرنے والے کے باپ کا چچا۔

مسئلہ ۳۸۰۸۔چند جگہوں پر مسلمان وارث کافر کے میراث پانے میں مانع نہیں بن سکتا ،وہ

جگہیں یہ ہیں:

۱۔مسلمان وارث صرف امام علیہ السلام ہو، کہ پہلے گروہ کے میراث پانے میں مانع نہیں ہوسکتا۔

۲۔مرنے والا کافر ہو اور اس کے بچے چھوٹے ہوں اور مسلمان ورثاء بعد والے گروہ میں ہوں تو چاہیئے کہ وہ ان بچوں کے اخراجات ان کے بالغ ہونے تک باپ کے ترکہ سے پورا کریں اگر وہ بالغ ہونے کے بعد اسلام قبول کر لیتے ہیں تو وہ اپنے باپ کی میراث پائیں گے، اور اگر مسلمان نہیں ہوتے تو باقی ماندہ ترکہ مسلمان ورثاء پائیں گے۔

۳۔اگر مسلمان ورثاء کئی ہوں اور ان کے آپس میں میراث تقسیم کرنے سے پہلے کافر وارث، مسلمان ہو جائے تو اگر یہ پہلے گروہ سے ہو تو پوری میراث پائے گا اور اگر انہیں کے گروہ میں سے ہو تو ان کے ساتھ شریک ہو جائے گا اور اپنا حصہ لے گا۔

۴۔اگر مسلمان وارث صرف امامؑ ہو اور کافر وارث امام کے انفاق کرنے سے پہلے اسلام قبول کر لے تو تمام ترکہ اسی کا ہوگا۔

۲۔قتل

اگر کوئی شخص اپنے ارحام میں سے کسی کو قتل کر دے تو وہ اس سے میراث نہیں پائے گا چاہے عمداً نہ بھی ہو لیکن اگر بعنوان قصاص یا خود سے دفاع کی صورت میں قتل کیا ہو تو میراث کے لئے مانع نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۳۸۰۹۔اگر کئی افراد ایک شخص کے قتل میں شریک ہوں تو سب میراث سے محروم ہو جائیں گے۔

مسئلہ ۳۸۱۰۔قاتل خود ہی میراث پانے سے محروم ہو جاتا ہے، لیکن دوسرے افراد کے لئے مانع

نہیں ہوتا، اگر چہ ان کا رشتہ مقتول سے اسی کے ذریعہ جڑتا ہو، لہذا اگر شخص بیٹا ہو اور وہ اپنے باپ کو قتل کر دے تو اس کا ترکہ اس کے پوتوں کو ملے گا کہ انہیں میں قاتل کی بھی اولاد ہے۔

۳۔غلامی

غلامی بھی میراث کے موانع میں سے ہے، چوں کہ دور حاضر میں رائج نہیں ہے، لہذا اس کی وضاحت سے گریز کرتے ہیں۔

دوسری فصل

پہلے گروہ کی میراث کے احکام

مسئلہ ۳۸۱۱۔ اگر صرف باپ یا صرف ماں وارث ہو تو پورا ترکہ اسی کو ملے گا، اور اگر ان کے علاوہ شریک حیات بھی موجود ہو اور مرنے والا مرد ہو تو ایک چوتھائی ترکہ اس کی زوجہ کو اور بقیہ ترکہ اس کی ماں یا باپ کو ملے گا۔ اور اگر مرنے والی عورت ہو تو نصف ترکہ شوہر کو اور باقی ترکہ باپ یا ماں کو ملے گا۔

مسئلہ ۳۸۱۲۔ اگر مرنے والے کا وارث صرف ایک بیٹا یا ایک بیٹی ہو تو پورا ترکہ اسی کو ملے گا ، اور اگر شریک حیات بھی ہو اور مرنے والا مرد ہو تو ترکہ کا آٹھواں حصہ اس کی زوجہ کو اور بقیہ ترکہ اس کی اولاد کو ملے گا اور اگر مرنے والی عورت ہو تو ایک چوتھائی حصہ اس کے شوہر کو اور بقیہ ترکہ اس کی اولاد کو ملے گا۔

مسئلہ ۳۸۱۳۔ اگر مرنے والے کے وارث صرف اس کے ماں باپ ہوں اور اس کے کوئی بھائی نہ ہو تو ایک تہائی ترکہ اس کی ماں کو اور دو تہائی ترکہ اس کے باپ کو ملے گا۔

مسئلہ ۳۸۱۴۔ اگر مذکورہ بالا فرض میں مرنے والے کے کوئی بھائی ہو چاہے وہ بھائی ماں باپ کی طرف سے ہو یا صرف باپ کی طرف سے ہو، تو ترکہ کا چھٹا حصہ ماں کو اور بقیہ ترکہ باپ کو دیا جائے

گا اس شرط کے ساتھ کہ:

۱۔ دو بھائی ہوں یا ایک بھائی اور دو بہنیں ہوں یا چار بہنیں یا اس سے زیادہ ہوں۔

۲۔ یہ افراد زندہ ہوں اور پیدا ہو چکے ہوں، نہ کہ پیٹ میں ہوں۔

۳۔ مسلمان اور آزاد ہوں۔

اگر ان تینوں شرائط میں سے کوئی ایک شرط نہ پائی جاتی ہو، تو ایک تہائی ترکہ ماں کو اور دو تہائی باپ کو دیا جائے گا اور بھائی کا وجود رکاوٹ نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۳۸۱۵۔ اگر مرنے والے کے وارث ماں باپ اور شریک حیات ہوں اور مرنے والا مرد ہو تو ایک چوتھائی ترکہ اس کی زوجہ کو اور اگر عورت ہو تو نصف ترکہ اسکے شوہر کو دیا جائے گا، اور ایک تہائی یا چھٹا حصہ (اس تفصیل کے مطابق جو گذر چکی ہے) ماں کو اور بقیہ باپ کو دیا جائے گا۔

مسئلہ ۳۸۱۶۔ اگر مرنے والے کے ورثاء صرف اس کی اولاد ہوں اور وہ سب لڑکے یا لڑکیاں ہوں تو ترکہ ان کے درمیان برابر سے تقسیم ہوگا ، لیکن اگر کچھ لڑکے اور کچھ لڑکیاں ہوں تو ہر لڑکے کو لڑکی کے دو برابر دیا جائے گا۔

مسئلہ ۳۸۱۷: اگر اولاد کے ساتھ شریک حیات بھی ہو، اور مرنے والا مرد ہو تو ترکہ کا آٹھواں حصہ زوجہ کو اور بقیہ ترکہ اس کی اولاد کو دیا جائے گا اور اگر مرنے والی عورت ہو تو ایک چوتھائی ترکہ اس کے شوہر کو اور بقیہ ترکہ اس کی اولاد کے درمیان تقسیم ہوگا۔

مسئلہ ۳۸۱۸۔ اگر مرنے والے کے وارث باپ یا ماں یا ماں باپ اور ایک بیٹا یا یا چند بیٹے ہوں ، تو ماں یا باپ میں سے کسی ایک یا دونوں کو ترکہ کا چھٹا حصہ اور بقیہ ترکہ اس ایک بیٹے یا چند بیٹوں کا ہوگا، اور اگر شریک حیات بھی ہو اور وہ شوہر ہو تو اسے ایک چوتھائی اور اگر وہ زوجہ ہو تو اسے آٹھواں

حصہ دیا جائے گا اور چھٹا حصہ باپ یا ماں کا یا دونوں کا ہوگا اور بقیہ ترکہ اس ایک بیٹے یا چند بیٹوں کا ہوگا کہ جو ان کے درمیان برابر سے تقسیم ہوگا۔

مسئلہ ۳۸۱۹۔ اگر مرنے والے کے وارث باپ یا ماں اور ایک بیٹی ہو تو باپ یا ماں کو ایک چوتھائی ترکہ ملے گا اور بقیہ ترکہ اس بیٹی کو دیا جائے گا اور اگر شریک حیات بھی ہو اور وہ شوہر ہو تو اسے ایک چوتھائی اور اگر وہ زوجہ ہو تو اسے آٹھواں حصہ دیا جائے گا، اور باقی ماندہ ترکہ میں سے ایک چوتھائی باپ یا ماں کا ہوگا اور بقیہ بیٹی کا ہوگا۔

مسئلہ ۳۸۲۰۔ اگر وارث ماں باپ یا ایک بیٹی ہو تو ترکہ کا پانچواں حصہ باپ کو اور پانچواں حصہ ماں کو اور بقیہ ترکہ بیٹی کو دیا جائے گا۔

مسئلہ ۳۸۲۱۔ اگر مرنے والے کے وارث زوجہ، ایک بیٹی اور ماں باپ ہوں تو ترکہ کا آٹھواں حصہ زوجہ کو، باقی ماندہ ترکہ سے پانچواں حصہ باپ کو اور پانچواں حصہ ماں کو اور بقیہ ترکہ بیٹی کو دیا جائے گا۔

مسئلہ ۳۸۲۲۔ اگر مرنے والے کے وارث شوہر، ایک بیٹی اور ماں باپ ہوں تو ایک چوتھائی شوہر کو، چھٹا حصہ باپ کو، چھٹا حصہ ماں کو اور بقیہ ترکہ بیٹی کو دیا جائے گا۔

مسئلہ ۳۸۲۳۔ اگر مرنے والے کے وارث ماں یا باپ، اور دو یا دو سے زیادہ بیٹیاں ہوں تو باپ یا ماں کو پانچواں حصہ دیا جائے گا اور بقیہ ترکہ بیٹیوں کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہوگا۔

مسئلہ ۳۸۲۴۔ اگر مرنے والے کے وارث باپ یا ماں، شوہر، دو یا چند بیٹیاں ہوں تو ایک چوتھائی شوہر کو، چھٹا حصہ باپ یا ماں کو اور بقیہ ترکہ بیٹی کو دیا جائے گا۔

مسئلہ ۳۸۲۵۔ اگر مرنے والے کے وارث باپ یا ماں، زوجہ اور چند بیٹیاں ہوں تو آٹھواں حصہ

زوجہ کو اور پانچواں حصہ باپ یا ماں کو دیا جائے گا اور بقیہ ترکہ بیٹیوں کے درمیان برابر سے تقسیم ہوگا۔

مسئلہ ۳۸۲۶۔ اگر مرنے والے کے وارث ماں باپ، دو یا چند بیٹیاں ہوں تو ماں باپ میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ دیا جائے گا اور بقیہ ترکہ بیٹیوں کے درمیان برابر سے تقسیم ہوگا۔

مسئلہ ۳۸۲۷۔ اگر مرنے والے کے وارث ماں باپ، شریک حیات اور چند بیٹیاں ہوں اور مرنے والی عورت ہو تو شوہر کو ایک چوتھائی اور اگر مرنے والا مرد ہو تو زوجہ کو آٹھواں حصہ ملے گا اور چھٹا حصہ ماں باپ میں سے ہر ایک کو دیا جائے گا اور بقیہ ترکہ بیٹیوں کے درمیان برابر سے تقسیم ہوگا۔

مسئلہ ۳۸۲۸۔ اگر مرنے والے کے وارث ماں باپ یا ان میں سے کوئی ایک اور ایک بیٹا یا چند بیٹے یا ایک بیٹی یا چند بیٹیاں ہوں تو ماں باپ میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اور بقیہ ترکہ اولاد کا ہوگا جن میں بیٹوں کو بیٹیوں کے دو برابر دیا جائے گا۔

مسئلہ ۳۸۲۹۔ مذکورہ فرض میں اگر شریک حیات بھی ہو اور مرنے والی عورت ہو تو شوہر کو ایک چوتھائی اور اگر مرنے والا مرد ہو تو زوجہ کو آٹھواں حصہ ملے گا، ماں باپ میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اور بقیہ ترکہ اولاد کو دیا جائے گا (اس طرح سے کہ بیٹوں کو بیٹیوں کے دو برابر دیا جائے)۔

مسئلہ ۳۸۳۰۔ اولاد کے نہ ہونے کی صورت میں پوتے اور پوتیاں اولاد کی جانشین ہوتی ہیں اور ان کی موجودگی میں بعد والے گروہ کی نوبت نہیں آتی یعنی ایک پوتا یا ایک پوتی موجود ہونے کی صورت میں دادا اور دادی کی نوبت نہیں آئے گی۔

مسئلہ ۳۸۳۱۔ پوتے اور پوتیاں اپنے باپ کا حصہ لیتی ہیں، نواسے اور نواسیاں اپنی ماں کا حصہ پاتی ہیں یعنی اگر ان کے باپ یا ماں زندہ ہوں تو ترکہ میں جو حصہ ان کا ہے وہی حصہ ان کی

اولاد کا ہے۔

مسئلہ ۳۸۳۲۔ اگر مرنے والے کی بعض اولاد اس کی زندگی میں مر چکی ہوں اور اپنے بعد اولاد نہ چھوڑی ہوں، لیکن بعض دیگر اولاد نے اولاد چھوڑی ہوں تو صرف وہ لوگ جن کے اولاد ہیں وہ زندہ فرض کئے جائیں گے اور ترکہ ان کے درمیان تقسیم ہوگا اور ان میں سے ہر ایک کا حصہ ان کی اولاد کو ملے گا۔

مسئلہ ۳۸۳۳۔ پوتے اور پوتیوں کو میراث صرف دادا دادی کے نہ ہونے ہی کی صورت میں نہیں بلکہ ان کی موجودگی میں بھی انہیں میراث ملے گی اور ان کی موجودگی میں دادا دادی کو چھٹے حصہ سے زیادہ میراث نہیں مل سکتی۔

مسئلہ ۳۸۳۴۔ اولاد کی اولاد کے میراث پانے میں یہ شرط نہیں ہے کہ مرنے والے کے شریک حیات نہ ہو، بلکہ شریک حیات ہونے کے باوجود انہیں میراث ملے گی، صرف شوہر کی میراث نصف سے گھٹ کر ایک چوتھائی اور زوجہ کی میراث ایک چوتھائی سے گھٹ کر آٹھواں حصہ ہو جائے گی۔

مسئلہ ۳۸۳۵۔ اولاد کی اولاد کے میراث پانے میں شرط یہ ہے کہ مرنے والے کی صلب سے کوئی بیٹا نہ ہو، ورنہ تمام ترکہ کا تعلق اسی سے ہوگا اور اولاد کی اولاد کو میراث نہیں ملے گی، اگرچہ صلبی اولاد صرف ایک بیٹا یا صرف ایک بیٹی ہو۔

مسئلہ ۳۸۳۶۔ اولاد کی اولاد اور ان کی اولاد اپنے ماں باپ کی جانشین ہوتی ہیں اور ان کا حصہ پاتی ہیں اس شرط کے ساتھ کہ ان کے گروہ میں کوئی ایک شخص بھی موجود نہ ہو، ورنہ بعد والی نسل میراث نہیں پائے گی کیوں کہ پہلے والی نسل مرنے والے سے زیادہ قریب ہے۔

مسئلہ ۳۸۳۷۔ اولاد کی اولاد اور ان کی اولاد جو کچھ باپ اور ماں کے حصہ کے عنوان سے پاتی

ہیں اگر وہ سب بیٹے یا سب بیٹیاں ہوں تو وہ اس حصہ کو اپنے درمیان مساوی طور پر تقسیم کریں گی ،لیکن اگر کچھ بیٹے اور کچھ بیٹیاں ہوں تو بیٹوں کو بیٹیوں کے دو برابر دیا جائے گا۔

مسئلہ ۳۸۳۸۔ ''حبوہ'' بڑے بیٹے سے مخصوص ہے اور وہ قرآن، انگوٹھی، تلوار اور باپ کا لباس ہے چاہے بیٹا مکلّف ہو یا نہ ہو، یہاں تک کہ ماں کے پیٹ میں ہو تو بھی اس کا حق ہے خواہ مرنے والے نے اس کے علاوہ دوسرا ترکہ چھوڑا ہو یا اس کا ترکہ صرف یہی ہو۔

مسئلہ ۳۸۳۹۔ بڑے بیٹے پر لازم نہیں ہے کہ ''حبوہ'' کے عوض کوئی چیز دیگر ورثاء کو دے بلکہ وہ باپ کی میراث کے علاوہ ''حبوہ'' کا بھی حقدار ہے۔

مسئلہ ۳۸۴۰۔ ''حبوہ'' اصل ترکہ سے لیا جائے گا لیکن اگر مرنے والے کا قرض پورے ترکہ کے برابر ہو تو قرض ادا کرنے کے بعد ''حبوہ'' کی نوبت آئے گی۔

مسئلہ ۳۸۴۱۔ اگر پورے ترکہ کے برابر قرض ہونے کے باوجود بڑا بیٹا ''حبوہ'' کا مطالبہ کرے تو اسے چاہیئے کہ اس کے برابر قرض ادا کرے۔

مسئلہ ۳۸۴۲۔ مرنے والے کا قرض بقیہ ترکہ کے برابر ہو اور ''حبوہ'' کا بھی کچھ حصہ شامل ہو تو بھی قرض کے ادا کرنے کے بعد ہی ''حبوہ'' کی نوبت آئے گی۔

مسئلہ ۳۸۴۳۔ اگر مرنے والے کا پورا ترکہ ۳۰ ریال ہو اور اس کا ''حبوہ'' دس ریال کے برابر ہو اور ۲۵ ریال قرض ہو، تو بیس ریال ''حبوہ'' کے علاوہ سے اور پانچ ریال ''حبوہ'' سے لیکر اس کا قرض ادا کیا جائے گا اور اگر اس پانچ ریال کو اپنے پاس سے دے دے تو وہ پورا ''حبوہ'' پائے گا۔

مسئلہ ۳۸۴۴۔ اگر مرنے والے کا قرض ''حبوہ'' سے قطع نظر اس کے ترکہ سے کم ہو تو ''حبوہ'' سے کچھ کم نہیں ہوگا اور چاہیئے کہ اس کا قرض ''حبوہ'' کے علاوہ سے ادا کیا جائے۔

مسئلہ ۳۸۴۵۔ اگر ورثاء مرنے والے کے قرض کو ادا کرنے سے انکار کریں تو بڑا بیٹا قرض کی ادائے گی سے قبل ''حبوۃ'' نہیں لے سکتا، اور اگر وہ باپ کے قرضوں کو خود ہی ادا کردے تو وہ بعد میں دیگر ورثاء سے اس کا مطالبہ نہیں کرسکتا لیکن اگر حاکم شرع سے رجوع کرے تو حاکم شرع اسے یہ اجازت دے سکتا ہے کہ تم قرضوں کو ورثاء سے لینے کی نیت کے ساتھ ادا کرسکتے ہو۔

مسئلہ ۳۸۴۶۔ کفن اور دفن کے تمام اخراجات ''حبوۃ'' کے علاوہ اصل ترکہ سے لئے جائیں گے لیکن اگر بقیہ ترکہ ان کے لئے کافی نہ ہو تو ''حبوۃ'' سے لیا جائے گا۔

مسئلہ ۳۸۴۷۔ کیا انسان یہ وصیت کرسکتا ہے کہ ''حبوۃ'' بڑے بیٹے کو نہ دیا جائے بلکہ دوسرے شخص کو دیا جائے یا نہیں؟ یہ محل اشکال ہے، اور اگر ایسی وصیت کی ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر بڑے بیٹے کی رضامندی لی جائے گی، یا بڑے بیٹے اور اس شخص کے درمیان مصالحت کی جائے گی کہ جس کے لئے وصیت کی ہے۔

مسئلہ ۳۸۴۸۔ ''حبوۃ'' میں قرآن سے مراد وہ قرآن ہے کہ جس سے وہ ہمیشہ تلاوت کرتا تھا اور اسی مقصد کے تحت اسے مہیا کیا تھا، تلوار سے مراد وہ تلوار ہے کہ جسے جنگ کے لئے انتخاب کیا تھا اور انگوٹھی سے مراد وہ انگوٹھی ہے کہ جسے وہ معمولاً پہنتا تھا اور اسی طرح لباس کا بھی مسئلہ ہے۔

مسئلہ ۳۸۴۹۔ تلوار کا غلاف بھی تلوار ہی سے ملحق ہے، جوتے، ٹوپی اور جوراب بھی لباس کا جزء شمار ہوتے ہیں، اور اگر چند قرآن، چند تلوار اور چند انگوٹھیاں ہوں تو سب ''حبوۃ'' ہی ہیں۔

مسئلہ ۳۸۵۰۔ ''حبوۃ'' صرف اس بیٹے سے مخصوص ہے جو اس کے صلب سے ہو اور یہ بڑے بیٹے کے بڑے بیٹے کو یا دوسرے بڑے پوتوں کو شامل نہیں ہے۔

تیسری فصل

میراث کے دوسرے گروہ کے احکام

دوسرے گروہ میں وہ افراد ہیں جو نسبی قرابت کی بنا پر میراث پاتے ہیں، وہ بھائی اور بہن، دادا دادی ہیں۔

مسئلہ ۳۸۵۱۔ اگر مرنے والے کا وارث صرف ایک بھائی یا ایک بہن، یا ایک دادا یا ایک دادی ہو تو پورا مال اسی کا ہے اور اگر اس کے علاوہ مرنے والے کے شریک حیات بھی ہو اور وہ مرنے والی عورت ہو تو نصف مال شوہر کو اور نصف مال بھائی، بہن اور دادا دادی کو دیا جائے گا، اور اگر مرنے والا مرد ہو تو ایک چوتھائی مال زوجہ کو اور بقیہ مال بھائی، بہن اور دادا دادی کو ملے گا۔

مسئلہ ۳۸۵۲۔ اگر ورثاء کئی بھائی بہن ہوں تو پورا مال انہیں کو ملے گا، لہذا اگر سب بھائی ہوں یا سب بہنیں ہوں تو مال مساوی طور پر ان کے درمیان تقسیم ہوگا، لیکن اگر کچھ بھائی اور کچھ بہنیں ہوں تو مادری بھائی اور بہنیں مال کو مساوی طور پر تقسیم کریں گے، اور حقیقی بھائی اور بہنیں (یعنی ایک ہی ماں باپ سے بھائی اور بہن) اور پدری بھائی بہن (یعنی باپ ایک ہو اور ماں جدا ہو) مال کو اس طرح تقسیم کریں گے کہ ہر بھائی کو بہن کا دگنا ملے۔

مسئلہ ۵۸۵۳۔ حقیقی بھائی بہن یا مادری بھائی بہن کے ہوتے ہوئے پدری بھائی بہن میراث

نہیں پائیں گے، لیکن حقیقی بھائی بہن کے ہوتے ہوئے مادری بھائی بہن میراث پائیں گے۔

مسئلہ ۳۸۵۴۔ اگر مرنے والے کے ورثاء کچھ حقیقی بھائی بہن ہوں اور کچھ حقیقی نہ ہوں، اگر ایک مادری بھائی یا ایک مادری بہن ہو تو ترکہ کا چھٹا حصہ اس کو ملے گا اور ایک سے زیادہ ہوں تو ایک تہائی مال اس کو اور بقیہ مال دیگر بھائی اور بہنوں کو ملے گا۔

مسئلہ ۳۸۵۵۔ مادری بھائی بہن اپنا حصہ مساوی طور پر تقسیم کریں گے لیکن حقیقی بھائی بہن اور پدری بھائی بہن اس طرح تقسیم کریں گے کہ ہر بھائی کو بہن کے دو برابر ملے۔

مسئلہ ۳۸۵۶۔ اگر مرنے والے کے بھائی بہن کے علاوہ شریک حیات بھی ہو تو ایک چوتھائی مال اس کی زوجہ کو اور بقیہ مال بھائی اور بہنوں کو دیا جائے گا، اگر مرنے والی عورت ہو تو نصف مال شوہر کو اور بقیہ مال اس کے بھائی اور بہنوں کو ملے گا، اور اس کی تقسیم ۳۸۵۱ سے ۳۸۵۵ تک کے مسائل کے مطابق کی جائے گی۔

مسئلہ ۳۸۵۷۔ اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ دادا دادی اور بھائی بہن ایک ہی گروہ میں ہیں دادا و پردادا اور دادی و پردادی میں کوئی فرق نہیں ہے صرف جو چیز قابل بحث ہے وہ یہ کہ دادا دادی کے ہوتے ہوئے پردادا اور پردادی میراث نہیں پا سکتے، لہذا اگر مرنے والے کے دادا یا دادی ہوں تو دادا کے باپ اور پردادا کی ماں کو میراث نہیں ملے گی۔

مسئلہ ۳۸۵۸۔ اگر ورثاء صرف باپ کے ماں باپ یعنی دادا دادی ہوں تو ایک تہائی مال دادی اور دو تہائی مال دادا کو ملے گا۔

مسئلہ ۳۸۵۹۔ اگر مرنے والے کے ورثاء صرف دادا دادی اور شریک حیات ہوں اور اگر مرنے والا مرد ہو تو ایک چوتھائی مال زوجہ کو اور اگر مرنے والی عورت ہو تو نصف مال شوہر کو اور بقیہ مال دادا

دادی کو ملے گا کہ جس میں ایک تہائی دادی کا اور دو تہائی دادا کا ہے۔

مسئلہ ۳۸۶۰۔ اگر مرنے والے کے ورثاء نانا نانی ہوں تو مال ان کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہوگا۔

مسئلہ ۳۸۶۱۔ اگر مرنے والے کے ورثاء صرف شریک حیات اور نانا نانی ہوں اور مرنے والا مرد ہو تو ترکہ کا ایک چوتھائی اس کی زوجہ کو اور اگر مرنے والی عورت ہو تو نصف مال شوہر کو اور بقیہ مال نانا نانی کو ملے گا جو ان کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہوگا۔

مسئلہ ۳۸۶۲۔ اگر دادا یا دادی اور بھائی یا بہن وارث ہوں تو دادا کا حصہ ایک بھائی کے حصہ کے برابر اور دادی کا حصہ ایک بہن کے حصہ کے برابر ہوگا اور نانا نانی کا بھی یہی حکم ہے، اسی طرح اس میں بھی فرق نہیں ہے کہ ایک بھائی یا ایک بہن یا اس سے زیادہ ہوں۔

مسئلہ ۳۸۶۳۔ اگر بھائی اور بہن نہ ہوں تو بھائی اور بہن کی اولاد ان کی جانشین ہوں گی اور دادا دادی کے ساتھ انہیں بھی میراث ملے گی اور اگر دادا دادی نہ ہوں تو پوری میراث انہیں کو ملے گی۔

مسئلہ ۳۸۶۴۔ بھائی یا بہن کے ہوتے ہوئے بھائی اور بہن کی اولاد میراث نہیں پا سکتیں، لیکن اگر ان کے ماں باپ مر چکے ہوں تو بھائی اور بہن کی اولاد کی موجودگی میں پھوپھی اور چچا، جو کہ تیسرے گروہ میں ہیں، کو میراث نہیں ملے گی۔

مسئلہ ۳۸۶۵۔ مذکورہ مسئلہ میں حقیقی اور غیر حقیقی میں فرق نہیں ہے، لہذا اگر پدری ایک بھائی یا ایک بہن ہو، یا مادری ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو بھائی اور بہن کی اولاد میراث نہیں پائیں گی، لیکن اگر بھائی بہن میں سے کوئی نہ ہو تو ان کی اولاد ان کی جانشین ہوتی ہیں اور دادا دادی کے ساتھ

میراث پائیں گی۔

مسئلہ۳۸۶۶۔ بھائی کی اولاد اپنے باپ کا حصہ پاتی ہیں اور بہن کی اولاد اپنی ماؤں کا حصہ پاتی ہیں یعنی ان کے ماں باپ زندہ فرض کئے جاتے ہیں اور ان کا جو حصہ بنتا ہے ان کی اولاد کو دیا جاتا ہے، بہن کی اولاد اپنا حصہ مساوی طور پر تقسیم کرے گی لیکن بھائی کی اولاد اس طرح تقسیم کریں کہ لڑکے کو لڑکی کا دگنا ملے۔

مسئلہ۳۸۶۷۔ مرنے والے کے مادری بھائی یا مادری بہن کی اولاد اپنے ماں باپ کا حصہ مساوی طور پر اپنے درمیان تقسیم کریں گی، لیکن کیا پدری بھائی یا بہن کی اولاد مساوی طور پر تقسیم کریں گی، یا لڑکے کو لڑکی کا دگنا دیا جائے گا یا نہیں؟ یہ محل اشکال ہے، احتیاط لازم کی بنا پر مصالحت کریں گی۔

چوتھی فصل

میراث کے تیسرے گروہ کے احکام

تیسرے گروہ میں وہ افراد ہیں جو مرنے والے سے نسبی رشتہ کی بنیاد پر میراث پاتے ہیں، وہ چچا، ماموں، پھوپھی اور خالہ ہیں۔

مسئلہ۳۸۶۸۔ اگر مرنے والے کے چچا، پھوپھی، ماموں یا خالہ میں سے کوئی ایک ہو تو پورا ترکہ اسی کا ہے اور اگر مرنے والے کے شریک حیات بھی ہو اور مرنے والا مرد ہو تو ایک چوتھائی مال اس کی زوجہ کو اور اگر مرنے والی عورت ہو تو نصف مال اس کے شوہر کو اور بقیہ مال تیسرے گروہ (چچا، ماموں، پھوپھی یا خالہ) میں جو موجود ہوگا اسے دیا جائے گا۔

مسئلہ۳۸۶۹۔ اگر مرنے والے کے ورثاء شریک حیات اور کئی چچا ہوں یا شریک حیات اور کئی پھوپھیاں ہوں تو شریک حیات کا حصہ جدا کرنے کے بعد چچا یا پھوپھیاں مساوی طور پر بقیہ مال تقسیم کریں گی، لیکن اگر مختلف ہوں تو ہر چچا کو پھوپھی کے دو برابر دیا جائے گا۔

مسئلہ۳۸۷۰۔ چچاؤں اور پھوپھیوں میں فرق نہیں ہے کہ وہ مرنے والے کے باپ کے حقیقی بھائی بہنیں ہوں یا پدری بھائی بہنیں ہوں یا مادری بھائی بہنیں ہوں ہر حال میں چچا کو پھوپھی کا دگنا دیا جائے گا۔

مسئلہ ۳۸۷۱۔ اگر مرنے والے کے ورثاء صرف ماموں اور خالائیں ہوں تو پورا ترکہ انہیں کو ملے گا اور یہ مال کو اپنے درمیان مساوی طور پر تقسیم کریں گے، اور اگر مرنے والے کے شریک حیات بھی ہو تو نصف مال شوہر کو اور ایک چوتھائی مال زوجہ کو اور بقیہ مال ماموؤں اور خالاؤں کو ملے گا۔

مسئلہ ۳۸۷۲: حقیقی چچا کی موجودگی میں پدری چچا کو میراث نہیں ملے گی لیکن مادری چچا کو ملے گی، یہی حکم پھوپھی کے بارے میں بھی ہے۔

مسئلہ ۳۸۷۳۔ حقیقی خالہ کی موجودگی میں پدری خالہ کو میراث نہیں ملے گی، یہی حکم ماموں کے بارے میں بھی ہے۔

مسئلہ ۳۸۷۴۔ اگر ورثاء چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ ہوں تو ایک تہائی ترکہ ماموں اور خالہ یا ماموؤں اور خالاؤں کا ہوگا جسے وہ اپنے درمیان مساوی طور پر تقسیم کریں گے اور دو تہائی ترکہ چچا اور پھوپھی یا چچاؤں اور پھوپھیوں کا ہوگا، ہر چچا کو پھوپھی کا دگنا ملے گا۔

مسئلہ ۳۸۷۵۔ اگر مرنے والے کے شریک حیات بھی ہو تو شریک حیات کا حصہ (یعنی زوجہ کا ایک چوتھائی اور شوہر کا نصف) جدا کرنے کے بعد، بقیہ مال مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق تقسیم کریں گے۔

مسئلہ ۳۸۷۶۔ چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ کی اولاد اپنے باپ اور ماں کی جانشین اس وقت ہوتی ہیں جبکہ ان میں سے کوئی ایک زندہ نہ ہو، لیکن اگر ان (چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ) میں سے کوئی ایک زندہ ہو تو ان کی اولاد تک نوبت نہیں پہنچتی۔

مسئلہ ۳۸۷۷۔ اگر مرنے والے کے کوئی چچا ہو جو اس کے باپ کا پدری بھائی ہو لیکن ایسے بھی چچازاد بھائی اور بہنیں ہوں کہ جن کے باپ مرنے والے کے باپ کے حقیقی بھائی ہوں تو اس

صورت میں ترکہ ان چچازاد بھائی اور بہنوں کو ملے گا اور یہ اوپر کے مسئلہ سے جدا ہے۔

مسئلہ ۳۸۷۸۔ چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ کی اولاد اپنے باپ اور ماں کا حصہ پائیں گی، یعنی ان کے ماں باپ کو زندہ فرض کیا جائے گا اور ان کا جو حصہ بنتا ہے وہ ان کی اولاد کو ملے گا، پھوپھی، ماموں اور خالہ کی اولاد اسے اپنے درمیان مساوی طور پر تقسیم کریں گی لیکن چچا کی اولاد میں بیٹوں کو بیٹیوں کا دگنا دیا جائے گا۔

پانچویں فصل

''ولایت'' کے سبب میراث کے احکام

ہم بیان کر چکے ہیں کہ نسبی قرابت داری کے سبب میراث کے تین گروہ ہیں اور جب تک پہلے والے گروہ سے کوئی ایک شخص بھی موجود ہے اس وقت تک اس کے بعد والے گروہ تک نوبت نہیں پہنچتی ،اور یہ بھی عرض کر چکے ہیں کہ وہ افراد جو''ولایت'' کے سبب میراث پاتے ہیں ان کے بھی تین گروہ ہیں۔

۱۔ولی عتق

اگر کوئی شخص اپنا غلام آزاد کرے اور اس کے قرابتداروں میں سے اس کا کوئی وارث نہ ہو تو اس کا ترکہ کچھ شرائط کے ساتھ اسی آزاد کرنے والے مالک کو ملے گا، چوں کہ دور حاضر میں یہ مسئلہ رائج نہیں ہے لہٰذا اس کی تفصیل سے گریز کرتے ہیں۔

۲۔ولی ضامن جریرہ

''جریرہ'' سے مراد قتل خطا کی دیت ہے جو باپ کے خاندان والوں کے ذمہ ہوتی ہے۔

مسئلہ ۳۸۷۹۔جیسا کہ دیات کی فصل میں بیان کریں گے کہ اگر کسی سے اشتباہ میں کوئی قتل سرزد

ہو جائے تو چاہیئے کہ باپ کے خاندان والے اس کی دیت ادا کریں اور اگر باپ کے خاندان والے نہ ہوں اور وہ پہلے کسی کا غلام رہا ہو تو اس کی دیت اس پہلے والے مالک کے ذمہ ہے کہ جس نے اسے آزاد کیا ہے۔

مسئلہ ۳۸۸۰۔اگر کسی شخص کے باپ کی طرف سے خاندان والے نہ ہوں اور وہ کسی کا غلام بھی نہ ہو تو وہ کسی شخص سے یہ معاہدہ کر سکتا ہے کہ اگر اس سے کوئی قتل سرزد ہو جائے تو اس کی دیت وہ دے تو وہ شخص اس کا ضامن جریرہ ہو جائے گا یعنی اس کے قتل خطاء کی دیت دے گا اور اس کی میراث پائے گا۔

مسئلہ ۳۸۸۱۔جو شخص کسی کا ضامن جریرہ بنتا ہے وہ اس سے کہتا ہے:''میں تمہارا ولی بنتا ہوں تا کہ تمہارے قتل خطا کی دیت ادا کروں'' اور وہ بھی کہے:''میں نے قبول کیا'' تو عقد کے جاری ہونے کے بعد وہ شرعی طور پر اس شخص کا ضامن جریرہ اور اس کا وارث ہو جائے گا۔

مسئلہ ۳۸۸۲۔جس شخص کے کوئی نسبی وارث نہیں ہے اگر وہ مر جائے تو اس کا پورا مال اس کے ضامن جریرہ کو ملے گا اور اگر شریک حیات بھی ہو اور مرنے والا مرد ہو تو اس کی زوجہ کو ایک چوتھائی اور اگر مرنے والی عورت ہو تو اس کے شوہر کو نصف ترکہ دیا جائے گا اور بقیہ ترکہ ضامن جریرہ کا ہے۔

۳۔ولی امامت

مسئلہ ۳۸۸۳۔اگر کسی شخص کے کوئی نسبی رشتہ دار نہ ہو اور آزاد کرنے والا اور ضامن جریرہ بھی نہ ہو تو اس کے اموال امام کو دیئے جائیں گے کیوں کہ امامؑ ہر اس شخص کا وارث ہے جس کا کوئی وارث نہ ہو سوائے دو صورتوں کے:

۱۔اگر مرنے والے کے شریک حیات ہو، اگر مرنے والی عورت ہو تو اس کا سب مال اس کے

شوہر کو ملے گا اور امام علیہ السلام کو کچھ نہیں ملے گا اور اگر وہ مرد ہو تو اس کے ترکہ کا ایک چوتھائی اس کی زوجہ کو ملے گا اور بقیہ ترکہ امام علیہ لسلام کا ہوگا۔

۲۔اگر مرنے والا وصیت کرے کہ اس کا ترکہ مسلمانوں ،فقراء و مساکین اور راستہ میں محتاج ہونے والوں پر خرچ کیا جائے تو اس کی وصیت تمام اموال میں صحیح و نافذ ہے اور یہ اموال اسی راستہ میں خرچ ہوں گے ،لیکن اگر اس کے علاوہ جگہوں میں خرچ ہونے کی وصیت کی ہو تو یہ وصیت صرف ایک تہائی ترکہ میں نافذ ہے اور بقیہ ترکہ امامؑ کا ہوگا۔

مسئلہ ۳۸۸۳۔امام علیہ السلام کی غیبت کے زمانے میں جو میراث امام کو ملتی ہے اس کا حکم وہی ہے جو خمس میں سہم امامؑ کا ہے ،لہذا یہ میراث حاکم شرع کو دی جائے گی تا کہ وہ اسے سہم امام کے موارد میں خرچ کرے اور بہتر یہ ہے کہ اسے صرف مرنے والے کے شہر کے فقراء کو دیا جائے۔

مسئلہ ۳۸۸۴۔جس کے کوئی وارث نہیں ہے اس سے مراد وہ شخص ہے کہ جس کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ اس کے قرابتداروں میں کوئی مسلمان وارث نہیں ہے جیسے کوئی نیا مسلمان ہوا اور اس کے قرابتداروں میں سے کوئی مسلمان نہ ہوا ہو اور آزاد کرنے والا اور کوئی ضامن جریرہ بھی نہ ہو تو یہ اس شخص کے حکم میں ہے جو گم ہو گیا ہو اور اس کے نسب کی پہچان ہونے سے پہلے وہ مر جائے۔

مسئلہ ۳۸۸۵۔اگر کوئی مسافر سفر میں مر جائے اور اس کے نسب کی پہچان نہ ہو سکے ،تو اس کے اموال امام علیہ السلام کو نہیں ملیں گے بلکہ اس کے خاندان والوں کو ملیں گے اور ان کی بھی پہچان نہ ہو سکے تو اس کے اموال پر مجہول المالک کا حکم جاری ہوگا لہذا چاہیئے کہ اس کے مالک کو تلاش کیا جائے اور اگر اس کے ملنے سے ناامید ہو جائیں تو صاحب مال کی طرف سے مسلمان فقراء کو صدقہ دے سکتے ہیں ،جیسا کہ ۳۶۱۳ سے ۳۶۴۸ تک کے مسائل میں بیان کیا جا چکا ہے۔

تکملہ

میراث کے بعض اہم مسائل

مسئلہ ۳۸۸۶۔شوہر بھی دوسرے ورثاء کی طرح اپنی زوجہ کی منقول و غیر منقول جائداد سے میراث پائے گا ،لیکن زوجہ صرف اپنے شوہر کے منقول ترکہ جیسے پیسے ،جنس ،گاڑی ،حیوان اور اسباب و آلات سے میراث پائے گی ،لیکن زمین سے میراث نہیں پائے گی ،یعنی نہ زمین سے اور نہ ہی زمین کی قیمت سے۔

مسئلہ ۳۸۸۷۔زوجہ درخت ،مکان اور زمین یا مکان میں نصب شدہ آلات و اسباب سے میراث پائے گی ،لیکن قیمت طے کرتے وقت انہیں زمین سے جدا اور آزاد (نا قابل دوام) سمجھا جائے۔

مسئلہ ۳۸۸۸:ورثاء مرنے والے کے شریک حیات کو درخت اور مکان کی قیمت دے سکتے ہیں اور اسے بھی چاہیئے کہ قبول کر لے۔

مسئلہ ۳۸۸۹۔حرامزادہ ،باپ ،ماں ،بھائی ،بہن ،اور ان دیگر افراد سے میراث نہیں پائے گا جن سے زنا کار ماں کے سبب قرابت ثابت ہوتی ہے ،چنانچہ یہ لوگ بھی اس شخص سے میراث نہیں پائیں گے ،لیکن وہ شریک حیات ،اولاد اور ضامن جریرہ سے میراث پائے گا اور یہ بھی اس سے میراث پائیں گے۔

مسئلہ ۳۸۹۰۔مرنے والے کا وہ بچہ جو اس کی موت کے وقت ماں کے پیٹ میں ہے اگر وہ ساقط

ہو جائے یا مرا پیدا ہو تو وہ اس سے میراث نہیں پائے گا، لیکن اگر زندہ پیدا ہو یعنی پیدا ہونے کے بعد ہلے یا روئے جو کہ زندگی کی نشانیاں ہیں اور پھر مر جائے تو اس کے قریبی قرابتدار اس سے میراث پائیں گے۔

مسئلہ ۳۸۹۱۔ اگر کوئی شخص گم ہو جائے اور اس کے زندہ یا مردہ ہونے کی کوئی اطلاع نہ ہو اور اگر اسے ڈھونڈا جا رہا ہو تو چاہیئے کہ چار سال تک انتظار کریں اور اگر چار سال تک کوئی خبر نہ ملے تو اس کے اموال کو اس کے ورثاء کے درمیان تقسیم کر سکتے ہیں، اور اگر اسے ڈھونڈا نہ جا رہا ہو اگرچہ اس وجہ سے ہو کہ اس کا ڈھونڈنا ممکن نہیں ہے تو وہ دس سال تک انتظار کریں گے اور دس سال کے بعد اس کے اموال کو تقسیم کریں گے۔

مسئلہ ۳۸۹۲۔ چار سال یا دس سال جو انتظار کیا جا رہا ہے اگر اس مدت میں اس کے قرابتداروں میں سے کوئی ایک مر جائے تو اسے زندہ فرض کریں گے اور میراث پانے کے حکم میں ہوگا اور اگر مذکورہ مدت کے بعد مرے تو وہ میراث پانے کے حکم میں نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۳۸۹۳۔ چار سال یا دس سال اس وقت انتظار کیا جائے گا جب کہ اس کے اوپر کسی کا نان و نفقہ نہ ہو لہذا اگر اس کے کمسن بچے ضرورتمند ہوں تو مذکورہ مدت کے ختم ہونے سے پہلے اس کے مال سے لیکر اس کے بچوں کا خرچ پورا کیا جائے گا۔

مسئلہ ۳۸۹۴۔ اگر کچھ لوگ پانی میں ڈوب جائیں یا دیوار کے نیچے دب جائیں اور ان میں آپس میں قرابتداری ہو تو میراث پانے کے اعتبار سے تین صورتیں ہیں:

۱۔ اگر یہ معلوم ہو کہ کون پہلے اور کون بعد میں مرا ہے تو بعد میں مرنے والا پہلے مرنے والے سے میراث پائے گا، لیکن جو پہلے مرا ہے وہ بعد میں مرنے والے سے میراث نہیں پائے گا۔

۲۔ اگر معلوم ہو کہ سب ایک ساتھ مرے ہیں تو کوئی کسی سے میراث نہیں پائے گا۔

۳۔ اگر معلوم نہ ہو، تو سب ایک دوسرے سے میراث پائیں گے، اس معنیٰ میں کہ ہر ایک کو دوسرے کے مرنے کے وقت زندہ فرض کریں اور اس کے حصہ کی میراث مدنظر رکھیں اور اسے بعد والے گروہ کے لئے مانع قرار دیں اور ایک بار اور اسے زندہ فرض کریں اور اس کی میراث مدنظر رکھیں۔

مسئلہ ۳۸۹۵۔ اگر میاں بیوی ڈوب کر یا دیوار کے نیچے دب کر مر جائیں اور بالفرض مرد نے ۴۰۰ دینار کہ جس کی قیمت ۴۰۰۰ درہم ہوتی ہے چھوڑا ہو اور اس کے کوئی اولاد نہ ہو، تو بیوی کا حصہ شوہر کے مرنے کے وقت سو دینار ہوتا ہے اور شوہر کا حصہ بیوی کے مرنے کے وقت ۲۰۰۰ درہم ہوتا ہے لہذا ان دونوں کے ترکہ سے ۳۰۰ دینار اور ۲۰۰۰ درہم شوہر کے ورثاء کو اور ۱۰۰ دینار اور ۲۰۰۰ درہم زوجہ کے ورثاء کو دیا جائے گا۔

مسئلہ ۳۸۹۶۔ اگر کچھ قرابتدار غرق یا دیوار کے حادثہ کے علاوہ کسی دوسرے حادثہ میں مر جائیں اور معلوم ہو کہ کون پہلے اور کون بعد میں مرا ہے تو بعد میں مرنے والا پہلے مرنے والے سے میراث پائے گا، لیکن اگر معلوم ہو کہ ایک ساتھ مرے ہیں تو کوئی کسی سے میراث نہیں پائے گا اور اگر دونوں کے بارے میں معلوم نہ ہو صرف ایک کے مرنے کی تاریخ معلوم ہو تو جس کے مرنے کی تاریخ معلوم نہیں ہے وہ دوسرے سے میراث پائے گا لیکن اگر دونوں کا مرنا معلوم نہ ہو تو کوئی کسی سے میراث نہیں پائے گا۔

مسئلہ ۳۸۹۷۔ جو کچھ کہا گیا ہے اس کی روشنی میں اگر باپ بیٹے کسی گاڑی کے حادثہ میں مر جائیں اگر جانتے ہیں کہ بیٹا ٹھیک زوال کے وقت مرا ہے لیکن باپ کے مرنے کی تاریخ معلوم نہ ہو تو باپ بیٹے سے میراث پائے گا لیکن اگر کسی کے مرنے کی تاریخ معلوم نہ ہو تو کوئی کسی سے میراث نہیں پائے گا۔

مسئلہ ۳۹۹۸۔ اگر جانتے ہوں کہ ایک ساتھ نہیں مرے ہیں لیکن کسی کی بھی تاریخ نہ جانتے ہوں تو بہتر یہ ہے کہ ان کے ورثاء آپس میں مصالحت کریں چاہے قرعہ اندازی سے ہی معین کریں کہ ان میں سے کس کو میراث دی جائے۔

مسئلہ ۳۸۹۹۔ مقتول کی دیت اس کے اموال کا جزء ہے خواہ یہ دیت شروع سے ثابت ہو جیسے قتل خطا کی دیت یا بعد میں ثابت ہو جیسے عمداً قتل کی دیت کہ اولیائے خون کے راضی ہونے کے بعد قصاص دیت میں تبدیل ہو جاتا ہے چنانچہ ہر حال میں یہ دیت مرنے والے کے اموال کا جزء قرار پائے گی اس کے ورثاء اس کی میراث پائیں گے اور اس کی وصیت اس کے بارے میں نافذ ہوگی اور اس کے قرض اسی سے ادا کئے جائیں گے۔

مسئلہ ۳۹۰۰۔ وہ دیت جو عضو کے ناقص اور زخمی ہونے کے سبب لی جاتی ہے، اگر دیت ان مظالم کے سبب ہو جو اس کی زندگی میں اس کے ساتھ کئے گئے ہیں تو وہ حقیقت میں اپنی زندگی میں اس کا مالک ہو چکا تھا لہذا وہ دیت حقیقت میں اس کے اموال کا جزء ہے، لیکن اگر اس کے مرنے کے بعد اس کے جنازہ کے ساتھ کوئی زیادتی کی جائے تو جو دیت زیادتی کرنے والے سے لی جائے گی وہ اس کے اموال کا جزء نہیں قرار پائے گی بلکہ چاہیئے کہ مرنے والے کی طرف سے کار خیر میں خرچ کیا جائے، لیکن اگر مرنے والا مقروض ہو اور دوسرے راستہ سے قرض کا ادا کرنا ممکن نہ ہو تو دیت کے پیسے سے اس کا قرض ادا کیا جائے گا یہ بہترین کار خیر ہے۔

مسئلہ ۳۹۰۱۔ تمام ورثاء دیت سے میراث پائیں گے سوائے مرنے والے کے مادری بھائی اور بہنوں کے، لیکن دوسرے مادری رشتہ دار میراث پائیں گے۔

مسئلہ ۳۹۰۲۔ کچھ جگہوں میں شیعہ اور سنی کے درمیان میراث کی تقسیم میں اختلاف ہے، اگر سنی فقہ کے مطابق شیعہ کے لئے کوئی حصہ معین کیا جائے جو فقہ شیعہ کے لحاظ سے اس کو نہیں مل سکتا، تو بھی

وہ اسے لے سکتا ہے، بشرطیکہ جس وارث پر نقص وارد ہوا ہے وہ شیعہ نہ ہو، تا کہ انہیں ان کے نظریہ کا پابند بناتے ہوئے ان سے اسے لے سکے، یہاں پر مرنے والے کا سنی ہونا موثر نہیں ہے۔

دیت کے احکام

انسان کے جسم یا جان پر کئے جانے والے مظالم کے عوض جو مال معین کیا جاتا ہے اسے دیت کہتے ہیں یہاں ہم صرف انہیں مسائل کو بیان کریں گے کہ جن کے بارے میں زیادہ سوالات کئے جاتے ہیں۔

مسئلہ ۳۹۰۳۔ مظالم کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ عمدی

عمدی یہ ہے کہ جفا کے قصد سے کسی پر ظلم کرے۔

مسئلہ ۳۹۰۴۔ اگر انسان کسی شخص کو قتل کرنے کی غرض سے اس کی طرف ایسا پتھر پھینکے کہ جو معمولاً قتل کا باعث نہیں ہوتا لیکن اتفاق سے اس پتھر سے موت واقع ہو جائے تو اسے قتل عمدی کہا جائے گا، کیوں کہ قتل کرنے کا قصد تھا۔

مسئلہ ۳۹۰۵۔ اگر کوئی شخص پیر توڑنے کی غرض سے کسی شخص کو ایسے عصا سے مارے کہ جو معمولاً پیر کے ٹوڑنے کا باعث نہیں ہوتا لیکن اتفاق سے پیر ٹوٹ جائے تو جان بوجھ کر توڑنا کہا جائے گا کیوں کہ توڑنے کا قصد تھا۔

مسئلہ ۳۹۰۶۔ قتل کے قصد کے بغیر انسان ایسا بڑا پتھر کسی شخص کے سر پر جان بوجھ کر مارے جو معمولاً قتل کا باعث ہوتا ہے اگر وہ اس سے مر جائے تو یہ عمدی قتل شمار ہوگا کیوں کہ ایسا وسیلہ تھا جو قتل کا باعث ہوتا ہے۔

مسئلہ ۳۹۰۷۔ اگر انسان ایسا بڑا پتھر کسی شخص کے پیر پر مارے کہ جس سے اس کا پیر ٹوٹ جائے اگر چہ توڑنے کا قصد نہ ہو تو بھی عمدی قتل شمار ہوگا، کیوں کہ معمولاً ایسا پتھر پیر وغیرہ کے ٹوڑنے کا باعث ہوتا ہے۔

۲۔ شبہ عمد

اگر انسان جان بوجھ کر کسی شخص کی طرف کوئی ایسی چیز پھینکے کہ جو معمولاً قتل اور عضو کے توڑنے کا باعث نہیں ہوتی اور ایسے کام کا قصد بھی نہ ہو لیکن اتفاق سے قتل یا توڑنے کا باعث ہو جائے تو اسے شبہ عمد کہتے ہیں۔

۳۔ خطائے محض

اگر انسان کوئی پتھر کسی حیوان کی طرف پھینکے اور اتفاق سے وہ کسی انسان کے لگ جائے کہ جس سے اس کی موت واقع ہو جائے یا اس کا کوئی عضو ٹوٹ جائے، یا کسی چھت پر چل رہا ہو اور وہ چھت اتفاق سے بیٹھ جائے، یا بندوق بنا رہا ہو اور اچانک اس سے گولی نکل کر کسی کے لگ جائے کہ جس سے وہ مر جائے یا زخمی ہو جائے، تو ایسے کام کو خطائے محض کہتے ہیں۔

مسئلہ ۳۹۰۸۔ قصاص کے باب میں بیان شدہ دیگر شرائط اگر عمدی مظالم میں پائے جائیں تو یہ مظالم قصاص کا باعث ہوں گے اور قصاص طرفین کی اجازت کے بغیر دیت میں تبدیل نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۳۹۰۹۔ اگر طرفین (یعنی جفا کرنے والا اور وہ شخص جس کے ساتھ جفا کی گئی ہے یا اس کا

ولی) جفائے عمدی میں دیت سے کم یا زیادہ پر مصالحت کریں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے اور چاہیئے کہ اسی مصالحت کے مطابق عمل کریں۔

مسئلہ ۳۹۱۰۔ اگر جفائے عمدی میں دیگر شرائط قصاص نہ پائے جاتے ہوں تو قصاص دیت میں تبدیل ہو جائے گا اور دیت جفا کرنے والے کے مال سے دی جائے گی نہ کہ باپ کے خاندان والوں کے مال سے۔

مسئلہ ۳۹۱۱۔ اگر قاتل فرار ہو جائے اور اس تک دسترسی نہ ہو اور نہ ہی اس کا کوئی مال ہو تو دیت اس کے قریبی خاندان والوں سے اس ترتیب کے مطابق لی جائے گی کہ جو میراث پانے میں اس سے زیادہ قریب ہیں اور اگر خاندان میں کوئی نہ ہو تو یہ دیت امام علیہ السلام کے ذمہ ہوگی۔

مسئلہ ۳۹۱۲۔ جفائے شبہ عمد میں دیت جفا کرنے والے کے ذمہ ہے یعنی جس نے جفا کی ہے وہ اس کی دیت دے لیکن اگر وہ دینے سے گریز کرے یا مر جائے تو دیت اس کے ذمہ باقی رہے گی اور وہ اس کے مال سے دی جائے گی، اور اگر مال نہ ہو تو دوسرے قرضوں کی طرح دیت بھی اس کے ذمہ باقی رہے گی۔

مسئلہ ۳۹۱۳۔ خطائے محض کے مظالم میں دیت لازم ہے، لیکن ''عاقلہ'' (یعنی مظالم کرنے والے کے باپ کی طرف سے اس کے خاندان والے) کے ذمہ ہے۔

مسئلہ ۳۹۱۴۔ باپ، اولاد، اولاد کی اولاد (پوتے)، اجداد، چچا، چچا کے بیٹے اور چچا کے پوتے یعنی باپ کے خاندان کے مرد عاقلہ سے عبارت ہیں۔

مسئلہ ۳۹۱۵۔ عاقلہ میں بالغ و عاقل اور صاحب استطاعت ہونا شرط ہے اگر کسی شخص کے عاقلہ نہ ہوں اور وہ پہلے غلام رہا ہو تو یہ دیت اس کے پہلے والے مالک کے ذمہ ہے اور اگر ضامن جریرہ

بھی نہ ہو تو خود اس کے ذمہ ہے اور اگر خود اس کے پاس مال نہ ہو تو امام علیہ السلام کے ذمہ ہے۔

مسئلہ ۳۹۱۶۔ مظالم کے واقع ہونے کے بعد سے ایک سال تک عمدی قتل کی دیت دے دینا چاہیئے اور شبہ عمد اور خطا کی دیت تین سال کے اندر دے دینا چاہیئے۔

مسئلہ ۳۹۱۷۔ مسلمان کے قتل کی دیت درج ذیل چھ چیزوں میں سے کوئی ایک ہے:

۱۔ ۱۰۰ اونٹ

مسئلہ ۳۹۱۸۔ قتل عمدی میں احتیاط واجب یہ ہے کہ اونٹ چھٹے سال میں داخل ہوں۔

مسئلہ ۳۹۱۹۔ شبہ عمد کے قتل میں ۳۳ اونٹ ایسے ہوں جو چوتھے سال میں داخل ہوں اور ۳۳ ایسے ہوں جو پانچویں سال میں داخل ہوں اور ۳۴ اونٹنیاں ایسی ہوں جو دو بچے دے چکی ہوں اور احتیاط واجب کی بنا پر چاہیئے کہ سب حاملہ ہوں یا ۳۰ اونٹ ایسے ہوں جو تیسرے سال میں داخل ہوں اور ۳۰ ایسے ہوں جو چوتھے سال میں داخل ہوں اور ۴۰ اونٹنیاں ایسی ہوں جو دو بچے دے چکی ہوں یا نویں سال میں داخل ہوں۔

مسئلہ ۳۹۲۰۔ خطائے محض کے قتل میں بنا بر احتیاط واجب چاہیئے کہ ۲۰ اونٹ ایسے ہوں جو دوسرے سال میں داخل ہوں اور ۲۰ ایسے ہوں جو تیسرے سال میں داخل ہوں اور ۳۰ اونٹنیاں ایسی ہوں جو تیسرے سال میں داخل ہوں اور ۳۰ ایسی ہوں جو چوتھے سال میں داخل ہوں۔

مسئلہ ۳۹۲۱۔ ان تمام میں طرفین ان کے علاوہ پر موافقت کر سکتے ہیں۔

۲۔ ۲۰۰ گائے

مسئلہ ۳۹۲۲۔ بہتر یہ ہے کہ گائیں تیسرے سال میں داخل ہوں، اگرچہ ہر وہ چیز جسے عرف میں

گائے کہا جائے اس کے لئے کافی ہے۔

۳۔۱۰۰۰ بھیڑ

مسئلہ۳۹۲۳۔شبہ عمد کے قتل میں احتیاط واجب یہ ہے کہ بھیڑ نر ہوں۔

۴۔۱۰۰۰ دینار سونا

ہزار دینار سونا تقریباً چار کیلو ۲۵۰ گرام ہوتا ہے۔

۵۔۱۰۰۰۰ درہم چاندی

دس ہزار درہم تقریباً ۲۹ کیلو ۷۵۰ گرام ہوتا ہے۔

۶۔۲۰۰ حلے

مسئلہ۳۹۲۴۔ ہر حلہ میں چاہیئے کہ دو ٹکڑے ہوں تاکہ ایک سے بدن کا اوپری حصہ اور ایک سے نیچے کا حصہ ڈھانکا جا سکے، اور احتیاط واجب کی بنا پر چاہیئے کہ یہ حلے برد یمانی ہوں۔

مسئلہ۳۹۲۵۔ دیت کی تمام چھ قسموں میں عورت کی دیت مرد کی آدھی ہے۔

مسئلہ۳۹۲۶۔احتیاط واجب یہ ہے کہ دیت کے انتخاب میں دیت دینے والے کے پیشہ کا لحاظ کیا جائے مثلاً اونٹ رکھنے والوں سے اونٹ، گائے رکھنے والوں سے گائے، بھیڑ رکھنے والوں سے بھیڑ اور سونار سے درہم و دینار لیا جائے، لیکن اگر آج کل کے شہر والوں کی مانند ہوں کہ ان میں سے کوئی بھی پیشہ نہ ہو تو انہیں کے اوپر چھوڑ دیا جائے گا کہ جو چاہیں ان میں سے انتخاب کریں۔

مسئلہ۳۹۲۷۔اگر حرم مکہ میں قتل کیا جائے تو اس کی دیت اور زیادہ ہوگی یعنی اس کی دیت حرم

کے علاوہ قتل کی دیت سے ایک تہائی زیادہ ہوگی۔

مسئلہ۳۹۲۸۔حرامزادہ یعنی جو ناجائز طریقہ سے پیدا ہوا ہے اگر باپ کے اتّباع میں اسلام کے حکم میں ہو یا بالغ ہونے کے بعد اسلام قبول کیا ہو یا ذمی کے حکم میں ہو تو اس کی دیت ۸۰۰ درہم ہے یعنی تقریباً دو کیلو ۳۳۰ گرام چاندی ہے اور اگر عورت ہو تو اس کا نصف یعنی ۴۰۰ درہم ہوگی۔

مسئلہ۳۹۲۹۔شبہناک بچہ یعنی وہ بچہ جو ماں باپ میں سے کسی ایک کی اشتباہ کی بنا پر پیدا ہوا ہو چاہے دوسرا جان بوجھ کر اس گناہ کا مرتکب ہوا ہو تو اس کی پوری دیت ہوگی۔

مسئلہ۳۹۳۰۔ پیٹ کے بچہ کی دیت اگر نطفہ ہو تو ۲۰ دینار سونا، اگر علقہ ہو تو ۴۰ دینار، اگر مضغہ ہو تو ۶۰ دینار، اگر ہڈی بن چکی ہو تو ۸۰ دینار اور اگر اس پر گوشت چڑھ چکا ہو تو ۱۰۰ دینار سونا ہے، اس دیت میں لڑکے اور لڑکی میں کوئی فرق نہیں ہے۔

مسئلہ۳۹۳۱۔ پیٹ کا وہ بچہ جس میں روح پڑ چکی ہو اس کی دیت کامل انسان کی دیت ہے۔

مسئلہ۳۹۳۲۔ نطفہ رحم مادر میں چالیس روز تک نطفہ رہتا ہے پھر علقہ میں تبدیل ہو جاتا ہے، علقہ چالیس دن تک رحم مادر میں علقہ رہتا ہے پھر مضغہ میں بدل جاتا ہے، مضغہ چالیس دن تک مضغہ رہتا ہے پھر ہڈی میں تبدیل ہو جاتا ہے پھر اس پر گوشت چڑھ جاتا ہے، جب بچہ پانچ مہینے کا ہو جاتا ہے تو اس میں روح آجاتی ہے، اور روح کے آجانے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اس کی ماں بچہ کے ہلنے کو محسوس کرے کیوں کہ ماں بچہ کے ہلنے کو چار ماہ سے ہی محسوس کرتی ہے۔

مسئلہ۳۹۳۳۔کیا مختلف حالات میں دیت کا بڑھنا تدریجی طور پر ہے؟ ان معنی میں کہ ہر مرحلہ کے آغاز ہونے کے بعد ہر روز آدھا دینار اس پر بڑھتا رہے؟ اس کے لئے دو وجہیں اور دو احتمال ہیں، لہٰذا احتیاط واجب یہ ہے کہ مصالحت کے ذریعہ احتیاط کی رعایت کی جائے۔

مسئلہ ۳۹۳۴۔ اگر کسی عورت کو قتل کیا جائے اور اس کے پیٹ میں بچہ مر جائے اور معلوم نہ ہو سکے کہ لڑکا تھا یا لڑکی، تو اس کی دیت لڑکی کی نصف دیت کے علاوہ لڑکے کی دیت کے نصف ہے۔ (یعنی ۷۵۰ دینار)

مسئلہ ۳۹۳۵۔ اگر ماں بچہ کو ساقط کرنے کے لئے دوا کھائے تو اسے چاہیئے کہ اس کی دیت خود دے، اگر ڈاکٹر آپریشن وغیرہ کے ذریعہ ساقط کرے تو اسے چاہیئے کہ اس کی دیت دے، مگر یہ کہ محض اشتباہ ہو تو اس صورت میں اس کی دیت عاقلہ پر ہے یعنی جو اس بچہ کے ساقط کرنے میں باعث ہوا ہے اس کے باپ کی طرف سے اس کے خاندان والے دیت دیں۔

مسئلہ ۳۹۳۶۔ جیسا کہ اوپر کے مسئلہ سے معلوم ہوا کہ جو شخص براہ راست بچہ کو ساقط کرے وہ اس کی دیت دے لیکن جس نے اس کی اجازت دی ہے جیسے باپ، ماں یا اور کوئی اگر چہ یہ گناہ کے مرتکب ہیں لیکن دیت ان کے ذمہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۹۳۷۔ پیٹ کے بچہ کی دیت بچہ کے قریب ترین خاندان والے جیسے ماں باپ کو ملے گی، لیکن اگر ان میں سے کسی ایک نے اس کے ساقط کرنے پر اقدام کیا ہو اور وہ اس کا قاتل ہو تو اس میں اس کا حصہ نہیں ہوگا، اور اگر دونوں اس کے قاتل ہوں تو کسی کو بھی دیت میں سے حصہ نہیں ملے گا اور ماں باپ کے بعد اس کے خاندان کے دوسرے قریبی افراد میراث میں بیان کی گئی ترتیب کے مطابق دیت تقسیم کریں گے۔

مسئلہ ۳۹۳۸۔ اگر بچہ ناجائز طریقہ سے ٹھہرا ہو تو اس کی دیت اگر نطفہ ہو تو ۱۶ درہم، علقہ ہو تو ۳۲ درہم مضغہ ہو تو ۴۸ درہم، ہڈی ہو تو ۶۴ درہم اور گوشت چڑھ چکا ہو تو ۸۰ درہم اور اگر روح بھی پڑ چکی ہو تو ایک ناجائز بچہ کی دیت یعنی ۸۰۰ درہم ہوگی۔

مسئلہ ۳۹۳۹۔ ایک درہم کا وزن تقریباً تین گرام ہے۔

مسئلہ ۳۹۴۰۔ اس بچہ کی دیت کہ جس کا نطفہ وطی بہ شبہ سے ٹھہرا ہے اس بچہ کی دیت کے برابر ہے جو صحیح النسب ہے، ماں باپ میں سے جس کے لئے امر تھا وہ بچہ کی دیت سے میراث پائے گا لیکن جس نے جان بوجھ کر اس گناہ کا ارتکاب کیا ہے وہ دیت سے میراث نہیں پائے گا۔

مسئلہ ۳۹۴۱۔ اگر کوئی شخص آزاد مسلمان میت کا سر جان بوجھ کر جدا کر دے یا اس کے مردہ کے ساتھ ایسا کام انجام دے کہ اگر وہ زندہ ہوتا تو مر جاتا تو اس کی دیت ۱۰۰ دینار ہے یعنی بے روح بچہ کی دیت ہے، چاہے میت مرد کی ہو یا عورت کی، اور اس کا کفّارہ نہیں ہے اور اگر حرامزادہ کی میت کے ساتھ ایسا کام کیا جائے تو اس کی دیت ۸۰ درہم (حرامی شخص کی دیت کا دسواں حصہ) حرامی بچہ کی دیت کے برابر ہے۔

مسئلہ ۳۹۴۲۔ اگر ایسا کام اشتباہ میں ہو تو اس کی دیت نہیں ہے بلکہ چاہیئے کہ قتل خطا کا کفّارہ دے۔

مسئلہ ۳۹۴۳۔ اگر کوئی شخص میت کا کوئی عضو کاٹ دے تو اس کی دیت زندہ انسان کے عضو کاٹنے کی دیت کا دسواں حصہ ہے۔

مسئلہ ۳۹۴۴۔ میت کے عضو کاٹنے کی دیت اس کے ترکہ کا جزء نہیں ہے اور ورثاء کو اس سے کوئی میراث نہیں ملے گی بلکہ اس کی طرف سے دیت کار خیر میں خرچ کی جائے گی، لیکن اگر مرنے والا مقروض ہو اور اس کا ادا کرنا ممکن نہ ہو تو اس دیت سے اس کے قرض کو ادا کیا جا سکتا ہے کہ یہ کار خیر کی بہترین جگہوں میں سے ایک ہے۔

مسئلہ ۳۹۴۵۔ اگر مرنے والے کی گردن پر واجب حج ہو اور اس کے اموال حج کی نیابت کے لئے کافی نہ ہوں تو اس کی دیت سے اس کی نیابت میں واجب حج انجام دیا جا سکتا ہے بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر یہ اس کے قرضوں پر مقدم ہے اور لازم ہے کہ اس کی دیت حاکم شرع کو دیں تاکہ

حاکم شرع کے ذریعہ اس راستہ میں خرچ ہو۔

مسئلہ ۳۹۴۶۔ پیٹ کے بچہ کی دیت اور میت کے اعضاء کاٹنے کی دیت ہم نے دینار کے اعتبار سے بیان کی ہے، لیکن دینار کو کوئی خصوصیت نہیں ہے بلکہ چھ جگہوں میں سے کسی ایک کا دسواں حصہ دیا جائے تو کافی ہوگا سوائے حرامزادہ کی دیت کے، کیوں کہ یہاں فقط درہم دینا ہوگا۔

مسئلہ ۳۹۴۷۔ تربیت یافتہ کتّے کی دیت ۴۰ درہم ہے لیکن اگر کوئی باغ اور چمن کی حفاظت کرنے والے کتّے کو جان سے مار دے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے اس کی قیمت دینا ہوگی اگر چہ دیوار کا کوئی حصار نہ ہو۔

مسئلہ ۳۹۴۸۔ سور اور دیگر کتّے کی کوئی ضمانت نہیں ہے مگر یہ کہ کافر ذمی کے ہوں اور وہ ذمی کے احکام کی رعایت کرتا ہو تو ان کے قتل کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ ان کی قیمت ادا کرے۔

مسئلہ ۳۹۴۹۔ اگر کوئی حاملہ حیوان کو مارے اور اس کا بچہ ساقط ہو جائے تو چاہیئے کہ اس حیوان کی قیمت کا دسواں حصہ حیوان کے مالک کو دے۔

مسئلہ ۳۹۵۰۔ اگر کوئی شخص کسی چوپائے کی آنکھ نکال لے تو چاہیئے کہ وہ اس حیوان کی قیمت کا چوتھائی حصہ اس حیوان کے مالک کو دے۔

مسئلہ ۳۹۵۱۔ ان جگہوں کے علاوہ اگر کسی حیوان کو مارے اور وہ مر جائے تو چاہیئے کہ اس کی قیمت اس کے مالک کو دے اور اگر زخمی ہو جائے تو سالم اور زخمی حیوان کی قیمتوں میں جتنا فرق ہے اس فرق کو اس حیوان کے مالک کو دے۔

تکملہ

قبائلی لوگوں کے مسائل

قبائل کے درمیان خصوصاً بادیہ نشینوں میں شکنجہ اور جرمانہ وغیرہ جیسے کچھ مسائل رائج تھے کہ جن کے ذریعہ وہ ان مشکلات کو حل کرتے تھے کہ جو آپس میں ایک دوسرے پر ظلم وستم کے نتیجہ میں پیدا ہوتی تھیں۔

یہ مسائل کچھ نظریات پر مشتمل تھے جن میں سے بعض درج ذیل ہیں:

۱۔ قبیلہ کے رؤسا کو فیصلہ اور مشکلات کو حل کرنے کے لئے انتخاب کرتے تھے جبکہ یہ شرعی نقطہ نظر سے صحیح نہیں ہے کیوں کہ فیصلہ اور قضاوت کا حق صرف حاکم شرع کو ہے کہ جو عادل فقیہ سے عبارت ہے وہ دین و دنیا کے امور میں مورد اعتماد ہوتا ہے اور الٰہی فرمان کے جاری کرنے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتا۔

مسئلہ ۳۹۵۲۔ جو شخص جامع الشرائط مجتہد نہیں ہے اس کے لئے قضاوت کرنا حرام ہے چاہے شریعت مقدسہ کے مطابق ہی ہو اور اس کی قضاوت کسی کے حق میں نافذ نہیں ہوگی اور اس کی طرف رجوع کرنا طاغوت کو حَکَم و منصف قرار دینے کے مترادف ہے، جیسا کہ اس سلسلہ میں قرآن کریم کا ارشاد ہے:

"یریدون ان یَتَحَاکموا الی الطاغوت و قد امروا ان یکفروا به و یرید الشیطان ان یضلّهم ضلالاً بعیداً"

"کس طرح وہ طاغوت اور سرکش لوگوں کو اپنا حَکَم قرار دیتے ہیں، جبکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ طاغوت کا انکار کریں اور شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ گمراہی میں انہیں دور تک کھینچ لے جائے۔"

مسئلہ ۳۹۵۳۔ اگر قبایل کے رؤساء کی طرف رجوع کرنا انہیں حَکَم قرار دینے کے عنوان سے نہ ہو بلکہ اس اعتبار سے ہو کہ انہیں اعتماد ہے کہ وہ شریعت مقدس کے حکم کو بجا بیان کریں گے اور اسے نافذ کریں گے تو کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ وہ بھی شریعت مقدس کے حکم کو اس مرجع تقلید سے سیکھ کر نافذ کریں کہ جس کی تقلید کرنا ان پر لازم ہے، اور اس کے علاوہ انہیں سو فی صد اطمینان ہو کہ وہ حکم کی شناخت میں اشتباہ سے دوچار نہیں ہوئے ہیں۔

مسئلہ ۳۹۵۴۔ اگر قبیلہ کے رؤساء کی طرف رجوع کرنا اس مقصد کے تحت ہو کہ وہ ان کے مشکلات کو جس طرح بھی مناسب سمجھیں اپنی چودھراہٹ کے ذریعہ حل کریں اور اپنی رائے کو دوسروں پر زبردستی حمل نہ کریں، تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

۲۔ قبائلی لوگوں کے درمیان کچھ ایسے امور انجام دیئے جاتے ہیں کہ جنہیں عرف میں ظلم سمجھا جاتا ہے اگر چہ شرعی نقطہ نظر سے ظلم نہیں ہے جیسے کسی شخص کی شادی کسی ایسی عورت سے کرنا کہ جس کے گھر والوں سے اجازت نہ لی گئی ہو اور اس عورت کے گھر والوں کی اجازت کے بغیر خاندان تشکیل دینا، یہ چیزیں اس وقت واقعاً ظلم سمجھی جائیں گی جبکہ باپ کے موجود ہوتے ہوئے اس کی بیٹی کی شادی اس کی اجازت کے بغیر کردی جائے لیکن اس کے علاوہ ظلم نہیں ہے اور اس میں رخنہ ڈالنا مناسب بھی

نہیں ہے، لہذا یہ حکم کرنا کہ یہ سارے کام ظلم وستم، شکنجہ اور جرمانہ ہیں قرآن کے برخلاف ہے، جیسا کہ خدا کا ارشاد ہے:

"جو شخص خدا کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرے گا وہ فاسقوں میں شمار ہوگا"

(مائدہ آیت ۔۴۷)

"جو شخص خدا کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہیں کرے گا وہ ظالموں میں سے شمار ہوگا" (مائدہ آیت ۔۴۵)

"جو شخص خدا کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہیں کرے گا وہ کافروں میں سے شمار ہوگا" (مائدہ آیت ۔۴۴)

"کیا یہ لوگ جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں جبکہ صاحبان یقین کے لئے اللہ کے فیصلہ سے بہتر کسی کا فیصلہ ہو سکتا ہے؟" (مائدہ آیت ۔۵۰)

مسئلہ ۳۹۵۵۔ معاشرہ میں بہت سی جفائیں کی جاتی ہیں جو شرعی طور پر بڑا گناہ شمار ہوتی ہیں کہ جن کی روک تھام نہی از منکر کے عنوان سے لازمی ہے جیسے بہت سی بدکرداریاں اور برائیاں ہیں کہ جن کی فوری سزا جرمانہ، قید یا شکنجہ نہیں ہے، ان جگہوں میں فوری جرمانہ وغیرہ اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق نہیں ہے۔

۳۔ فاسق و گنہگار خاندانوں پر جرمانہ کرنا اور انہیں قتل خطاء کی دیت دینے کے بجائے قبیلہ کے افراد کو خسارہ کے جبران پر مجبور کرنا جائز نہیں ہے کیوں کہ اس کی دیت عاقلہ کے ذمہ ہے، اور خدا کے نازل کردہ حکم کے برخلاف ہے۔

۴۔ فاسق و گنہگار شخص اور اس کے خاندان کے افراد کے لئے جرمانہ اور سزا کا معین کرنا خدا کے

نازل کردہ حکم کے خلاف فیصلہ کرنا ہے۔

مسئلہ ۳۹۵۶۔ اگر یہ تینوں مقامات گاؤں کے مکھیا اور چودھری کے ذریعہ مشکلات کو برطرف کرنے کے طریقوں میں سے ہوں اور حکم و فیصلہ کے عنوان سے نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن شرط یہ ہے کہ لوگ ان کے فیصلہ کو ہنسی خوشی تسلیم کریں اور کسی قسم کی زبردستی نہ ہو۔

مسئلہ ۳۹۵۷۔ فاسق و گنہگار شخص سے جو جرمانہ لیا جاتا ہے اگر وہ دیت کے عنوان سے نہ ہو تو شرعاً جائز نہیں ہے مگر یہ کہ مکھیا اور چودھری کے ذریعہ ہو اور جو شخص وہ پیسے دے رہا ہے وہ راضی ہو۔

مسئلہ ۳۹۵۸۔ اگر یہ جرمانے ان چیزوں کے لئے ہوں کہ جن کے لئے شرعاً دیت ہے تو یہ جرمانے مقتول کے ورثاء یا خود زخمی شخص کو ملیں گے نہ کہ قبیلہ کے افراد کو، کیوں کہ زخمی شخص یا مقتول کے ورثاء کی اجازت کے بغیر ان کو استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

مسئلہ ۳۹۵۹۔ جفا کار اگر جفا کی دیت قبیلہ کے سردار کو دے اور وہ مال زخمی شخص یا مقتول کے ورثاء کو نہ ملے تو وہ بری الذمہ نہ ہوگا۔

مسئلہ ۳۹۶۰۔ اگر زخمی یا مقتول کے ورثاء قبیلہ کے سردار کو دیت لینے کے لئے اپنا وکیل بنائیں تو اس صورت میں جفا کار اگر جفا کی دیت قبیلہ کے سردار کو دے اور وہ مال زخمی شخص یا مقتول کے ورثاء کو نہ ملے، تو وہ بری الذمہ ہوگا۔

مسئلہ ۳۹۶۱۔ شریعت میں جو دیت معین کی گئی ہے عام طور پر اس سے کم پر موافقت کی جاتی ہے، لہذا اگر زخمی یا مقتول کے ورثاء مجرم کو بری کر دیں اور باقی دیت سے چشم پوشی کریں تو مجرم بری الذمہ ہو جائے گا لیکن اگر ایسا نہیں ہے تو جتنی دیت ادا کی ہے اتنے سے بری الذمہ ہے اور باقی دیت اس کے ذمہ باقی رہے گی۔

مسئلہ ۳۹۶۲۔ اگر زخمی شخص یا مقتول کے ورثاء چھوٹے ہوں تو ان کے ولی بری الذمہ کرنے کا حق نہیں رکھتے کیوں کہ یہ بچے کی مصلحت کے خلاف ہے لہذا مجرم نے جتنا ادا کیا ہے وہ اتنے ہی سے بری الذمہ ہوگا۔

مسئلہ ۳۹۶۳۔ اگر زخمی شخص یا مقتول کے وارث دیت سے راضی ہو جائیں تو وہ دوبارہ قانونی عدالتوں میں شکایت نہیں کر سکتے اور نہ ہی عرفی قوانین کے مطابق قصاص اور سزا کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۳۹۶۴۔ اگر فاسق و گنہگار شخص کو سرکاری عدالتیں اس کی زیادتی و سرکشی کی بنا پر گرفتار کر لیں تو خود زخمی شخص یا مقتول کے وارث پر یہ ضروری نہیں ہے کہ اس کے آزاد کرنے کے لئے کوشش کریں مگر یہ کہ اس کی گرفتاری کے لئے موافقت کی ہو۔

مسئلہ ۳۹۶۵۔ شرعی موازین کے برخلاف حکم دلانے کی کوشش کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۹۶۶۔ اگر یہ کوشش آپس میں مصالحت کرنے اور شرعی طور پر دیت کا حق رکھنے والے سے دیت کو کم کرانے کی غرض سے ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۹۶۷۔ اگر یہ مداخلت و کوشش اصلاح کی خاطر اور فتنہ کی آگ بجھانے کے لئے ہو کہ جو شارع کی نظر میں اہمیت کا حامل ہے تو کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ کبھی یہ کام واجب ہو جاتا ہے تاکہ اس کے ذریعہ خونریزی فتنہ و فساد اور ہتک حرمت سے روکا جا سکے۔

ہم خداوند عالم کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ وہ مصلح اور کار خیر کرنے والوں کو کامیاب کرے اور مومنین کو توفیق مرحمت فرمائے کہ وہ دین اور اس کے احکام اور اسلام کے حیات بخش تعلیمات کی پابندی کریں تا کہ وہ ہرگز زمانہ جاہلیت کے قوانین کی طرف نہ پلٹیں اور دینی عزت وحرمت کو ہاتھ سے نہ جانے دیں، خدا ہی مدد کرنے والا اور توفیق دینے والا ہے۔

یہاں یہ رسالہ شریفہ (توضیح المسائل) اختتام کو پہنچا جسے میں نے بروز جمعہ ۲ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ کو نجف اشرف میں مکمل کیا۔

ہم قادر مطلق کی بارگاہ میں دست بدعا ہیں کہ وہ مسلمانوں کے امور کی اصلاح کرے، مومنین کے اعمال کو قبول فرمائے اور ان کا دنیا وآخرت میں انجام بخیر ہو۔

آمین

”وماتوفیقی الّا بالله ،علیه توکّلت و الیه انیب“

فہرست

احکام تجارت ۵
مقدمہ ۵
حرام کمائی اور تجارت کے بارے میں ۵
تکملہ ۱۵
پہلی فصل ۲۵
عقد بیع ۲۵
دوسری فصل ۲۸
خریدنے اور بیچنے والے کے شرائط ۲۸
تیسری فصل ۳۲
جنس کے شرائط اور اس کی قیمت ۳۲
چوتھی فصل ۳۹
خیارات کے احکام ۳۹

۱۔خیار مجلس ۴۰
۲۔خیارِ حیوان ۴۱
۳۔خیار شرط ۴۱
۴۔خیار غبن ۴۲
۵۔خیارِ تاخیر ۴۴
۶۔خیارِ رویت ۴۵
۷۔خیار عیب ۴۶
۸۔خیارِ تخلّف وصف ۴۸
۹۔خیار تبعّض صفقہ ۴۹
۱۰۔خیار تخلف شرط ۵۰
پانچویں فصل ۵۳
احکام شرط ۵۳
چھٹی فصل ۵۷
پیسہ ادا کرنے اور مال لینے کے احکام ۵۷
ساتویں فصل ۶۲
نقد اور ادھار کے احکام ۶۲

آٹھویں فصل ۶۵
راس المال کے احکام ۶۵
نویں فصل ۶۸
سود کے احکام ۶۸
دسویں فصل ۷۷
سلف (یعنی پہلے سے فروخت کرنے) کے احکام ۷۷
گیارہویں فصل ۸۲
پھلوں، غلّات اور سبزیوں کی خرید و فروخت کے احکام ۸۲
بارہویں فصل ۸۸
اقالہ کے احکام ۸۸
شفعہ کے احکام ۹۰
پہلی صورت ۹۱
حق شفعہ کے حدود کی تعیین ۹۱
دوسری صورت ۹۵
شفعہ کا حقدار ۹۵
۱۔ اسلام ۹۵

۲۔ صرف ایک شریک ہو ۹۵
۳۔ طے شدہ قیمت ادا کرے ۹۷
تیسری صورت ۹۹
احکام شفعہ ۹۹
اجارہ کے احکام ۱۰۱
پہلی فصل ۱۰۱
ارکانِ اجارہ ۱۰۱
پہلا موضوع ۱۰۱
دوسرا موضوع ۱۰۲
دوسری فصل ۱۰۷
احکامِ اجارہ ۱۰۷
تکملہ ۱۱۸
پگڑی کے احکام ۱۱۸
خاتمہ ۱۱۹
مال کے منافع سے استفادہ کرنے کے دوسرے طریقے ۱۱۹
پہلی بحث ۱۲۰

منافع سے استفادہ کرنے کی اجازت اور اس کا کرایہ اپنے ذمہ لینا........ ۱۲۰

دوسری بحث ۱۲۲

جعالہ ۱۲۲

مضاربہ کے احکام ۱۲۵

مزارعہ اور مساقات ۱۳۳

(کھیتی باڑی اور سینچائی) کے احکام ۱۳۳

پہلی بحث ۱۳۳

احکام مزارعہ ۱۳۳

دوسری بحث ۱۳۷

سینچائی و آبیاری کے احکام ۱۳۷

تیسری بحث ۱۳۹

بعض وہ احکام جو مزارعہ اور مساقات میں مشترک ہیں................. ۱۳۹

احکام عاریت ۱۴۳

ودیعت (امانت) کے احکام ۱۴۵

شراکت کے احکام ۱۵۱

مقابلہ اور تیر اندازی کے احکام ۱۵۹

ادھار اور قرض کے احکام ۱۶۳

تکملہ ۱۷۵

تقاصّ کرنے سے متعلق ۱۷۵

رہن کے احکام ۱۷۷

کفالت کے احکام ۱۸۹

ضامن ہونے کے احکام ۱۹۳

حوالہ کے احکام ۱۹۷

تکملہ ۱۹۹

حجر کے احکام ۲۰۱

۱۔ کمسنی ۲۰۱

۲۔ دیوانگی ۲۰۳

۳۔ سفاہت ۲۰۳

۴۔ دیوالیہ ۲۰۵

تکملہ ۲۰۷

ولی سے متعلق ۲۰۷

صلح کے احکام ۲۱۱

وکالت کے احکام ۲۱۵
ہبہ کے احکام ۲۲۱
صدقات واوقاف کے احکام ۲۲۵
پہلی بحث ۲۲۷
وقف کے احکام ۲۲۷
پہلی فصل ۲۲۷
وقف کی حقیقت اوراس کے اقسام ۲۲۷
دوسری فصل ۲۳۱
صیغۂ وقف اوراس کے شرائط ۲۳۱
تیسری فصل ۲۳۹
وقف کے احکام ۲۳۹
چوتھی فصل ۲۴۸
حبس، سکنیٰ، عمریٰ اور رقبیٰ کے احکام ۲۴۸
دوسری بحث ۲۵۱
صدقات کے احکام ۲۵۱
وصیت کے احکام ۲۵۹

پہلی فصل ۲۶۱
دوسری فصل ۲۶۵
وصیت کرنے والے اور وصیت سننے والے کے احکام ۲۶۵
تیسری فصل ۲۶۸
وصی کے احکام ۲۶۸
چوتھی فصل ۲۷۲
ان چیزوں کے احکام جن کے بارے میں وصیت کی جاتی ہے ۲۷۲
پانچویں فصل ۲۷۹
وصیت کے احکام ۲۷۹
چھٹی فصل ۲۸۳
وصیت کے ثابت ہونے کے طریقے ۲۸۳
تکملہ ۲۸۶
قطعی تصرفات کے احکام ۲۸۶
شادی بیاہ کے احکام ۲۸۹
مقدمہ ۲۹۳
پہلی فصل ۳۰۰

شادی کے آداب ورسوم ۳۰۰

دوسری فصل ۳۰۶

عقد نکاح اور عقد کے ولی کے احکام ۳۰۶

تیسری فصل ۳۱۱

نکاح کے حرام ہونے کے اسباب ۳۱۱

پہلا: نسب (محرمات نسبی) ۳۱۱

دوسرا: نکاح (محرمات سببی) ۳۱۲

تیسرا: رضاعت (دودھ پلانا) ۳۱۶

چوتھا: لعان ۳۲۰

پانچواں: طلاق ۳۲۰

چھٹا: کفر ۳۲۱

چوتھی فصل ۳۲۵

عقد موقّت (متعہ) ۳۲۵

پانچویں فصل ۳۲۸

وہ عیوب جن کی وجہ سے عقد کو فسخ کیا جا سکتا ہے ۳۲۸

چھٹی فصل ۳۳۳

مہر کے احکام ۳۳۳

ساتویں فصل ۳۳۸

تقسیم اور عورت کے نافرمان ہونے کا احکام ۳۳۸

آٹھویں فصل ۳۴۲

اولاد کے احکام ۳۴۲

نویں فصل ۳۵۵

نان ونفقہ کے احکام ۳۵۵

احکام طلاق اور اس کے ملحقات ۳۶۳

پہلی فصل ۳۶۵

حقیقت طلاق، صیغہ طلاق اور طلاق کا اختیار رکھنے والا ۳۶۵

دوسری فصل ۳۶۹

شرائط طلاق ۳۶۹

تیسری فصل ۳۷۶

طلاق کے احکام ۳۷۶

چوتھی فصل ۳۸۲

عدۃ کے احکام ۳۸۲

پانچویں فصل ۳۹۳
طلاق خلع ومبارات کے احکام ۳۹۳
چھٹی فصل ۳۹۹
احکام ظہار ۳۹۹
ساتویں فصل ۴۰۴
ایلاء کے احکام ۴۰۴
نذر، عہد اور قسم کے احکام ۴۰۷
پہلی فصل ۴۰۷
نذر کرنے والے، عہد کرنے والے اور قسم کھانے والے کے احکام ۴۰۷
دوسری فصل ۴۰۹
نذر وعہد اور قسم کے صیغے ۴۰۹
تیسری فصل ۴۱۲
نذر وعہد اور قسم کے احکام ۴۱۲
تکملہ ۴۱۸
کفّارہ کے احکام ۴۲۱
اقرار کے احکام ۴۳۱

غصب کے احکام ۴۳۵
بنجر زمینوں کو آباد کرنے کے احکام ۴۴۳
تکملہ ۴۴۸
عام جگہیں اور عام اموال ۴۴۸
گمشدہ کے احکام ۴۵۵
پہلی فصل ۴۵۵
لقیط (پڑے ہوئے بچے) کے احکام ۴۵۵
دوسری فصل ۴۵۸
ضالّہ (گمشدہ حیوان) کے احکام ۴۵۸
تیسری فصل ۴۶۲
لقطہ (گمشدہ اشیاء) کے احکام ۴۶۲
تکملہ ۴۶۹
شکار کرنے اور حیوانات کے ذبح کرنے کے احکام ۴۷۳
پہلا باب ۴۷۳
شکار کے احکام ۴۷۳
پہلی فصل ۴۷۳

دوسری فصل ۴۷۹

دوسرا باب ۴۸۱

ذبح کرنے کے احکام ۴۸۱

پہلی فصل ۴۸۲

ذبح کرنے اور نحر کرنے کا طریقہ ۴۸۲

دوسری فصل ۴۸۵

ذبح اور نحر کرنے کے شرائط ۴۸۵

کھانے پینے کی چیزوں کے احکام ۴۸۹

پہلی فصل ۴۸۹

حرام گوشت حیوانات ۴۸۹

دوسری فصل ۴۹۲

تیسری فصل ۴۹۳

حیوان کے جامد اور سیال اجزاء ۴۹۳

چوتھی فصل ۵۰۰

بعض عمومی احکام ۵۰۰

میراث کے احکام ۵۰۵

پہلی فصل ۵۰۸

میراث کے موانع ۵۰۸

۱۔کفر ۵۰۸

۲۔قتل ۵۰۹

۳۔غلامی ۵۱۰

دوسری فصل ۵۱۱

پہلے گروہ کی میراث کے احکام ۵۱۱

تیسری فصل ۵۱۸

میراث کے دوسرے گروہ کے احکام ۵۱۸

چوتھی فصل ۵۲۲

میراث کے تیسرے گروہ کے احکام ۵۲۲

پانچویں فصل ۵۲۵

"ولایت" کے سبب میراث کے احکام ۵۲۵

۱۔ولی عتق ۵۲۵

۲۔ولی ضامن جریرہ ۵۲۵

۳۔ولی امامت ۵۲۶

تکملہ ۵۲۸
میراث کے بعض اہم مسائل ۵۲۸
دیت کے احکام ۵۳۳
۱۔عمدی ۵۳۳
۲۔شبہ عمد ۵۳۴
۳۔خطائے محض ۵۳۴
تکملہ ۵۴۲
قبائلی لوگوں کے مسائل ۵۴۲
فہرست ۵۴۹

دفتر حضرت آیت اللہ العظمیٰ

الحاج سید محمد سعید طباطبائی حکیم (مدظلہ)

جمہوری اسلامی ایران قم

www.alhakeem.org

بسم الله الرحمن الرحیم